کلام ربی

تالیف

پروفیسر حافظ ندیم احمد ٹیپو

چناب کالج اسلام آباد

0322 7812505

0311 7705321

مکتبہ شہید اسلام

اسلام آباد

موبائل: 0321 5180613

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

محمد عربی

کے نام

جن پر اللہ نے
اپنا پاک کلام
نازل کیا۔

Marfat.com

ن 38 ک
۱۲۳۹۹۵ ۲-

فہرست

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
1	وحی الٰہی	6
2	قرآن کلام ربی	13
3	قرآن قرآن کی نظر میں	39
4	قرآن حدیث پاک کی نظر میں	45
5	قرآن مستشرقین اور غیر مسلموں کی نظر میں	55
6	اسمائے قرآن	72
7	قرآن کی تاثیر	81
8	معلومات قرآن	128
9	کتب سابقہ	150
10	نزول قرآن	155
11	اعجاز قرآن	162
12	حفاظت قرآن	181
13	تلاوت قرآن	195
14	آداب قرآن	216
15	حفاظ قرآن	227
16	حقوق قرآن	239
17	مسائل قرآن	244
18	قصص القرآن	256

Marfat.com

19	واقعات قرآن	359
20	سائنس اور قرآن	390
21	اشعار قرآن	408
22	صحابہ اور قرآن	426
23	پیغام قرآن	430
24	حقیقت قرآن	432
25	قرآن اور انسانی حقوق	443
26	قرآن کے موتی	450
27	قرآن اور ہم	479
28	قرآن اور آخرت	486
29	کتابیات	492

Marfat.com

معلومات قرآن
ک 38 ن
۱۲۳۹۹۵ ۲-

فہرست

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
1	وحی الٰہی	6
2	قرآن کلام ربی	13
3	قرآن قرآن کی نظر میں	39
4	قرآن حدیث پاک کی نظر میں	45
5	قرآن مستشرقین اور غیر مسلموں کی نظر میں	55
6	اسمائے قرآن	72
7	قرآن کی تاثیر	81
8	معلومات قرآن	128
9	کتب سابقہ	150
10	نزول قرآن	155
11	اعجاز قرآن	162
12	حفاظت قرآن	181
13	تلاوت قرآن	195
14	آداب قرآن	216
15	حفاظ قرآن	227
16	حقوق قرآن	239
17	مسائل قرآن	244
18	قصص القرآن	256

Marfat.com

19	واقعات قرآن	359
20	سائنس اور قرآن	390
21	اشعار قرآن	408
22	صحابہ اور قرآن	426
23	پیغام قرآن	430
24	حقیقت قرآن	432
25	قرآن اور انسانی حقوق	443
26	قرآن کے موتی	450
27	قرآن اور ہم	479
28	قرآن اور آخرت	486
29	کتابیات	492

Marfat.com

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، جنت میں رکھا، پھر دنیا میں بھیج دیا، تاکہ اس کا امتحان لے سکے، جو کوئی اللہ تعالیٰ کو مان کر چلے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا ورنہ جہنم انسان کی منتظر ہے۔ انسان جب کوئی چیز بناتا ہے تو اس کے استعمال کا طریقہ بھی ساتھ لکھ دیتا ہے۔ ٹی وی، فریج، موبائل فون کے ساتھ ایک چھوٹی سی بک ہوتی ہے، کہ اس چیز کو کس طرح استعمال کرنا ہے، اگر اس ہدایت کے خلاف چیز کو استعمال کیا جائے تو چیز خراب ہو جاتی ہے، انسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا تو سب سے پہلے انسان کو بھی نبی بنا دیا، تاکہ وہ اپنی اولاد کو اللہ کا پیغام پہنچا سکے، حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو اللہ کی طرف بلاتے، نیکی کی تعلیم دیتے، بری باتوں سے منع کرتے، حضرت آدم علیہ السلام پر وحی نازل ہوتی اس میں معاشرتی معاملات اور دنیاوی ضروریات کے بارے میں بھی باتیں ہوتی تھیں، اور آخرت کے بارے میں بھی، انسانی جسم ایک مشین کی طرح ہے، ہر دور میں اللہ تعالیٰ انبیاء کے ذریعے اس کو چلانے کی ہدایات بھیجتا رہا، جو ان ہدایات پر عمل کرتے رہے ان کو کامیابی ملی، جو ان ہدایات کے خلاف چلے وہ دونوں جہانوں میں ناکام ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے چار کتابیں نازل کیں، اور بہت سے صحیفے نازل کئے۔

زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی، تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور آخری کتاب قرآن مجید ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ تورات، زبور، انجیل اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہیں صرف آسمانی اور الہامی کتابیں ہیں، اگر کوئی ان کو کلام الٰہی کہتا بھی ہے تو مجازی معنوں میں کہتا ہے، صرف حکمی معنوں میں کہتا ہے، تورات جب موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے کوہ طور پر بلایا اور تجلی ڈالی، کتاب تختیوں پر لکھی گئی، حضرت

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام کے دل پر انجیل کو القاء کر دیا، حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا اور وہ معبد کے اندر بیٹھ گئے، اور ان پر زبور نازل کر دی، ان کتابوں کے الفاظ کو اللہ نے خود نہیں بولا، قرآن کے ایک ایک لفظ کو اللہ نے خود بولا ہے، قرآن اللہ کا کلام ہے، اللہ کے اندر سے نکلی ہوئی چیز ہے، کلام وہ بات ہوتی ہے جو بولی جائے، اور قرآن کے نزول کی کیفیت بھی اس طرح ہے، اللہ اس کے الفاظ کو بولتے، جبرائیل علیہ السلام سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ان الفاظ کو دہرا دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کو یاد کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو لکھوا دیتے،

ایک حدیث میں ہے کہ قرآن سے تبرک حاصل کرو کیونکہ وہ اللہ کا کلام ہے، اور اس سے نکلا ہوا ہے،

حضرت علی کی مرفوع حدیث ہے، کہ تم قرآن کو لازم پکڑ لو، اور اس کو پیشوا اور قائد بنا لو، کیونکہ وہ رب العالمین کا کلام ہے، جو اس سے نکلا ہے، اور اس کی طرف لوٹ جائے گا، لہذا اس کے متشابہ پر ایمان لاؤ، اور اس کی مثالوں سے عبرت اور سبق حاصل کرو،

حضرت ابو داؤد سے مرفوعا مروی ہے کہ تم اللہ کا قرب اس چیز سے بڑھ کر کسی بھی چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود اس کی ذات کے اندر سے نکلی ہوئی ہے، تلاوت قرآن صفحہ 7

جب ہم قرآن پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے کلام کر رہا ہوتا ہے، دعائیہ آیات میں ہم اللہ سے کلام کر رہے ہوتے ہیں، اللہ ہمیں اپنے کلام پاک سے محبت اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

Marfat.com

وحی الٰہی

وحی کی تعریف اور ضرورت: اللہ تعالیٰ کا بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی انسان سے کلام کرنا وحی کہلاتا ہے، اس کی کئی صورتیں ہیں، بعض اوقات اللہ نے اپنے انبیاء سے براہِ راست کلام کیا، جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور پر، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرش پر کلام کیا، یا پھر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے پیغام بھجوادیا، بعض اوقات دل میں بات ڈال دی، بعض اوقات خواب میں وحی بھیج دی، وحی کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو اللہ کے پیغامات بتاتے تاکہ یہ دونوں جہان میں کامیاب ہو جائیں ۔ جس طرح خوراک ہماری ضرورت ہے، جب جسم کو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، انتڑیاں بھوک پیاس کو محسوس کرتے ہوئے کھانے پینے کی تیاری میں لگ جاتے ہیں، چونکہ جسم کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر بنایا اور مٹی سے بنایا اس کی ساری ضروریات بھی مٹی سے ہی نکالیں، ہمارے پھل، سبزیاں، غلے سب مٹی سے نکلتے ہیں، دودھ بھی چارے اور پانی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، پینے کا پانی بھی مٹی سے ہی نکلتا ہے، غرض ہماری تمام ضروریات زمین سے پوری ہوتی ہیں، جبکہ ہماری روح کو اللہ نے آسمانوں پر بنایا اس کی خوراک بھی آسمانوں سے نازل کی روح کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا قل الروح من امر ربی۔ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے، اب چونکہ روح اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اس لئے اس کی خوراک بھی اللہ رب العزت کے احکامات ہیں، چونکہ روح آسمانوں پر بنائی گئی اور جب انسان کو دنیا میں بھیج دیا گیا تو اللہ رب العزت کے احکامات بھی آنے شروع ہو گئے، تاکہ جسمانی خوراک کے ساتھ ساتھ انسان کو روحانی خوراک بھی ملتی رہے، اگر جسم کو خوراک نہ دیں تو وہ

Marfat.com

کمزور ہو جاتا ہے، اگر بالکل چھوڑ دیں تو آدمی مر جاتا ہے، اسی طرح اگر روح کو خوراک نہ دیں تو روح کمزور ہو جاتی ہے، اگر بالکل نہ دیں تو روح تباہی کے کنارے پر پہنچ جاتی ہے، اچھی بات کا اثر نہیں ہوتا بری بات کا غم نہیں ہوتا، آدمی جہنم کا مستحق بن جاتا ہے، انسانی جسم چونکہ عارضی چیز ہے، روح ہمیشہ رہے گی، جب جسم میں سے روح نکل جاتی ہے تو اس کو لاش کہتے ہیں، لاش لاشئی سے ہے جس کے معنی ہیں کچھ بھی نہیں، واقعی انسان روح کے بغیر کچھ بھی نہیں رہ جاتا، ہم لوگ جسم کی ضروریات کے لئے تو دن رات کوششیں کرتے ہیں، جسم کو صحت مند رکھنے خوبصورت رکھنے کے لئے بہت سے جتن کرتے ہیں لیکن کبھی ہم نے اپنی روح کو خوراک دینے، اسے خوبصورت بنانے کے لئے بھی صحیح معنوں میں کوشش کی ہے،

اپنا جسم چونکہ ہمیں نظر آتا ہے اس لئے ہم اس کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں اور روح ہمیں نظر نہیں آتی اس لئے ہم اس کی ضروریات کی فکر بھی نہیں کرتے، جسم کی بھوک پیاس ہمیں محسوس ہوتی ہے، جسم کی صفائی کی طرف ہماری توجہ رہتی ہے، لیکن روح چونکہ ایک غیبی چیز ہے، اس لئے اس کو ہم بھول جاتے ہیں، دنیا میں جسم کو فوقیت حاصل ہے، اس لئے جسم کی بھوک پیاس ہمیں محسوس ہوتی ہے، جبکہ روح کی بھوک پیاس اور دوسری ضروریات ہمیں محسوس نہیں ہوتیں،

اچھی روح نماز، روزے اور عبادات کی طرف رغبت رکھتی ہے، اگر اس کو اپنی خوراک نہ ملے تو اس کو بے چینی ہوتی ہے، اگر کوئی آدمی اس کو بالکل نظر انداز کر دے یعنی عبادات کے ذریعے اور اللہ رب العزت کے احکامات کے ذریعے روح کو خوراک نہ دے تو روح کی بے چینی اور احتیاج بھی ختم ہو جاتا ہے، اور آدمی کی توجہ بھی ادھر نہیں جاتی، اور بعض لوگ تو سرے سے عبادات اور احکامات کا انکار

Marfat.com

کر دیتے ہیں، جیسا کہ بیمار آدمی کو پھل میٹھے نہیں لگتے ، بھوک پیاس ختم ہو جاتی ہے، اسی طرح جو آدمی روحانی طور پر بیمار ہو جاتا ہے، اس کو نہ ہی روحانی بھوک پیاس لگتی ہے، نہ ہی عبادات میں حلاوت محسوس ہوتی ہے، جیسے بخار والے کو مٹھائی بھی کڑوی لگتی ہے، اسی طرح روحانی بیمار کو عبادات کڑوی لگتی ہیں، اچھائی کو پسند نہیں کرتا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے یہ بالکل غلط ہے، روح کی خوراک عبادات ہیں ، اور انتہائی ضروری ہیں، جیسے جسم کو جتنی اچھی خوراک دی جاتی ہے، جسم اتنا ہی خوبصورت ، طاقتور اور صحت مند ہوتا ہے، اسی طرح جتنا عبادات میں آدمی آگے بڑھتا رہتا ہے، روح اتنی ہی خوبصورت ، طاقتور اور صحت مند بنتی رہتی ہے، اور روح کو سنوارنے کا موقع صرف اسی دنیا کی زندگی میں ہے آگے جا کر موقع نہیں ملے گا، آج جس نے اپنی روح کو ناپاک کر لیا اسے بیمار کر لیا وہ اگلی دنیا میں جا کر سزا کا مستحق ہوگا، موسیقی اور برے اعمال روح کو گندا کرتے ہیں، اب اگر کوئی گندی روح اسے اپنی خوراک سمجھنے لگے تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں جیسا کہ خنزیر غلیظ ترین جانور ہے، لیکن انگریز اسے اپنی خوراک سمجھ کر کھاتے ہیں اگر ناپاک جسم کی خوراک سور ہو، اور ناپاک روح کی غذا موسیقی کو کہا جائے تو ہم اس کا کچھ نہیں کر سکتے روح کی خوراک اللہ رب العزت کے احکامات اور عبادات ہیں اور شروع میں ہی اللہ رب العزت نے وحی کا سلسلہ شروع کر دیا حضرت آدم پر وحی آنی شروع ہوئی اس میں احکامات دیئے جاتے ، انسان کو برائی سے روکا جاتا تھا تاکہ اس کی روح برباد نہ ہو، عبادات کی طرف توجہ دلائی جاتی تاکہ روح جو ہمیشہ رہنے والی ہے اس کو اس کی خوراک ملتی رہے، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام نبی بنائے گئے ان پر وحی نازل ہوئی وہ اپنے بہن بھائیوں کو اچھائی کا حکم دیتے برائی سے منع فرماتے ،

Marfat.com

تقریباً ہر دور میں انبیاء علیہ السلام آتے رہے اور ان کی تعلیمات جاری رہیں اللہ رب العزت نے بہت سی قوموں میں انبیا علیہ السلام بھیجے جیسے اللہ رب العزت نے انسانی ضروریات زمین میں رکھ دی ہیں، جیسا کہ ہمارے جسم کو سب سے زیادہ ضرورت ہوا کی ہے، یعنی سانس لینا، تو اللہ رب العزت نے ہوا کو ہر جگہ رکھ دیا ہے، پہاڑ ہو، جنگل ہو، یا صحرا ہو، ہوا آپ کو ہر جگہ آسانی سے ملے گی، پانی اس کو بھی اللہ رب العزت نے اکثر جگہوں پر رکھ دیا، کسی بھی جگہ پر بور کریں کنواں کھودیں اور پانی حاصل کر لیں، پھر خوراک بھی دنیا میں تھوڑی سی مشقت کے بعد مل جاتی ہے، روح جو ہمیشہ رہنے والی ہے، اس کی خوراک اور ضروریات کا بھی اس رب نے انتہائی اچھا انتظام فرمایا،

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا، ہر ایک پر وحی نازل فرمائی، بار بار اپنے پیغامات انسان تک پہنچائے تاکہ اس کی روح کو فائدہ ہو، روحانی خوراک اور ضروریات کو بھی اللہ رب العزت نے انتہائی آسانی کے ساتھ دنیا میں رکھ دیا ہے، جتنی اہم خواہش اور ضرورت ہوتی ہے اتنی آسانی سے دنیا میں مل جاتی ہے، چلنا، پھرنا ہر ایک کی ضرورت ہے، اللہ رب العزت نے ہر ایک کو پاؤں دے دیئے لیکن گاڑی ہر کسی کو نہیں دی، روٹی اہم ضرورت ہے یہ آسانی سے مل جاتی ہے، اور تقریباً ہر کوئی کھاتا ہے لیکن برگر ہر کوئی نہیں کھاتا، پانی ہر کسی کو آسانی سے مل جاتا ہے، لیکن جوس ہر کوئی آسانی سے نہیں پی سکتا، دنیا کی تعلیم پر بہت زیادہ اخراجات ہوتے ہیں کیونکہ یہ ہماری دنیا بناتی ہے، ہمارے جسم کو دنیاوی فائدے حاصل کر کے دیتی ہے اس لئے اس پر اخراجات ہوتے ہیں جب کہ دینی تعلیم روحانی تعلیم کو اللہ رب العزت نے ہر دور میں آسان کر دیا، ہر دور میں دینی اور روحانی تعلیم مفت ہی ملتی رہی، تمام انبیاء نے بغیر کسی اجرت اور معاوضے کے

Marfat.com

انسانوں کو تعلیم دی، ان سے کسی قسم کا اجر نہیں لیا، آج بھی قرآن کی تعلیم ہر جگہ پر مفت ہے جیسے ہوا مفت ہے، پانی مفت ہے اسی طرح روحانی خوراک قرآن کی تعلیم مفت ہے، عبادات پر کچھ خرچ نہیں ہوتا تاکہ مفت میں ہماری روح کو خوراک مل سکے، اور ایک اہم ضرورت وحی کی یہ بھی ہے کہ یہ انسان بھی ایک دن مر جائے گا، یہ دنیا بھی ختم ہو جائے گی، لیکن انسان کی روح باقی رہے گی اور آخرت آ کر رہے گی، اللہ رب العزت نے وحی کا سلسلہ جاری کیا تاکہ انسان آخرت میں بھی کامیاب ہو جائے، کیونکہ حقیقی کامیابی آخرت ہی کی کامیابی ہے، انسان کمزور ہے، اس کی تمام صلاحیتیں کمزور ہیں انسان ایک خاص حد تک دیکھ سکتا ہے، مزید آگے دیکھنے کے لئے دوربین کی ضرورت محسوس کرتا ہے، ہماری آواز تھوڑی دور تک جا سکتی ہے، زیادہ دور تک پہنچانے کے لئے اور زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر کی ضرورت پڑتی ہے، ہم ایٹم خلیے اور جراثیم کو صرف اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے، ان کو دیکھنے کے لئے ہمیں خوردبین کی ضرورت پڑتی ہے، یعنی ہمارے دیکھنے سننے بولنے کی ایک مخصوص حد ہے اس سے آگے ہم بے بس ہو جاتے ہیں اسی طرح ہماری عقل کی بھی ایک حد ہے اس سے آگے ہماری عقل ماؤف ہو جاتی ہے، وہاں پر وحی کی ضرورت پڑتی ہے، جیسے آنکھ کو دیکھنے کے لئے اندر بھی نور ہو یعنی آنکھ بالکل ٹھیک ہو، اور باہر بھی روشنی ہو، اگر سورج نہیں تو پھر اندھیرے میں بلب وغیرہ کی روشنی ہو تب ہم دیکھ سکیں گے، اگر آنکھ میں روشنی نہ ہو یا باہر روشنی نہ ہو تو ہم دیکھ نہیں سکیں گے، اس طرح عقل کے ساتھ ساتھ وحی کی راہنمائی بھی ہو، تو ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں گے، ورنہ نہیں، کیونکہ ہماری عقل تو بہت سی جگہوں پر کام کرنا چھوڑ دیتی ہے، ہمیں چھوٹی چھوٹی باتوں میں دوسروں سے مدد لینی پڑتی ہے، مشورے کی ضرورت ہوتی ہے، اور اللہ رب العزت

Marfat.com

جس نے سارے انسانوں کو پیدا کیا وہ بہتر سمجھتا ہے کہ انسانوں کی کامیابی کن چیزوں میں ہے، اس لئے اس نے اپنے برگزیدہ بندوں کی طرف وحی بھیجی،

وحی کی تین قسمیں ہیں، حضرت مریم علیہا السلام کی طرف وحی بھیجی گئی، لیکن اس کو القاء یا الہام کہیں گے، شہد کی مکھی کی طرف اللہ رب العزت نے وحی بھیجی، وَأَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ تو اس کو بھی القاء یا الہام کہیں گے، یہ ہرگز انبیاء علیہم السلام والی وحی کے ہم پلہ نہیں ہے، اصل وحی انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی وحی ہی ہے،

پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک وحی متلو یعنی جس کی تلاوت کی جائے وہ قرآن ہے، اور دوسری وحی غیر متلو وہ حدیث پاک ہے، وہ ہے تو اللہ رب العزت کی طرف سے وحی لیکن الفاظ نبی علیہ السلام کے ہیں اور ان کی تلاوت نہیں کی جاتی جبکہ قرآن اللہ رب العزت کا کلام ہے، اس کے ہر ہر لفظ کی تلاوت کی جاتی ہے،

وحی تو تمام انبیاء پر نازل ہوتی رہی، کچھ انبیا علیہم السلام پر مستقل طور پر صحیفے نازل ہوئے، جیسے حضرت آدم علیہ السلام پر ابراہیم علیہ السلام پر موسیٰ علیہ السلام پر، اور چار انبیاء علیہم السلام پر مستقل طور پر کتابیں نازل ہوئیں، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی اس میں زیادہ تر دعائیں اور مناجات تھیں، اس کا تذکرہ بھی بہت کم ملتا ہے، مستقل طور پر اس کو ماننے والی اس پر عمل کرنے والی کوئی قوم بھی نہیں، تورات کو یہودی مانتے ہیں، لیکن یہ اصلی حالت میں نہیں ہے، اس پر بار بار مصائب آئے، کئی بار اس کو جلایا گیا، پھر نئے سرے سے لکھا گیا، یہ اصلی حالت پر باقی نہیں ہے، انجیل کو عیسائی مانتے ہیں، یہ بھی اصل کتاب نہیں ہے، ایک وقت میں کئی انجیلیں بنالی گئیں تھیں یہ دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح عمریاں تھیں، جو مختلف لوگوں نے مختلف اوقات میں لکھی تھیں، اس لئے ان میں بہت زیادہ اختلاف تھا، ایک بڑے محقق عیسائی نے لکھا تھا کہ ایک وقت میں 136 اناجیل بن گئیں تھیں پادری آپس میں

Marfat.com

لڑتے تھے، آخر کار پوپ کے پاس بیٹھ کر سب نے مشورہ کیا فیصلہ ہوا کہ سب کو میز پر رکھ کر زور زور سے ہلایا جائے جو نیچے گر جائیں وہ جھوٹی اور جو اوپر رہ جائیں وہ سچی اناجیل ہوں گی، بس جب میز کو انتہائی زور سے بار بار ہلایا گیا، چار کتابیں میز پر پڑی رہیں باقی سب گر گئیں، تو سب نے ان کو سچا مان کر باقی سب اناجیل کو جلا دیا، یہ ہے آج کی انجیل کی کہانی، جو اصلی کتابیں تھیں یعنی تورات، زبور، انجیل ان پر ہمارا ایمان ہے وہ اللہ رب العزت کی سچی کتابیں تھیں، باقی رہا ویدوں کا مسئلہ تو ان کا اپنا دعویٰ بھی خدا کی کتابیں ہونے کا نہیں ہے، وہ خود کو آسمانی کتابیں نہیں کہتیں تو پھر ہم کس طرح کہنے لگیں ان کے بعض حصے اگر کسی زمانے میں انبیاء پر اترے بھی ہوں تو آج وہ بھی اصلی صورت میں نہیں ہیں، اوستا بھی خدا کی کتاب نہیں ہے، اور گرنتھ تو بابا گورونانک نے چند صدیاں پہلے لکھی اور قرآن کے بعد تو کوئی وحی نہیں کوئی خدا کی کتاب نہیں، اب مسئلہ یہ رہا کہ قرآن واقعی رب کا کلام ہے۔

Marfat.com

قرآن کلام ربّی:

اللہ رب العزت انبیاء علیہ السلام پر وحی نازل فرماتے اور انبیاء کو معجزات عطا فرماتے عام طور پر انبیاء علیہ السلام کو ان کے دور کے مطابق اور ضرورت کے مطابق معجزات عطا کئے جاتے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں بڑے بڑے بادشاہ تھے ان کی بڑی مضبوط حکومتیں تھیں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی ﴿رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي﴾ ۔سورہ:ص میرے رب مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ اس جیسی حکومت میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ اللہ رب العزت نے واقعی حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسی حکومت عطا فرمائی کہ قیامت تک ان جیسی حکومت کسی کو نہیں ملے گی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے چرند پرند، جن و انس، درندوں، جانوروں حتی کہ ہواؤں پر بھی حکومت عطا فرمائی، ہوائیں سلیمان کے تخت کو اڑا کر لے جاتیں، جنات ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے، اللہ رب العزت نے آپ کو انتہائی وسیع بادشاہت عطا فرمائی تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتی تھی، ان کے گھروں کے اندر کئی کمرے ہوتے ہیں، قوم ثمود پہاڑوں کو کاٹ سکتی تھی لیکن پہاڑ میں سے کوئی زندہ چیز تو نہیں نکال سکتی تھی، حضرت صالح علیہ السلام نے دعا فرمائی اللہ رب العزت نے پہاڑ میں سے زندہ اونٹنی کو نکال دیا اس نے نکلتے ہی بچہ بھی دے دیا۔

داؤد علیہ السلام کے دور میں لوگ ہتھیار بنانے کے ماہر تھے، جدید سے جدید ہتھیار تو بنائے جاتے تھے، لیکن ہتھیاروں سے بچنے کا کوئی سامان نہ تھا، اللہ رب العزت نے داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں لوہے کو نرم کر دیا اور ان کو ذرہ بنانے کا طریقہ

Marfat.com

سکھا دیا، لوگ اس ایجاد کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور صدیوں تک دنیا اس سے فائدہ اٹھاتی رہی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادو کا بڑا زور تھا، بڑے بڑے ماہر جادوگر اس دور میں موجود تھے، فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ستر ہزار جادوگروں کو اکٹھا کیا انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں، وہ سانپ بن گئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا وہ اژدھا بن گیا اور سارے سانپوں کو نگل گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام سارے جادوگروں پر غالب آگئے، اور تمام جادوگر آپ پر ایمان لے آئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں طب اپنے عروج پر تھی اس وقت کے طبیب ہر بیماری کا علاج کر لیتے تھے، لیکن ان کے پاس کوڑھ اور اندھے پن کا علاج نہیں تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے معجزات عطا فرمائے، آپ کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو اس کا کوڑھ ٹھیک ہو جاتا، عام اندھا تو کیا مادرزاد اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تو اس کو بینائی مل جاتی اور اس سے بڑھ کر اللہ رب العزت نے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ مردے کو قُم بِاِذنِ اللہ کہتے، مردہ اللہ رب العزت کے حکم سے زندہ ہو جاتا۔

جب ہمارے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دور آیا تو اہل عرب فصاحت و بلاغت میں کمال درجے پر پہنچ چکے تھے، ایک ایک آدمی کو ہزاروں اشعار یاد ہوتے ان کے چرواہوں کو کئی کئی دیوان زبانی فرفر یاد ہوتے، ایک ایک آدمی کو پورے پورے قبیلے کے نام اور نسب نامے یاد ہوتے، اور بعض آدمیوں کو کئی کئی قبیلوں کے نام اور نسب نامے یاد ہوتے، ان کو اونٹوں اور گھوڑوں کے نام اور نسب نامے یاد ہوتے، ان کا بچہ بچہ شاعر اور ادیب تھا، ایک بچے نے دس سال کی عمر تک شعر نہ کہا،

Marfat.com

اس کے باپ نے اپنے کسی عزیز کو تلوار دی اور کہا کہ اس نے دس سال کی عمر تک شعر نہیں کہا اس کے نسب میں شک محسوس ہوتا ہے، ہمارا بچہ ہو اور شعر نہ کہے یہ کیسے ہو سکتا ہے، اس کی گردن کاٹ دو، اسی وقت بچے نے شعر کہ دیا یہ بچہ بڑا ہو کر چوٹی کا شاعر بنا، اس کا نام امراء القیس تھا،

گویا کہ شعر و شاعری، فصاحت و بلاغت اہل عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، یہ خود کو زبان آور کہتے اور دنیا کو گونگا کہتے اور دنیا واقعی ان کے سامنے گونگی تھی، یہ لوگ بادشاہوں کے درباروں میں جاتے تو اپنی زبان سے لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے، بادشاہوں کے درباری ان کے سامنے زبان نہ ہلا سکتے ان کے سامنے خاموش ہو جاتے لیکن جب قرآن آیا تو یہ قرآن کے سامنے گونگے ہو گئے، قرآن نے ان سب کو خاموش کر دیا،

ہمارے پیارے نبی ﷺ پر غار حرا میں جب سب سے پہلی وحی نازل ہوئی پھر سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو آپ نے ان لوگوں کو دعوت دینی شروع کی، اس پر چند خوش نصیب ایمان لے آئے، اکثریت نے مخالفت شروع کر دی، قرآن چونکہ اللہ رب العزت کا کلام تھا، اس کا مقابلہ ہرگز نہیں کیا جا سکتا تھا، جیسا کہ رب کے بنائے ہوئے سورج جیسا سورج انسان نہیں بنا سکتا، چاند نہیں بنا سکتا، زمین نہیں بنا سکتا، حتی کہ آج تک انسان ایک سیب یا ایک دانہ انگور نہیں بنا سکا، ایک مکھی مچھر یا ان کا پر نہیں بنا سکا، تو انسان رب کے کلام جیسا کلام کیسے بنا سکتا ہے،

جب کفار مکہ نے یہ پہلا کلام سنا تو حیران رہ گئے، کوشش کی کہ اس جیسا کلام بنا کر پیش کریں، لیکن ایسا نہ کر سکے، اگر کسی نے پیش بھی کیا تو ہرگز قرآن کے مقابلے کا نہ تھا، اپنوں نے ہی ان کا مذاق بنایا، اور شرم دلائی کہ اس کلام کو قرآن

Marfat.com

ن کے مقابلے میں پیش کرتے ہو، جب کفار مکہ نے یہ سمجھ لیا کہ ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اس کو مانیں گے بھی نہیں، کیونکہ اگر اس کو رب کا کلام مان لیا تو پھر اس کے احکامات بھی ماننے پڑیں گے، تو پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ پر الزام لگانے شروع کر دیئے، کہ یہ شاعر ہیں مجنون ہیں، کاہن ہیں یہ خود بخود یہ کلام گھڑ لیتے ہیں، انہیں کسی عجمی آدمی نے یہ کلام سکھا دیا، ہم ان سب الزامات کا جواب دیں گے،

حضرت آدم سے لیکر نبی آخر الزمان تک تمام انبیاء امی تھے، سوائے حضرت ادریس کے، حضرت ادریس کو اللہ رب العزت نے لکھنا پڑھنا سکھایا تھا اور قلم انہی کی ایجاد ہے، ہمارے نبی پاک ﷺ بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے،

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دور میں لکھنے پڑھنے کا رواج ہی بہت کم تھا، حضور اکرم ﷺ کے دور میں مکہ شریف میں صرف سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، اور اس دور میں اس کو عیب بھی نہیں سمجھا جاتا تھا، کیونکہ اکثریت لکھنا پڑھنا نہیں جانتی تھی، اور اس وقت اتنی ضرورت بھی نہ تھی، دوسری بات یہ کہ لکھنے پڑھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے، اور انبیاء اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم ہوتے ہیں، ان کا کوئی استاد نہیں ہوتا، اللہ رب العزت ان کو اپنے فضل سے علم سکھاتا ہے، حضرت جبرائیل ان کے پاس وحی لیکر آتے، اس کے علاوہ وہ کسی بھی انسان کی ہرگز شاگردی اختیار نہیں کرتے تھے، تاکہ کل کو کوئی یہ نہ کہے کہ ان کو میں نے یہ علم سکھایا تھا۔

عرب میں شعروشاعری فصاحت و بلاغت کا چرچا تھا، ہر آدمی شعروشاعری اور زبان دانی پر کامل دسترس رکھتا تھا، ان کے بچے اور چرواہے بھی شاعری کرتے تھے، بعض آدمی تو باتیں بھی شاعری میں کرتے تھے، لیکن نبی پاک ﷺ نے کبھی زندگی میں ایک دفعہ بھی کوئی شعر نہیں کہا، جب چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ پر

Marfat.com

وحی نازل ہونی شروع ہوئی تو کفار سٹپٹا گئے، کہ یہ کیسا کلام ہے، نہ تو یہ شاعری ہے اور نہ نثر ہے، لیکن اس جیسا کلام ہم نے نہ آج تک کہا ہے اور نہ کسی اور سے سنا ہے، اور محمد ﷺ نے آج تک نہ کوئی بڑا دعویٰ کیا نہ ہی کوئی کلام پیش کیا، اچانک یہ کہنے لگے ہیں کہ میں اللہ رب العزت کا نبی ہوں، اور یہ قرآن اللہ رب العزت کا کلام ہے،

نبی پاک ﷺ کے امی ہونے کی دلیل قرآن پاک کی کئی آیات ہیں، اور ساری دنیا اس بات کو جانتی ہے کہ نبی پاک ﷺ پڑھ لکھ نہیں سکتے تھے، اور اس دور کے لوگ بھی جانتے تھے، آج تک کوئی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، یا آپ نے فلاں مکتب یا مدرسہ سے تعلیم حاصل کی، آپ کے شہر مکہ میں تو اس دور میں کوئی مکتب یا مدرسہ تھا ہی نہیں، پھر آپ نے اتنا زیادہ علم کیسے حاصل کر لیا، اور کسی نے کبھی بھی آپ کا استاد ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کیا، تو پھر کفار نے یہ کیوں کر کہہ دیا کہ کوئی عجمی ان کو سکھا دیتا ہے، اس عجمی نے بھلا عربی میں اتنا اچھا کلام کیسے کہہ لیا کہ جس کا مقابلہ آج تک نہ کوئی کر سکا نہ رہتی دنیا تک کوء کر سکے گا، اس عجمی نے اپنا نام روشن کیوں نہ کر لیا، نبی ﷺ کے امی ہونے کے بارے چند آیات پیش کی جاتی ہیں،

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۲) سورۃ الجمعۃ

وہ خدا ہی تو ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں سے اپنا رسول بھیجا کہ وہ ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ان کا تزکیہ کرے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دے، اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے،

Marfat.com

پھر فرمایا اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ

(ان سے مراد اس زمانہ کے وہ اہل کتاب تھے) جو ہمارے رسول نبی امی کی پیروی کرتے تھے جن کی بشارت کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے تھے۔

مکہ کا بچہ بچہ جانتا تھا اور قرآن نے بھی واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے، اور نہ ہی کبھی آپ ﷺ نے اس طرح کی آیات تلاوت کی تھیں۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (العنکبوت: ۴۸)

اور نہ تم قرآن سے پہلے کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ لکھ سکتے تھے اگر ایسا ہوتا تو بے شک باطل پرستوں کو کچھ شک وشبہ کی گنجائش ہوتی۔ پھر اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں فرمایا

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ. (یسین: ۶۹)

اور ہم نے ان کو شاعری نہیں سکھائی اور شاعری ان کی شان کے لائق بھی نہیں ہے۔

آپ چالیس سال کی عمر تک خاموش رہے یعنی نہ نظم نہ نثر پیش کی نہ کوئی شعر کہا نہ کوئی بڑا دعویٰ کیا عبادت امانت صداقت پاکدامنی کی اہم خصوصیات رہیں مکہ کا بچہ بچہ آپ ﷺ کو صادق اور امین کہتا تھا۔

اچانک آپ نے ایک ایسا کلام پیش کیا جو نہ قصیدہ ہے نہ مرثیہ ہے نہ غزل ہے نہ جادوگروں کے سے ٹونے ٹوٹکے بلکہ وہ دلوں کو روشن کرنے والا روحوں کو بیدار کرنے والا وہ حکمت ہے، علم ہے، شفاء ہے، برہان ہے، نور ہے، ہدایت ہے،

Marfat.com

قانون خداوندی ہے، بصیرت ہے، دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے، اس شمع کو کفار مکہ کی تیز آندھیاں گل نہ کر سکیں، اس مشعل کو دنیا بھر کا کفر بجھا نہ سکا، عرب دنیا کے فصحاء و بلغاء نے اس امی کی لائی کوئی کتاب کے سامنے سپر ڈال دی، بڑے بڑے شاعر مبہوت رہ گئے بعض قرآن کی فصاحت و بلاغت کو سجدہ کرنے لگے، بعض اس کے سامنے جھک گئے، قرآن کے علوم و قوانین سازی دنیا کے علوم و قوانین پر چھا گئے، اعلیٰ سے اعلیٰ حکمتوں اور تمدنوں کو پسپا کر کے ان کی جگہ لے لی، اور آخر کار امیوں کو تمام دنیا کے مدعیانِ حکمت و تہذیب کا معلم بنا دیا۔

مکہ میں نہ ہی کوئی لائبریری تھی نہ ہی بہت سی کتابیں اور نہ ہی بڑے بڑے مذہبی علماء یا سکالرز۔ آپ غور فرمائیں اتنا بڑا سرمایہ علم کہاں سے آگیا، کیا ایک امی آدمی اپنے آپ اتنا وسیع علم بیان کر سکتا ہے کہ آج بھی ساری دنیا مل کر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

عام طور پر ایک آدمی ایک ہی طرح کے علم مین یا کسی ایک فن میں طاق ہوتا ہے، چلیں ہم مان لیتے ہیں کہ چند آدمی ایسے بھی ہوں گے جو چار پانچ علوم و فنون میں ماہر ہوں لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی ہر طرح کے علوم و فنون کو کامل اور مکمل جانتا ہو اور اس فن میں، علم میں کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے، اور اس جیسا علم کوئی اور پیش بھی نہ کر سکے، قرآن مجید پر غور فرمائیں، اس میں ہر علم کا نچوڑ ہے، اس کا ہر علم چوٹی کا علم ہے، اس نے کسی علم کو تو کیا اس کی کسی شاخ کو بھی نہیں چھوڑا اس میں ایمانیات بھی ہے، اسلامیات بھی ہے، معاشیاب بھی ہے، سیاسیات بھی ہے، حیاتیات بھی ہے، نفسیات بھی ہے، جنگ کے قوانین بھی ہیں، زندگی گذارنے کے قوانین بھی ہیں، دنیا کی کامیابی بھی ہے، آخرت کی کامیابی بھی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی الاتقان میں لکھتے ہیں کہ قرآن میں ستتر ہزار چار سو

Marfat.com

پچاس علوم ہیں آپ سائنس کی کسی بھی شاخ کو لے لیں اور پھر قرآن پر غور کریں، آج کے دور میں آپ کو اس میں سائنس کی اس شاخ کا علم بھی ملے گا، لوگوں نے کسی بات میں پوری زندگی لگا کر ایک نتیجہ اخذ کیا، جب قرآن کا مطالعہ کیا تو زندگی بھر کا نچوڑ اسے قرآن کی ایک آیت یا اس کے کسی حصے میں مل گیا۔

علامہ مشرقی سر جیمز جینز سے ملے ان سے پوچھا کہ آپ گرجا گھر کیوں جاتے ہیں، ایک انتہائی بڑے سائنس دان نے کہا کہ میرا پچاس برس کا تجربہ ہے کہ جو آدمی رب کو جتنا زیادہ جانتا ہے اس سے اتنا ہی ڈرتا ہے، چونکہ میں رب جو جانتا ہوں اس لئے میں اس سے ڈرتا بھی ہوں اس کی عبادت بھی کرتا ہوں اور عام آدمی سے مجھے زیادہ عبادت میں سکون محسوس ہوتا ہے۔

علامہ مشرقی نے فرمایا کہ آپ نے پچاس سال کے تجربے کے بعد یہ معلوم کیا ہمارا قرآن تو چودہ سو سال پہلے اس کا ذکر کرتا ہے سر جیمز جینز نے کہا کہ یہ ہو نہیں سکتا انہوں نے قرآن لا کر دکھایا قرآن میں لکھا تھا انما یخش اللہ من عبادہ العلماء

کہ بے شک اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے اسے جاننے والے ہی ہیں۔

سر جیمز جینز پکار اٹھے کہ واقعی قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، کوئی انسان اس دور میں اتنی آسانی سے اتنی بڑی بات کیسے کہہ سکتا ہے کہ جسے سمجھنے میں مجھے پچاس سال لگ گئے۔

ترمذی شریف میں ابو سعید کی روایت کا آخری حصہ ہے کہ اللہ رب العزت کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی کہ خود اللہ رب العزت کو تمام مخلوق پر۔

Marfat.com

یعنی جیسے ساری مخلوق مل کر اللہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسی طرح ساری دنیا کے کلام، علوم وفنون مل کر بھی قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اہل عرب صدیوں سے زبان دانی پر فخر کر رہے تھے، وہ اپنے علاوہ پوری دنیا کو قادرالکلام نہیں سمجھتے تھے، اپنے مقابلے میں سب کو ہیچ سمجھتے تھے، بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں نہایت شان وشوکت سے جاتے اور بے دھڑک بولتے، چند جملوں میں جذبات کو برانگیختہ کر دیتے، جب بولتے تو رعد کی گرجتے، بجلی کی طرح کڑکتے، بارش کی طرح برستے، اور تھوڑی سی دیر میں سماں باندھ دیتے تھے، ان کے چرواہے ایسا برجستہ کلام کہتے تھے کہ دوسری قوم کے علماء فضلاء بہت فکر وتامل اور گہری سوچ بچار کے بعد بھی ایسا کلام نہ کہہ سکتے غرضیکہ لے دے کر ان کے پاس زبان ہی تھی، جس سے وہ ساری دنیا سے آگے تھے، لیکن ان کے پاس باقاعدہ کوئی طریقہ تصنیف نہ تھا، درسگاہیں نہ تھیں، کتب خانے اور لائبریریاں نہ تھیں۔

غور فرمائیں پھر اچانک ان میں سے ایک آدمی ایسا کلام پیش کرتا ہے جو ان سب کے کلام سے جدا ہے، ان پر غالب آجاتا ہے، اہل عرب تو کیا پوری دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی جس پاک ہستی پر قرآن اترا انہوں نے بار بار ان کو ابھارا بڑے زور سے کہا، غیرتیں دلائیں مقابلے کے لئے بیدار کیا جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھایا، اور چیلنج کیا کہ اگر اس کو رب کا کلام نہیں مانتے تو اس کے مقابلے میں کلام لیکر آؤ، لیکن ان لوگوں نے لڑائیاں لڑیں، مسلمانوں پر ظلم کئے، حاملین قرآن کو مٹانے اور تباہ کرنے کی کوششیں کیں، مسلمانوں کو تنگ کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا، تاہم قرآن کا مقابلہ کوئی بھی نہ کر سکا، آج بھی اگر ہم چوٹی کے شعراء کے کلاموں اور دنیا کے بڑے بڑے مقررین مہذب ترین لوگوں کے بیانوں، معرکۃ الآراء لیکچرز، عرق

Marfat.com

ریزی سے لکھی ہوئی تصنیفات کو سامنے رکھ کر ہم آسان سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ یہ سب چیزیں مل کر بھی قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

پس جس کلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے، اس پر ہمیں درج ذیل امور پر غور کرنا ہوگا،

1......جس ہستی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ رب کا کلام ہے اس ہستی کی حالت کیسی تھی۔

2......ان کی تعلیم کیسی تھی۔

3......کیا اس جیسا کلام کوئی اور آدمی بول سکتا ہے۔

4......کیا ان کے پاس ایسے وسائل تھے جس سے انہوں نے ایسے بیش بہا علوم ومضامین ادا کیئے۔

5......کیا حجاز میں کوئی علمی سامان موجود تھا۔

پہلے سوال کے متعلق جواب یہ ہے کہ جس ہستی نے قرآن کو پیش کیا اور بتایا کہ یہ رب کا کلام ہے، اس کا خاندان عرب کا سب سے معزز اور پاکیزہ خاندان تھا، ان کے والد ماجد وفات پا گئے تھے، چھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں، دادا نے پرورش شروع کی آٹھ سال کی عمر میں دادا فوت ہوگئے، آپ کی زندگی آزمائشوں سے بھری ہوئی تھی، آٹھ سال کی عمر میں بکریاں چرانی شروع کیں، نہ اس وقت تعلیم کا رواج تھا، نہ ہی اللہ رب العزت نے کسی کو اپنے نبی ﷺ کا استاد بننے دیا، اللہ رب العزت نے شروع سے ہین اپنے نبی ﷺ کی خود تربیت فرمائی، خود ہی علم عطا فرمایا، خود ہی اعلیٰ اخلاق عطا فرمائے، اس لئے تو آپ پر نازل ہونے والا کلام سے سب منفرد تھا، کوئی اس کا جواب نہ لا سکا، کیا دنیا کے ذہین ترین انسان ہر طرح کی سہولیات کے ساتھ آج تک اس جیسا کوئی کلام پیش

۱۲۳۹۹۵

Marfat.com

کر سکے ہیں، غور فرمائیں مکہ میں سکول کالج نہ تھا کوئی مستقل طور پر پڑھانے والا نہ تھا، اس دور میں کس طرح دنیا بھر کے علوم وفنون اور رہتی دنیا تک قائم رہنے والا کلام ایک امّی شخص کی زبان سے نکل گیا، جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی کتاب نہ کر سکی، بابا گورونانک نے کہا تھا کہ میں نے ویدیں پڑھیں، تورات اور انجیل پڑھی لیکن جو سکون اور مزا قرآن پڑھنے میں آیا وہ کسی کتاب میں نہیں آیا، یہ کیسے ہوسکتا ہے، کہ خدا کی کتابوں (تورات، انجیل) سے بھی آگے ایک بندے کی کتاب نکل جائے، کیا معاذ اللہ خدا ایک بندے سے بھی کمزور تھا کہ وہ اپنی کتابوں کی حفاظت نہ کر سکا، وہ تبدیل ہوگئیں اور محمد ﷺ کی کتاب تبدیل نہیں ہوئی، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تورات اور انجیل رب کی کتابیں ہوکر پیچھے رہ جائیں اور ایک بندے کی کتاب سب پر چھا جائے، نہیں تورات اور انجیل رب کی کتابیں ہیں لیکن رب نے ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا بلکہ اپنی آخری کتاب کو اپنی حفاظت میں بھی لیا، اور سب پر غالب بھی کیا،

قرآن ایسی کتاب ہے جس کو دیکھ کر علمائے متبحرین اور ارباب فنون حیران رہ جاتے ہیں، بلکہ دنیا کے بڑے بڑے عقلاء اور حکماء اس کو سن کر سر دھنتے ہیں، اس کی چوکھٹ پر سر جھکا دیتے ہیں، اور جن وانس مل کر بھی اس کی مثل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

اگر کوئی غور کرے تو از روئے عقل وانصاف مجبور ہو جائے گا، کہ اس کو خدا کا کلام مان لے۔

دوسرے سوال کا جواب بھی بالکل واضح ہے کہ جب آج کے ترقی یافتہ دور میں سب مل کر اس کلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو وہ پاک ہستی جو لکھنا پڑھنا بھی نہیں جانتی تھی کس طرح اتنا بے مثل و بے مثال کلام پیش کر دیا، کہ خدا کی کتابوں سے بھی

Marfat.com

آگے نکل گیا۔ کیا ان پڑھ آدمی علامہ اقبال، فیض، سعدی اور شکسپئر سے بڑھ کر کلام پیش کرسکتا ہے، تو پھر آپ غور کریں کہ ایک ہستی جو لکھ پڑھ نہیں سکتی کس طرح خدا کی کتابوں سے بڑھ کر کتاب خود لکھ سکتی ہے، لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کتاب لکھ کر خدا کی طرف منسوب کر دی، کفار مکہ بھی یہی کہتے تھے، یہود و نصاریٰ بھی یہی کہتے ہیں، دہریئے اور ہندو بھی یہی کہتے ہیں، غور طلب بات یہ ہے کہ ہر انسان اپنی تخلیق پر، تصنیف پر فخر کرتا ہے، ہرگز اس پر کسی اور کا نام برداشت نہیں کرتا تو پھر نبی ﷺ نے کس طرح دنیا کی سب سے عظیم کتاب لکھ کر بقول کفار اور منکرین خدا کے ایک ایسی ہستی جو نظر نہیں آتی یا وہ ہے ہی نہیں کس طرح اس کے نام منسوب کر دی، کیا آج کوئی ایسے کرسکتا ہے کہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی تصنیف یا زندگی کے سب سے بڑے کارنامے کو ایک ایسے شخص کی طرف منسوب کر دے جس کا وجود ہی نہ ہو،

حقیقت یہ ہے کہ قرآن اللہ رب العزت کا کلام ہے جو اس کے سب سے پیارے رسول پر اترا، اس کا مقابلہ نہ آج تک کوئی کرسکا ہے، نہ قیامت تک کوئی کرسکتا ہے، فائدہ اسی میں ہے کہ ہر کوئی اس کو مان لے ورنہ عذاب جہنم اس کیلئے تیار ہے،

قرآن نے جو علوم وفنون بیان کیۓ ان علوم وفنون کا حجاز ہی میں کوئی انتظام نہ تھا، اور کوئی آدمی بھی ایسا نہ تھا کہ اس نے اتنے جامع علوم وفنون کبھی بیان کیۓ ہوں جو عقل والے تھے انہوں نے فوراً اس کو رب کا کلام مان لیا، جو لوگ اچھی قسمت والے تھے وہ آہستہ آہستہ مان گئے۔

عکرمہ بن ابی جہل نے جب اسلام قبول کر لیا تو جب قرآن کھولتے اور اسے آنکھوں سے لگاتے اور رونا شروع کر دیتے فرماتے ھذا کلام ربی ھذا کلام

Marfat.com

ربی

یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے۔ پھر اکثر بیہوش ہو کر گر جاتے تھے، آج بھی جو دل کی آنکھ سے دیکھے گا، عقل سلیم سے سوچے گا، قرآن کو رب کا کلام ہی کہے گا۔

قرآن پاک کا معارضہ نہیں

اس دور میں بھی لوگوں نے کوشش کی کہ قرآن کے مقابلے میں لکھیں لیکن اول تو خود ہی شرم کر کے رک گئے ورنہ ان کے اپنے ہی انہیں شرم دلا کر اس کام سے باز رکھتے، اسود عنسی اور مسیلمہ نے بھی اپنی سی کوشش کی لیکن منہ کی کھائی، کچھ لوگوں نے فیضی کی بے نقطہ تفسیر کو اور سعدی کی گلستان کو قرآن کے مقابلے میں پیش کر کے یہ جرأت کی کہ ان دونوں کا بھی تو کوئی جواب نہیں ہے یہ بھی لاجواب کلام ہیں، یہ بھی معجزہ ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ فیضی اور سعدی کے حالات کو بھی دنیا جانتی ہے کہ سعدی اور فیضی کے پاس تعلیم و تعلم کے کتنے مواقع تھے، انہوں نے برسوں علم حاصل کیا راتیں جاگ کر گزاریں، برسوں مدرسوں میں پڑے رہے، مدتوں تک محنت کی، سالہا سال کی محنتوں اور دماغ سوزیوں کے بعد اگر فیضی یا حریری یا متنبّی یا اس طرح کے کچھ اور لوگ انگریزی میں گوئٹے اور شیکسپیئر، یونانی میں ہومر سنسکرت میں کالی داس اگر اپنے زمانے میں لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنے اپنے فن میں آج بھی وہ لوگ یاد کئے جاتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ قرآن کے مقابلے میں آگئے یقین کریں ان میں سے کسی نے بھی خود قرآن کا مقابلہ ہرگز نہیں کیا کچھ بے وقوف لوگ اگر اس طرح کے ہوں کہ مدعی سست. گواہ چست تو پھر ان کی اپنی بدنصیبی ہے، سعدی کی بوستان میں قرآن کی انتہائی تعریف کی گئی ہے سعدی

Marfat.com

کا تو ایمان قرآن ہی تھا۔

فیضی قرآن کو خدا کا کلام مانتے ہیں اس لئے تو انہوں نے اس کی تفسیر لکھی، عجیب احمق لوگ ہیں جو قرآن کی تفسیر کو قرآن کے مقابلے میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فیضی قرآن کے مقابلے میں تمام علوم کو ہیچ سمجھتے ہیں، اور محض دردِ سر قرار دیتے ہیں۔ فیضی کہتے ہیں

کلام اللہ کی معلومات کے علاوہ تمام علوم دردِ سر ہیں اور کلام اللہ کے محامد کی کوئی تعداد نہیں نہ اس کے مناقب کی کوئی انتہاء ہے، اس کی صداقت کے نشان غیر محصور ہیں، اور اس کے علوم بے شمار ہیں، جو علوم کلام اللہ میں موجود ہیں ان پر سوائے اللہ رب العزت کے اور اس کے رسول کے کسی کا احاطہ نہیں، تمام اہلِ علم کو جو ہاتھ آیا وہ ایک محدود حصہ ہے۔

جب فیضی اور سعدی اس قرآن کو رب کا کلام اور سب سے افضل مان رہے ہیں تو پھر وہ لوگ کتنے بدبخت ہیں جو اپنی مرضی سے ان کی تصنیفات کو قرآن کی طرح معجزہ مان کر مقابلے میں لانے کی بے سود کوشش کرتے ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ عرب کے ذہین ترین انسان تھے، انہوں نے یہ قرآن اپنی طرف سے گھڑ کر خدا کی طرف منسوب کر دیا، ان عقل کے اندھوں اور ان مستشرقین سے یہ پوچھا جائے کہ کیا ان چودہ سو سال میں دوبارہ کوئی ذہین آدمی پیدا نہیں ہوا، کیا تم میں آج تک کوئی ذہین آدمی پیدا نہیں ہوا، کیا آج دنیا ذہین آدمیوں سے خالی ہوگئی ہے، آج تم سارے یورپ والے اور امریکہ والے مل کر قرآن کے مقابلے میں کوئی کتاب کیوں نہیں گھڑ لیتے، کیا تمہارے سکالرز اور پادری سب کے سب بے وقوف، کند ذہن اور نکمے ہین کہ آج کے ترقی یافتہ دور

Marfat.com

میں جب کہ دنیا میں اربوں کے حساب سے کتابیں پڑی ہیں سب مل کر آج سے چودہ سو سال پہلے والی ایک کتاب کا مقابلہ کیوں نہیں کر پا رہے۔

یہود و نصاریٰ کو شرم کرنی چاہیئے کہ تورات اور انجیل کو تو خدا کی کتاب کہتے ہیں، اور قرآن کو ایک آدمی کی کتاب کہتے ہیں، وہ تو آج تک اس عظیم انسان کا مقابلہ نہیں کر سکے، کیا ان کا خدا بھی اتنا بے بس ہے کہ اس نے تورات اور انجیل تو نازل کر دی اب قرآن کے مقابلے میں کوئی کتاب نازل نہیں کر سکتا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، ہم کہتے ہیں کہ قرآن اللہ رب العزت ہی کی کتاب ہے جس نے تورات اور انجیل کو حق کے ساتھ نازل کیا اس رب نے قرآن کو بھی حق کے ساتھ نازل کیا اور اسے اپنی آخری کتاب قرار دیا۔

کفار مکہ جب نبی ﷺ کا مقابلہ نہ کر سکے آپ پر نازل ہونے والے کلام کا مقابلہ نہ کر سکے تو انہوں نے آپ ﷺ کو مجنون کہنا شروع کر دیا، عجیب حماقت ہے کہ جس عظیم ہستی کا مقابلہ نہ کر سکے اس جیسا ایمان عمل، کلام پیش نہ کر سکے، آخر تھک ہار کر اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے اسی کو مجنون کہنے لگے، چاہیئے تو یہ تھا اپنے آپ کو پاگل بے وقوف اور احمق کہتے اور اس بات کو مان لیتے کہ ہم نہ قرآن کا مقابلہ کر سکتے ہیں نہ صاحب قرآن کا۔

قرآن فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ. اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۱۸۴)

کیا ان لوگوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی (پیغمبر) کو ذرا بھی جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف ڈرانے والے ہیں۔

پھر سورۃ قلم کی دوسری آیت میں فرمایا:۔ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ (القلم: ۲) آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں۔

Marfat.com

پھر سورۃ تکویر کی آیت نمبر 22 میں فرمایا:۔ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ
اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔

کتنی بڑی حماقت ہے کہ تاریخ عالم کی سب سے عظیم ہستی جس کا کسی بھی لحاظ سے آج تک کوئی مقابلہ نہ کر سکا، اس کو ان لوگوں نے ہٹ دھرمی کی وجہ سے مجنون کہہ دیا، بلکہ اس پر بھی رکے نہیں اور جادوگر بھی کہنا شروع کر دیا، قرآن سننے سے لوگوں کو منع کرتے، مکہ میں جب کوئی آدمی آتا تو اسے سمجھاتے کہ ادھر ایک جادوگر ہے جو کوئی بھی اس کی بات سنتا ہے اس کا ہو جاتا ہے، اس کا کلام باپ بیٹے، ماں بیٹی اور بھائی بھائی میں جدائی ڈال دیتا ہے، اس کے پاس نہیں بیٹھنا اس کی بات نہیں سننا اس کی وجہ سے تم اپنی قوم، قبیلے اور اپنے رشتہ داروں سے کٹ جاؤ گے۔ غور فرمائیں نبی پاک ﷺ پاکیزہ، ان کے اعمال اور اخلاق پاکیزہ، آپ کا جادو سے کیا واسطہ، جادوگر تو گندے بداخلاق اور نیکی سے دور ہوتے ہیں، ان کا عبادت سے تعلق ہی نہیں ہوتا ہے،

ایک آدمی جادوگر کے پاس گیا کہا کہ میں جادو سیکھنا چاہتا ہوں، اس نے کہا کہ نیکی بالکل نہیں کرنا میں تمہیں جادو سکھاؤں گا، اس آدمی نے نیک کام بالکل چھوڑ دیئے جادوگر کے پاس گیا، اس نے جادو سکھایا، جادو کا اثر ہی نہ ہوا، اس نے کہا کہ تم نے کوئی نیکی کی ہے، وہ سوچتا رہا آخر کار اس نے کہہ دیا کہ ایک اچھی چیز دیکھ کر میرے منہ سے سبحان اللہ نکل گیا تھا، جادوگر نے کہا کہ آئندہ ایسا بھی نہ کہنا، پھر جادو سکھایا اثر نہ ہوا، پھر پوچھا کہ کونسی نیکی کی ہے، اس نے کہا کوئی نیکی نہیں کی ہے، جادوگر نے کہا کہ تم نے نیکی کی ہے، سوچ کر اس نے بتایا کہ اللہ رب العزت کی ایک نعمت کی وجہ سے منہ الحمد للہ نکل گیا، جادوگر نے کہا آئندہ اللہ رب العزت کا نام بھی نہ لینا، پھر اس نے جادو سکھانا شروع کیا اثر نہ ہوا، اس سے پوچھا کہ کون

Marfat.com

سی نیکی کی ہے، اس نے سوچ سوچ کر بتایا کہ میں آپ کے پاس آ رہا تھا کہ راستے میں ایک پتھر پڑا ہوا تھا، میں نے اس کو اٹھا کر سائیڈ پر رکھ دیا، تا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے جادوگر نے کہا کہ یہ بھی بہت بڑی نیکی ہے جب تک تم نیکی کرتے رہو گے جادو نہیں سیکھ سکو گے۔

میں نے ایک جادوگر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا ہے کہ ایک آدمی اس کے پاس جادو سیکھنے کے لئے گیا تو اس نے کہا کہ رات کو دو بجے مسجد میں جا کر مولوی کے مصلے پر پیشاب کر کے آنا تب جادو سکھاؤں گا کوئی کہتا ہے کہ کنویں میں پیشاب کرنا کوئی قبرستان میں جا کر الٹے سیدھے کام کرنے کا کہتے ہیں، یہ لوگ ایسا اس لئے کرواتے ہیں تا کہ ایمان کی چھٹی ہو جائے جب ایمان نکل جائے گا تبھی آدمی جادوگر بنے گا، نیکی اور جادو کا آپس میں کیا تعلق، جبکہ ہمارے نبی ﷺ تو ساری دنیا کو نیکی کا درس دینے والے پاکدامنی، پاکیزہ اخلاق میں آپ ﷺ ساری دنیا کے امام ہیں، آپ سے بڑھ کر کوئی نیکی والا نہیں جب اہل مکہ نے آپ کو کاہن اور جادوگر کہا اور آپ کے کلام کو کاہن کا کلام کہا تو اللہ رب العزت نے فرمایا

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ. اور یہ کاہن کا کلام نہیں ہے (سورۃ الحاقۃ)

کسی نے کہا کہ یہ دوسری کتابوں سے کلام اخذ کر لیتے ہیں، آپ موازنہ کر کے دیکھ لیں آپ کو قرآن دوسری تمام کتابوں سے ممتاز نظر آئے گا، عقل سلیم اور فطرت سلیم رکھنے والا کہے گا کہ قرآن ہرگز کسی کتاب سے اخذ شدہ نہیں ہے، کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کو ایک عجمی آدمی قرآن سیکھا جاتا ہے، اس عجمی آدمی کو اتنی اچھی عربی کہاں سے آ گئی، اس نے اتنا اچھا کلام اپنے نام سے کیوں نہیں پیش کر دیا، جب اہل مکہ نے کہا کہ ان کو یہ کلام شام کا ایک نصرانی سکھاتا ہے، تو قرآن نے اس کا ذکر اس طرح کیا: انما یعلمه بشر

Marfat.com

پھر قرآن نے جواب دیا: لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ(۱۰۳)

یہ لوگ کج روئی کی وجہ سے جس شخص کی طرف قرآن کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے، جبکہ یہ قرآن فصیح اور روشن عربی زبان میں ہے، غور فرمائیں اس آدمی نے تو کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں نے ان کو یہ کلام سکھایا ہے، اہل مکہ کی حماقت کہ اپنی طرف سے یہ شوشا چھوڑ دیا، اب ایک غیر مذہب کے آدمی کو کیا ضرورت کہ اپنی کتاب سے بھی بڑھ کر عظیم کتاب یا علم کسی اور کو سکھا دے، غرضیکہ اس دور میں بھی اور آج کے دور میں بھی جس کسی نے قرآن پر تنقید کی اس نے منہ کی کھائی،

آپ نے بڑے بڑے فصیح البیان اور عمدہ بولنے والے لوگ دیکھے اور سنے ہوں گے کیا کوئی ایسا مقرر آپ نے دیکھا یا سنا جو ہر طرح کے علوم اور ہر طرح کے مضامین پر یکساں ایک ہی طرح بولنے کی قدرت رکھتا ہو، یقیناً ایسا ہر گز نہیں، اسلامیات والے کو فزکس، کمسٹری نہیں آتی، معاشیات والے کو سیاسیات نہیں آتی، انگلش کا پروفیسر عربی فارسی اور اردو اچھے طریقے سے نہیں پڑھ سکتا، وہ ڈاکٹری اور قانون پر لیکچر نہیں دے سکتا۔

قرآن پر آپ غور کریں اس میں آپ کو ہر طرح کے علوم ملیں گے، اور علم کا نچوڑ اور تمام علوم وفنون کی چوٹی کی باتیں آپ کو قرآن میں مل جائیں گی۔

ہر آدمی شاعری نہیں کر سکتا اور ہر شاعر ہر طرح کی شاعری نہیں کر سکتا اور ہر شاعر کی ساری شاعری اچھی نہیں ہوتی، چند شعر ہوتے ہیں، جو اسے ترقی کی منزل تک پہنچا دیتے ہیں اس کی پہچان کروا دیتے ہیں، کسی متکلم کو ہر مضمون پر کامل دسترس حاصل نہیں ہوتی، علمائے ادب کہتے ہیں کہ اِمراء القیس گھوڑوں کی اچھی

Marfat.com

تعریف کرتا ہے، خوف اور خشیت میں، اعشیٰ شراب کی طلب میں اور شراب کی تعریف میں کمال رکھتا ہے، زہیر رغبت اور رجاء کے بارے میں اچھا لکھتا ہے، جیسے نظامی اور فردوسی رزم و بزم میں سعدی پندو نصیحت میں تفوق رکھتا ہے، لیکن دوسرے فن میں جا کر اس کی بہاریں جولانیاں ختم ہو جاتی ہیں، بوستان میں ایک جگہ جنگ کی کہانی آ گئی وہیں سعدی کی زبان سست پڑ گئی، بوستان کے پانچویں باب میں اس حکایت کو دیکھ لو کہ نظامی اور فردوسی کے مقابلے میں سعدی کا کلام کس قدر پھسپھسا ہے، کیونکہ رزمیہ کلام لکھنا سعدی کا فن نہیں۔ کسی مشہور سے مشہور شاعر کا دیوان یا کسی بڑے سے بڑے عالم اور کلیم کی کتاب اٹھا کر دیکھ لو اول سے آخر تک یکساں زور قائم نہیں رہ سکتا۔

قرآن کو اول سے آخر تک دیکھ لو کس قدر مضامین مختلفہ کی رو ہے جو کہ نہایت جولانی، روانی، سلاست آب و تاب اور شان و شوکت سے بہہ رہی ہے۔ اور ہر مضمون کو کس قدر جزالت و فصاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے، کہیں معاش کا بیان ہے، کہیں حقوق و فرائض ہیں، تو کہیں نکاح اور طلاق کے مسائل، کہیں نماز کا ذکر کہیں روزے کا، کہیں جہاد کے مسائل ذکر کیئے جا رہے ہیں، کہیں تاریخی واقعات ہیں تو کہیں پیاری پیاری نصیحتیں، کہیں جنت کا ذکر ہے تو کہیں جہنم کا۔

سب کچھ ہے مگر کہیں بھی طرز بیان میں سستی نہیں کمزوری نہیں انحطاط نہیں، ہر کسی کو اور ہر موقع پر اقرار کرنا پڑتا ہے، کہ اس سے معارضہ نہیں کیا جا سکتا اول سے آخر تک ایک ہی اسلوب ہے اور ایک ہی طرح کا زور اور ایک ہی رنگ ڈھنگ، اور سارے کلام کی یہ یکسانیت ہی پتہ دیتی ہے کہ یہ کسی انسان کسی کمیٹی یا کسی بھی مخلوق کا کلام نہیں ہے، بلکہ یہ اس کا کلام ہے جس کی صفات سب کی سب کامل غیر

Marfat.com

متبدل لازوال اور نقص وفتور سے منزہ ہیں۔ اسی لئے تو قرآن نے فرمایا

وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا (نساء: ۸۲) اور اگر یہ قرآن اللہ رب العزت کے علاوہ کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

دیکھیں اول سے آخر تک تمام مضامین نہایت شان وشوکت کبر وعظمت بھر الفاظ اور زور دار لہجہ میں ادا کئے گئے ہیں، اگر یہ کلام اس ہستی کی طرف سے ہوتا جس کی وساطت سے یہ ہم تک پہنچا تو اس کی مظلومیت اور دشمنوں کی طرف سے اس پر بہتان طرازیاں دشمن کی طرف سے ان پر حملے، قتل کے منصوبے، جنگیں تو سب کو معلوم ہیں، ناممکن تھا کہ اس کلام کے اندر کہیں نہ کہیں ظالموں کے سامنے تملق، خوشامد، بیچارگی اور مغلوب ہونے کے آثار موجود نہ ہوتے، جن کا نام و نشان بھی قرآن میں اول سے آخر تک موجود نہیں، بلکہ قرآن جس زور وشور اور خدائی شان شوکت سے شروع ہوا، اس تزک واحتشام اور زور کے ساتھ ختم ہوا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عرب میں تین مردوں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلحہ بن خویلد اور سجاح نامی ایک عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا، وہ ہرگز اس قرآن کا عشر عشیر بھی پیش نہ کر سکے، ان کے کلام ابھی تک موجود ہیں لیکن یقین کریں پڑھ کر ہنسی آتی ہے، اور ایک عام آدمی بھی ان کے کلام کو عقلمند آدمی کا کلام نہیں کہہ سکتا۔ آج ان کے کلام کا مذاق بنانے والے تو موجود ہیں لیکن ماننے والا ایک بھی موجود نہیں ہے، لیکن قرآن اور صاحب قرآن کو ماننے والے آج بھی ایک ارب ساٹھ کروڑ کی تعداد میں موجود ہیں، سابقہ کتابوں کی زبانیں مردہ ہو چکیں ہیں، آج ان کا پڑھنے اور بولنے والا کوئی نہیں ہے، ہندوؤں کی کتابیں سنسکرت میں تھیں آج سنسکرت بولنے، پڑھنے، لکھنے والا کوئی نہیں۔ قرآن کی زبان آج بھی زندہ ہے،

Marfat.com

اور قیامت تک رہے گی، عرب میں کروڑوں کی تعداد میں یہود و نصاریٰ اور ہندو رہتے ہیں، وہ عربی زبان میں بھی جانتے ہیں، ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے عربی میں بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں، بہت سے ایسے بھی ہیں جن کی مادری زبان ہی عربی ہے، امریکہ اور یورپ کو چاہیئے وہ جو کھربوں روپے مسلمانوں کو مارنے اور دبانے کے لئے لگاتے ہیں، وہ ان لوگوں کو دے دیں، اپنے سکالرز اور پادریوں کو دے دیں تا کہ وہ قرآن کے مقابلے میں کتاب لکھ کر لائیں، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، کفار مکہ اور بہت سے عرب قبائل نے اپنی گردنیں کٹوا دیں۔ اپنے آپ کو مصیبتوں میں ڈالا، قرآن والوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے، قرآن والوں کے خلاف بادشاہوں کے پاس جا کر امدادیں طلب کیں، اپنی سرداریوں کو خاک میں ملوایا لیکن قرآن کے مقابلے میں ایک سورۃ بھی نہ لا سکے، اگر ایسا ہوتا تو کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا جس طرح خدائی کام بندوں کے کاموں سے اعلیٰ و افضل ہوتے ہیں اسی طرح اس کی صفات بھی بندوں سے اعلیٰ و ارفع ہیں، اس طرح اس کا کلام بھی سب کلاموں سے افضل و بہتر ہے۔ آپ حدیث کو ہی لے لیں وہ بھی قرآن کے مقابلے میں کم تر ہے، حالانکہ وہ بھی اللہ رب العزت ہی کیطرف سے ہے وحی ہے، لیکن حدیث کے الفا نبی پاک ﷺ کے ہیں اس طرح سمجھنے والے فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ یہ قرآن ہے یہ حدیث ہے، کتنے ایسے بزرگ گذرے ہیں جو ان پڑھ ہوتے تھے لیکن ایک ہی لمحے میں قرآن اور حدیث کا بتا دیتے تھے، اگر ان کے علاوہ کوئی علم ہوتا تو فوراً کہہ دیتے کہ یہ قرآن ہے نہ حدیث ہے کیونکہ قرآن کا نور الگ ہے، حدیث کا نور الگ ہے، اور دوسرے کلاموں میں ہرگز ان جیسا نور نہیں۔

خدا کا تو بہت سے لوگوں نے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ نظر نہیں آتا اور خدا

Marfat.com

کے کلام کو اس ہستی کی طرف منسوب کر دیا جس پر یہ پاک کلام نزل ہوا تھا، فرض کریں ایک سات سال کا بچہ اس کو سعدی شیرازی یا فردوسی کا کچھ کلام یاد کروا دیا جائے یا ایک بالکل ان پڑھ دس سال کے بچے کو اقبال کی چوٹی کی چند نظمیں یاد کروا دی جائیں، تو کیا ایک عقل مند آدمی سن کر یہ یقین کر لے گا کہ یہ اس بچے کا کلام ہے، جب بچہ خود بھی کہہ رہا ہو کہ یہ میرا کلام نہیں، غور فرمائیں جب بچہ تو کیا ایک بڑا آدمی بھی فردوس، شیرازی یا اقبال جیسا کلام پیش نہیں کر سکتا تو پھر ایک بچہ کس طرح ان جیسا کلام خود بخود گھڑ سکتا ہے۔

جب اقبال، سعدی، شیرازی اور فردوسی کا کلام نہیں گھڑا جا سکتا تو غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن جو چوٹی کا کلام ہے اس جیسا کلام نہ کوئی پیش کر سکا نہ قیامت تک کوئی پیش کر سکے گا وہ کس طرح ایک انسان کا کلام ہو سکتا ہے، صاحب قرآن خود فرماتے ہیں کہ یہ میرا کلام نہیں ہے، میرا کمال نہیں ہے، یہ رب کا کلام ہے، یہ رب کا کمال ہے، نبی پاک ﷺ نے زندگی بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا، ساری قوم آپ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتی تھی، ایک دفعہ ابوسفیان قیصر روم کے دربار میں موجود تھا، قیصر نے نبی پاک ﷺ کے بارے میں بہت سے سوال پوچھے ان میں ایک یہ بھی تھا، کہ کیا آپ نے کبھی ان کو جھوٹ بولتے سنا، ابوسفیان نے کہا ہم نے کبھی بھی ان کو جھوٹ بولتے نہیں سنا، تو قیصر نے روم نے کہا کہ جو شخص بندوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ رب کے بارے کیوں کر جھوٹ بولے گا۔

آج کی دنیا سائنس کی دنیا ہے جو ثبوت کیساتھ بات کو تسلیم کرتی ہے، جب بھی کوئی سائنس دان نیا نظریہ پیش کرتا ہے تو دوسرے سائنسدان اسے کہتے ہیں کہ آپ کی بات اس وقت مانی جائے گی، جب آپ کے پاس اپنے دعوے کو غلط ثابت کرنے کے بھی دلائل موجود ہوں ورنہ آپ کا دعویٰ غلط ہی تصور کیا جائے گا۔

Marfat.com

یعنی دعوے کی صداقت میں تو آپ کے پاس دلائل ہوں گے اس کو غلط ثابت کرنے کے بھی (یعنی اس کے weak Point) آپ کے پاس ثبوت اور دلائل ہونے چاہئیں تا کہ ہم دونوں کا جائزہ لیکر آپ کے نظریہ کے بارے سچا یا جھوٹا ہونے کا فیصلہ کر سکیں اس طرح اگر کوئی سائنسدان کوئی چیز پیش کرتا ہے تو اس پر کافی غوروخوض کے بعد اسے قبول یا رد کیا جاتا ہے، اسے Falsification test کہتے ہیں۔ گذشتہ صدی میں جب آئن سٹائن نے اپنا مشہور زمانہ نظریہ جسے نظریہ اضافیت کہا جاتا ہے، تو اس کے حق میں Falsification test بھی پیش کئے۔ سائنسدانوں نے چھ سال تک اس کے نظریے کو تجربات کی بھٹیوں سے گذارا اور آخر کار اس کی صداقت ثابت ہوگئی، تو اس کو تسلیم کر لیا گیا،

قرآن بھی اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے اس طرح کی کئی چیزیں پیش کرتا ہے، جب کہ کسی اور مذہب میں آج تک یہ جرأت نہیں ہوئی، ابولہب اسلام اور نبی پاک ﷺ کا سخت دشمن تھا اس نے آپ کی دشمنی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، اگر نبی پاک ﷺ نے کہا کہ رات ہے تو اس نے دن کہا، آپ نے سفید کہا تو اس نے سیاہ کہا، ہر بات میں مخالفت کی، نبی ﷺ کو بددعا دی کہ آپ کے ہاتھ ٹوٹ جائیں، اللہ رب العزت کو غصہ آیا اللہ رب العزت نے پوری سورۃ لہب نازل کر دی۔ اب قرآن نے ابولہب کو جہنمی ہونے کا بتا دیا گویا کہ قرآن نے بتا دیا کہ ابولہب مسلمان نہیں ہوگا۔ اس سورت کے نازل ہونے کے دس سال بعد تک ابولہب زندہ رہا لیکن وہ ڈرامائی طور پر بھی قرآن اور نبی ﷺ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے یہ نہ کہہ سکا کہ میں مسلمان ہوں، اور نہ ہی کفار مکہ آپ ﷺ کو قرآن اور جھٹلانے کے لئے اس سے یہ کہلوا سکے، وہ کفر پر ہی مرا۔ یہ قرآن کی حقانیت کی کتنی بڑی دلیل ہے کہ دس سال تک کفار مکہ اتنی سی بات کو جنگی ہتھیار کے طور پر بھی

Marfat.com

استعمال نہ کر سکے۔

قرآن نے یہودیوں کے بارے بتایا کہ ان کو جان بہت پیاری ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے بس میں ہو کہ وہ ہزار برس جئے تو یہ اسی کی تمنا کریں گے۔

قرآن نے چیلنج کیا کہ اگر ایسی بات نہیں ہے تو یہ موت کی تمنا کریں، فرمایا فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ(٦) وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًام بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

پس موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو، لیکن اپنے کرتوتوں کو دیکھتے ہوئے یہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے۔

یقین کریں ایک یہودی کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ کہہ سکے کہ ہاں میں موت کی تمنا کرتا ہوں، آج بھی یہودیوں کو جان سب سے زیادہ پیاری ہے۔

جب امریکہ نے گیارہ ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کو گرانے کا ڈرامہ رچایا تو اس دن چار ہزار یہودی چھٹی پر تھے، اس دن دنیا کی ہر قوم کا ہر ملک کا آدمی مرا لیکن یہودی ایک بھی نہیں مرا کیونکہ انہیں اپنی جان سب سے زیادہ پیاری ہے، پھر قرآن نے چیلنج دیا کہ تمام جن وانس ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں اور مل کر اس کلام جیسا کوئی کلام لیکر آئیں تو کوئی نہ لا سکا، پھر دس سورتوں کا چیلنج کیا کوئی نہ لا سکا پھر ایک سورت کا چیلنج کیا ایک سورت بھی کوئی نہ لا سکا، آج بھی کسی کی مجال نہیں ہے کہ قرآن کے مقابلے میں ایک سورت لا کر اس دعوے کو غلط ثابت کر سکے تو پھر انسان کو چاہیئے رب کے کلام کو مان لیں تا کہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔

قرآن نے یہ بھی فرمایا: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ. وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء. ٨٢)

کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے ! اگر یہ قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی

Marfat.com

طرف سے ہوتا اس میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا۔

قرآن کے بارے میں بہت سے لوگ تحقیق کرتے ہیں، کچھ لوگ تو اس کے فضائل کو دیکھ عش عش کر اٹھتے ہیں، قرآن پاک میں آج تک کوئی اختلاف نہیں پایا گیا اگر کسی کو کسی آیت کی سمجھ نہیں آتی تو کسی اور جگہ پر اس کی تشریح یا تفصیل موجود ہوتی ہے، ورنہ اگر حدیث شریف کا مطالعہ کر لیا جائے تو بات کی بالکل صحیح سمجھ آجاتی۔

پھر بھی کچھ لوگ صرف طنزیہ طور پر تحقیق کرتے ہیں تاکہ اس میں کسی قسم کی غلطی تلاش کر کے منفی پراپیگنڈہ کرسکیں، اول تو ان لوگوں کو عربی نہیں آتی یا سیاق و سباق کی سمجھ نہیں ہوتی، جان بوجھ کر غلط ترجمہ کرتے ہیں، یا اعتراض کرتے ہیں، یا جس شخص سے اعتراض والی بات کا پوچھتے ہیں اس کو اس کا علم نہیں ہوتا، اب ایک عام مولوی کو سائنسی علوم کا کیا پتہ ہاں اگر ڈاکٹر ذاکر نائیک سے سائنس پر بات کریں گے تو وہ اسلام اور سائنس کا تقابل کر سکے گا، دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دیں گے، لیکن چونکہ ڈاکٹر صاحب کی اردو اور عربی کمزور ہے، اب اگر کوئی ان سے گرائمر کی گہرائیاں پوچھنی شروع کر دے تو وہ صحیح طریقے سے جواب نہیں دے سکیں گے۔ اسی طرح ایک عام عالم دین کو اگر سیاسیات اور معاشیات کے بارے میں علم نہیں تو اگر موجودہ حالات کے تحت کوئی ان سے اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشیات کے بارے میں پوچھنا شروع کر دے تو وہ صحیح طریقے سے جواب نہیں دے پائیں گے، اسلامی معاشیات کے بارے میں اگر کسی کو شک ہو تو وہ مفتی تقی عثمانی صاحب سے رابطہ کرے اس کو صحیح جواب مل جائے گا۔

اگر کسی کو قرآن میں کوئی شک ہو، اگر اس کو اپنی عقل کے مطابق اس میں کوئی اختلافی بیان ملے تو کسی اچھے عالم سے رجوع کرے اس کی غلط فہمی دور کر دی

Marfat.com

جائے گی، جو بھی عالم متعلقہ شعبے میں اختصاصی مہارت رکھتا ہو گا اس کے پاس جواب ضرور مل جائے گا۔ اگر کوئی عام عالم جواب نہیں دے سکا تو اس میں قرآن کا کیا قصور ہے اور اس میں ڈھنڈورا پیٹنے والی کون سی بات ہے، اسلام میں کوئی شک نہیں، قرآن میں کوئی اختلافی بیان نہیں، دنیا نے بہت زور لگائے لیکن آج تک کوئی ثابت نہ کر سکا۔

Marfat.com

قرآن قرآن کی نظر میں:۔

قرآن اللہ رب العزت کا کلام ہے جیسا کہ اس آیت سے بھی واضح ہو رہا ہے

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ (توبہ ۔ ۶)

اے نبی اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دیں، یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔

قرآن پاک لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، جیسا کہ فرمایا

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (۲۲)

بلکہ وہ قرآن مجید لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

لوح محفوظ ہی قرآن پاک اکٹھا نہیں لکھا ہوا بلکہ اس کا ایک ایک حرف الگ الگ لکھا ہوا ہے، اگر اکٹھا لکھا ہوا ہوتا تو لوح محفوظ پاش پاش ہو جاتی۔

ایک ایک حرف کوہ قاف کے برابر ہے،

اگر قرآن پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے، اللہ رب العزت فرماتے ہیں،

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ. (حشر: ۲۱)

اے نبی ﷺ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ رب العزت کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ کر پاش پاش ہو جاتا۔

بھلا پہاڑوں کی قوت اور دلوں کی قوت کا کیا مقابلہ لیکن اللہ رب العزت

Marfat.com

نے ایک زبردست تدریج کے ساتھ دلوں کو قرآن اٹھانے کی قوت عطا فرمادی۔

اگر ہم پر براہ راست قرآن اترتا تو کسی صورت میں ہم برداشت نہ کرسکتے، سورج کی کرنوں کو اس کی تپش کو ہم اس لئے برداشت کر لیتے ہیں کہ سورج ہم سے چودہ کروڑ چھیانوے لاکھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس کی روشنی اور حرارت ہم پر چھن چھن کر آتی ہے اگر یہ ہمارے بالکل قریب ہوتا تو ہمیں جلا کر خاکستر کر دیتا، سورج کی تپش نہ جانے کتنے مراحل سے گذرنے کے بعد ہم تک پہنچتی ہیں، یہ تو سورج کو اور ہم کو پیدا کرنے والا ہی بہتر جانتا ہے۔ قرآن لوح محفوظ سے حضرت جبرائیل کو ملا، جبرائیل سے ہمارے نبی پاک ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوا، جب آپ پر قرآن نازل ہوتا تو آپ کی عجیب کیفیت ہوتی، آپ پسینہ پسینہ ہوجاتے سخت سردی میں بھی پسینے میں شرابور ہوجاتے، مبارک آنکھیں سرخ ہوجاتیں، سواری پر ہوتے تو سواری بوجھ کی وجہ سے بیٹھ جاتی اور اس طرح محسوس ہوتا کہ اونٹنی کی ہڈیاں چور چور ہوجائیں گی۔

ایک دفعہ نبی ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران مبارک پر اپنا سر مبارک رکھ کر سو رہے تھے، کہ اچانک وحی نازل ہونے کی کیفیت شروع ہوگئی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بوجھ کی وجہ سے مجھے محسوس ہوا کہ میری ران کی ہڈی چور چور ہو جائے گی، حضور پاک ﷺ کا ظرف کتنا عظیم تھا آپ ہی تھے کہ قرآن کی عظمت کو اٹھایا، اس کے بارِ عظیم کو برداشت کیا، آپ ﷺ سے قرآن صحابہ تک پہنچا اور اس طرح رفتہ رفتہ ہم جیسے لوگوں تک پہنچا۔

قرآن لاریب ہے، دنیا کی کوئی کتاب یہ دعویٰ نہیں کرسکی اور نہ ہی قیامت تک کرسکے گی، کہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں، قرآن ہی اپنے بارے میں یہ دعویٰ کرتا ہے، ذالک الکتاب لاریب فیہ البقرۃ ا

Marfat.com

قرآن سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔

ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم (بنی اسرائیل ۹)

بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

قرآن بابرکت کتاب ہے

اللہ رب العزت نے قرآن پاک کو چار مرتبہ بابرکت کہا ہے:۔

وهذا کتاب انزلناه مبرک مصدق الذی بین یدیه

اور یہ کتاب ہم نے اسے نازل کیا ہے یہ برکت والی ہے، تصدیق کرنے والی ہے اس کتاب کی جو اس سے پہلے آئی تھی۔

قرآن خود بھی بابرکت ہے، بھیجنے والا بھی بابرکت ہے لانے والا بھی بابرکت ہے، جس ہستی پر قرآن اترا وہ بھی بابرکت ہے، اس کی تلاوت بابرکت ہے، اس کے علوم و معارف بھی بابرکت ہیں، اس کے معانی اور مفاہیم بھی بابرکت ہیں اس کے اثرات و مظاہر بھی بابرکت ہیں، اس کے مقاصد بھی بابرکت ہیں، قرآن کا سنجیدگی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ عجائب و غرائب کے نت نئے دروازے کھولتا ہے اور ہر لحظہ نئی شان نئی آن دکھاتا ہے۔ جب بھی پڑھیں یہ نیا تحفہ دیتا ہے، اور علوم و معارف کی نئی راہیں کھولتا ہے، قرآن پاک کے عجائب و نوادر کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اس کے برکات وحسنات لامتناہی ہیں۔قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ نحل:۸۹

اور ہم نے آپ پر ہر چیز کو کھول دینے والی یہ کتاب نازل کی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

بے شک قرآن میں ہمارے لئے ہر علم اور ہر چیز کھول کر بیان کر دی گئی

Marfat.com

ہے، تفسیر ابن کثیر ج ۴/ص ۵۹۴۔

پس قرآن پاک نے دنیا کے تمام علوم کا صراحتاً، ضمناً، اشارۃً، یا تملیحاً احاطہ کر رکھا ہے،

انسان حیوان نباتات، شجر، حجر، اثمار، زمین، آسمان، فضا اور سمندر، زمین اور کائناتی مظاہر کے متعلق تمام علوم میں مسلسل علمی تحقیق ہوتی چلی آرہی ہے، اور یہ علمی تحقیقات تسلسل سے ایسے جدید اور اہم انکشافات کر رہی ہیں جنہیں قرآن نے صدیوں پہلے بیان کر دیا ہے، ان حقائق کی وجہ سے بہت سے غیر مسلم اسلام قبول کر چکے ہیں، قرآن انسانیت کے لئے اللہ رب العزت کا فضل ہے، اس کی طرف سے رحمت ہے۔

فرمایا: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

اے نبی ﷺ کہہ دیجئے یہ اللہ رب العزت کے فضل اور اس کی رحمت سے نازل ہوا ہے، لہذا لوگوں کو چاہیئے کہ اس سے خوش ہوں، یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ یہاں بفضل اللہ سے مراد قرآن پاک ہے۔

مسلمانوں کے لئے ہدایت رحمت اور بشارت ہے:

کتاب مقدس کے بارے میں فرمایا

هُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ نحل: ۸۹

مسلمانوں کے لئے ہدایت رحمت اور بشارت ہے۔

ہدایت اور شفاء ہے

Marfat.com

فرمایا: قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ۔ حم سجدہ ۴۴

کہہ دیجئے وہ ان کے لئے جو ایمان لائے ہدایت اور شفا ہے۔

برہان ہے نور ہے

فرمایا: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا نساء:۱۷۴

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک دلیل آ گئی ہے، اور ہم نے تمہاری طرف ایک نور مبین نازل کیا ہے۔

قرآن سرمایہ حیات ہے، دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے، کسی بشر کے لئے ممکن نہیں کہ وہ قرآن کریم کے اعزازات و امتیازات، فضائل و مکارم کا احاطہ کر سکے۔

اس کی تعریفوں میں دنیا بھر کے اوراق ختم ہو جائیں گے، انسانوں کی زندگیاں ختم ہو جائیں گی، قلم فنا ہو جائیں گے، عقل و دانش کے تمام ذخیرے ختم ہو جائیں گے، لیکن قرآن پاک کے اوصاف و محاسن ختم نہیں ہوں گے۔

اللہ رب العزت نے قرآن پاک کو عظیم فرمایا: وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ حجر:۸۷

بے شک ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیات اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔

سورۃ ہود کی پہلی آیت میں قرآن کا محکم ہونا بیان فرمایا:

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ

الٓـر۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم کی گئیں ہیں، پھر تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، بڑی حکمت والے بڑی خبر رکھنے والے کی طرف سے۔

Marfat.com

اللہ رب العزت نے قرآن لیکر آنے والے فرشتے جبرائیل کی بھی قرآن پاک میں تعریفیں کیں:

اِنَّـهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (١٩) ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ (٢٠) مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (٢١)   تکویر: ١٩ تا ٢١

بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا قول ہے، جو بڑی قوت والا ہے، عرش والے کے نزدیک بلند مرتبہ ہے، وہاں (آسمانوں میں) اس کی اطاعت کی جاتی ہے، وہ امین ہے۔

قرآن پاک نازل کس کی طرف سے کیا گیا ہے:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ   شعراء: ١٩٢

یہ بلاشبہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

قرآن تمام جہان والوں کے لئے نعمت ہے:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ   ص: ٨٨

بے شک یہ نصیحت ہے تمام جہانوں کے لئے۔

یہ نصیبوں کی بات ہے کہ کون اس سے کتنا فائدہ حاصل کرتا ہے۔

بقدر ظرف طالب یاں ہیں پیمانے مقدر کے
لئے جاتا ہے جو جس کو ملا پیمانہ بھر بھر کے

قرآن پاک شفاء ہے فرمایا:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

اور جو قرآن پاک ہم نے نازل کیا ہے وہ شفا ہے اور رحمت ہے مومنوں کے لئے۔

Marfat.com

قرآن حدیث پاک کی نظر میں:

عن عثمان قال قال رسول الله ﷺ خیر کم من تعلم القرآن وعلمه

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

قرآن کو سیکھنے والے اور پھر سیکھ کر دوسروں کو سکھانے والے سب سے افضل ہیں،

صاف ظاہر ہے کہ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے، اس سے بڑھ کر کیا مصروفیت ہوسکتی ہے، اس سے بڑھ کر کون سا عمل ہوسکتا ہے،

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے حضور پاک ﷺ کا ارشاد منقول ہے حق تعالیٰ شانہ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی اس کو میں سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں، اور اللہ رب العزت کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی کہ اللہ رب العزت کو تمام مخلوق پر۔

جو شخص قرآن پاک یاد کرنے اس کو سمجھنے اور سمجھانے میں اس قدر منہمک ہو کہ اس سے نہ تو دنیا داری کی فکر ہو اور نہ ہی وہ زیادہ ذکر اذکار کرسکتا ہو، نہ ہی زیادہ دعائیں مانگ سکتا ہو، قرآن پاک میں مشغولی کی وجہ سے اللہ رب العزت اس شخص کو اپنی ذمہ داری پر لمبی لمبی دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کردیتا ہے، اور لمبے چوڑے وظائف کرنے والوں سے زیادہ اجر عطا کردیتا ہے، اس کی وجہ

Marfat.com

صاف ظاہر ہے کہ آدمی سب سے اونچے عمل میں مصروف تجا۔ جب کوئی سردار یا حاکم کوئی چیز لوگوں میں تقسیم کرتا ہے تو وہ اپنے کارندوں کے لئے خاص طور پر حصہ الگ کر لیتا ہے، یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ ناواقف لوگ تو لے جائیں اور اس کے خاص لوگ اور گھر کے لوگ خالی ہاتھ رہ جائیں، اہلِ قرآن اللہ رب العزت کے خاص لوگ ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول منقول ہے حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں، ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن پاک کی تلاوت عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اسی میں مشغول رہتا ہو، اور دوسرا وہ جس کو اللہ رب العزت نے مال کی کثرت دی ہو اور وہ دن رات اسی سے خرچ کرتا ہو۔

حسد سے مراد یہاں رشک ہے، پھر قابل تعریف ہیں یہ دو طرح کے لوگ، کہ ایک طرح کے لوگ روحانی دولت رکھتے ہیں قرآن پاک کی تلاوت کر کے اپنی روح کو طاقت ور بناتے ہیں کیونکہ قرآن کی تلاوت روح کی غذا ہے، اور دوسرے وہ لوگ جن کو اللہ رب العزت نے مال عطا فرمایا ہو، اور وہ اس پر سانپ بن نہیں بیٹھے بلکہ اللہ رب العزت کے بندوں میں خرچ کرتے ہیں، دین کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں، اسی طرح کے لوگ دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت اس کتاب یعنی کلام پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کو سینے سے لگایا، اللہ رب العزت نے پچاس سال کے اندر آدھی دنیا کو ان کے قدموں میں ڈال دیا اور بعد میں بھی سات سو سال تک

Marfat.com

مسلمانوں نے قرآن کو سینے سے لگائے رکھا اس پر عمل کیا، اللہ رب العزت نے ان کو تمام اقوام پر غالب رکھا، جب قرآن کو چھوڑا تو حالت یہاں تک پہنچ گئی جو آج ہمارے سامنے ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے قلب میں قرآن پاک کا کوئی حصہ نہ ہو وہ بمنزلہ ویران گھر کے ہے، ویران گھر میں آسیب، جنات، شیاطین بسیرا کر لیتے ہیں، برکات ختم ہو جاتی ہیں، جس طرح ویران گھر میں دنیاوی لحاظ سے اندھیرا ہوتا ہے، روحانیت اور برکات کے لحاظ سے بھی وہاں ظلمت ہی ظلمت ہوتی ہے، اور اس طرح جس دل میں قرآن نہ ہو وہ بھی ویران گھر کی طرح ہے، اس میں بھی ہر وقت شیاطین کا بسیرا ہوتا ہے، ظلمت چھائی رہتی ہے۔ روحانیت اور نورانیت کی کوئی چیز وہاں موجود نہیں ہوتی، جس دل میں قرآن نہ ہو وہاں فرشتے کس طرح آئیں گے، جہاں قرآن پڑھا جاتا ہو وہاں فرشتے کثرت سے آتے ہیں، جس دل میں قرآن نہ ہو وہ دل شیاطین کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتی ہیں کہ نماز میں قرآن پاک کی تلاوت بغیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے، اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ بچاؤ ہے آگ سے، بیہقی، شعب الایمان

تلاوت کلام پاک یقینی طور پر ذکر اذکار سے افضل ہے، اور نماز میں تلاوت

Marfat.com

تو نور علی نور ہے، اور ذکر کو صدقات پر فضیلت حاصل ہے، اور یہ مختلف روایات سے ثابت بھی ہے، اور صدقہ کا روزہ سے افضل ہونا یہ اس روایت سے ثابت بھی ہو رہا ہے، لیکن بعض روایات میں روزہ کو فضیلت بھی حاصل ہے، لیکن یہ احوال کے اعتبار سے مختلف ہے، بعض حالتوں میں روزہ افضل ہے بعض حالتوں میں صدقہ افضل ہے، بعض لوگوں کے لئے صدقہ افضل ہے بعض لوگوں کے لئے روزہ افضل ہے۔

مثال کے طور پر ایک امیر آدمی کے لئے صدقہ خیرات وغیرہ مشکل نہیں جس کے پاس دولت کی ریل پیل ہے، اس کے لئے روزہ رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اس لئے اسے چاہیئے کہ روزے رکھا کرے، جبکہ ایک تنگ دست اور غریب آدمی روزے تو آسانی سے رکھ سکتا ہے، اور اسے مشقت بھی محسوس نہیں ہوتی لیکن اس کے لئے صدقہ خیرات کرنا مشکل امر ہوتا ہے۔

ایک بادشاہ نے قسم توڑ دی کفارے کے لئے علماء سے رجوع کیا ایک بڑے عالم نے کہا کہ بادشاہ تین روزے رکھ کیونکہ اس کے لئے دس مسکینوں کو کھانا کھلانا کوئی مشکل کام نہیں تھا، اگر آج بادشاہ سلامت نے روزے نہ رکھے اور صرف مسکینوں کو کھانا کھلا کر کفارہ ادا کر دیا تو قسم توڑنا بادشاہ کی عادت بن جائے گی۔ اگر ایک مرتبہ تین روزے رکھ لئے تو مشقت کی وجہ سے دوبارہ قسم نہیں توڑے گا۔ اور واقعی دوبارہ قسم توڑنے کی نوبت ہی نہ آئی۔

اور روزہ تو واقعی آگ سے بچانے والا ہے، یہ آدمی اور جہنم کے درمیان ڈھال ہے۔ باقی رہا تلاوت کا معاملہ تو یہ ان تمام اعمال سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے،

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی نماز میں کھڑے ہو کر تلاوت کرتا

Marfat.com

ہے تو ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں ملتی ہیں، بیٹھ کر نماز پڑھنے سے ہر حرف پر پچاس نیکیاں ملتی ہیں، وضو کے ساتھ تلاوت کرنے پر پچیس نیکیاں اور زبانی تلاوت بغیر وضو کرنے پر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اگر صرف آدمی کسی کی تلاوت سنتا ہی رہے تو بھی ہر حرف پر ایک نیکی ضرور مل جاتی ہے، عظیم خزانہ ہے قرآن کہ اس سے کوئی بھی محروم نہیں رہتا اگر وہ تھوڑی سی بھی کوشش کر لے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے، پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صفائی کی کیا صورت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

گناہوں کی کثرت اور اللہ رب العزت کی یاد سے غفلت کی وجہ سے زنگ لگ جاتا ہے۔ اور پھر اس کو مختلف طریقوں سے ختم کیا جاتا ہے، جب دل کو زنگ لگ جاتا ہے تو اسے موت کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کر کے اتارا جا سکتا ہے۔ شیشہ جب دھندلا جاتا ہے تو اسے کپڑے سے صاف کیا جاتا ہے، اگر اس پر مٹی وغیرہ لگ جائے تو دل جو آئینے سے بھی زیادہ صاف ہے آئینے سے بھی زیادہ قیمتی ہے، آدمی جب گناہ کرتا ہے تو اس پر ایک نقطہ لگ جاتا ہے، دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے، گناہ بڑھتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے، اب اس دل کو اگر روشن کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز موت کو بار بار یاد کیا جائے، اور قرآن پاک کی تلاوت کو شب و روز کا معمول بنا لیا جائے۔ جب دل زنگ آلود ہو گا نہ عبادت کو دل چاہے گا نہ معرفت الٰہی حاصل ہو گی۔ دل روشن ہو گا تو عبادت میں حلاوت حاصل ہو گی، اور دل معرتِ الٰہی کا خزینہ بن جائے گا۔ اور یہ چیزیں موت

Marfat.com

کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے حاصل ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے کوئی شرافت وافتخار ہوا کرتا ہے، جس سے وہ تفاخر کیا کرتا ہے، میری امت کی رونق اور افتخار قرآن شریف ہے۔

کچھ لوگ اپنی دولت پر فخر کرتے ہیں، کچھ اپنے عہدوں پر، آباؤ اجداد پر، قوم اور قبیلے پر، مختلف لوگ مختلف طریقوں سے اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور فخر جتلاتے ہیں، یہودیوں کو اپنی دولت پر بڑا گھمنڈ ہے، امریکہ کو اپنی طاقت پر ناز ہے، کسی ملک کو ایٹمی پاور ہونے کی وجہ سے ناز ہے۔ کوئی ملک سائنس اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے فخر کرتا ہے۔ لیکن امت مسلمہ کے لئے قابل فخر چیز قرآن پاک ہے، ساری قومیں دولت کے ڈھیر لگا دیں، طاقت کے مظاہروں کی انتہا کر دیں، سائنس اور ٹیکنالوجی میں اتنی ترقی کر لیں کہ آسمان کو چھونے لگیں، لیکن کسی بھی صورت میں قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم مسلمان فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ، بدھ اور ہندو ہر شعبے میں ہم سے آگے نکل جائیں لیکن جو چیز اللہ رب العزت نے اپنے کلام کی صورت میں عطا کر دی ہے اس طرح کی چیز نہ ان کے پاس ہے نہ قیامت تک لا سکتے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ رب العزت کے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت کریں حضور ﷺ نے فرمایا تقویٰ کا اہتمام کرو کہ یہ تمام امور کی جڑ ہے میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کا اہتمام کرو کہ دنیا میں یہ نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ۔

تلاوت کا نور ہونا یقینی بات ہے، حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ جن

Marfat.com

گھروں میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے وہ مکانات آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان پر ستارے۔ چاند پر جو لوگ گئے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ جب دوربینیں لگا کر زمین کی طرف دیکھا گیا تو بہت سی جگہوں کو روشن پایا، بالکل ایسے جس طرح ستارے جگمگا رہے ہوں، جب تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ مدارس اور مساجد ہیں، جہاں پر قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے۔ باقی رہی ذخیرے کی بات تو دنیا جتنی مرضی کما لو یہ یہاں ہی رہ جائے گی مٹی بن جائے گی لیکن قرآن کی تلاوت کا اجر آخرت میں ہمیشہ کے لئے آپ کے ساتھ ہوگا یہی اصل سرمایہ ہے یہی اصل ذخیرہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ ﷛ نے حضور پاک ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی قوم اللہ رب العزت کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر تلاوت کلام پاک اور اس کا دور نہیں کرتی مگر ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے، اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں، اور حق تعالیٰ شانہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔

سکینہ کے بہت سے معنی علماء نے بیان کئے ہیں، یہ لفظ قرآن پاک میں بھی کئی بار استعمال ہوا ہے، اس کا ایک مطلب سکون قلب بھی ہے، جو سب سے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے، فرشتے ان لوگوں کو ڈھانپ لیتے ہیں، رحمت چھا جاتی ہے، غور فرمائیں اگر کسی کو کوئی وزیر یاد کرے تو وہ کتنا خوش ہوگا اور اگر کسی شخص کی تعریف وزیراعظم اسمبلی یا کابینہ کے اجلاس میں کرے تو وہ شخص کتنا خوش ہوگا، اور لوگ اس کو کتنا معزز سمجھیں گے، لیکن تھوڑا سا غور فرمائیں اللہ رب العزت جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے وہ تلاوت کرنے والوں کا ذکر فرشتوں کی مجلس میں کرتا ہے، ہم ان لوگوں کی خوش قسمتی کا اندازہ نہیں لگا سکتے، جن کا ذکر اللہ رب العزت خود

Marfat.com

کرے اور فرشتوں کے سامنے کرے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ تم لوگ اللہ رب العزت کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود اللہ تعالیٰ سے نکلی ہے، یعنی کلام پاک۔

قرآن پاک اللہ رب العزت کی آواز ہے اور صاف ظاہر ہے کہ آواز اندر سے نکلتی ہے، جب کوئی شخص بولتا ہے تو الفاظ اس کے اندر سے نکل رہے ہوتے ہیں، قرآن کے ہر ہر حرف کو اللہ رب العزت نے بولا ہے قرآن اللہ کے دیدار کا قائم مقام ہے، دنیا میں ہم اللہ کو دیکھ نہیں سکتے، اللہ نے اپنا کلام ہمارے پاس بھیج دیا تا کہ ہم اس کو پڑھ کر اس پر عمل کر کے آخرت میں اپنے رب کو دیکھنے والے بن جائیں، کسی بھی مصنف یا شاعر کو جو دنیا سے جا چکا ہو ہم اسے دیکھ نہیں سکتے لیکن اس کے کلام سے اس کی عظمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں، اس کے خیالات اور نظریات پر غور کر سکتے ہیں، اللہ نے بھی اپنے کلام کے ذریعے اپنا تعارف کرایا جو رب کو پہچاننا چاہتا ہو آخرت میں رب کا دیدار چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ رب کے کلام کو پڑھے اس پر عمل کرے اور اسے دنیا میں پھیلائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا قرآن والے وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص ہیں۔ دنیا میں جو لوگ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں کس طرح لوگ ان کے پیچھے چلتے ہیں ان کی خوشامدیں کرتے ہیں، وڈیروں کی کس طرح نوکری چاکری کی جاتی ہے، لوگ سیاست دانوں کے کس طرح آگے پیچھے ہوتے ہیں تا کہ ان کے قریب ہو کر ہم دنیاوی فوائد حاصل کر سکیں، قرآن کتنی عظیم چیز ہے کہ آپ کو رب العالمین کے خاص لوگوں

Marfat.com

میں شامل کردے گی، اس سے بڑھ کر خوش نصیبی کوئی نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی، اور ایسا جھگڑالو ہے جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا، جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔

قرآن پاک جس کی شفاعت کرے گا اس کو جنت مل جائے گی، جنت کے درجات مل جائیں گے، جو اس کے جتنا زیادہ قریب ہو گا یہ اتنے ہی جنت میں درجات بلند کروائے گا، اتنا ہی رب کے قریب کروائے گا، جو قرآن سے جتنا دور رہے گا اس کے احکامات کی خلاف ورزی کرے گا اس کی مخالفت کرے گا، یہ قرآن اس کے مقابلے میں آجائے گا، اور اللہ رب العزت سے جھگڑا کریگا۔ قرآن جس کے مقابلے میں آجائے گا اس کو کوئی بچا نہیں سکے گا۔ جو قرآن کو سامنے رکھے یعنی اس کی تلاوت کرتا رہے، اس کے احکامات کو دیکھ کر زندگی گذارتا رہے یہ قرآن چونکہ جنت میں جائے گا اس لئے اپنے ماننے والے اور عمل کرنے والے کو بھی جنت میں لے جائے گا، اور جو اس کو پیٹھ پیچھے پھینکے گا، نہ اسے پڑھے گا نہ ہی اس پر عمل کرے گا، قرآن اس کو جہنم میں گرائے گا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا اس نے علوم نبوت کو اپنی پسلیوں میں لے لیا، گو اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی حامل قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ غصہ کرنے والوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے حالانکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔

وحی کا سلسلہ تو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رک گیا لیکن خوش قسمت ہیں وہ لوگ

Marfat.com

جن کے سینوں میں خدا نے اپنے کلام کو محفوظ کر دیا، پہلی کتابیں صرف انبیاء کو حفظ ہوتی تھیں، لیکن یہ کتاب اس امت کے لوگوں کو بھی حفظ ہے، حافظ قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے، اس کے لئے مناسب نہیں کہ فضول کاموں میں شریک ہو اور فضول لوگوں اور برے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے۔ جاہلوں سے دوستی لگائے، قرآن کے نافرمانوں سے لو لگائے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر اگر تو صبح کو جا کر ایک آیت کلام اللہ کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے، اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لے خواہ وہ معمول بہ ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔

علم کا سیکھنا، قرآن کا سیکھنا واقعی نوافل سے بہت بہتر ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ عالم کی عابد پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

عالم کا رات کو سو جانا عابد کی رات بھر کی عبادت سے افضل ہے رات کو جو قرآن پاک کی سو آیات پڑھ کر سو جائے وہ غافلین میں شمار نہ ہوگا، اور قرآن کے مطالبے سے بچ جائے گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ان سے خلاصی کی کیا صورت ہوگی، انہوں نے کہا کہ قرآن پاک۔

آج بھی جو لوگ مختلف قسم کے فتنوں سے بچنا چاہیں قرآن کو سینوں سے لگا لیں، آج فتنوں سے بچ جائیں گے، قیامت کے دردناک عذاب سے بچ جائیں گے۔

Marfat.com

قرآن مستشرقین اور غیر مسلموں کی نظر میں:۔

مسلمان تو قرآن کی ہر حال میں تعریف کریں گے کیونکہ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے ہمارے رب کا کلام ہے، ہم کسی صورت میں ہر گز ہر گز کسی چیز کو اس پر ترجیح نہیں دے سکتے ،اگرچہ ہم سستی کی وجہ سے اس سے غافل ہوں لیکن اس سے محبت ضرور کرتے ہیں، اس کی تعریفیں ضرور کرتے ہیں، قرآن ایسی بابرکت چیز ہے کہ بہت سے غیر مسلم بھی اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تعریفیں کرنے والے مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے؟

تو جواب یہ ہے کہ یہ سب نصیبوں کی بات ہے، ہدایت اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ، ہم سب مسلمان بھی تو قرآن کی تعریفیں کرتے ہیں اس کو اللہ رب العزت کی کتاب مانتے ہیں لیکن ہم میں سے کتنے اس پر عمل کرتے ہیں۔

اَلْحَقُّ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ حق وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں۔

عرب کے شاعروں اور قرآن کے ابتدائی دور کے مخالفوں سے لیکر آج کے پادریوں تک بہت سے لوگ قرآن کی تعریفیں کرتے رہتے ہیں، اور اس کے سامنے سر جھکاتے رہتے ہیں، مختلف مواقع پر، جلسوں ، کانفرنسوں اور بحث و تمحیص کے موقع پر قرآن کو اپنی کتابوں سے افضل مانتے ہیں۔ قرآن کی تعریف میں مختلف سکالرز، محققین، مفکرین اور دانشوروں کے چند اقوال درج کئے جاتے ہیں۔

فرانسیسی فلسفی ایلکس لوزون

Marfat.com

ایلکس کہتے ہیں حضرت محمد ﷺ نے دنیا کے لئے ایسی کتاب چھوڑی ہے جو بلاغت کا حیرت انگیز نمونہ ہے، اخلاقیات کی دستاویز اور نہایت مقدس کتاب ہے، جدید علمی انکشافات میں سے کوئی مسئلہ یا انکشاف ایسا نہیں جو اسلامی بنیادوں اور عقائد کے متضاد ہو، اس اعتبار سے قرآن کی تعلیمات اور طبعی وسائنسی قوانین کے درمیان یکسانیت اور ہم آہنگی موجود ہے۔

لوئی سیدیو

قابل ذکر اور اہم بات یہ بھی ہے کہ براعظم ایشیا میں برصغیر پاک و ہند تک اور براعظم افریقہ میں سوڈان تک مختلف زبانیں بولنے والی قوموں کے مابین قرآن کریم ایسی کتاب ہے جسے سب سمجھتے ہیں اور اسی قرآن نے ان متضاد اور مختلف طبیعتوں والی قوموں کو زبان اور جذبات و احساسات کے رابطے کے ذریعے آپس میں جوڑ دیا۔

برطانوی وزیراعظم گلیڈسٹون

برطانوی وزیراعظم گلیڈسٹون ایک مرتبہ پارلیمنٹ میں قرآن لے کر آیا اور اپنے ہاتھ میں قرآن پاک اٹھا کر پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا جب تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں یہ کتاب ہے اس وقت تک ہم ان پر تسلط قائم نہیں کر سکتے، لہذا ہمارے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ ہم اس قرآن کا وجود ختم کر دیں، یا اس سے مسلمانوں کا تعلق ختم کر دیں۔

اس طرح کے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ ہیں جو قرآن کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن خود ختم ہو جائیں گے، لیکن قرآن ختم نہیں ہوگا۔ البتہ ان کا دوسرا حربہ کافی حد تک کامیاب رہا ہے کہ مسلمانوں کا تعلق قرآن سے قطع کر دیں، مسلمانوں کو قرآن سے دور کر دیں، مغربی مفکرین نے اپنے سکالرز، پادریوں اور دانشوروں سے

Marfat.com

مشورے کئے طے پایا کہ یہ قوم چونکہ بار بار ابھرتی ہے اس کی وجہ قرآن پاک ہے اس قوم کو قرآن سے دور کر دو، پچاس سال میں یہ تمہارے قدموں میں ہوگی، آج آپ خود غور کر لیں کہ قرآن سے دوری کی وجہ سے مسلمانوں کا کیا حال ہے، کیا ہمارے حکمران اور وڈیرے ان کے قدموں میں نہیں جا گرے۔

پروفیسر گستاؤلی بان کا کہنا ہے

قرآن ہندوستان میں ایک شمع فروزاں لیکر آیا جس نے بنی نوع انسان کو اس وقت تاریکی سے نکالا جب قدیم تہذیب کا زوال ہو رہا تھا۔

امریکی ریسرچ

امریکی مفکرین کی یہ ریسرچ ہے کہ یونانی، بازنطین قوموں نے ایک ہزار سال میں بھی اتنی ترقی نہیں کی تھی جتنی حامل قرآن لوگوں نے ایک صدی میں کر لی۔

پروفیسر مائیکل بیکر کا کہنا ہے

موجودہ سائنسی دنیا میں یہ امر نہایت اہم ہے کہ جیسے جیسے قرآن اپنے امتیازی خاصے اور حقیقت و اصلیت کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے ماضی کے بہت سے غلط تصورات اور غلط بیانیوں کی دھند چھٹتی جا رہی ہے۔

جرمن مفکرین کی ریسرچ

جرمن کہتے ہیں کہ جب ہم قرآن کی جانب رجوع کرتے ہیں تو شروع میں بددلی سی محسوس ہوتی ہے، (تعصب کی وجہ سے) لیکن بعد میں ہر مرتبہ تازگی کا احساس ہوتا ہے پھر یہ نوبت آتی ہے کہ نہایت قوت سے یہ ہمیں اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ اور حیرت میں مبتلاء کر دیتا ہے، آخر میں ہمارے دلوں میں یہ تمام زمانوں میں اپنا قوی اثر ڈالتی رہے گی۔

Marfat.com

برنارڈ شاہ کا کہنا ہے

جب نصب العینوں نے فرانسیسی انقلاب اور لاطینی امریکہ میں انسانی حقوق کی تحریکوں کو برپا کیا وہ مغرب کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ ان کا سرچشمہ انہیں قرآن میں ملے گا۔

سر تھامس کارلائل

کا کہنا ہے کہ قرآن کو جھوٹا نہ کہو اس میں جھوٹ تلاش نہ کرو بلکہ اس کی صداقت پر غور کرو۔

مسٹر آرنلڈ کہتے ہیں

قرآن نے مسلمانوں کو جنگ بھی سکھائی اور ہمدردی، خیرات اور فیاضی بھی سکھائی، قرآن نے وہ اصول پیش کئے کہ سائنس کی بڑھتی ہوئی ترقیاں اسے شکست نہیں دے سکیں۔

جارج سیل کہتے ہیں

بے شک قرآن کریم عربی زبان کی سب سے بہتر اور مستند کتاب ہے کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑھ کر معجزہ ہے۔

سر ڈی سن راس کہتے ہیں

قرآن شریف اس بات کا مستحق ہے کہ یورپ کے گوشے گوشے میں اسے پڑھا جائے۔

میجر لیونارڈ نے کہا

قرآن مجید کی تعلیم بہترین ہے اور انسانی دماغوں پر نقش ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

گاڈفرے نے کہا

قرآن غریب آدمی کا دوست اور غمخوار ہے، بڑے آدمیوں کی جگہ جگہ مذمت کرتا ہے۔

مسٹر باسورتھ اسمتھ کا کہنا ہے

حضرت محمد ﷺ کا دعویٰ ہے کہ قرآن ان کا مستقل اور دائمی معجزہ ہے، میں مانتا ہوں کہ یہ واقعی ایک معجزہ ہے۔

اسٹینلے لین پول کہتے ہیں

قرآن میں وہ سب کچھ موجود ہے، جو ایک بڑے مذہب میں ہونا چاہیئے۔

جرمن متشرق ڈاکٹر شومبس کہتے ہیں کہ

جیسے یورپی آدمی کے اعتراف حقیقت سے لوگ حیران رہ جاتے ہیں، حق یہ ہے کہ میں نے قرآن کا بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے، میں نے اس میں ایسے بلند مرتبہ معانی محکم نظم وربط اور تعجب انگیز بلاغت پائی ہے جس کی نظیر مجھے زندگی بھر کبھی نظر نہیں آئی، اس کا ایک ہی جملہ بڑی بری کتابوں سے بے نیاز کر دیتا ہے، اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو محمد ﷺ اپنے رب سے لیکر آئے ہیں۔

فرانسیسی محقق کاؤنٹ ہنری دی کاسٹری

کاؤنٹ ہنری رسول اللہ ﷺ کی ناخواندگی اور قرآنی اعجاز کے مابین پائے جانے والے تضاد پر اظہار تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں، بلاشبہ عقل یہ بات تسلیم کرنے میں متردد ہے کہ ایک بغیر پڑھے لکھے انسان کے لبوں سے قرآنی آیات کا صدور وظہور ہو جبکہ سارا مشرق اعتراف کرتا ہے کہ لفظی اور معنوی لحاظ سے قرآنی آیات جیسا کلام لانا محال ہے، پوری بنی نوع انسان اس جیسا کلام لانے کا تصور

Marfat.com

بھی نہیں کر سکتی۔

جیمز مچنز کہتے ہیں

بلا شبہ قرآن حکیم دنیا بھر میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ قرآن پاک حفظ کرنے میں سب سے آسان اپنے اوپر ایمان لانے والے شخص کی روزمرہ زندگی پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والی کتاب ہے، یہ عہد نامہ قدیم (تورات وغیرہ) کی طرح طویل نہیں یہ ایسے بلند پایہ اور نفیس اسلوب میں لکھی گئی ہے جو شعر کی نسبت نثر کے زیادہ قریب ہے اس کی خصوصیت میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس کے سننے سے دل ڈرتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں اور جذبہ ایمانی میں اضافہ ہوتا ہے۔

عیسائی عرب محقق نصری سلہب

نصری سلہب نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے، آپ ﷺ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے، ناگہاں یہ ناخواندہ شخصیت انسانیت کو ایک اثر آفریں مکتوب کی طرف دعوت دینے لگی، جس کے ساتھ ہی ابتداء سے گھٹنوں کے بل چلنے والی انسانیت بلوغت کو پہنچ گئی، یہ مکتوب وہ قرآن کریم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اہلِ تقوی کے لئے اپنے رسول ﷺ پر نازل کیا۔

نصری سلہب کہتا ہے حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم ایک قابل تعریف اور حلال جادو ہے، بلا شبہ غیر عربی یا عربی زبان سے ناواقف آدمی کے لئے محال ہے کہ وہ قرآن کریم میں پائے جانے والے جمال کا ادراک کر سکے، قرآن کریم صرف محض مسلمانوں کو ہی مخاطب نہیں کرتا وہ صرف انہی کی ضروریات پوری نہیں کرتا بلکہ وہ علی الاطلاق تمام انسانوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور ان سب کی ضروریات کی کفالت کا اہتمام کرتا ہے، اگر لوگ قرآن کریم کی طرف متوجہ ہو

Marfat.com

جائیں اور اس کے احکام اور نصیحتوں کو اپنے اندر راسخ کر لیں اور ان کے مطابق عمل کریں تو انسانیت اس حالت سے بدر جہا بہتر اور برتر ہو جائے جس حالت میں وہ اب موجود ہے۔

نصری سلہب اشعار میں قرآنی تاثیر کے بارے میں تحقیق کرتے ہوئے کہتا ہے، کل یا آج جب بھی ہم عربی شاعری کی امتیازی خصوصیات سے یعنی بیروت دمشق قاہرہ بغداد، تیونس یا کسی اور عرب علاقے کے شعروادب کی امتیازی خصوصیات سے متاثر ہوتے اور ان پر جھومتے ہیں تو درحقیقت یہ خصوصیت اور فضیلت بھی قرآن ہی کا فیضان ہے۔

امریکی ڈاکٹر سڈنی فشر

ڈاکٹر سڈنی قرآن پاک کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے، قرآن کریم ایک ایسی زندہ آواز ہے جو عربی آدمی کے دل کو تسکین اور ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور جب اسے قرآن محظوظ کن خوش الحانی سے سنایا جائے تو اس کی تسکین دو چند ہو جاتی ہے۔

جارج سیل ایک اور جگہ کہتے ہیں

بے شک قرآن پاک کا اسلوب بہت خوبصورت دلنشین اور نہایت رواں دواں ہے، قرآن پاک کا انداز بیاں شیریں، خوشگوار اور باوقار ہے، خاص طور پر جب قرآن اللہ رب العزت کی عظمت بیان کرتا ہے تو اس کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے، اور نہایت باوقار ہو جاتا ہے، حیرت کی بات یہ ہے کہ قرآن پاک اپنے اسلوب و آہنگ کے ذریعے اپنی تلاوت سننے والوں کے قلوب واذہان کو مسخر کر لیتا ہے چاہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔

کوبولڈ

مغربی محقق کوبولڈ کہتے ہیں یہ قرآن کریم ہی ہے جس نے عربوں کو دنیا کی

Marfat.com

فتح پر آمادہ کیا اور انہیں ایسی زبردست سلطنت قائم کرنے کا موقع فراہم کیا جو وسعت، قوت، تعمیر و ترقی اور تہذیب و تمدن کے اعتبار سے سکندر اعظم اور روما کی سلطنت سے فائق تھی قرآن ہی وہ کتاب ہے جس نے عربوں میں ایک نئی روح پھونک دی ان کی صفوں کو اتحاد کی لڑی میں پرو دیا اور انہیں دنیا کی فتح پر آمادہ کیا چنانچہ انہوں نئے دنیا پر دھاوا بول دیا اور اس پر اپنی حکومت قائم کر دی۔

پروفیسر اے نکلسن

کہتے ہیں قرآن کے اثر سے عربی زبان تمام اسلامی دنیا کی متبرک زبان بن گئی، اور قرآن نے دختر کشی کا خاتمہ کر دیا۔

ڈاکٹر جانسن :

کا کہنا ہے قرآن کے مطالب ایسے مناسب وقت اور عام فہم ہیں کہ دنیا ان کو آسانی سے قبول کر لیتی ہے۔

پروفیسر ایڈرڈ براؤن

کہتے ہیں میں جیسے جیسے قرآن پر غور کرتا گیا، اور اس کے معانی اور مفہوم پر غور کرتا گیا میرے دل میں اس کی قدر و منزلت بڑھتی گئی۔

سر ولیم میور

کہتا ہے قرآن نے فطرت اور کائنات کی دلیلوں سے خدا کو سب سے اعلیٰ ہستی ثابت کر دیا اور انسان کو خدا کی اطاعت اور شکر گزاری پر جھکا دیا۔

بک زاغلول

لکھتا ہے، حضرت محمد ﷺ قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے اور وہ اس وقت سے اس زمانے تک ایک ایسا مہتمم بالشان راز چلا آتا ہے، کہ جس کے طلسم کا توڑنا انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔

Marfat.com

مسٹر ای ڈی مار بل

کہتے ہیں اسلام کی قوت اور طاقت کی بنا قرآن ہے قرآن ہی پیروان ملت بیضاء کا قانون اساس ہے، وہی ان کا دستور العمل ہے اور وہی ان کے حقوق کی دستاویز ہے۔

چیمبرز انفارمیشن فار دی پیپل میں مذکور ہے کہ قرآن پاک کی زبان انتہائی درجہ کی خوبصورت اور خالص ہے، کسی اور کتاب کا اتنا احترام نہیں کیا جا سکتا جتنا کہ مسلمان قرآن کا کرتے ہیں، حتی کہ اس کو بغیر طہارت کے ہاتھ بھی نہیں لگایا جاتا ہر مشکل میں اس کا فیصلہ چاہا جاتا ہے، اس کو حکم بنایا جاتا ہے، اور ہر مقام پر اس کی آیات نمایاں کی جاتی ہیں۔

مشہور مسیحی پادری مسٹر دین سٹیفی

لکھتا ہے قرآن کا قانون بلا شبہ بائیبل کے قانون سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا ہے۔

مسٹر مارڈیوک پکھتال

کا کہنا ہے اس کتاب کی سی کوئی کتاب صفحۂ عالم پر موجود نہیں ہے، یہ کتاب فی الواقع عجوبہ روزگار ہے قرآن مجید کی تعلیم تمام دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔

ڈاکٹر لورانلیشیا فاغلیری

محترمہ کہتی ہیں، بلا شبہ اسلام کی سب سے بڑی عظمت کا مظہر قرآن کریم ہی ہے، قرآن کے اللہ رب العزت کا کلام ہونے کی ایک ابدی دلیل اور برہان ہمیشہ درخشاں رہے گی، یعنی یہ حقیقت کہ قرآن پاک ہی ہر نص اور تمام الفاظ اس کے نزول سے لیکر آج تک غیر تحریف شدہ اور اپنی اصلی حالت میں بالکل صاف اور

Marfat.com

شفاف موجود ہیں، اسلامی دنیا کے طول وعرض میں پڑھی جانے والی یہ کتاب مومن آدمی کے دل میں اہلِ اسلام کے مختلف ومتفرق قومیں ہونے کا احساس پیدانہیں کرتی بلکہ اس کے بالکل برعکس بار بار اس کی تلاوت کرنے والے کے اخلاق و اطوار روز بروز یہ ثابت کرتے ہیں کہ اس کا دل تمام مومنوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔

موصوفہ کہتی ہے بے شک اسلام کی مقبولیت اور وسیع پھیلاؤ کو قوت سے روکا جا سکتا ہے نہ مسیحی مبلغین کی مسلسل کوششوں سے اسے لگام دی جا سکتی ہے، درحقیقت جو چیز اسلام کی اشاعت کا سبب بنی ہے وہ یہی کتاب ہے جو فی الواقع کلمہ برحق اور اللہ رب العزت کا کلام ہے، اسے مسلمانوں نے مغلوب ومفتوح قوموں کے سامنے رکھا اور انہیں اس کتاب کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دے دیا یعنی کسی پر زبردستی نہیں کی۔

موسیو بیرک

نے انگلستان پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا بے شک تاریخ جن قوانین کو جانتی ان میں سب سے زیادہ محکم زیادہ قابل فہم اور زیادہ اہم والی تعلیمات قرآن کریم کی ہیں۔

مسٹر ہرشفیلڈ

کہتے ہیں، قائل کرنے فصاحت و بلاغت اور جملوں کی ترکیب کے لحاظ سے قرآن پاک کی کوئی نظیر نظر نہیں آتی اور اسلام کے ہر شعبہ زندگی میں مختلف علوم کے فروغ پانے کا کمال بھی قرآن ہی کا مرہون منّت ہے۔

لبنانی عیسائی ڈاکٹر جارج حنا

کہتے ہیں بے شک اس بات کا اقرار ضروری ہے کہ قرآن پاک یقیناً دین

Marfat.com

اور قانون کی کتاب ہے، مگر اس سے بڑھ کر یہ فصیح اور بلیغ عربی زبان کی چوٹی کی کتاب ہے، عربی زبان کو فروغ دینے میں قرآن کریم کو بہت عظیم فضیلت حاصل ہے، آئمہ لغت خواہ مسلمان ہوں یا عیسائی وہ کسی کلمے کی بلاغت اور اس کا حسن بیان جاننے کے لئے عرصہ دراز سے قرآن کے حتمی طور پر منزل من اللہ ہونے کی وجہ سے ہے، مسیحی بھی اس کی لغت کو درست مانتے ہیں، جب انہیں لغوی امور میں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ قرآن کی صحیح لغت سے سند حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ڈاکٹر گستاؤلی بان

کا کہنا ہے کہ قرآن پاک جو مسلمانوں کی مقدس مذہبی کتاب ہے، یہ نہ صرف ان کا مذہبی دستور العمل ہے بلکہ ان کا ملکی و معاشرتی دستور العمل بھی یہی کتاب ہے۔

ریوانڈ جی۔ایم راڈویل

کا کہنا ہے قرآن کی تعلیم سے عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے ان پر کسی نے جادو کر دیا ہو۔

ڈاکٹر مورلیس

کا کہنا ہے کہ نئی نسل کا ہر فرد اور درس گاہوں کے تمام لڑکے اس صحیفہ مقدس قرآن کی شان میں توہین آمیز ایک لفظ بھی سننا گوارہ نہیں کرتے اور سچ تو یہ ہے کہ ان کو گوارہ بھی نہیں کرنا چاہیئے، بڑے بڑے شاعروں اور انشاء پردازوں کے سوا اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں، اس کے عجائبات جو روز بروز نئے نئے نکلتے رہتے ہیں اور اس کے اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے مسلمان ادباء اور شعراء ان کو دیکھ کر رب کے سامنے سجدے میں گر جاتے ہیں۔

Marfat.com

مزید کہتے ہیں کہ قرآن کی اگر کئی ایسی منقبت ہو سکتی ہے کہ جس میں کسی طرح کا کوئی نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اس کی فصاحت و بلاغت ہے، وہ عظیم الشان فضیلت حسی پر کروڑوں مسلمان فخر کرتے ہیں، وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔

ڈاکٹر ایزک ٹیلر

کہتے ہیں کہ افریقہ کے جن وحشی قبائل پر اسلام کا سایہ پڑا وہاں سے قمار بازی، دختر کشی، عہد شکنی، قتل و غارت گری، وہم پرستی شراب خوری ہمیشہ کے لئے جاتی رہی۔

گسٹو لیبان

قرآن کی تعلیم علوم طبعی سے موافقت رکھتی ہے، اس کا اثر یہ ہے کہ وہ انسان کے اخلاق کو نرم اور انسان میں نیکی و انصاف پیدا کرتی ہے۔

ولیم جیفر ڈی بیلگراف

وہ قرآن کے زوال کی تمنا کرتے ہوئے کہتا ہے، جب قرآن کریم اور مکہ مکرمہ بلاد عرب سے پس پردہ چلے جائیں گے تو پھر ہمارے لئے اس بات کا امکان ہے کہ عربی لوگوں کو حضرت محمد ﷺ اور ان کتاب سے کٹ کر مغربی تہذیب و تمدن کے راستے پر گامزن دیکھیں۔

الجزائر کا فرانسیسی گورنر

الجزائر پر قبضے کی صد سالہ تقریب کے موقع پر فرانسیسی گورنر نے کہا کہ جب تک الجزائری مسلمان قرآن کی تلاوت کرتے رہیں گے اور عربی زبان بولتے رہیں گے ہم ان پر غلبہ نہیں پا سکتے، لہذا ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم قرآن کا وجود مٹا دیں مسلمانوں کو قرآن سے محروم کر دیں اور ان کی زبانوں سے

Marfat.com

عربی نکال کر اس کا قلع قمع کر دیں۔

فرانسیسی وزیر اعظم لاکوسٹ

جب وہ الجزائر کے شہسوار مجاہدین سے عاجز آ گیا تو اس نے کہا میں کیا کر سکتا ہوں، قرآن تو فرانس سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔

ڈاکٹر سموئیل جانسن

قرآن پاک کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور زمانہ کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں اس کو قبول کر لیتی ہیں، اور محلوں، ریگستانوں، شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے۔

ڈاکٹر سیل

قرآن انتہائی لطیف اور پاکیزہ زبان میں ہے اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان اس کی مثل نہیں لا سکتا، یہ لازوال معجزہ ہے جو مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے۔

برٹش انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ قرآن کے احکام عقل وحکمت کے مطابق ہیں اگر انسان چشم بصیرت سے انہیں دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر راڈویل

دیباچہ قرآن میں لکھتے ہیں قرآن کریم انتہائی گہری سچائی ہے جو الفاظ میں بیان کی گئی ہے اور باوجود مختصر ہونے کے قوی اور صحیح راہنمائی اور الہامی حکمتوں سے معمور ہے۔

ولیم میور

اپنی کتاب میں اعتراف کرتا ہے، اس کے لئے داخلی اور خارجی ہر طرح کی

Marfat.com

ضمانت موجود ہے کہ ہمارے پاس قرآن بعینہ اسی متن میں موجود ہے جو خود محمد ﷺ نے امت کو دیا تھا، اور خود پڑھا تھا۔

یورپ کے مشہور مستشرق Barronoss Margarate Von Stoin

کا کہنا ہے اگرچہ تمام مذہبی صحائف اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں تاہم ان میں قرآن ہی ایک ایسا آسمانی صحیفہ ہے جس میں ذرا بھی ردوبدل نہیں، وہ اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔

لین پول

کہتا ہے، قرآن مجید کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی اصلیت مین کوئی شبہ نہیں، ہر حرفِ قرآن جو ہم پڑھتے ہیں اس پر اعتماد کر سکتے ہیں کہ تقریبا تیرہ سو سال سے غیر مبدل ہے۔

راڈول

قرآن کے مقدمہ میں لکھتا ہے دنیا کے عظیم صحیفوں میں قرآن ایک اہم مقام رکھتا ہے حالانکہ اس قسم کی تاریخ ساز تحریروں میں اس کی عمر سب سے کم ہے مگر انسان پر حیرت انگیز اثر ڈالنے پر وہ کسی سے پیچھے نہیں، اس نے ایک نئی انسانی فکر پیدا کی اور ایک نئے اخلاق کی بنیاد ڈالی۔

لندن یونیورسٹی کے مفکرین نے متفقہ بیان جاری کیا

سائنس اور جملہ علوم کا ابتدائی محرک قرآن ہے

ڈاکٹر ڈبلیو لکھتا ہے

میں نے ہر مذہب کے مسائل کا مطالعہ کیا اور مذہب نے مجھے دور پھینکنے کی کوشش کی کہ خدا کے وجود پر جو دلیل زبردست سمجھ کر پیش کی گئی وہی سب سے کمزور ثابت ہوئی، خدا کا وہ تصور ہے جسے قرآن نے پیش کیا جس کے سامنے ٹھہرنے

Marfat.com

جس پر غور کرنے اور جسے سننے کو جی چاہتا ہے، صرف یہی مذہب ایسا ہے جو عقلی مزاج کو سمجھتے ہوئے اور اس سے ربط قائم رکھتے ہوئے خدا کے وجود پر روشنی ڈالتا ہے۔

واشنگٹن کارونیجین ریسرچ کا کہنا ہے

جن یورپی مورخین نے عربی علوم کو نظر انداز کر کے کچھ کہا انہوں نے موضوع سے متعلق نہ صرف یہ کہ نامکمل رائے دی، بلکہ قطعاً غلط نظریہ پیش کیا۔

سرولیم اسکاٹ

اپنی کتاب ہسٹری آف سائنسز میں لکھتا ہے کوئی شخص بھی قرآن کے اس غیر معمولی مسلک کی تیز رفتار ترقی اور دیر پا اثر کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو اپنے جلو میں امن وسلامتی نظم وضبط، علم وفضل، دولت وثروت، سائنس وفنون اور مسرت وشادمانی لے کر آیا۔

پروفیسر ہارٹ وگ

نے کہا تھا تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔

برٹش ریسرچ (باب مذہبی دور)

میں بیان ہوا ہے کہ قرآن خاموشی سے اور بغیر کسی دباؤ کے تمام یورپ میں اپنی روشنی پھیلا رہا ہے، نویں صدی سے انگریز فرانسیسی اور جرمن جو علم اور شائستہ طور طریقے سیکھنے کے خواہشمند ہوتے تھے، وہ اسلامی درسگاہوں کا رخ کرتے تھے،

نپولین بونا پارٹ

نے حسب ذیل بیان جاری کیا تھا، مجھے امید ہے کہ وہ وقت دور نہیں، جب میں تمام ممالک کے سارے عقل منداور تعلیم یافتہ لوگوں کو قرآن کے اصولوں پر متحد کردوں گا، اس لئے کہ صرف یہی اصول سچے ہیں اور صرف انہی سے انسان کو حقیقی

Marfat.com

مسرت حاصل ہوسکتی ہے۔

این ایف آر بتھناٹ

ادبی نقطہ نظر سے قرآن خالص عربی زبان کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، جس کی عبارت آدھی نظم اور آدھی نثر ہے، کہا جاتا ہے کہ ماہرین صرف نحو نے اس کی آیات کی روشنی میں گرائمر کے بیشتر قوائد وضع کیئے ہیں اور جہاں تک اس کی شائستہ زبان وعبارت کا تعلق ہے، کئی کوششوں کے باوجود آج تک کوئی شخص بھی اس کے مقابل عبارت بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔

ایچ اے آر، اگبھر

اگر قرآن محمد ﷺ کی کتاب ہوتا یعنی اس کی اپنی تصنیف ہوتا تو پھر دوسرے انسان بھی اس کے مقابلے میں کوئی تصنیف لا سکتے تھے، انہیں چیلنج کیا گیا کہ وہ بھی اس طرح کی چند آیات لکھ کر لائیں اور وہ نہیں لا سکتے، تو پھر وہ کیوں نہیں قرآن کو ایک ممتاز اور معجزہ مبین مان لیتے۔

جیمز اے مشغر

دنیا میں قرآن ہی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے سب سے زیادہ حفظ کی جانے والی کتاب ہے، اپنے پیروکاروں کی روزمرہ زندگی میں سب سے زیادہ اثر آفرین کتاب ہے، عہد نامہ جدید جیسی طولانی بھی نہیں ہے، اس کا طرز بیان نہایت ارفع واعلیٰ ہے جو نہ تو منظوم ہے، اور نہ ہی عام ہے کہ بے اثر پھیکی نثر کی مانند ہو یہ اپنے سامعین کے قلوب کو حلاوت ایمانی سے سرشار کرنے کی بے پناہ تاثیر رکھتی ہے۔

یہ قرآن دشمنوں اور غیر مسلموں کی قرآن کے متعلق چند آراء ہیں۔

منصف مزاج اور دل کے اچھے لوگ ہمیشہ قرآن کی تعریفیں کرتے رہے،

Marfat.com

آج بھی کرتے ہیں۔

اہل مغرب نے ہمیشہ کوشش کی کہ وہ قرآن کے اصولوں کو توڑ مروڑ کر غلط طریقے سے پیش کریں تا کہ لوگ قرآن سے دور ہوں، لیکن اللہ رب العزت نے بھی ایسا انتظام کیا ہے کہ انہیں میں سے ہر دور میں چند نیک دل لوگ قرآن کی لازوال خوبیوں کا ذکر کرتے رہیں۔

قرآن کے دشمنوں نے ہمیشہ قرآن کو اپنی خواہشات میں رکاوٹ بنا ہوا دیکھ کر اس کے خلاف پراپیگنڈہ کیا، عیسائی سمجھتے ہیں کہ قرآن ہی عیسائیت کی تبلیغ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، اس لئے وہ قرآن کے دشمن ہیں اور اپنی قوم کو کہتے ہیں کہ خود بھی قرآن سے دور رہو اور مسلمانوں کو بھی قرآن سے دور رکھو۔

اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ قران کو تھام لیں، اسے اپنے راستے کا مینار، اپنی زندگی کی بقاء کا ذریعہ، اپنی عقلوں کی لگام اپنے دلوں کی بہار اپنی بیماریوں کا علاج اور اپنے معاملات کی حفاظت کا وسیلہ بنالیں۔

Marfat.com

اسمائے قرآن

اللہ رب العزت نے اپنی عظیم کتاب کو کئی رفیع الشان ناموں سے موسوم کیا ، قرآن جیسا کلام تو کیا اس جیسی کتاب تو کیا اہلِ عرب والوں کے ذہنوں میں قرآن جیسا نام بھی کسی کے ذہن میں نہ آیا۔قرآن کے جو چند مشہور نام ہیں، وہ بھی کبھی کسی کے ذہن میں نہ آئے کسی نے اپنے قصیدے دیوان یا مجموعہ کلام کا نام بھی کبھی قرآن کے ناموں جیسا نہ رکھا تھا۔

قرآن وحدیث میں قرآن پاک کے 55 پچپن نام ذکر ہوئے ہیں ہم ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کریں گے۔ یہ اسماء وصفات قرآن کے شرف اور اس کے مقام ومنزلت کے اعتبار سے پورے قرآن کریم کے عین مطابق اور رشایان شان ہیں ، کیونکہ اسماء وصفات کی کثرت موسوم اور موصوف کے شرف پر دلالت کرتی ہے، نیز یہ کثرت اس امر کی بھی دلیل ہے کہ تمام نفع بخش علوم اور دنیا و آخرت کی بھلائی والے فنون کی بنیاد یہی قرآن ہے۔

قرآن کریم کا سب سے مشہور اور عظیم نام قرآن ہی ہے، جس کے معنی ہیں بار بار پڑھا جانے والا، واقعی قرآن پاک بار بار پڑھا جاتا ہے، اس سے آدمی کبھی تھکتا نہیں ہے، کسی کتاب کو دو چار بار پڑھیں، دس بار پڑھیں آخر کار دل اکتا جائے گا، لیکن قرآن پاک کو ہزار بار پڑھیں دس ہزار بار پڑھیں دل نہیں اکتائے گا۔ بلکہ اس کی طلب بڑھتی چلی جائے گی، کوئی اپنے محبوب کے خط کو دس دفعہ پڑھے، سو دفعہ پڑھے آخر کار اس کو پڑھنا چھوڑ دے گا، کسی کو اپنے دوست کا کسی محبوب Message آجائے اس کو چاہے دوسو دفع پڑھے لیکن آخر کار اسے Delete کر دے گا، لیکن قرآن چودہ سو سال سے پڑھا جا رہا ہے، قیامت تک پڑھا جاتا رہے

Marfat.com

گا، یہ رب کا Message ہے نہ اسے ختم کیا جا سکتا ہے نہ اس سے آدمی اکتاہٹ محسوس کرتا ہے، ایک ایک جگہ پر بیٹھ کر اللہ والوں نے ہزاروں بار اس قرآن کو ختم کیا ہے، ایک بزرگ فوت ہونے لگے تو اپنے بیٹے کو کہا کہ اس کمرے میں کوئی گناہ نہ کرنا میں نے اس میں چوبیس ہزار بار قرآن پاک مکمل کیا ہے،

ایک بزرگ کو ان کے مرشد نے قرآن پاک کی آیت بتائی اور کہا کہ اس کو اٹھارہ ہزار بار پڑھنا، وہ آیت بھول گئے اور سوچا کہ مرشد کے پاس کون سا منہ لیکر جاؤں گا، وہ سوچیں گے کہ میرا مرید اتنا نالائق اور کند ذہن ہے کہ ایک آیت بتائی وہ بھی بھول گیا، انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا کہ وہ آیت بھی تو قرآن میں ہی ہے، آخر کار انہوں نے اٹھارہ ہزار بار قرآن مکمل کر دیا، یہ قرآن کی عظمت ہے ،اس کا بار بار پڑھا جانا ہے۔

علماء نے قرآن کے اصطلاحی معنی یہ بیان کیے ہیں

اللہ کے نبی محمد ﷺ پر نازل کردہ کتاب جو الفاظ کے اعتبار سے معجز ہے یعنی کوئی بھی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا، اس کی تلاوت کے ذریعے سے عبادت کی جاتی ہے وہ مصاحف میں تحریر شدہ ہے اور تواتر کے ساتھ منقول ہے۔

اس تعریف کے بیان سے علماء کا مقصد ان حدود وقیود کا تعین ہے جن سے ایک طرف قرآن کا معنی اور مطلب واضح ہو جائے اور دوسری طرف کوئی اور کلام اس میں شامل نہ ہو سکے۔

قرآن کو کلام اللہ کہا گیا ہے اس کا ہم ذکر کر چکے ہیں فرمایا حتی یسمع کلام اللہ۔ قرآن کو فرقان کہا گیا، اس کے معنی ہیں حق و باطل میں تمیز کرنے والا، حق و باطل میں فرق پیدا کرنے والا ان کو جدا جدا کرنے والا۔

یہ نام مبارک قرآن پاک میں چار آیات میں ذکر ہوا ہے۔

Marfat.com

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا(سورۃ الفرقان: ۱)

وانزل الفرقان (آل عمران ۴)

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ. (البقرۃ:۱۸۵)

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ لِتَقْرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ وَّنَزَّلْنٰہُ تَنْزِیْلًا(بنی اسرائیل: ۱۰۶)

قرآن کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ بلا شبہ یہ کتاب حق و باطل، حلال وحرام ،مجمل و مفصل ، خیر وشر، ہدایت و گمراہی ، رشد و بے راہ روی، خوش بختی و بد بختی، مومنین و کفار، سچے اور جھوٹے ، ظالم اور عادل کے درمیان امتیاز کرنے والی ہے، فرق کرنے والی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی فاروق اسی لئے کہا گیا کہ انہوں نے کفر اور اسلام کو الگ الگ کر دیا، واضح فرق پیدا کر دیا۔

علامہ ابن شور رضی اللہ عنہ نے بھی فرقان کے معنی بیان کئے کہ قرآن کو فرقان کا نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ حق و باطل کے درمیان کثرت سے فرق کرنے میں قرآن پاک سابقہ آسمانی کتابوں سے ممتاز ہے۔

بلا شبہ قرآن اپنی ہدایت کو دلائل اور مثالوں سے تقویت دیتا ہے توحید و صفات الٰہی کے بیان پر مشتمل حق و باطل کے مابین اس امتیاز کو سمجھنے کے لئے کافی ہے، اس لئے آپ تورات ، انجیل اور کسی بھی کتاب میں اس بیان کی نظیر نہیں پا سکیں گے۔

قرآن کریم زندگی کے مختلف مناہج (نظاموں) اور انسانیت کے مختلف ادوار میں فرق کرنے والا ہے، وہ ایسا واضح منہج (نظام حیات) اور اسلوب زندگی

Marfat.com

متعین کرتا ہے جو ایسے کسی بھی منہج سے مطابقت نہیں رکھتا، جیسے انسانیت اس سے پہلے جانتی تھی اس وسیع و عظیم مفہوم میں وہ فرقان ہے وہ ایسا فرقان ہے جس کی بدولت مادی خرق عادت (خلاف فطرت) واقعات کا دور ختم ہو جاتا ہے، اور عقلی معجزات کا دور شروع ہو جاتا ہے، مخصوص علاقے اور مقررہ مدت، محدود رسالتوں کا دور ختم ہو جاتا ہے، اور رسالت عامہ کا دور شروع ہو جاتا ہے، فرمایا لیکون للعالمین نذیرا تاکہ وہ تمام جہانوں کو ڈرانے والا بنے۔

قرآن کو برہان بھی کہا گیا یعنی دلیل

فرمایا یایھا الناس قد جاوکم برھان من ربکم

اے لوگوں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک دلیل آ گئی ہے، النساء ۱۷۴

یہ آیت تمام لوگوں کو مخاطب کرتی ہے، تمام مذاہب، یہود و نصاری اور مشرکین کو کہتی ہے کہ قرآن ایک واضح دلیل ہے، اور تمہارے مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں۔

قرآن کو حق فرمایا

سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق

جلد ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں (دنیا) اور خود ان کی ذات میں بھی دکھائیں گے، حتی کہ ان پر واضح ہو جائے گا، کہ بے شک یہ قرآن حق ہے حم سجدہ ۵۳

پھر فرمایا وانہ لحق الیقین اور بے شک یہ حق الیقین ہے (الحاقہ ۵۱)

پھر فرمایا وکذب بہ قومک وھوالحق انعام ۶۶

Marfat.com

پھر قرآن کا نام النباء عظیم رکھا یعنی بہت بڑی خبر

بلا شبہ قرآن بہت بڑی خبر ہے، قرآن اپنے اسلوب میں عظیم ہے، خوشنمائی میں معنی میں اپنی حسین وجمیل ترکیب میں عظیم ہے، اپنے وعدے اور وعید میں عظیم ہے۔ اپنے احکام میں عظیم ہے، اپنے اوامر ونواہی میں عظیم ہے، اور اپنی خبروں، واقعات اور قصص وامثال میں عظیم ہے،

قرآن کریم اللہ رب العزت اور اس کی عظمت و کبریائی کی خبر دیتا ہے وہ اللہ کی عبادت اور وحدانیت کے لئے خبر دیتا ہے، وہ عبادات اور احکامات کی خبریں دیتا ہے، وہ معاملات کے احکام کی خبریں دیتا ہے، وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کا انسان دنیا و آخرت میں محتاج ہے، سابقہ امتوں کی ان پر ہونے والے عذاب کی خبر دیتا ہے، وہ بعث ونشور، حساب و کتاب، سزا وعقاب، نعمتوں اور عذاب، جنت اور جہنم کی خبریں دیتا ہے۔

فرمایا قل ھو نبؤا عظیم انتم عنه معرضون

فرما دیجیئے کہ وہ ایک بہت بڑی خبر ہے، تم اس سے منہ پھیرنے والے ہو۔

البلاغ، اللہ قرآن کی مدح میں فرماتا ہے، ھذا بلغ للناس ولینذرو به

یہ قرآن لوگوں کے لئے ایک پیغام ہے تاکہ اس کے ذریعے سے انہیں ڈرایا جائے۔ ابراہیم 52

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کا نام البلاغ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ لوگوں تک تمام اوامر ونواہی پہنچائے یا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں زبردست فصاحت و بلاغت ہے جو اسے دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ الاتقان فی علوم القرآن ص 137

قرآن انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے، اگر اسے قبول کرلیں گے تو

Marfat.com

جنت کی طرف زاد راہ بنالیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کے ذریعے سے لوگوں تک ہر وہ بات پہنچا دی ہے جس میں ان کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابیاں، صالحیت اور منفعت موجود ہے۔

روح ہے اور نور ہے فرمایا

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا. مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا.

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک روح (قرآن) وحی کی آپ نہیں جانتے تھے کہ ایمان کیا ہے، لیکن ہم نے اسے نور بنا دیا، ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اس کے ذریعے سے ہدایت دیتے ہیں۔

ابوسعود فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان روحا سے مراد قرآن ہی ہے کیونکہ وہ دلوں کے لئے وہی درجہ رکھتا ہے جو جسموں میں روح کا ہے کیونکہ قرآن دلوں کو ابدی زندگی عطا کرتا ہے۔

اس آیت میں فرمایا جعلنہ نورا نھدی بہ من نشاء اس قرآن کو روشنی بھی بنایا ہم اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتے ہیں اس کے ذریعے ہدایت دیتے ہیں۔

اللہ جس کو چاہتا ہے، کفر و شرک، بدعات اور ہلاک کر دینے والی خواہشات کے اندھیروں سے نکال کر قرآن کے ذریعے سے روشنی دیکر صراط مستقیم پر چلا دیتا ہے۔

الموعظۃ: نصیحت، فرمایا یاایھا الناس قد جاء تکم موعظۃ من ربکم (یونس 57)

اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (قرآن کی)

Marfat.com

نصیحت آ گئی ہے۔

قرآن کریم میں ایسے گراں مایہ پند و نصائح ہیں کہ جو شخص اسے پڑھے اور اس کے معنی سمجھے وہ ان سے نصیحت حاصل کر لیتا ہے۔

قرآن دلوں کو نرم کرتا ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے۔ وعدہ و وعید سناتا ہے۔ یہی وعظ ہوتا ہے۔ اور اسی کو نصیحت کہا جاتا ہے۔

قرآن ایک پر حکمت نصیحت ہے، ایک مستحکم وعظ ہے، یہ بیک وقت دلوں کو لرزا بھی دیتا ہے، خوش بھی کر دیتا ہے، دلوں پر تازیانے بھی برساتا ہے، دلوں کو سکون بھی دیتا ہے، انہیں ڈراتا بھی ہے، فرحت بخش خوش خبریاں بھی سناتا ہے، اس نصیحت عظمی نے ہر نیکی اور بھلائی کے کام کا حکم دیا اور ہر شر کی ممانعت کی۔

پھر فرمایا، هذا بیان للناس وهدی و موعظة للمتقین یہ قرآن لوگوں کے لئے وضاحت ہے، اور پرہیز گاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے، (آل عمران 138)

اس آیت میں ہدایت بھی فرما دیا قرآن ہدایت بھی ہے،

الشفاء قرآن شفا بھی ہے، فرمایا یا ایھا الناس قد جائکم موعظة من ربکم وشفاء لمافی الصدور (یونس 57)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے، اور یہ شفاء ہے، ان (بیماریوں) کے لئے جو سینوں میں ہیں۔

بلا شبہ حسن، کینہ، بغض، نفاق برے ارادے یہ دل کا روگ ہیں، روحانی بیماریاں ہیں، یہ جسمانی بیماریوں سے زیادہ خطرناک ہیں، قرآں ان روحانی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

قرآن ہدایت ہے، رحمت ہے، اور شفاء ہے، فرمایا قل هو للذین امنوا هدی

Marfat.com

وشفاء۔ پھر فرمایا۔ ونزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین ۔

قرآن پاک میں تین مرتبہ قرآن کو شفا کہا گیا ہے۔

احسن الحدیث: سب سے اچھی بات، فرمایا اللہ نزل احسن الحدیث اللہ نے بہترین کلام نازل کیا۔ (زمر 23) قرآن سب سے اچھا اور اعلیٰ کلام ہے۔

حکیم: حکمت والا فرمایا تلک ایٰت الکتب الحکیم (یونس 1)

یسین والقرآن الحکیم (یسین 2-1) یہ حکمت بھری کتاب ہے۔ حلال وحرام، حدود اور احکام کے بیان میں یہ مستحکم اور مضبوط کتاب ہے۔ جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں، عقل سلیم اس کے احکامات کے منافی نہیں، نیک دل انسان اس کے احکامات کی تعریف ہی کرے گا ان سے متصادم نہیں ہوگا۔

عزیز: زبردست، بلند مرتبہ وانہ لکتب عزیز بلا شبہ یہ تو بہت بلند مرتبہ کتاب ہے۔

عزیز کے معنی نفیس نہایت عمدہ اور قیمتی چیز کے بھی آتے ہیں۔ اور قرآن میں یہ ساری خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

قرآن کریم کو کہا، انہ لقرآن الکریم (واقعہ 77) بلا شبہ قرآن نہایت کریم یعنی معزز کتاب ہے۔

قرآن مجید کو کہا، فرمایا: بل ھو قرآن مجید بلکہ یہ قرآن اونچی شان والا ہے، (البروج، 21)

فرمایا: ق والقرآن المجید ق قسم ہے قرآن مجید کی۔

قرآن کو عظیم فرمایا، ولقد آتینک سبعا من المثانی والقرآن العظیم بے شک ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیات اور قرآن عظیم عطا

Marfat.com

کیا، (حجر، 87)

قرآن کو بشیر اور نذیر کہا گیا، بشیرا ونذیرا (حم سجدہ 4)

قرآن ذکر بھی ہے، تبیان بھی ہے، قرآن بصائر بھی ہے،

Marfat.com

قرآن کی تاثیر

بڑوں کی باتوں میں اثر ہوتا ہے، برے اور حاکم کے حکم میں تاثیر ہوتی ہے، ادیبوں، شاعروں اور واعظوں کے کلام میں اثر ہوتا ہے، تو جو رب کا کلام ہے اس کے اندر کتنا اثر ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور قرآن پاک کی تاثیر سے مسلمان ہوئے، یہ دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں، قرآن ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق تھا، جب اللہ نے قرآن نازل کرنا شروع کی تو چند خوش نصیب ہستیاں مسلمان ہوئیں زیادہ تر مخالفت کرنے والے تھے، سردار لوگ نہ خود قرآن سنتے نہ لوگوں کو سننے دیتے، اگر قرآں کی تلاوت ہوتی تو کہتے کہ شور مچاؤ کہ قرآن کی آواز دب جائے لوگ نہ سن سکیں، اور نہ ہی مسلمان ہوں، قرآن نے اس کا ذکر اس طرح کیا،

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغو فیه لعلکم تغلبون

کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی نہیں اور شور مچاو تا کہ تم غالب آجاؤ،

لیکن جو لوگ اپنے دل سے اور آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر قرآن سنتے وہ مسلمان ہو جاتے۔

سب سے پہلے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کریں گے کہ ان پر قرآن نے کس طرح اثر کیا۔

عمر فاروق اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمنوں میں سے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشدد کا نشانہ بناتے تھے، لیکن دل میں حق کی تلاش بھی موجود تھی، ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الحاقۃ کی تلاوت فرما رہے تھے، عمر رضی اللہ عنہ دل

Marfat.com

میں سوچنے لگے کہ یہ کتنا بڑا شاعر ہے، اچانک اگلی آیت آئی وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تومنون ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ یہ کتنا بڑا کاہن ہے، اس نے میرے دل کی بات کو جان لیا، اگلی آیت آئی وما ھو بقول کاھن قلیلا ما تذکرون

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ کاہن بھی نہیں ہے شاعر بھی نہیں ہے تو پھر یہ کیسا کلام ہے، فورا اگلی آیت آئی تنزیل من رب العالمین کہ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، عمر رضی اللہ عنہ کے لئے یہ Turning Point تھا، یہاں سے آپ نے سوچنا شروع کر دیا کہ یہ کلام کیسا ہے، کیا یہ واقعی رب کا کلام ہے، اور ایمان کیا چیز ہے، اور مسلمان اپنے ایمان میں اتنے مضبوط کیوں ہیں، بس عمر رضی اللہ عنہ فکر میں پڑ گئے، اللہ رب العزت نے بھی عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کا فیصلہ کر لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اے اللہ عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے قبول ہوگئی۔

ایک دن ابو جہل نے اپنی محفل میں کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرے گا، میں اسے سو اونٹ انعام دوں گا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کام میں کروں گا، ابو جہل نے کہا ہاں یہ کام تم ہی کر سکتے ہو، عمر ننگی تلوار لیکر نکلے راستے میں نعیم رضی اللہ عنہ بن عبداللہ ملے جو مخلص صحابی تھے انہوں نے پوچھا عمر کہاں کا ارادہ ہے، کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں نعیم نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ تو دو دو ہاتھ کر لو، دونوں طرف سے تلوار چلنے لگی، اچانک نعیم نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمہارا بہنوئی سعید بن زید مسلمان ہو چکے ہیں، عمر حیران رہ گئے، فوراً تلوار روک لی اور سیدھا بہن کے گھر کا رخ کیا، وہاں قرآن کی تلاوت ہو رہی تھی، حضرت خبیب ان کو سورۃ طٰہٰ پڑھا رہے تھے، وہ چھپ گئے، جلدی میں قرآن کے چند اوراق باہر رہ گئے تھے، عمر نے جاتے ہی بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا، بہن

Marfat.com

چھڑانے کے لئے آئی تو اسے بھی زخمی کر دیا، بہنوئی کو اتنا پیٹا کہ وہ بھی لہولوہان ہو گئے، اچانک بہن زخمی شیرنی کی طرح سامنے آئی اور کہا کہ پہلے مجھے مارو، عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار ماری اور ان کے سر پر بالوں کو چھوتی ہوئی گذر گئی، بہن نے غصے میں بھرے ہوئے لہجے میں کہا کہ عمر چاہے ہمیں جان سے مار ڈالو، لیکن ہم اسلام نہیں چھوڑیں گے، عمر رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے، کہ کس چیز نے اسے اتنا مضبوط کر دیا، یہ تو مجھ سے آنکھ بھی نہیں ملا سکتی تھی، واقعی بہن تو کیا مکّے میں کوئی بھی عمر کے ساتھ آنکھ ملا کر بات نہ کرتا تھا، جب عمر رضی اللہ عنہ کسی کی طرف دیکھتے تو دوسرے آنکھیں فوراً جھک جاتی تھیں، عمر حیران رہ گئے، کہ میری بہن مجھے للکار رہی ہے، فوراً دل میں خیال آیا کہ یہ اس کا کمال نہیں ہے، اسی کلام کا کمال ہے، جو یہ لوگ پڑھ رہے تھے، کہا کہ مجھے بھی وہ پڑھنے کے لئے دو جو تم پڑھ رہے تھے، بہن نے کہا وہ پاک کلام ہے اور تم ابھی پاک نہیں ہو پہلے غسل کر لو پھر اسے پڑھنا عمر نے غسل کر کے جب سورہ طٰہٰ پڑھنی شروع کی۔

طٰهٰ(١) مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى(٢) اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى(٣) تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى(٤) اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى(٥) لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى(٦) وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى(٧) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. لَهُ الْاَ سْمَآءُ الْحُسْنٰى(٨) وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى(٩) اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى(١٠) فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِىَ يٰمُوْسٰى(١١) اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى(١٢) وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى(١٣) اِنَّنِىْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ

Marfat.com

اس آیت تک پہنچے تو اسی وقت دل کی دنیا بدل گئی، اور فوراً نبی ﷺ کی محفل میں پہنچ کر مسلمان ہو گئے، جب عمر مسلمان ہوئے تو سارے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نعرہ تکبیر لگایا، اللہ کے پیارے حبیب نے بھی نعرہ تکبیر لگایا، زمین پر صحابہ رضی اللہ عنہم خوشیاں منا رہے تھے، آسمان پر فرشتے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر خوشیاں منا رہے تھے،

قرآن کی بے نظیر فصاحت و بلاغت کی وجہ سے اس وقت کے چوٹی کے شعراء اس کے سامنے جھک گئے، یہ لوگ سحر انگیز تھے، اور کمال کے ادیب تھے، حسان بن ثابت، لبید بن ربیعہ عامری، عامر بن اکوع، طفیل بن عمرو دوسی، زید الخلیل، زبرقان شماس، اسود بن سریع، کعب بن زبیر، عبداللہ بن رواحہ یہ عرب کے شہرہ آفاق اور آتش بیاں شاعر تھے، یہ مسلمان ہوئے، حسّان بن ثابت جن کو شاعر رسول ﷺ کا خطاب دیا گیا، اور نبی ﷺ نے ان کے لئے منبر بچھوایا، ان کو ممبر پر بٹھا کر اللہ کے رسول ﷺ کی تعریف سنی جاتی تھی، وہ فرماتے تھے کہ اگر میں اپنی زبان کو پتھر پر لگا دوں تو وہ بھی کٹ جائے، لیکن یہ زبان قرآن کا مقابلہ نہ کر سکی، قرآن پر ایمان لائی اور ساری زندگی قرآن اور صاحب قرآن کے گیت گاتی رہی، ان لوگوں نے قرآن کے سامنے سر نیاز خم کر دیا،

لبید عرب کا نامی گرامی شاعر تھا، اس کے مقابلے کا اس وقت کوئی شاعر عرب میں تو کیا پوری دھرتی پر نہ تھا، سبعۃ معلقہ سات قصیدے تھے جو خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکے ہوئے تھے، اہل عرب ان قصائد کو سجدے کیا کرتے تھے، ان میں سے چوتھا قصیدہ لبید کا تھا، لبید نے ایک دفعہ سورۃ بقرہ کی چند آیات سن لیں بے اختیار چلا اٹھا کہ خدا اور اس کے سوا جس پر وحی نازل ہوئی ہے کوئی انسان ایسا کلام نہیں کر سکتا، فوراً شرک اور بت پرستی کو چھوڑ دیا، مسلمان ہو گئے، اور حیرت کی بات

Marfat.com

ہے شاعری بھی چھوڑ دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی تو فرمایا اللہ نے مجھے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران عطا فرمائی ہیں ان کے ہوتے ہوئے کیسے شاعری کر سکتا ہوں۔ میرے لئے یہ دو سورتیں کافی ہیں۔ اور واقعی انہوں نے ساری زندگی شاعری نہیں کی، اور قرآن کو ہمیشہ کے لئے سینے سے لگا لیا،

مسلمان شروع میں بہت کمزور تھے، ہجرت حبشہ کے بعد مسلمانوں کو حبشہ میں چند دن سکون ملا تو کفار مکہ وہاں پہنچ گئے، اور جا کر مسلمانوں کے خلاف زبردست پراپیگنڈہ کیا، نجاشی نے مسلمانوں کو بلا بھیجا، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی ہیں، انہوں نے زبردست تقریر کی نجاشی مطمئن ہو گیا، کفار مکہ نے دیکھا کہ ہماری دال تو نہیں گل سکی، فوراً پینترا بدلا اور نجاشی سے کہا کہ یہ حضرت عیسی کے متعلق عجیب نظریات رکھتے ہیں۔ (اس وقت نجاشی عیسائی تھا) نجاشی نے دوسرے دن پھر مسلمانوں کو بلا لیا، اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا مسلمان بہت ڈرے لیکن طے یہ پایا کہ ہمیں سچ بولنا چاہیئے، حضرت جعفر طیار نے نجاشی کے دربار میں سورۃ مریم کی تلاوت شروع کر دی، نجاشی بھی رونے لگا اور اس کے درباری بھی رونے لگے، نجاشی کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، اور ان نے ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ جو کچھ ان آیات میں عیسی علیہ السلام کا ذکر ہوا ہے، حضرت عیسی علیہ السلام اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں، نجاشی نے مسلمانوں کو کفار مکہ کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا اور مسلمانوں کو کہا کہ آپ بلا خوف و خطر میرے ملک میں رہیں، اور نجاشی سورۃ مریم کی وجہ سے مسلمان ہو گیا، ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی، یہ اعزاز صرف نجاشی کو حاصل ہے اور کسی صحابی کو نہیں۔

طفیل بن عمرو دوسی قبیلہ دوس کے سردار تھے، ایک دفعہ مکہ آئے، کفار مکہ

Marfat.com

نے اپنی روایت کے مطابق ان کو بھی منع کیا، محمد ﷺ سے نہیں ملنا اس کی بات نہیں سننا، وہ بہت بڑا شاعر ہے، جادوگر ہے، جو کوئی اس کی بات سنتا ہے، اسی کا ہو جاتا ہے، وہ باپ بیٹے اور بھائی بھائی میں جدائی ڈال دیتا ہے، طفیل نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ میں اس کی بات ہی نہیں سنوں گا، تین دن تک کانوں میں روئی ٹھونسے رکھی کہ میرے کانوں میں اس کی آواز ہی نہ پڑے، آخر کار دل میں خیال آیا کہ میں خود اچھا شاعر ہوں، عقل مند آدمی ہوں اگر وہ آدمی شاعری میں بات کرے گا، تو میں عقل کے حساب سے جواب دوں گا، جس طرح بھی وہ شخص مجھ سے کلام کرے گا میں جواب دے دونگا، یہ سوچ کر کانوں سے روئی نکال دی کعبہ گئے تو وہاں نبی کریم ﷺ کو نماز میں تلاوت کرتے ہوئے پایا اسی وقت دل کی دنیا بدل گئی، اور وہیں مسلمان ہو گئے، اور انہوں نے اپنے پورے قبیلے کو بھی مسلمان کیا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ چوٹی کے صحابی ہیں، انہوں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، انہوں نے اپنے بھائی انیس کو مکہ بھیجا کہ اس شخص کے حالات کا پتہ کر کے آئیں، انیس مکہ آئے، انہوں نے حالات کا جائزہ لیا، نبی کریم ﷺ سے ملے اور جا کر اپنے بھائی سے کہا کہ میں نے مکہ والوں سے سنا کہ یہ شاعر ہیں، آپ جانتے ہیں کہ میں خود اچھا شاعر ہوں، اور شاعری کے سارے رموز جانتا ہوں ان کا کلام شاعری نہیں اہل مکہ انہیں جادوگر کہتے ہیں، میں نے بہت عرصہ کاہنوں اور جادوگروں کے ساتھ گذارا ہے، میں ان کی عادات اور اخلاق جانتا ہوں، آپ ہرگز کاہن اور جادوگر نہیں ہیں، قریش کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے، میں نے ان سے زیادہ عقل مند آدمی زندگی بھر نہیں دیکھا، قریش جھوٹے ہیں، اور محمد ﷺ سچے ہیں، انیس بھی مسلمان ہو گئے، اور مکہ آکر ابوذر غفاری بھی مسلمان

Marfat.com

ہو گئے،

جبیر بن مُطعم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورۃ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات پر پہنچے

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ (۳۵) اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ (۳۶) اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ (۳۷)

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیات سن کر میرے دل کی کیفیت یہ ہو گئی کہ یہ اب اُڑا اب اڑا (بخاری شریف) یعنی میرا دل اڑنے لگا، قریب تھا کہ میرا دل پھٹ جاتا میرے دل میں ایمان پیوست ہو گیا اور میں اسی وقت سچے دل سے مسلمان ہو گیا، (اعجاز القرآن باقلانی ص 27)

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے قرآن کی صرف ایک آیت سنی

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ. يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (سورة النحل: ۹۰)

بے شک اللہ حکم دیتا ہے انصاف کا بھلائی کا اور رشتہ داروں کو عطا کرنے کا اور منع کرتا ہے، بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے، تاکہ تم سوچ بچار کرو۔

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتنے اچھے احکامات ہیں اور کتنے بلند اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے، بس اسی ایک آیت کو سن کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے، (اسوہ صحابہ جلد اول 323)

ضماد ازدی جھاڑ پھونک کے ماہر تھے، کاہن اور جادوگر تھے، جادو ٹونہ خوب

Marfat.com

جانتے تھے، ان کو بتایا گیا کہ مکہ میں ایک آدمی کو آسیب کا سایہ ہے اور وہ مجنون ہو گیا ہے، یہ انسانی ہمدردی کے تحت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آکر کہا کہ میں آپ کا علاج کرنا چاہتا ہوں میرے جادو ٹونے، جھاڑ پھونک سے آسیب کا سایہ ختم ہو جائے گا، اور جنون جاتا رہے گا، نبی کریم ﷺ نے ان کی باتیں سن کر تلاوت شروع کر دی، ضماد ازدی حیرت میں پڑ گئے، ان پر سکتہ طاری ہو گیا، اور حیرانی کے عالم میں کہنے لگے کہ یہ کیسا فصیح و بلیغ کلام ہے، اس میں کسی معقول باتیں ہیں کیسا مدلل کلام ہے، اور اس بات پر بھی حیرت زدہ تھے کہ ایک امی کی زبان سے ایسا کلام کس طرح نکل رہا ہے، درخواست کی کہ مجھے دوبارہ سنائیں، آپ نے دوبارہ تلاوت فرمائی، خماد ازدی کہنے لگے، خدا کی قسم میں نے جادوگروں اور کاہنوں کے منتر سنے، شعراء کے قصیدے سنے، لیکن اے محمد ﷺ یہ کلام تو ایسا ہے کہ سمندر کی تہہ تک اللہ اثر کر جائے گا، ضماد ازدی اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

قرآن کے اندر اللہ نے انتہائی درجے کی تاثیر رکھی تھی، جو بھی دل کی گہرائی سے سن لیتا مسلمان ہو جاتا قرآن نے تہلکہ مچا دیا انقلاب برپا کر دیا اقبال نے بھی فرمایا تھا،

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا — اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا۔
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی، — عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی،

قرآن نے بنجر زمینوں کو آباد کر دیا، وہ دل جو پتھر سے زیادہ سخت تھے ان کو موم کی طرح نرم کر دیا۔

قیس بن عاصم منقری حضور پاک ﷺ کے پاس تشریف لائے، اور عرض کی کہ مجھے قرآن سنائیں، آپ نے ان کو سورۃ رحمان سنائی، دوبارہ سنایئے، پھر سنائی

Marfat.com

، یہاں تک جب تیسری دفعہ سنائی تو قیس بول اٹھے خدا کی قسم اس کلام میں طراوت وتازگی اس میں حلاوت ہے اس کی مثال اس درخت کی سی ہے جس کے نچلے حصے میں کثیر پانی بہہ رہا ہو، اوراس کا بالائی حصہ بارآور ہو، یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا (یہ رحمان کا کلام ہے) اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تفسیر قرطبی

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بھی سورہ رحمان سن کر مسلمان ہوئے، سورۃ زخرف سن کر بہت سے آدمی مسلمان ہوئے۔

ثمامہ بن آثامی کا کہنا تھا کہ میرے لئے محمد ﷺ سے بڑھ کوئی شخص اور مدینے سے بڑھ کر کوئی شہر قابل نفرت نہ تھا مگر جب یہ گرفتار ہو کر مدینہ آئے انہوں نے نبی ﷺ کے اخلاق دیکھے اور قرآن سنا تو مسلمان ہو گئے، اب ان کو سب سے زیادہ نبی ﷺ قرآن اور مدینے سے پیار تھا، اور اتنے ہی یہ اب کفار مکہ کے دشمن بن گئے یہاں تک کہ انہوں نے یمامہ سے آنے والا کفار مکہ کا غلہ بھی روک دیا لیکن کفار مکہ نے حضور ﷺ کی سفارش کروا کر اپنا گلہ دوبارہ جاری کروایا۔

عرب کا مشہور شاعر خالد بن عتبہ بھی قرآن سن کر اسلام لایا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کی غرض سے بھیجا اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی، اوس اور خزرج کے چند آدمی مسلمان ہوئے تھے، اسعد بن زرارہ ایک بڑے سردار تھے، تلوار لیکر، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم ہمارے بھولے بھالے لوگوں کو گمراہ کررہے ہو، ابھی یہاں سے چلے جاو ورنہ تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھوڑی دیر میری بات سنو اگر اچھی لگی تو قبول کرلیں اگر اچھی نہ لگے تو جیسا آپ کہیں گے

Marfat.com

ویسا ہی ہوگا، جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی تو یہ حیران رہ گئے، مسلمان ہوگئے، اپنے قبیلے میں جا کر اعلان کیا لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے کے لئے آئے، سعد بن معاذ بھی مصعب کو دھمکی دینے آئے کہ یہاں سے نکل جاؤ ورنہ قتل کردیئے جاؤ گے انہوں نے کہا کہ پہلے میری بات سن لو اچھی لگے تو قبول کرلو ورنہ جو آپ کے دل میں آئے وہ کر گذریں، سعد بن معاذ نے کہا کہ آپ نے انصاف کی بات کی، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے تلاوت شروع کی جو سعد بن معاذ کے دل میں اتر گئی، مسلمان ہوگئے۔

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ستر آدمیوں کا وفد آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سورۃ یاسین سنائی وہ سب کے سب اس وقت مسلمان ہوگئے، ایک اعرابی نے سورہ یوسف کی ایک آیت کا ایک حصہ سنا، فلما استیئسو منه خلصوا نجیا تو وہ تڑپ اٹھا اور زمین پر گر گیا، پھر جب ناامید ہوگئے تو الگ بیٹھے مصلحت کو (یوسف 154)

ایک بدو نے قرآن کے یہ صرف تین الفاظ سنے فاصدع بما تؤمر (حجر 14) تو وہ پھڑک اٹھا اور زمین پر آرہا اور گرتے ہی بے ہوش ہوگیا، انہیں تین الفاظ کو ایک اعرابی نے سنا تو اس نے سجدہ کردیا، اس سے پوچھا گیا کہ تم نے سجدہ کس کو کیا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کلام کو سجدہ کیا یہ بہت ہی اونچا کلام ہے۔

سفر طائف میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد العدوانی کو سورۃ طارق سنائی، صرف ایک چھوٹی سی سورت سن کر خالد العدوانی فورا مسلامن ہوگئے، اور اسی وقت اس سورت کو یاد بھی کرلیا۔ (اسوۃ صحابہ جلد اول ص 25)

روح انسان کی حسین پاکیزگی قرآن ہے
دونوں عالم میں شعور آگہی قرآن ہے

Marfat.com

اس سے روشن ذہن و دل کے آفتاب و ماہتاب
ظلمتوں میں روشنی در درشنی قرآن ہے
زندہ قوموں کے لئے تسخیر علام کی نوید
مردہ قوموں کو پیامِ زندگی قرآن ہے

جنات نے قرآن سنا تو پکار اٹھے، انا سمعنا قرآنا عجبا ، یھدی الی الرشد فاٰمنا به ولن نشرک بربنا احدا (سورہ جن) بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا جو سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ شریک نہ کریں گے۔

جنات کی پوری جماعت اسی وقت مسلمان ہوگئی۔

جب پارہ نمبر سترہ کی پہلی آیت اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلة معرضون لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ غفلت میں پڑے اعراض کر رہے ہیں، نازل ہوئی تو اہل مکہ سٹپٹا گئے، گھروں سے نکلنا بند کر دیا، مسلمانوں پر مظالم بند ہوگئے، کئی دن تک ڈرے رہے، آخر کار آہستہ آہستہ گھروں سے باہر نکلنا شرع کیا، اور حساب کے ڈر کی وجہ سے کافی دنوں تک مسلمانوں پر کوئی ظلم نہ کیا، کافی عرصے کے بعد اپنی روش پر واپس آئے۔

ایک روایت میں بنی سلمہ کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے تو عمرو بن جموع ﷜ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو نے جو کلام محمد ﷺ سے سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سنا، بیٹے نے ان کو سورۃ فاتحہ سنائی، عمرو بن جموع ﷜ سن کر ششدر رہ گئے، اور کہا کہ یہ کلما کس قدر حسین و جمیل ہے، اور پوچھا کہ کیا محمد ﷺ کا سارا کلام اسی طرح ہے، انکے بیٹے نے جواب دیا کہ ابا جان ایسا ہی ہے، عمرو بن جموع ﷜ مسلمان ہوگئے، خصائص کبری

Marfat.com

قرآن کی تاثیر ایسی ہے کہ دنیا کی کسی کتاب میں آج تک اتنی تاثیر نہیں پائی گئی ، کفار مکہ اس کو چھپ چھپ کر سنا کرتے تھے، ایک رات ابو جہل نبی ﷺ کا قرآن سن رہا تھا دوسرے کونے میں ابوسفیان، ایک اور جگہ پر اخنس بن شریق جب کافی دیر تک سننے کے بعد گھروں کو جانے لگے تو ایک ہی راستے پر اکٹھے ہو گئے ایک دوسرے سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو، ادھر ادھر کی ہانکتے رہے، آخرکار ہر ایک کو پتہ چل گیا، کہ یہ بھی قرآن سن کر آرہے ہیں، تینوں کو ماننا پڑا ایک دوسرے سے وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ ایک رات پھر اسی طرح ہوا، راستے میں پھر مل گئے، وعدہ کیا کہ اب تو ایسا نہیں ہوگا، قرآن کے اندر کشش اتنی زیادہ تھی کہ نہ ماننے کے باوجود دل مچل رہے تھے، ہر ایک نے یہ سوچا کہ میں تو جاؤں گا ضروری نہیں کہ دوسرے بھی آئیں، اور پھر ہم ایک دسرے کو مل بھی جائیں، اتفاقی بات ہے پھر ایک جگہ پر مل گئے، ایک دوسرے کو خوب لعن طعن کیا اور کہا کہ اگر ہمارا اس طرح قرآن سننا قوم پر واضح ہو گیا تو پوری قوم مسلمان ہو جائے گی، پھر ہماری سرداریاں کدھر جائیں گی، ایک دوسرے سے قسمیں لیکر جدا ہو گئے، (معارف القرآن جلد اول)

ایک دفعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مکہ میں لوگوں کو قرآن پاک سنا رہے تھے، وہ سورۃ فرقان کا آخری حصہ پڑھ رہے تھے، وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (۶۳) وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (۶۴) سے آخر رکوع تک آیات تلاوت کر رہے تھے، ابو جہل بھی سن رہا تھا اور کانپ رہا تھا لیکن وہ مسلمان اس لئے نہیں ہوا کہ وہ کہا کرتا تھا کہ بنو ہاشم نے لوگوں کو پانی پلایا ہم نے بھی پلایا، بنو ہاشم نے لوگوں کو کھانا کھلایا ہم نے بھی کھلایا، بنو ہاشم نے لوگوں کو تحائف دیئے ہم نے بھی دیئے ان میں اور

Marfat.com

ہم اس طرح مقابلہ ہوتا رہا، جیسے ریس میں دوڑنے والے دو گھوڑوں کے درمیان ہوتا ہے، کبھی یہ آگے نکل جاتے کبھی ہم آگے نکل جاتے، اب ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر اللہ کا کلام اترتا ہے۔ میں اللہ کا نبی ہوں ہم اللہ کا نبی کہاں سے لائیں ہم اللہ کا کلام کہاں سے لائیں ہم اپنی گردنیں کٹوا دیں گے لیکن اس کو مانیں گے نہیں، ہم اپنے قبیلے کو نیچا نہیں ہونے دیں گے، واقعی ان لوگوں نے اپنی گردنیں کٹوا دیں لیکن قرآن کے مقابلے میں کوئی سورت نہ لا سکے۔ (اسوہ صحابہ جلد اول ص 401)

مفروق کو حضور پاک ﷺ نے سورۃ انعام سنائی سورۃ انعام سن کر مفروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔

قریشی سردار نضر بن حارث نے ایک مرتبہ اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے قوم قریش تم ایک مصیبت میں گرفتار ہو چکے ہو کہ اس سے پہلے اس طرح کی مصیبت سے سابقہ نہیں پڑا تھا، محمد ﷺ تمہاری قوم کے ایک جوان ہیں اور یہ بچپن سے تمہاری نظروں کے سامنے ہیں، تم ان کے اخلاق و کردار کو نہ صرف جانتے ہو بلکہ ان کے اخلاق و عادات کے گرویدہ ہو، اور اپنی قوم میں ان کو سب سے زیادہ سچا اور امانتدار مانتے ہو، جب ان کی عمر چالیس سال ہوگئی اور انہوں نے تمہارے سامنے ایک بے مثل کلام پیش کیا تو تم ادھر ادھر کی ہانکنے لگے، تم ان کو جادو گر کہنے لگے، ہم نے جادوگروں کو دیکھا ہے، ان کو برتا ہے، ان کے کلمات سنے ہیں، ان کے طریقوں کو سمجھا ہے، وہ بالکل اس سے مختلف ہیں، کبھی تم ان کو کاہن کہنے لگے، خدا کی قسم وہ کاہن بھی نہیں ہیں، ہم نے بہت سے کاہنوں کو دیکھا ہے، اور ان کے کلام سنے ہیں، ان کو کاہنوں کے کلام سے کوئی مناسبت نہیں۔

اور کبھی تم شاعر کہنے لگے وہ شاعر بھی نہیں ہیں، ہم نے خود شعر و شاعری کے

Marfat.com

تمام فنون کو سیکھا ہے اور بڑے بڑے شعراء کے کلام ہمیں یاد ہیں، شاعروں کے کلام سے بھی ان کو کوئی مناسبت نہیں۔

پھر کبھی تم ان کو مجنون بتاتے وہ، خدا کی قسم وہ مجنون بھی نہیں ہیں ہم نے بہت سے جنون والے لوگوں کو دیکھا ہے ان کی بکواس بھی سنی ہے، ان کے مختلف اور مختلط کلام بھی سنے ہیں یہاں یہ کچھ نہیں یعنی ان میں اس طرح کی باتیں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔

اے میری قوم یہ سرسری ٹال دینے والی چیز نہیں ہے۔(خصائص الکبری جلد اول ص114)

قبیلہ بنی سلیم کے قیس بن نسیبہ حضور پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے قرآن سنا فوری طور پر مسلمان ہو گئے، اپنی قوم میں جا کر کہا، میں نے روم اور فارس کے فصحاء بلغاء کے کلام سنے، بہت سے کاہنوں کے کلام سنے، عرب کا چپہ چپہ چھان مارا، لیکن قرآن جیسا علم کہیں سے نہ مل سکا، قرآن جیسا کلام کہیں سے نہ مل سکا۔تم میری بات مانو، ان کا اتباع کرو، قیس بن نسیبہ کی تلقین پر ان کی قوم کے ایک ہزار آدمی فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔(خصائص الکبری جلد اول ص116)

عرب کے سرداروں اور کفار مکہ نے قرآن کی دعوت کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا، قرآن کی تاثیر کے سامنے یہ لوگ بے بس ہو گئے، لوگ قرآن سن کر مسلمان ہوتے اور اتنے پکے ہوتے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان سے ایمان اور قرآن چھین نہیں سکتی تھی، یہ لوگ مسلمانوں کو مار مار کر تھک جاتے، لیکن قرآن کے غلام مار کھا کر بھی تھکتے نہ تھے بلکہ ان کا ایمان اور زیادہ بڑھ جاتا تھا، یہاں وہ نشہ نہیں تھا جسے ترشی اتار دے آخر کار کفار مکہ نے مل بیٹھ کر مشورے کئے، طے پایا

Marfat.com

کہ کسی طرح سے محمد ﷺ کو لالچ دیکر روکا جائے، اس کام کے لئے عتبہ بن ربیعہ کا نام تجویز کیا گیا،

عتبہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر کہا کہ اگر آپ کا مقصد دولت ہے تو ہم سب قبائل مل کر اتنی دولت اکٹھی کر دیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے، اور عرب کے سب سے امیر آدمی بن جائیں گے، اگر آپ کا مشن سرداری ہے تو ہم سب قبائل مل کر آپ کو اپنا سردار بنالیں گے، اگر مقصد کسی عورت سے شادی ہے تو آپ عرب کی جس عورت کی طرف اشارہ کریں گے ہم اسی کیساتھ آپ کی شادی کرا دیں گے، ایک نہیں اگر دس عورتوں سے شادی کہیں گے تو دس عورتوں سے شادی کروادیں گے، آپ قرآن کی تبلیغ چھوڑ دیں۔

نوٹ: یہ لوگ اتنے بے بس ہو چکے تھے کہ جو لوگ اپنی بیٹیوں کو اس لئے زندہ دفن کر دیتے تھے، کہ کل کو ہمارا داماد کہلانے والا کوئی نہ ہو وہ دس دس رشتے دینے کے لئے تیار ہیں، اور جو کسی کو اپنا بادشاہ مانتے ہی نہیں تھے، واقعی عرب میں کوئی مستقل بادشاہ نہیں تھا، ہر قبیلے کا الگ الگ سردار ہوتا تا، تو یہ لوگ مجبوری کی وجہ سے آپ کو اپنا بادشاہ بنانے پر بھی تیار ہو گئے، اور دولت کے ڈھیر دینے پر بھی تیار تھے تاکہ کسی طریقے سے قرآن کی دعوت رک جائے۔ جب عتبہ بن ربیعہ اپنی بات مکمل کر چکا تو نبی کریم ﷺ نے سورہ حٰم سجدہ کی تلاوت شروع کر دی۔ حٰم تنزیل، من الرحمٰن الرحیم .... عاد وثمود پر پہنچے پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو کہہ دیں کہ میں تم کو اس چنگھاڑ کے عذاب سے آگاہ کرتا ہوں جیسے عاد اور ثمود پر چنگھاڑ کا عذاب آیا تھا۔

اس وقت عتبہ تلملا اٹھا اور نبی کریم ﷺ کے منہ مبارک پر ہاتھ رکھ دیا کہ کہیں ابھی اللہ کا عذاب نہ آجائے، اور اٹھ کر قریش مکہ کے پاس آیا اور آکر کہا کہ

Marfat.com

ان کو ان کے حال پر رہنے دو، ان کو اہل عرب سے لڑنے دو اگر اہل عرب ان پر غالب آ گئے تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا، اور اگر محمد ﷺ اہل عرب پر غالب آ گئے تو اس میں تمہاری ہی عزت ہے کہ یہ تمہارے قوم قبیلے کے ہیں۔

ولید بن مغیرہ انتہائی چالاک اور شاطر قسم کا سردار تھا، اس کے سات بیٹے تھے، انتہائی دولت مند تھا، مکہ سے طائف تک اس کے باغات تھے، ایک دن بھی ایسا نہیں گذرتا تھا کہ جس دن اس کے پاس کہیں نہ کہیں سے آمدنی نہ آتی ہو، نبی ﷺ کے پاس آیا تا کہ آپ ﷺ کو سمجھا سکے اور قرآن کی دعوت سے روک سکے، نبی کریم ﷺ نے جب قرآن پڑھا تو ولید کو محسوس ہوا کہ اگر میں تھوڑی دیر اور بیٹھا رہا تو یہ کلام میرے دل میں اتر جائے گا اور میں مسلمان ہو جاؤں گا، یہ اٹھ کر کھڑا ہوا گیا اور واپس چلا گیا، گھر جا کر بھی سوچتا رہا کہ میں مسلمان ہو جاؤں ابوجہل کو پتہ چلا تو فوراً دوڑتا چلا آیا کہ اگر ولید مسلمان ہو گیا تو پھر پورا مکہ مسلمان ہو جائے گا، اس نے جب ولید کو غور وفکر میں دیکھا تو طعنے دینے شروع کر دیئے، اور کہا کہ تم بھی اس کی شاعری کے چکر میں آ گئے، ولید غصے میں آ گیا، اور کہا کہ مجھے شاعری کا طعنہ نہ دو میں تو جنات کی شاعری کو بھی جانتا ہوں انسانوں کی شاعری میرے سامنے کیا چیز ہے، محمد ﷺ جو کچھ پڑھتا ہے وہ ہرگز شاعری نہیں ہے، اس کلام میں تروتازگی ہے، حلاوت ہے، اور جو کچھ اس کے مقابلے میں آتا ہے یہ (قرآن) اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔

ابوجہل نے کہا کہ جب تک تم اس (محمد) کے خلاف بات نہیں کرو گے ہم لوگ یہاں سے نہیں جائیں گے، ولید خاموش رہا، لوگوں نے کہا ہم اسے کاہن کہیں گے، ولید نے کہا لوگ کہانت کو جانتے ہیں وہ سمجھ جائیں گے، کہ یہ کاہن نہیں ہے، ہم اسے مجنون کہیں، ولید نہیں لوگ سمجھ جائیں گے کہ یہ انتہائی عقل مند

Marfat.com

انسان ہے، لوگوں نے کہا پھر تم ہی بتاؤ ہم اسے کیا کہیں ولید نے سوچ کر کہا کہ تم اسے جادوگر کہو اس کے کلام کو جادو کہو کہ یہ میاں بیوی میں تفرقہ ڈال دیتا ہے، بھائی بھائی میں فرق ڈال دیتا ہے، لوگ یہ بات لے کر وہاں سے چلے گئے اور اس کا پراپیگنڈہ شروع کر دیا، لیکن خود قرآن کے مقابلے میں کچھ بھی پیش نہ کر سکے۔ (خصائص الکبری)

عرب کے سردار اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے اقرار کیا کہ ہم خواہ مخواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتے ناتے توڑ رہے ہیں ان کی مخالفت کر رہے ہیں، تعلقات خراب کر رہے ہیں، میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، ہرگز جھوٹے نہیں ہیں اور جو کلام وہ لائے ہیں وہ بشر کا کلام نہیں ہو سکتا اسعد بن زرارہ مسلمان ہو گئے،

مفروق نے چند آیات سنیں تو کہا کہ اگر یہ کلام کسی بھی انسان کا کلما ہوتا تو ہم فورا پہچان لیتے یہ ہرگز کسی بھی انسان کا کلام نہیں ہے یہ رب ہی کا کلام ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کا نام سن کر روم اور فارس والے کانپ جاتے تھے، خدا کے کلام کے سامنے کس طرح جھکے ہوئے نظر آتے ہیں، ایک دفعہ سواری پر کہیں جا رہے تھے ایک قاری نے تلاوت کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی ان عذاب ربک لواقع ، ماله من دافع (سورۃ طور) بے شک تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے کوئی اس کو ہٹانے والا نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سواری سے گر پڑے اور رب کے کلام کی عظمت کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے، لوگ اٹھا کر گھر لائے ایک ماہ تک بیمار رہے لوگ آپ کی عیادت کرتے رہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس قرآن کو ساری رات پڑھتے ایک ایک آیت کو پڑھتے ہوئے ساری رات گذار دیتے اس کلام نے لوگوں کی زندگیوں کو بدل ڈالا

Marfat.com

، پچاس سال کے اندر اس قرآن کی برکت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آدھی دنیا کو فتح کر لیا۔
آج بھی قرآن کی تاثیر وہی ہے لیکن ہم بدل چکے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد بھی جو زندہ دل لوگ آئے انہوں نے قرآن سے ہدایت اور روشنی حاصل کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک رومی سفیر آیا اور آ کر کلمہ شہادت پڑھنے لگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میں نے قرآن کی صرف ایک آیت ایک قیدی سے سنی تو میں مسلمان ہو گیا، میں تورات اور انجیل کا زبردست ماہر ہوں میں نے اور بھی بہت سے آسمانی علوم کا مطالعہ کیا ہے لیکن میں حیران رہ گیا، جب میں نے تورات، انجیل اور سارے آسمانی علوم کا نچوڑ ایک آیت کے اندر پایا، آیت یہ ہے ومن یطیع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک ھم الفائزون (نور 52)

اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا اور اس سے ڈرے گا اور تقوی اختیار کرے گا تو ایسے لوگ کامیاب ہونے والے ہیں، اس رومی نے کہا کہ یطیع اللہ سے مراد اللہ کے احکامات ہیں، اور ورسولہ میں رسول کی اطاعت آجاتی ہے، ویخش اللہ میں جو سابقہ زندگی میں گناہ ہو چکے ان کی مغفرت کی دعا آجاتی ہے، ویتقہ میں آنے والی زندگی میں تقوی اختیار کرنے کا وعدہ آجاتا ہے، پس جو لوگ ان باتوں پر عمل کر لیتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں تمام آسمانی علوم کا نچوڑ اللہ نے اس ایک آیت میں بیان کر دیا ہے۔

ایک شاعر نے قرآن پاک کی تلاوت سنی تو کہا کہ یہ فصاحت و بلاغت کا چمکتا ہوا ستارہ ہے۔

جو قسمت والے تھے، وہ تو ہر دور میں قرآن پر ایمان لا کر کامیاب ہوتے

Marfat.com

رہے، لیکن جن کی قسمت بری تھی وہ خود بھی انکار کرتے رہے دوسروں کو بھی روکتے رہے، الاعشیٰ عرب کا ایک انتہائی اونچے درجے کا شاعر تھا، آج بھی اس کی شاعری کے چرچے ہیں یہ مکہ میں آرہا تھا، تاکہ نبی ﷺ سے اللہ کا کلام سنے ابوجہل کو پتہ چل گیا، راستے میں ہی روک لیا کہ اگر یہ مسلمان ہوگیا تو پورے عرب میں تہلکہ مچ جائے گا، ابوجہل نے اس کو بہلا پھسلا کر چار سو اونٹ دیکر واپس کر دیا، اللہ کے نبی ﷺ سے ملنے ہی نہیں دیا، اللہ کا کلام سننے ہی نہیں دیا، الاعشیٰ چار سو اونٹ لیکر واپس جا رہا تھا کہ راستے میں جھاڑیوں میں پیشاب کرنے لگا تو سانپ نے ڈس لیا اسی جگہ پر مر گیا دنیا میں بھی نقصان والا اور آخرت میں بھی نقصان ولا ہو گیا۔

متنبیؔ ایک بہت بڑا شاعر تھا شاعری کے غروز کی وجہ سے اس نے نبوت کا دعوی کر دیا مگر جب قرآن کی فصاحت و بلاغت کو دیکھا تو تائب ہو گیا، اس کی شاعری کا دیوان موجود ہے عربی شعراء میں ادبی لحاظ سے اس کا بلند مقام ہے، مگر قرآن کی تاثیر اور عظمت کے سامنے اس نے ہتھیار ڈال دیئے قرآن کو اللہ کا کلام مان لیا۔

ایک صحابیؓ اپنے گھر کے اندر تہجد میں قرآن پاک پڑھ رہے تھے طبیعت ایسی مچل رہی تھی کہ دل چاہتا تھا جہر سے یعنی اونچی آواز سے پڑھیں، مگر قریب ہی گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اور چارپائی پر بچہ لیٹا ہوا تھا۔ محسوس کیا کہ جب اونچا پڑھتا ہوں تو گھوڑا بدکتا ہے، لہذا دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں گھوڑا بچے کو نقصان نہ پہنچادے، پھر آہستہ پڑھنا شروع کر دیا ساری رات یہی معاملہ ہوتا رہا جب تہجد مکمل کی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ ستاروں کی مانند روشنیاں ہیں جو ان کے سر کے اوپر سے آسمان تک واپس جا رہی ہیں یہ ان روشنیوں کو دیکھ کر حیران ہوئے، صبح ہوئی تو یہ صحابیؓ نبی کریم ﷺ کی محفل میں پہنچے

Marfat.com

اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے رات کو تہجد اس انداز سے پڑھی کہ بچے کے نقصان کے خوف سے آہستہ پڑھتا تھا مگر جی تو چاہتا تھا کہ آواز سے پڑھوں، دعا کے وقت میں نے کچھ روشنیاں آسمان کی طرف جاتے دیکھیں ہیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ وہ اللہ کے فرشتے تھے جو تمہارا قرآن سننے کے لئے آسمان سے نیچے اتر آئے تھے اگر تم اونچی آواز سے پڑھتے رہتے تو آج مدینہ کے لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھ لیتے۔ حضور پاک ﷺ کی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے ایک رات دو رکعت نفل کی نیت باندھی قرآن پڑھنا شروع کیا تو صبح صادق ہوگئی رونے لگیں اور اللہ سے عرض کی کہ آپ نے رات کتنی چھوٹی بنائی کہ دو رکعت میں ہی رات مکمل ہوگئی۔ انہیں قرآن سے پیار تھا قرآن کی تاثیر اور عظمت کو وہ ہستیاں پہچانتی تھیں اس لئے انہیں قرآن پڑھتے ہوئے تھکاوٹ اور نیند محسوس ہی نہ ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ جہاد سے واپس تشریف لا رہے تھے ایک جگہ پڑاو ڈالا تو دو اصحاب کو حکم دیا کہ رات کو پہرا دیں تاکہ بقیہ لوگ آرام سے نیند پوری کر سکیں ان اصحاب کو پہاڑ کی چوٹی پر بھیج دیا تاکہ دشمن پر نظر رکھ سکیں تھوڑی دیر تو جاگتے رہے پھر مشورہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ نیند کے غلبے کی وجہ سے دونوں سو جائیں اس لئے ایک آدمی سو جائے دوسرا جاگتا رہے پھر جاگنے والا سو جائے اور سونے والا جاگ کر پہرا دے، ایک صاحب سو گئے تھوڑی دیر بعد جاگنے والے کے دل میں خیال آیا کہ میں تو جاگ ہی رہا ہوں فارغ بیٹھنے سے نماز پڑھ لینا بہتر ہے یہ سوچ کر نماز کی نیت باندھ لی اور سورہ کہف پڑھنا شروع کر دی مزے سے سورہ کہف پڑھ رہے تھے کہ دشمن کے چند سپاہی ادھر آنکلے انہوں نے تیر مارنا شروع کر دیئے ایک تیر لگا انہوں نے نکال کر پھینک دیا پھر دوسرا تیر، کئی تیر لگے یہ نکال نکال کر

Marfat.com

پھینکتے رہے آخر کار دل میں خیال آیا کہ اگر میں گر کر بے ہوش ہو گیا یا شہید ہو گیا تو پھر خطرہ ہے کہ لشکر کو بھی نقصان پہنچے گا۔ اس لئے انہوں نے سلام پھیر کر ساتھی کو جگایا جب دونوں نے دشمن کی طرف تیر پھینکے تو دشمن بھاگ گئے، ساتھی نے پوچھا آپ تیر کھاتے رہے مجھے کیوں نہیں بتایا فرمایا کہ میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ سورہ کہف کو درمیان میں ہی چھوڑ دوں اگر مجھے اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ میرے مرنے کی وجہ سے لشکر کو نقصان ہو سکتا ہے تو کسی صورت میں سورہ کہف کو مکمل کئے بغیر سلام نہ پھیرتا۔

ایک بزرگ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے کہ غیبی آواز آئی کہ اے اللہ کے بندے اب بس کر تیری اس تلاوت کو سن کر سات جن مر چکے ہیں۔

عمران بن حصین ایک بزرگ ہیں قرآن کی تلاوت سن رہے تھے چیخ ماری اور مر گئے بس پھر جنازہ ہی اٹھا۔

شمائل ترمذی میں ہے حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے (نماز میں تلاوت کر رہے تھے) رونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے ہنڈیا کے پکنے کی آواز ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑھتے تو لگاتار روتے انتہائی نرم دل تھے قرآن پڑھتے وقت ہچکی بندھ جاتی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کا رعب روم اور فارس پر تھا آپ مدینہ میں ہوتے جبکہ آپ کے دشمن اپنے گھروں میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام سن کر کانپ رہے ہوتے تھے جب قرآن پڑھتے تو رونا شروع کر دیتے اکثر فجر کی نماز میں ہچکی بندھ جاتی اور آخری صفوں تک رونے کی آواز آتی، حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں

Marfat.com

حضرت عمرؓ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا تھا جب سورہ یوسف کی اس آیت پر پہنچے "انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ" میں اپنے رنج وغم کی شکایت صرف اللہ ہی سے کرتا ہوں ،تو روتے روتے آپ رضی اللہ عنہ کی ہچکیاں بندھ گئیں میں آخری صف میں کھڑا تھا آپ رضی اللہ عنہ کی ہچکیاں سن رہا تھا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک رات میں مسجد سے نکلا تو اچانک دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے پر کھڑے ہیں اور ایک شخص نماز میں مصروف ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بریدہ رضی اللہ عنہ تمہارا کیا خیال ہے ،کیا یہ شخص ریا کار ہے میں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ شخص ریا کار نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا مؤمن ہے جسے آل داؤد کے مزامیر میں سے ایک مزمار عطا کیا گیا ہے (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام جیسی خوش الحانی عطا کی گئی ہے) میں اس شخص کے قریب گیا اور دیکھا تو وہ ابو موسیٰ اشعریؓ تھے میں نے ان کو یہ خوشخبری سنا دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ قرآن پاک کی اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے "فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدھان" جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ چمڑے جیسا ہو جائے گا۔اس آیت پر ٹھہر گئے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے آنسو بہاتے بہاتے ان کا دم گھٹنے لگا،روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اس دن میرا کیا بنے گا جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابیؓ کی گریہ وزاری سن کر ارشاد فرمایا کہ اے نوجوان اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تمہارے رونے پر فرشتے رو پڑے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی ''افمن هذا الحديث تعجبون وتضحكون ولا تبكون'' سو کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔

ان آیات کو سن کر اصحاب صفہ رو پڑے اتنا روئے کہ ان کے آنسوان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے جب اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے رونے کی آواز سنی تو وہ بھی رو پڑے اور نبی ﷺ کے رونے پر ہم لوگ بھی رو پڑے۔

حضرت عائشہؓ کے بھتیجے حضرت قاسم ؓ فرماتے ہیں کہ میرا معمول تھا کہ میں صبح اٹھ کر سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے گھر حاضری دیتا اور انہیں جا کر سلام کرتا، ایک دن علی الصبح میں نے حاضری دی تو وہ نماز میں مصروف تھیں اور یہ آیت تلاوت فرما رہی تھیں ''فمن الله علينا ووقانا عذاب السّموم'' سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا۔

وہ اس آیت کو بار بار دہرا رہی تھیں اور گریہ وزاری کر رہی تھیں میں کافی دیر انتظار کرتا رہا کہ ابھی ختم کر دیں گیں آخر کار میں اکتا کر بازار روانہ ہو گیا، اپنے کام سے فارغ ہو کر آیا تو دیکھا کہ وہ اسی طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہی ہیں اور لگا تار رو رہی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک ابتدائی جوانی میں غافل انسان تھے، گٹار بجایا کرتے تھے ایک دفعہ گٹار سے آواز آئی ''الم يان للذين امنو ان تخشع قلوبهم لذكر الله وما نزل من الحق'' کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل نرم ہو جائیں اللہ کے ذکر کے لئے اور جو اللہ نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔ یا پھر ایک پرندے نے یہ آیت پڑھی تھی، عبداللہ بن مبارکؒ کی زندگی بدل گئی انہوں نے سب کچھ چھوڑ دیا چوٹی کے عالم اور ولی کامل بنے۔

Marfat.com

فضیل بن عیاض بہت بڑے ڈاکو تھے، جس قافلے پر فضیل حملہ کرتے وہ بھیڑ بکریوں کی طرح بکھر جاتا تھا کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ مقابلہ کرے یا مزاحمت کرے۔

آخر ایک دفعہ قرآن کی صرف یہی آیت ایک آدمی کو پڑھتے ہوئے سنا یہ آیت دل میں اتر گئی اور فرمایا وہ وقت آگیا ہے وہ وقت آگیا ہے ڈاکہ ڈالنا چھوڑ دیا گویا کہ پوری دنیا کو ہی چھوڑ دیا اور اپنے وقت کے تمام ولیوں کے سردار بنے۔

ایک آدمی دریا کے کنارے سیر کر رہا تھا کہ کسی نے عذاب کی آیت پڑھ دی وہ آدمی کانپ اٹھا دریا میں گرا اور ڈوب کر مر گیا۔

دبئی کے تبلیغی مرکز میں بیان کے بعد تشکیل کے لئے نام لکھوانے کا کیا گیا تو چند ایک آدمی اٹھے اچانک ایک انگریز اٹھا اور تقریر کرنے لگا کہ میں خاندانی اور پیدائشی عیسائی تھا، لیکن میرے دل میں حق کو تلاش کرنے کی تڑپ تھی میں نے کسی مسلمان کو بھی قریب سے نہیں دیکھا تھا اور اسلام کے بارے میں بالکل نہیں جانتا تھا، قرآن پڑھنا تو دور کی بات میں نے کبھی قرآن دیکھا بھی نہیں تھا، میں اپنے پیدا کرنے والے سے دعا کرتا تھا کہ مجھے سیدھے رستے پر چلا دے آخر کار ایک رات جب میں سو کر اٹھا تو میری زبان پر عربی کے الفاظ تھے میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ الفاظ کس زبان کے ہیں ان کا مطلب کیا ہے، لیکن بار بار زبان پر وہ الفاظ جاری ہو جاتے تھے آخر کار میں نے ایک آدمی سے پوچھا اسے سمجھ نہ آیا دوسرے تیسرے سے پوچھا ایک آدمی نے کہا کہ یہ عربی کے الفاظ معلوم ہوتے ہیں کسی مسلمان سے پوچھو، ایک مسلمان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے بھی پتہ نہیں ہے۔ دوسرے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ تو ہمارے قرآن پاک کی سورۃ اخلاص ہے، تمہیں کیسے یاد ہو گئی میں نے سارا واقعہ بتایا وہ مجھے ایک اسلامک سنٹر لیکر

Marfat.com

گیاانہوں نے مجھ سے سن کر مجھے قرآن اور اسلام کے بارے میں بہت کچھ بتایا اور پڑھنے کے لئے چند کتابیں دیں میں چند دنوں میں مسلمان ہوگیا پھر مجھے تبلیغ والے ملے میں نے تبلیغ میں وقت لگایا تو میں پکا سچا مسلمان بن گیا اب میں آپ کے ملک میں آیا ہوں آپ لوگ پیدائشی مسلمان ہیں آپ کو اسلام اور قرآن کی قدر نہیں ہے ،ہم جیسے نو مسلم لوگوں سے اسلام کی قدر پوچھو جن کے رشتہ دار مسلمان نہیں ہیں ہم ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ اگر یہ کفر کی حالت میں ہی مر گئے تو آگے جا کر ان کا کیا بنے گا۔اسی وقت لوگ نقد وقت لگانے کے لئے کھڑے ہو گئے اور پورے مرکز میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جس نے کم از کم تین دن نہ لگائے ہوں۔کسی یورپی ملک میں ایک پاکستانی قانون پڑھنے گیا آخر کار بیرسٹر بن گیا،سوچا پاکستان جا کر اتنا نہیں کما سکوں گا جتنا یہاں کما سکتا ہوں تو وہیں وکالت شروع کر دی، کچھ عرصے بعد ایک گوری سے شادی بھی کر لی،دو بچے بھی ہو گئے وقت اچھا گزر رہا تھا پیسہ بھی بہت کمایا،اپنا بنگلہ خرید کر بیوی کے نام کروا دیا کچھ عرصے کے بعد ایک دن اس کی بیوی گھر کی صفائی کروا رہی تھی ،نوکروں کو کہہ رہی تھی کہ پرانی اور بے کار چیزیں الگ کر کے باہر پھینک دیں۔جب کتابوں کی باری آئی تو پرانی کتابوں کو بھی الگ کر کے زمین پر پھینک دیا گیا،ان میں ایک قرآن پاک بھی تھا اس کو بھی انگریز عورت نے پھینک دیا گیا جب صاحب گھر آئے تو قرآن پاک کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا تو ان کے دل پر چوٹ لگی وہی آدمی جو بیوی کے ساتھ بیٹھ کر سور کھاتا تھا ،شراب پیتا تھا ،اچانک اس کا ایمان جاگ اٹھا اس نے غصے سے بیوی کو کہا کہ تم نے اس قرآن پاک کو کیوں پھینکا تو گوری نے کہا کہ یہ بھی تو ایک کتاب ہی ہے ۔صاحب کو غصہ آیا اسے دو تین سنا دیں عورت نے بھی سنا دیں جب لڑائی زیادہ ہوئی تو عورت نے کہا کہ گھر میرے نام ہے یہاں سے نکل جاؤ یہ بے چارہ حیران

Marfat.com

رہ گیا کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ سکتا ہے آخر کار گھر سے نکل گیا دو تین مہینے تک آپس میں کوئی رابطہ نہ ہوا، قدرتی بات ہے ان کی بچی کا ٹیوٹر مسلمان لڑکا تھا عورت کا غصہ بھی ختم ہو چکا تھا دل بھی نرم ہو چکا تھا ایک دن خود ہی مسلمان لڑکے کے پاس گئی اور اسے کہا کہ مجھے اپنی مقدس کتاب قرآن پاک کا ترجمہ لا کر دیں میں اسے پڑھنا چاہتی ہوں لڑکے نے فوری طور پر لا کر دے دیا ،بس عورت پڑھتی گئی دل کی دنیا بدلتی گئی قرآن دل میں اتر چکا تھا دل میں بسیرا کر چکا تھا لڑکے کو کہا کہ مجھے کلمہ پڑھاؤ مسلمان ہو گئی ،خود چل کر گئی اور شوہر کو گھر میں لیکر آئی ،نماز پڑھنے لگی ،گھر میں شراب اور سور بند ہو گیا ،واقعی دونوں میاں بیوی قرآن کی تاثیر اور برکت سے پکے اور سچے مسلمان بن گئے۔

امریکہ میں ایک جماعت چل رہی تھی ان کے پاس سے دو لڑکیاں گزریں وہ نیم برہنہ تھیں جماعت میں سے ایک شخص نے بھی ان کی طرف نہیں دیکھا وہ حیران رہ گئیں انہون نے پوچھا کہ آپ نے ہماری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا حالانکہ ہم جہاں جہاں سے بھی گزری ہیں لوگ للچائی ہوئی نظروں سے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ جماعت کے امیر نے بتایا کہ ہمارے قرآن نے حکم دیا ہے

"قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم" (نور) مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی آنکھوں کو جھکا کر رکھیں۔ ایک ہی آیت پر عمل اور تاثیر کی وجہ سے وہ دونوں لڑکیاں مسلمان ہو گئیں۔

ایک لڑکا بیمار تھا وہ علاج کے لئے لندن گیا وہاں ایک ہسپتال میں ایک ماہ تک اس کا علاج جاری رہا ،جب لڑکا ٹھیک ہو گیا تو ایک نرس نے کہا کہ میں ایک مہینے تک تمہاری خدمت کرتی رہی ہوں تم نے اج تک میری شکل نہیں دیکھی ،لڑکے نے یہی آیت پڑھی لڑکی حیران رہ گئی کہ قرآن کی ایک آیت کے اندر اتنی

Marfat.com

تاثیر ہے اس نے لڑکے کو کہا میں مسلمان ہوتی ہوں وہ مسلمان ہوگئی، دوسری آفریہ کی کہ میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں لڑکے نے گھر والوں سے اجازت لیکر اس کے ساتھ شادی کرلی اور اسے لیکر پاکستان آگیا۔

سکاٹ لینڈ کا ایک آدمی مسلمان ہوا اور اس نے اپنا نام قاری یعقوب رکھا ،اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی گئی تو بتایا کہ میں ایک دوست کے پاس گیا اس کے پاس ایک کتاب پڑی تھی ایسے ہی میں نے اٹھا کر پڑھنی شروع کردی، اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ تھا مجھے اچھی لگی میں نے اس سے لیکر تین دن میں ہی مکمل پڑھ لی، مجھ پر اس کے بہت زیادہ اثرات تھے اچانک مجھے سکاٹ لینڈ کے ایک دور دراز مقام پر کام کے سلسلے میں جانا پڑا، یہ ایک پسماندہ گاؤں تھا، راستہ بھی ڈھنگ کا نہ تھا اس گاؤں میں میں نے ایک آدمی کے پاس قرآن پاک کی تفسیر دیکھی میں حیران رہ گیا کہ یہاں بھی یہ کتاب پہنچ گئی ہے، یہ معمولی کتاب نہیں یہ ایک عظیم کتاب ہے میں مسلمان ہوگیا۔

خلیفہ ہارون الرشید نے ایک جماعت تشکیل دی کہ دنیا کے مختلف حصوں میں جاکر خاص طور پر جنگلوں صحراؤں پہاڑوں اور جزیروں میں جاکر دیکھو کہ کہیں کوئی ایسا حصہ تو نہیں رہ گیا جہاں اسلام کا پیغام نہ پہنچا ہو، بہت سے لوگوں کو مختلف سمتوں میں بھیج دیا گیا ایک جماعت تین سال کا سفر کر کے ایک جزیرے میں پہنچی وہاں آذان ہو رہی تھی وہاں چند افراد تھے ان کے پاس قرآن پاک بھی تھا۔

عشاق قرآن اور ہم کیوں مسلمان ہوئے سے چند نو مسلموں کے قرآن سے متاثر ہو کر مسلمان ہونے کے واقعات لکھے جاتے ہیں۔

سیاہ فام امریکی خاتون جنہوں نے اپنا نام آمنہ رکھا اپنے مسلمان ہونے کی وجہ بتائی، میرے دل میں حق کی تلاش تھی میں نے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ لیکر

Marfat.com

اسے پڑھنا شروع کیا قرآن کے ترجمے نے مجھے عجیب قسم کا سرور عطا کیا، جسے میں بیان ہی نہیں کرسکتی میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر کوئی بھی شخص دلچسپی انہماک اور لگن سے قرآن پاک مطالعہ کرے تو وہ اس مقدس کتاب سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا (ہم کیوں مسلمان ہوئے)۔

ملائیشیا کے ابراہیم کونا جو ساٹھ سال کی عمر تک پروٹسٹنٹ عیسائی رہے آخر کار انہوں نے آغوش اسلام میں آکر سکون محسوس کیا خود بیان کرتے ہیں۔آپ کو یہ اندازہ ہوگیا کہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک عیسائیوں میں بعد واختلاف کی شدت کا کیا عالم ہے،ان کے سبھی عقائد کتنے مختلف ہیں ان حالات نے مجھے سخت پریشان کیے رکھا آخر کار میں نے قرآن کا سہارا لیا جن آیتوں نے خاص طور پر میری راہنمائی فرمائی وہ یہ ہیں۔

''اس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جو حق لیکر آئی ہے اور ان کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے جو آپ سے پہلے نازل ہوئی تھیں،اس سے پہلے انسانوں کی ہدایت کے لئے تورات اور انجیل نازل ہوچکی ہیں''۔

اے نبی کہہ دیجئے ہم اللہ کو مانتے ہیں اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے،ان کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم ، اسماعیل ،اسحاق ،یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں۔اس ہدایت پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھیں ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے۔اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں پھر کہتے ہیں کہ قرآن کے گہرے اور مسلسل مطالعے نے مجھے حقیقت کے قریب کردیا اور عیسائیت کے عقائد کا کھوکھلا پن مجھ پر واضح ہوگیا مثال کے طور پر عقیدہ تثلیث وہ گورکھ دھندہ ہے جسے ہر عیسائی سمجھے بغیر اختیار کرتا ہے حالانکہ دنیا میں کوئی ایسی کتاب ہے ہی نہیں جس

Marfat.com

میں اس پیچیدہ مسئلے کی وضاحت یا تفہیم موجود ہو اس کے مقابلے میں اسلام توحید کا صاف ستھرا واضح اور عقلی و منطقی عقیدہ رکھتا ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ذات وصفات میں یکتا ہے، اور محمد ﷺ اس کے آخری نبی اور رسول ہیں میرے نزدیک اسلام اور عیسائیت میں بہت زیادہ فرق ہے (ہم کیوں مسلمان ہوئے)۔

بیگم مولانا عزیز گل جو عیسائی سے ہندو اور پھر ہندو سے مسلمان ہوئے ان کے اسلام لانے کی وجہ بھی قرآن ہے، کہتی ہیں! اب تک میں مسلمانوں سے ڈرتی تھی میں سمجھتی تھی کہ مسلمان ایک قسم کے ڈاکو ہوتے ہیں جو ہر قسم کا ظلم کر سکتے ہیں لیکن اس کتاب (قرآن) نے میری آنکھیں کھول دیں، یہ تو سراسر حق تھا اور دل میں اترتا چلا جاتا تھا آہ! میں اب تک کن اندھیروں میں تھی افسوس کہ یورپی مستشرقین نے اسلام کی کتنی غلط تصویر پیش کی ہے، وہ مذہب جسے میں خونخوار بھیڑیوں کا مذہب سمجھتی تھی وہ مکمل سچائی کا دین تھا۔

انگلینڈ کے حسین جن کے والد رومن کیتھولک اور والدہ یہودی تھیں انہوں نے عیسائیت سے بددل ہو کر مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا آخر کار قرآن کے مطالعہ سے مسلمان ہو گئے، کہتے ہیں کہ میں نے قرآن کا ترجمہ پڑھا تو مجھے میری منزل مل گئی اور سالہا سال سے اس گوہر مقصود کی تلاش میں تھا۔

جرمنی کے سیف الدین ڈرک جو کٹر قسم کے کیتھولک عیسائی تھے مطالعہ قرآن کے نتیجے میں کٹر مسلمان بن گئے، کہتے ہیں کہ میں نے قرآن کے مقدس اوراق میں اپنے مسائل کا حل پالیا میری ساری روحانی حاجتوں کی تسکین ہو گئی اور میرے سارے شکوک وشبہات ہوا میں تحلیل ہو کر یقین میں بدل گئے، اللہ نے اپنے نور کی طرف کچھ اس طرح سے میری راہنمائی فرمائی کہ مجھے مزاحمت کا یارا ہی

Marfat.com

نہ رہا اور میں نے نہایت خوش دلی کے ساتھ سر تسلیم خم کر دیا، قرآن کے اسلوب نے ہر چیز نکھار کر رکھ دی، اب ہر شے میں مجھے اس کی حکمت نظر آنے لگی، میں نے اپنے آپ کو پہچان لیا، کائنات کی حقیقت سمجھ میں آنے لگی اور اس کے خالق و مالک ہونے کی حیثیت متعین ہو کر سامنے آنے لگی، قرآن نے مجھے اس امر سے آگاہی بخشی کہ میں اب تک گمراہیوں میں بھٹک رہا تھا۔

جرمنی کے ڈاکٹر عبداللہ علاؤالدین نے کسی رسالے میں سورۃ اخلاص کا ترجمہ دیکھا انتہائی متاثر ہوئے اسلام کے بارے میں تحقیق شروع کر دی قرآن کے مطالعہ کے بعد عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو گئے، کہتے ہیں کہ میں ایک غریب آدمی ہوں اس لئے میں نے جرمنی سے استنبول تک کا سفر سائیکل پر کیا شروع میں میں نے سوچا کہ جس طرح میں تورات اور انجیل کی غلطیاں نکالتا ہوں اسی طرح قرآن کی بھی غلطیاں نکالوں گا لیکن جوں جوں میں قرآن کا مطالعہ کرتا گیا میرے ایمان میں اضافہ ہوتا چلا گیا یہی وہ آخری اور یہی وہ ہدایت تھی جس کی مجھے تلاش تھی مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے، میں استنبول میں ہی مسلمان ہو گیا۔

انڈیا کے ڈاکٹر عزیز الدین جو پہلے ہندو تھے اپنے اسلام قبول کرنے کا سبب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی سیرت کا مطالعہ کیا اور مجھے ان تمام سوالات کے جوابات مل گئے جنہوں نے برسہا برس سے مجھے پریشان کر رکھا تھا، کسی اور مذہب یا فلسفہ نے مجھے مطمئن نہیں کیا تھا، مذہب اسلام کی پہلی خصوصیت ہے جس نے مجھے متاثر کیا وہ اس کی تاریخی حیثیت ہے، اس مذہب کی بنیاد ایک ایسی کتاب پر استوار ہے جس میں صدیاں گزر جانے کے باوجود ذرا سی تبدیلی بھی نہیں آئی، اس کتاب میں ایسا تسلسل اور یک رنگی ہے کہ کوئی بھی غیر

Marfat.com

متعصب اور (منصف) مزاج انسان اس کے برحق ہونے میں شبہ نہیں کر سکتا پھر اس کا پرشکوہ اور مگر سادہ اسلوب انسانی نفسیات کے عین مطابق مسائل کا ادراک اور مادی و روحانی معاملات میں انسان کی مکمل اور قابل عمل راہنمائی اسے ایک ابدی اور لازوال کتاب ماننے پر مجبور کر دیتی ہے۔

ڈاکٹر علی سلمان (فرانس) جو فرنچ کیتھولک خاندان سے تعلق رکھتے تھے ،اپنے اسلام قبول کرنے کا سبب بتاتے ہیں کہ اسلام کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے میں نے قرآن پاک کا مطالعہ شروع کیا مجھے یقین ہو گیا کہ یہ واقعی خدا کی کتاب ہے مجھے یہ بھی حیرت ہوئی کہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اس کی بعض آیات مختلف معاملات میں ہو بہو وہی رائے دیتی ہیں جو جدید ترین فکر کے حامل محقق دے رہے ہیں،ان حقائق نے میرے دل کی دنیا بدل کر رکھ دی اور میں نے پیرس کی مسجد میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

محمد امین (انگلستان) کہتے ہیں مجھے مطالعے کا بے حد شوق تھا ایک روز میں اپنے ایک دوست کی لائبریری میں سیل کا ترجمہ قرآن دیکھا میں اسے پڑھنے بیٹھ گیا ،یہ قرآن کے ساتھ میرا پہلا تعارف تھا،سیل نے بھی ترجمے میں جگہ جگہ مخاصمانہ تنقید و تبصرے کا انداز اختیار کیا تھا،مگر اس کے باوجود توحید خداوندی کا ایک نہ مٹنے والا نقش میرے ذہن میں بیٹھ گیا تھا میں نے چند اور کتابیں بھی اسلام کے متعلق پڑھیں ،میں نے انجیل پر غور کیا تو جگہ جگہ تضاد ملا حضرت مسیح کے بارے پڑھا کہ میں تو اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا ،جبکہ پیغمبر اسلام تمام دنیا کے لئے ایک ضابطہ حیات لیکر آئے ہیں بس ان چیزوں کو دیکھ کر میں مسلمان ہو گیا۔

فارض (امریکہ) اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ تجسس کا

Marfat.com

شعلہ میرے دل میں بھڑک اٹھا کہ ذرا اسلام کا مطالعہ بھی کر کے دیکھوں مطالعہ کا آغاز ناقدرانہ انداز میں کیا پھر رہ رہ کر مایوسی بھی آلیتی گئی کہ دوسرے مذاہب کی طرح اس کے دھن میں بھی کیا خیر کچھ ملے گا یا نہیں لیکن رفتہ رفتہ مایوسی کی جگہ امید اور ناقدرانہ انداز کی جگہ خوشگوار حیرت نے لے لی ،قرآن کا ترجمہ پڑھا تو مجھے اپنے دل کی گرہیں کھلتی ہوئی دکھائی دیں،قرآن کے معانی دل کی گہرائیوں میں نقش ہوتے چلے گئے ،یوں محسوس ہوا جیسے میری فطرت اسی طریق زندگی کی تلاش میں تھی۔قرآن کے مطالب پر غور و تدبر میں اضافے کے ساتھ ساتھ واضح ہوتا چلا گیا کہ اسلام کی تعلیمات انسانی فطرت کی عین مطابق ہیں ،اب وقت کا زیادہ حصہ قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے میں گزرنے لگا ،میں نے دیکھا کہ اس مقدس کتاب میں میری روح کی ہر احتیاج کا سامان موجود ہے سو اس لئے میں مسلمان ہو گیا۔

عامر علی داؤد (انگلستان) نے قبول اسلام کی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا کہ بدقسمتی سے میں نہ تو عربی زبان سے واقف ہوں اور نہ اردو پڑھ سکتا ہوں ،تاہم میں نے انگریزی کا ترجمہ قرآن پڑھا ابتداء میں ہی میرے دل کی گرہیں کھلنی شروع ہو گئیں اور مجھے میرے ہر سوال کا جواب مل گیا۔قرآن کے مطالعہ نے فکر کی بہت سی الجھنیں صاف کر دیں اور انجیل کے تضادات کھل کر سامنے آئے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ سابقہ کتابیں زبردست تحریف کا شکار ہو چکی ہیں ،قرآن کے بعد میں نے اسلام پر بہت سی کتابیں پڑھیں اور میرا خیال یقین کی صورت اختیار کرتا چلا گیا کہ قرآن اور اسلام کا پیغام فطری اور آفاقی ہے۔

معروف مستشرق ماہر لسانیات ،ادیب اور محقق ڈاکٹر عبدالرحمان بارکر (امریکہ)اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ قرآن کا مطالعہ کیا جائے ،سورۃ کوثر سامنے آئی پڑھنا شروع کی ،چھوٹے چھوٹے بول تیر

Marfat.com

ونشتر کی طرح میرے دل میں پیوست ہوتے چلے گئے ،ان کے ترنم نے میرے کانوں میں رس گھول دیا ،معلوم نہیں ان میں کیسی تاثیر تھی کہ میری زبان بے اختیار انہیں دہرانے لگی ،میں نے محسوس کیا کہ آب حیات کے قطرے مرجھائے ہوئے پھولوں کو تازگی اور شگفتگی بخش رہے ہیں۔

فرانس کے نامور سرجن ،محقق اور کئی کتابوں کے مصنف ڈاکٹر مودیلس بوکائے قرآن کی آیت "**کلما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلوداً غیرھا لیذوقوا العذاب**" ہم ان کی کھال کو دوسری کھال میں بدل دیں گے تاکہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں۔اس کو پڑھ کر پھڑک اٹھے کہ چودہ سو سال پہلے اتنی زبردست علمی بات کہ درد تو کھال میں ہی ہوتا ہے،اس لئے بار بار جہنمیوں کی کھال بدلی جائے گی ،اس آیت کی وجہ سے مسلمان ہو گئے۔

یوسف اسلام (انگلستان) بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ایسی ناؤ کی مانند تھا جس کی کوئی منزل نہ تھی ،میں نے جب قرآن کا مطالعہ کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں اس کے لئے تخلیق کیا گیا ہوں اور یہ میری راہنمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے، میں ڈیڑھ سال تک قرآن کا مطالعہ کرتا رہا،اس دوران میری ملاقات کسی بھی مسلمان سے نہیں ہوئی ،میں قرآن کے پیغام میں پوری طرح مستغرق ہو چکا تھا میں جانتا تھا کہ اب جلد ہی مجھے ایمان لانا ہو گا یا پھر اپنی ہی راہ پر چلتے ہوئے موسیقی کی دنیا میں کھوئے رہنا ہو گا ،یہ میری زندگی کا سب سے مشکل اقدام تھا اچانک مجھے پتہ چلا کہ لندن میں ایک نئی مسجد تعمیر ہو رہی ہے میں وہاں جا کر مسلمان ہو گیا۔

امام محمد بن حسن شیبانیؒ جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں ان کی مشہور کتاب مبسوط کو ایک یہودی عالم نے دیکھا تو اتنا متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا اور کہا کہ یہ تو چھوٹے محمد کی کتاب ہے بڑے محمد کی کتاب کا کیا حال ہو گا۔

Marfat.com

ایک مغربی مفکر کہتا ہے کہ دنیا کے عظیم مذہبی صحیفوں میں قرآن ایک مقام رکھتا ہے، باوجودیکہ اس قسم کی تاریخ ساز تحریروں میں اس کی عمر سب سے کم ہے مگر انسانوں پر اثر ڈالنے میں وہ کسی سے پیچھے نہیں ہے، اس نے ایک نئی فکر پیدا کی اور نئے اخلاق کی بنیاد ڈالی۔

نورالدین جو پہلے ہندو مذہب سے تعلق رکھتے تھے کہتے ہیں کہ ہمارے بڑے اور بزرگ ہمیں نصیحت کرتے تھے کہ ہمارے سب سے بڑے دشمن مسلمان ہیں، جہاں تک تمہارا بس چلے ان کی مخالفت اور دشمنی میں ڈٹے رہو۔ چنانچہ میں نے ارادہ کرلیا کہ میں اپنی ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جدوجہد میں گزاروں گا، پھر میں نے سوچا کہ اسلام کے خلاف تبھی کوئی ردعمل ہوسکتا ہے جب اسلام کا مطالعہ کیا جائے اور اس کے کمزور پہلوؤں کو سمجھ لیا جائے، تب میں نے قرآن کا ترجمہ اس لئے پڑھنا شروع کردیا تاکہ اس کے کمزور پہلوؤں کا مجھے پتہ چل سکے۔ جب کافروں اور گندے لوگوں کی کتابوں کے اثرات ہوتے ہیں تو رب کائنات کی کتاب کے اثرات کیونکر نہ ہونگے، قرآن نے اپنے اثرات دکھائے اور میں مسلمان ہوگیا۔

فلپائنی عیسائی فلیکس احمد اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ سعودی ائیر لائنز میں معمول کے مطابق جہاز کی روانگی پر سفر کی دعا پڑھی گئی، میں جہاز میں سوار تھا یہ دعا میرے روئیں روئیں پر اثرانداز ہوگئی مجھے اس سے ایسا سکون محسوس ہوا جسے میں بیان ہی نہیں کرسکتا اس پیغام نے میرے اندر یہ احساس جاگزیں کردیا کہ یہ سفر پرسکون ہوگا، میرے اندر اس کلام کو سننے کی مزید خواہش پیدا ہوئی اور اس دعا کو سننے کی پیاس مزید بڑھ گئی کیونکہ اس دعا سے مجھے بہت سکون ملا تھا پھر جب میں نے قرآن کو پڑھا تو میں مسلمان ہوگیا۔

Marfat.com

ایک آدمی صرف سورۃ تکاثر کا ترجمہ پڑھنے پر مسلمان ہو گیا۔

ابراہیم خلیل احمد جو پہلے عیسائی پادری تھے، قرآن کے مطالعے سے مسلمان ہوئے، وہ قرآن مجید کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں یقیناً اس بات کا اعتماد رکھتا ہوں کہ اگر میں () انسان ہوتا یعنی اس کائنات کے خالق کے وجود پر ایمان نہ رکھتا نہ کسی نبی کی نبوت پر ایمان رکھتا اور میرے پاس کچھ لوگ آتے جو مجھے مختلف جدید علوم کے بارے بتاتے جو صدیوں پہلے سے قرآن میں موجود ہیں تو یقیناً میں رب پر ایمان لاتا، اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراتا۔

ایک اور موقعے پر انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو اور خاص طور پر ان لوگوں کو جو مادی علوم میں ترقی یافتہ اقوام سے نفسیاتی طور پر مرعوب ہو کر شکست خوردگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو چاہئے کہ قرآن پر فخر کریں اور اس سے قوت حاصل کریں کیونکہ قرآن پاک پانی کی مانند ہے جس میں ہر اس شخص کے لئے زندگی کی بشارت ہے جو اسے سیر ہو کر پیتا ہے۔

پھر وہ کہتے ہیں قرآن کریم ہر اعتبار سے مختلف جدید علوم مثلاً جدید میڈیکل سائنس، فلکیات، جغرافیہ، جیالوجی، قانون عمرانیات اور تاریخ وغیرہ پر سبقت لے گیا ہے، بس ہمارے دور کے جدید علوم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ قرآن کس کس چیز کا پہلے ہی سے تذکرہ فرما چکا ہے۔

ڈاکٹر گرینیا قرآن کو پڑھ کر مسلمان ہوئے ان سے جب اسلام قبول کرنے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا، بلاشبہ میں نے قرآن پاک کی وہ آیات تلاوت کین جن کا تعلق طبی اور سائنسی علوم سے تھا، اور انہیں میں نے چھوٹی عمر میں ہی پڑھ لیا تھا اور میں انہیں بخوبی جانتا تھا پس میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ آیات جدید علوم و معارف سے پوری طرح مطابقت رکھتی ہیں، چنانچہ میں نے

Marfat.com

اسلام قبول کر لیا کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضرت محمد ﷺ سینکڑوں سال پہلے جبکہ اس دور میں کوئی معلم و مدرس بھی موجود نہیں تھا واضح حق لیکر آئے اگر جدید علوم وفنون کے ماہرین میری طرح دنیاوی اغراض سے خالی ہو کر غیر جانبداری سے اپنے علم وفن کے متعلق قرآنی آیات کا اپنے ان علوم سے موازنہ کریں جو انہوں نے بڑی تگ ودو اور اعلیٰ معیار کے مطابق حاصل کئے ہیں تو بشرط دانش مندی وہ یقیناً اسلام قبول کر لیں گے۔

فرانسیسی مستشرق ایتن دانیا نے اسلام قبول کیا اور اس کی وجہ اس طرح بیان کی، ہر مؤمن ہر زمان و مکان میں نہایت آسانی سے صرف اللہ کی کتاب کی تلاوت ہی سے اس معجزے کو دیکھ سکتا ہے، اس معجزے کی بدولت اسلام ساری دنیا میں پھیل گیا مگر اسلام کی زبردست قبولیت اور پھیلاؤ کے حقیقی سبب کا ادراک یورپی لوگ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ قرآن پاک سے بالکل بے خبر ہیں، یا پھر وہ قرآن پاک کو ایسے ترجموں کے ذریعے سے جانتے ہیں جن میں عملی زندگی کی کوئی رمق نہیں، مزید براں وہ تراجم قرآن پاک کے لطیف اور دقیق نکات سے یکسر خالی ہیں۔

انہوں نے ایک اور مقام پر کہا کہ اگر قرآنی اسلوب اور اس کے معانی کا سحر ان علماء کے دلوں کو اس قدر متاثر کرتا ہے جو عربوں سے کوئی رشتہ داری رکھتے ہیں نہ مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق ہے تو ان حجازی عربوں پر قرآنی اثرات اور ان کے جوش و جذبے کے بارے میں آپ کیا کہیں گے جن کی حسین و بلیغ زبان میں قرآن کریم نازل ہوا، بلاشبہ قرآن کریم سنتے وقت یکا یک زبردست تأثرات ان کے دل و دماغ پر چھا جاتے وہ دم بخود ہو جاتے اور یوں محسوس ہوتا جیسے وہ قرآن سنتے سنتے پوری رات بسر کر دیں گے۔

پادری جان بائسٹ اہونیمو! کہتے ہیں میرے قبول اسلام کے مرحلے کی

Marfat.com

تکمیل کا سبب ایک علمی لیکچر میں میری موجودگی ہے، یہ لیکچر درحقیقت ایک مسلمان اور ایک عیسائی کی روداد پر مشتمل تھا، میں اس لیکچر کے دوران سورۃ مریم اور ایک دوسری سورت سنتے ہی اس بات پر مطمئن ہو گیا کہ بلاشبہ اسلام ہی اصل دین حق ہے۔

ڈاکٹر احمد نسیم سوسہ، ڈاکٹر صاحب پہلے یہودی تھے کہتے ہیں کہ اسلام کی طرف میرا میلان اس وقت ہوا جب میں نے سب سے پہلے قرآن پاک کا مطالعہ شروع کیا تھا میں اس وقت سے ہی قرآن کا دلدادہ ہو گیا تھا اور میں قرآنی آیات سن کر جھوم اٹھتا تھا۔ موصوف قرآن کی تاثیر کے بارے میں سلسلہ گفتگو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ کوئی چیز ایسی ہو جو دین اسلام اور اس کی روحانیت کی حقیقت کا ادراک رکھنے والے آدمی پر اس قدر اثر انداز ہو جس قدر قرآن مجید کی آیات اس کے حواس پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ جب وہ قرآن پاک سنتا ہے تو روحانی تعلق اور اتصال کا پرجوش جذبہ اسے گھیر لیتا ہے، اللہ کی ہیبت اور جلال اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور وہ کامل خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے رب کے کلام عظیم کے سامنے عاجزی انکساری اور ضعف کا اقرار کرتا ہے۔ سردست ہم مغرب کے گرجوں کے بارے میں غور کریں تاکہ ہمارے لئے اسلامی روحانیت اور انسانی احساسات میں قرآن کے نفوذ حق و باطل کے درمیان تفریق کرنے والے قرآن مجید اور دوسرے عقائد اور ان کی کتابوں کے مابین موازنہ آسان ہو جائے گا۔

برطانوی گلوکار کیٹ سٹیونز! قرآن کریم نے بعض ایسے مغربی لوگوں پر بھی اثرات چھوڑے ہیں جنہوں نے شہرت بھی پائی اور مال بھی خوب کمایا، انہوں نے اس فنا پذیر دنیاوی زندگی کے سارے ساز وسامان اکٹھے کر لئے تھے اور سمجھنے لگے

Marfat.com

تھے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوش نصیب ہیں، پھر جب انہوں نے قرآن کریم سنا تو وہ سناٹے میں آ گئے، انہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے تو خوش نصیبی کی راہ پہچانی ہے نہ ایسا ذائقہ چکھا ہے جو اس خوش بختی کے قریب پھٹک سکے جس کا احساس انہیں قرآن کریم کو سنتے وقت ہوا ہے، چنانچہ انہوں نے اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا اور اسلام کے مبلغین میں شامل ہو گئے ان میں سے ایک شخص عالمی شہرت یافتہ سابقہ برطانوی گلوکار کیٹ سٹیونز ہے۔

وہ کہتے ہیں! قبول اسلام سے پہلے اپنی زندگی کے عرصے میں میری رائے یہ تھی کہ گویا میں نے ہر کارنامہ سرانجام دے دیا ہے اور میری شہرت اور کامیابی پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے اور میں نے دولت اور عورت سمیت ہر چیز حاصل کر لی ہے لیکن سچ پوچھو تو میں ایک بندر کی طرح تھا میں ایک درخت سے دوسرے درخت پر کودتا پھرتا تھا، میں نے کبھی قناعت نہیں کی لیکن قرآن کی قرأت میری فطرت میں موجود ہر اس چیز کے لئے تصدیق وتوثیق ثابت ہوئی جسے میں حق سمجھتا تھا اور قرآن کریم سن کر یوں محسوس ہوا گویا وہ میری حقیقی شخصیت کی تشکیل اور اس کی حقیقی راہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔

فنسائے موناتائے! اسلامی عربی فکر پر قرآن عظیم کے جو گہرے اثرات اور گہرے نقوش ثبت ہیں، اس سلسلے میں فرانسیسی مفکر فنسائے موناتائے کہتے ہیں قرآن مجید کی تاثیر سے دوری اختیار کرنے والے اسلامی عربی فکر کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس کے بدن سے خون نکال لیا گیا ہو۔

برطانوی خاتون ہونی. ہونی فلسفے کی دیوانی تھی فلسفہ اس کے دل اور دماغ میں رچ بس گیا تھا، اسی مضمون میں اس نے اپنی تعلیم مکمل کی، وہ قرآن پاک کی اثر انگیزی کے بارے میں اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے کہتی ہے۔ چاہے میں

Marfat.com

کتنی ہی کوشش کرلوں حقیقت یہ ہے کہ میں قرآن عظیم کی اس تاثیر کو بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتی جو قرآن نے میرے دل میں سمو دی ہے۔ میں ابھی قرآن پاک کی تیسری سورت بھی ختم نہیں کر پائی تھی کہ میں نے اپنے آپ کو خالق کائنات کے سامنے سجدہ ریز دیکھا قبول اسلام کے بعد یہ میری پہلی نماز تھی۔

سابق بھارتی عیسائی عامر علی داؤد جب مسلمان ہوئے تو قرآن پاک کے سلسلے میں پیش آنے والا اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے انگریزی زبان میں ترجمے والا قرآن پاک کا ایک نسخہ لیا، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ مسلمانوں کے پاس ایک مقدس کتاب ہے پھر جب میں نے قرآن کو پڑھنا شروع کیا اور اس کے معانی اور مفاہیم پر غور کیا تو میری ساری دلچسپیاں اور توجہات صرف قرآن پاک سمجھنے پر مرکوز ہوگئیں کیا بتاؤں مجھے اس وقت کس قدر مسرت بخش حیرت کا سامنا کرنا پڑا جب مجھے یکایک قرآن کریم کے ابتدائی صفحات ہی میں تخلیق کائنات کے مقصد کے سلسلے میں اپنے خلجان انگیز سوال کا نہایت تسلی بخش اور صحیح جواب مل گیا، میں نے سورۃ بقرہ کی 30 تا 39 تک آیات پڑھیں، یہ وہ آیات ہیں جو ہر جو یائے حقیقت انصاف پسند قاری اور محقق پر اصل حقیقت واضح کر دیتی ہیں، بلاشبہ یہ آیات نہایت وضاحت و شرح اور تسلی بخش انداز سے تخلیق و ہبوطِ آدم کا قصہ بیان کرتی ہیں۔

قرآن پاک کی ایک آیت سمندر کے گہرے پانی کا نقشہ پیش کرتی ہے، اس ایک آیت کی وجہ سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے، کسی یورپی ملک کی بحریہ کے ایڈل اس ایک آیت کی وجہ سے مسلمان ہوئے۔ایک کیپٹن نے صرف اسی ایک آیت کا ترجمہ پڑھا تو حیران رہ گیا کہ چند الفاظ میں کس طرح جامعیت کے ساتھ سمندر کا نقشہ کھینچا گیا ہے، اس کیپٹن نے سوچا جس آدمی نے یہ تصویر کشی کی ہے اس

Marfat.com

کی ساری زندگی سمندر میں گزری ہوگی اور وہ بہت بڑا ادیب اور فلسفی ہوگا۔ جب اس نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن پاک کی ایک آیت ہے ۔اور پیغمبر اسلام نے کبھی بھی سمندر کا سفر نہیں کیا اور وہ لکھنا پڑھنا بھی نہیں جانتے تھے تو اس کیپٹن نے اسی وقت کہہ دیا کہ پھر یہ سب کچھ بنانے والے اور سمندر کو بنانے والے رب کا کلام ہے اور وہ کیپٹن صاحب مسلمان ہو گئے۔

ایک انگریز سکالر مسٹر براؤن نے قرآن پاک کا مطالعہ شروع کیا اثرات تو تھے ہی لیکن جب وہ سورۃ نور کی آیت نمبر 40 پر پہنچا تو چونک اٹھا اس میں سمندر کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

"او کظلمٰت فی بحر لجی یغشٰہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمٰت بعضھا فوق بعض ،اذا اخرج یدہ لم کد یرٰھا،ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور" یا (کافروں کے اعمال) گہرے سمندر میں اندھیروں کی طرح ہیں جیسے ایک موج ڈھانپتی ہو اس کے اوپر ایک موج ہو اور اس کے اوپر بادل ہوں غرض اوپر تلے اندھیرے ہی اندھیرے اگر وہ اپنا ہاتھ نکالے تو لگتا ہے اسے بھی نہ دیکھ سکے گا اور جس کے لئے اللہ نے روشنی نہیں بنائی اس کے لئے کہیں سے بھی روشنی نہیں۔

اس آیت میں گہرے سمندر کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں لہروں پہ لہریں چڑھی ہوئی ہوتی ہیں اور زمین میں زبردست اندھیرا ہوتا ہے اور پھر خاص طور پر جب سمندر میں بادل بھی چھائے ہوئے ہوں تو پھر اتنا اندھیرا چھا جاتا ہے کہ آدمی کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا آج سائنس نے ثابت کیا ہے کہ سمندر میں زبردست تاریکی ہوتی ہے جوں جوں گہرائی میں چلے جائیں تاریکی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

Marfat.com

آج سے کچھ عرصہ پہلے تک انسان زندہ ہونے کی صورت میں سمندر کی گہرائی میں جا ہی نہیں سکتے تھے پھر اندھیروں کا کیسے پتہ چلتا آج کے دور میں سائنسی آلات اور آکسیجن کے سلنڈر لے جا کر سمندر کی تہہ تک لوگ جاتے ہیں اور اس طرح کے تجربات کرتے ہیں جبکہ سینکڑوں سال پہلے تو کوئی نیچے جا ہی نہیں سکتا تھا اور خاص طور پر نبی کریم ﷺ نے تو کبھی سمندر دیکھا بھی نہیں تھا مسٹر براؤن نے زبردست تحقیقات کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ جس ہستی نے کبھی سمندر نہیں دیکھا کسی یونیورسٹی یا تحقیقی ادارے سے علم حاصل نہیں کیا وہ کس طرح ایسے سائنسی علوم بیان کر سکتی ہے یہ یقیناً اس رب کا کلام ہے جس نے اس پاک ہستی کو اپنا نبی بنا کر بھیجا، مسٹر براؤن نے کلمہ شہادت پڑھ لیا یہ تو چند ایک واقعات ہیں جو چند نو مسلم افراد کہ جذبات و احساسات کی عکاسی کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے اسلوب میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن ایک زبردست تاثیر رکھنے والی کتاب ہے یہ اللہ کا کلام ہے، قرآن کے عجائب و اسرار بے شمار ہیں اس کی عظمت اور تاثیر کا صحیح اندازا لگانا کسی کے بس کی بات نہیں۔

1942ء میں راجن پور میں شدھی کی تحریک زور پکڑ گئی ہندو مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنا رہے تھے مسلمان بے بس تھے کیونکہ ساری انتظامیہ اور پولیس ہندو تھی مسلمان کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے چھ سات خاندان ہندو بن گئے، سر پر چوٹیاں رکھ لیں، مندر جانا شروع کر دیا، مسلمان بہت پریشان تھے، مشورے ہوئے طے پایا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو بلایا جائے شاہ صاحب نے جب راجن پور میں تقریر شروع کی تو لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے ہو گئے شاہ صاحب نے سورۃ یٰسین پڑھی اور اس کی تفسیر شروع کر دی اس کا اتنا اثر ہوا کہ جو مسلمان مرتد ہو گئے تھے وہ واپس اسلام میں آ گئے اور اس کے علاوہ بہت سے ہندو مسلمان

Marfat.com

ہو گئے ۔شدھی کی تحریک کا زور ٹوٹ گیا 1945ء میں اس تحریک نے پھر سر اٹھایا ،علاقہ والوں نے دوبارہ شاہ صاحب کو بلایا، ہندو گوشہ نشین ہو گئے ،شدھی کی تحریک ختم ہو گئی پھر کبھی اس نے سر نہیں اٹھایا۔

ایک دو جگہوں پر نہیں کئی جگہوں پر ایسے ہوا کہ شاہ صاحب تقریر کرنے جاتے تو مخالفین ڈٹ جاتے کہ ان کو تقریر نہیں کرنے دیں گے لیکن شاہ صاحب کہتے کہ مجھے قرآن کا صرف ایک رکوع پڑھ لینے دو جب پڑھ لیتے تو پھر کہتے اگر آپ اجازت دیں تو اس کا ترجمہ بھی سنا دوں ،صاف ظاہر ہے کہ وہ ترجمے کی اجازت بھی دے دیتے پھر شاہ صاحب فرماتے اگر آپ اجازت دیں تو اس کی تفسیر بھی سنا دوں لوگ اس کی بھی اجازت دے دیتے ۔بس شاہ صاحب کی زبان میں قرآن اپنی تاثیر دکھاتا، وہ کئی کئی گھنٹے تقریر کرتے رہتے ،مخالفین مبہوت ہو کر سنتے رہتے جب تک شاہ صاحب تقریر ختم نہ کرتے کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی کہ مجمع میں سے اٹھ کر چلا جائے مسلمان تو مسلمان ہندو بھی ان کی تقریر سنتے اور اثر لئے بغیر نہ رہ سکتے ،ایک دفعہ شاہ صاحب جیل میں قرآن پڑھ رہے تھے بہت دیر تک تلاوت کرتے رہے اچانک پیچھے سے آواز آئی شاہ صاحب اب بس کیجئے اگر آپ نے تھوڑی دیر اور تلاوت کی تو میرا دل پھٹ جائے گا شاہ صاحب نے مڑ کر دیکھا تو جیل کا سپرنٹنڈنٹ کھڑا تھا اور اس کا سارا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

ایک دفعہ شاہ صاحب ایک ویرانے میں اکیلے بیٹھے اونچی آواز سے تلاوت کر رہے تھے ایک آدمی ان کو ڈھونڈتا ہوا وہاں پہنچ گیا اس نے جب منظر دیکھا تو خوفزدہ ہو کر شور مچانے لگا لیکن جب اس نے غور کیا تو پتہ چلا کہ یہاں تو معاملہ ہی کوئی اور ہے اور خطرے کی کوئی بات نہیں مجھے بھی اس سے لطف اندوز ہونا چاہئے ،بات یہ تھی کہ شاہ صاحب کی تلاوت کو ایک ناگ اپنا پھن پھیلا کر ان کے بالکل

Marfat.com

سامنے کھڑا ہو کر سن رہا تھا کافی دیر تک شاہ صاحب تلاوت کرتے رہے ناگ سنتا رہا، جب شاہ صاحب نے تلاوت ختم کی تو ناگ فوراً جنگل کی طرف چلا گیا۔ آنے والے نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے، شاہ صاحب نے کہا کہ میں ناگ کو دیکھ رہا تھا مجھے یقین تھا کہ یہ میری تلاوت سن رہا ہے یہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور میری تلاوت مکمل ہوتے ہی خود بخود واپس چلا جائے گا۔

مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم نے اپنے خطبات میں بار بار یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک نوجوان کا تعلق ہندو گھرانے سے تھا یہ لوگ سندھ میں رہتے تھے۔ جوان بیمار رہنے لگا جب میڈیکل چیک اپ کروایا تو پتہ چلا کہ اسے بلڈ کینسر ہے اور یہ لاعلاج ہے کچھ عرصے میں یہ مرجائے گا سب گھر والے پریشان رہنے لگے،۔ ایک دن میاں بیوی اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ میاں نے کہا کہ میں تو چند دن کا مہمان ہوں جلد ہی اس دنیا کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا، بیوی نے کہا کہ اگر آپ میری ایک بات مانیں گے اور اس کا مجھ سے وعدہ کریں تو میں آپ کا علاج کروں گی آپ ٹھیک ہو جائیں گے پھر ہم مل کر ایک لمبی زندگی گزاریں گے، شوہر نے کہا کہ سب ڈاکٹروں نے مجھے لاعلاج قرار دے دیا ہے میرے علاج کی کسی کے پاس دوائی نہیں ہے، تم کیا علاج کرو گی۔ عورت نے کہا کہ بس یہ آپ کو بعد میں بتاؤں گی آپ وعدہ کرلیں کہ اگر آپ ٹھیک ہو گئے تو میری ایک بات مانیں گے۔ شوہر نے وعدہ کرلیا۔ عورت نے مرد کو پانی دم کر کے پلانا شروع کر دیا بلکہ ایک جگ میں ہر وقت دم کیا ہوا پانی موجود رہتا شوہر کو جب پیاس لگتی وہ اس میں سے پانی پی لیتا چند دنوں میں اس کی طبیعت ٹھیک ہونے لگی مزید چند دنوں کے بعد اس نے خود کو بہت ہی بہتر محسوس کیا اس کی صحت بالکل ٹھیک ہو چکی تھی۔ جسم میں کافی طاقت بھی محسوس ہوتی تھی اس کو محسوس ہوا کہ میری بیماری ختم ہو چکی ہے۔ وہ

Marfat.com

دوبارہ ڈاکٹروں کے پاس گیا سارے ٹیسٹ دوبارہ کروائے تو پتہ چلا کہ اسے سرے سے بلڈ کینسر ہے ہی نہیں سب حیران تھے جب وہ آدمی گھر آیا تو اس کی بیوی نے اسے وعدہ یاد کرایا شوہر نے کہا کہ بتاؤ تم کیا کہتی ہو۔عورت نے کہا کہ آپ مسلمان ہو جائیں شوہر حیران رہ گیا،اس نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ہمارے خاندان والے متعصب ہندو ہیں اور خاص طور پر تمہارا باپ تو اتنا سخت ہندو ہے کہ وہ لوگوں کو ہندو بننے کی ترغیب دیتا ہے،عورت نے کہا چاہے جو کچھ ہو تمہیں وعدہ پورا کرنا ہوگا۔شوہر مسلمان ہو گیا اب عورت نے اپنے مسلمان ہونے کی کہانی سنانی شروع کی اسی کی زبانی سنئے۔جب میں سکول پڑھتی تھی میری کلاس میں ایک مسلمان لڑکی میری دوست بن گئی ہمارے گھر بھی زیادہ دور نہ تھے میں اکثر ان کے گھر جانے لگی میری اس سہیلی کی ماں بچیوں کو قرآن پاک پڑھاتی تھی اس کی بیٹی نے بھی اپنی ماں سے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا مجھے بھی شوق آیا میں نے بھی ساتھ پڑھنا شروع کر دیا،قرآن پاک کے اندر ایک عجیب تاثیر تھی یہ میرے دل میں اترتا چلا جاتا تھا مجھے جلدی سے سبق یاد ہو جاتا میں نے دو سال کے اندر قرآن پاک ناظرہ مکمل کر لیا میں صرف قرآن پاک پڑھ لیتی تھی جب میں نے قرآن پاک مکمل کر لیا تو میں نے کلمہ بھی پڑھ لیا،اب میں مسلمان ہو چکی تھی لیکن اس گھر کے علاوہ کوئی بھی میرے اسلام کے بارے میں نہیں جانتا تھا،میں روزانہ ان کے گھر جا کر تلاوت کر لیا کرتی تھی۔ایک دن خالہ نے مجھے بتایا کہ ہمارے ایک بزرگ نے مجھے کہا تھا کہ اگر کسی مریض کو ''سورۃ الم نشرح'' دم کر کے پلائیں تو اس کی بیماری ٹھیک ہو جاتی ہے، میں تجھے بھی اس وظیفے کی اجازت دیتی ہوں یہ زندگی میں تجھے ضرور کام دے گا،عرصہ گزر گیا میری شادی کا وقت آ گیا میں مسلمان تھی لیکن کسی کو بھی بتا نہیں سکتی تھی اس صورت میں مجھے قتل کر دیا جاتا، میں خاموش تھی لیکن چاہتی تھی کہ جس طرح سب

Marfat.com

لڑکیوں کو جہیز میں قرآن پاک ملتا ہے مجھے بھی ملے ۔خالہ نے میری امی سے اجازت مانگی کہ یہ ہماری بھی بیٹی ہے ہم اسے گفٹ دینا چاہتے ہیں لیکن وہ گفٹ آپ کھولیں گے نہیں آپ کی بیٹی اپنے نئے گھر میں جاکر کھولے گی میری امی نے اجازت دے دی ،انہوں نے بڑا اچھا گفٹ پیک بنوایا اور اس میں کپڑوں کے علاوہ ایک اور گفٹ پیک تھا اس میں ایک قرآن پاک تھا ،یہ قرآن پاک میرے ساتھ میرے نئے گھر پہنچ گیا میں نے اس کو نکال کر ایک محفوظ جگہ پر رکھ دیا میں آپ سے چھپ کر قرآن پاک پڑھتی جب بیمار ہوئے تو میں نے اس کا دم کر کے آپ کو پلانا شروع کیا تھا مجھے قرآن پاک کی تاثیر پر یقین تھا کہ جو کام دوائیں نہیں کرسکتیں وہ کام یہ کلام اپنے اللہ سے کروائے گا،اللہ پاک نے آپ کو شفا دے دی اب ہم مسلمان ہیں ہمیں کسی کا ڈر نہیں ہے،اللہ نے آپ کو اس کلام پاک کی وجہ سے زندگی دی ہے اب ہم اس کے احکامات کے مطابق زندگی گزاریں گے۔

امریکہ میں ایک فلم کمپنی کے مالک نے فلم میں ایک منظر نماز کا لینے کے لئے مسلمانوں کو اکٹھا کیا کہ آپ نماز پڑھیں ہم آپ کی ریکارڈنگ کریں گے،عشاء کا وقت تھا اذان کے بعد جب جماعت ہوئی تو قران پاک کی تلاوت کا براہ راست اثر مالک پر ہوا،وہ رونے لگا اور نماز کے بعد اس نے امام سے کہا کہ یہ کلام میرے دل میں اتر چکا ہے مجھے کلمہ پڑھائیں وہ اچھا مسلمان ثابت ہوا اور روزانہ وقت نکال کر قرآن سنتا پڑھتا اور اسلامی تعلیمات حاصل کرتا ،اس نے فلم سازی چھوڑ دی ۔آج بھی قرآن کا اثر بالکل اسی طرح ہے جس طرح پہلے تھا،دل اندھے نہ ہوں تو قرآن اپنا اثر ضرور کرتا ہے۔

قاری عبدالباسطؒ جب قرآن پڑھتے تھے تو یہودی اور عیسائی بھی سن کر رونے لگتے تھے ۔ایک دفعہ جمال عبدالناصر کو روس میں کہا گیا کہ اگر آپ ہماری

Marfat.com

اس سرخ کتاب کو تھام لیں تو ہم لوگ آپ کے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کر دیں گے، تمام جدید ٹیکنالوجی آپ کے ملک میں پہنچا دیں گے، بس آپ کیمونزم اختیار کر لیں جمال عبدالناصر نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور اپنے ملک واپس آ گئے پھر جانے کی تیاری کی اور ساتھ قاری عبدالباسطؒ کو لے کر گئے، روس کے حکمرانوں کے سامنے کہا کہ یہ میرا ساتھی آپ کے سامنے کچھ پڑھے گا آپ تھوڑی دیر سنیں، قاری صاحب نے سورۃ طٰہٰ شروع کی (حضرت عمرؓ اس کو پڑھ کر مسلمان ہوئے تھے) کتنے کیمونسٹ ایسے تھے جو رو رہے تھے تلاوت کے بعد جمال عبدالناصر نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے کہ انہوں نے کیا پڑھا اور اس کا مطلب کیا ہے لیکن یہ کلام براہ راست ہمارے دلوں پر اثر کرتا رہا اور ہم اپنے آنسو نہ روک سکے، جمال عبدالناصر نے کہا کہ جب اس قرآن کے اندر اتنی تاثیر ہے کہ کفار پر اتنا اثر کرتی ہے تو ہم مسلمان اس کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

حضرت خلید قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے جب اس جگہ پر پہنچے "کل نفس ذائقة الموت" اس کو بار بار پڑھنے لگے، گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کتنی دفعہ پڑھو گے تمہارے بار بار پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں۔

حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ بھوپال کے ایک قاری صاحب کو حج کا انتہائی شوق تھا، غریب آدمی تھے سفر کے اخراجات بالکل نہ تھے ایک تھیلہ لے کر اس میں چنے ڈالے اور بمبئی کا سفر شروع کر دیا اگر کسی نے کھانا پوچھ لیا تو کھا لیا ورنہ چنے کھا کر گزارا کر لیا، بمبئی پہنچ گئے بحری جہاز جدہ کے لئے تیار تھا ان کے پاس کچھ نہ تھا جہاز کے کیپٹن سے ملے اور کہا کہ میں حج پر جانا چاہتا ہوں مگر میرے پاس کرایہ نہیں ہے اگر آپ کے پاس جہاز میں کوئی کام ہو تو میں ہر کام کرنے کے

Marfat.com

لئے تیار ہوں، انگریز کیپٹن نے ٹالنے کے لئے کہہ دیا کہ اگر یہ بورا اٹھا لو تو کام مل جائے گا ورنہ نہیں، کئی من وزنی بورا قاری صاحب کس طرح اٹھاتے، قاری صاحب نے دعا مانگی، اللہ میرا کام یہاں تک تھا اب تو میری مدد کر بورے کو اٹھا کر سر سے اوپر کر دیا، کیپٹن حیران رہ گیا جہاز میں کام دے دیا، قاری صاحب روزانہ نماز میں تھوڑی اونچی آواز قرآن پڑھتے ایک رات کیپٹن نے قرآن سن لیا بس وہ ہر روز آجاتا اور قرآن سنتا رہتا، چند ہی دنوں میں قرآن نے اپنا اثر دکھا دیا کیپٹن نے کلمہ پڑھ لیا، بیوی ساتھ تھی اس کو بھی سمجھایا کہ مسلمان ہو جا اس کی قسمت بری تھی وہ نہیں مانی اس کو الگ کر دیا، جب جہاز جدہ پہنچا تو اپنے نائب کو چارج دے کر خود قاری صاحب کا ہاتھ پکڑ کر حج کو روانہ ہو گیا۔

قرآن پاک کا اثر قیامت تک رہے گا جن لوگوں کے نصیب اچھے ہوئے وہ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے، لوگ مسلمان ہوتے رہیں گے اس پر عمل کرتے رہیں گے۔

Marfat.com

معلومات قرآن

علامہ جلال الدین سیوطیؒ جاحظ سے نقل کرتے ہیں کہ عرب اپنے مجموعے کا نام اور اس کے بعض حصوں کا جو نام رکھتے تھے، اللہ نے ان کے برخلاف اپنی کتاب کا نام قرآن رکھا، جیسا کہ اہل عرب اپنے کلام کا نام دیوان رکھتے ہیں اور قرآن کے بعض حصے کا نام سورت رکھا جیسا کہ اہل عرب اپنے دیوان کے بعض حصے کا نام قصیدہ رکھتے تھے، قران کی سورت کے بعض حصے کا نام آیت ہے جبکہ اہل عرب قصیدے کے بعض حصے کا نام بیت رکھے تھے اور آیت کے آخری حصے کا نام فاصلہ رکھا جبکہ اہل عرب بیت کے آخری حصے کا نام قافیہ رکھتے تھے۔ (اتقان جلد نمبر 1)

کل پارے: 30

منزلیں: 7

سورتیں: 114

رکوع: 540

آیات: 6666

کل کلمات بقول عطاءؒ: 77439

کل الفاظ: 86430

کل حروف بقول ابن عباسؓ: 323671

کل حروف مقطعات: 14

آیات سجدہ: 14 ایک اختلافی سورۃ حج آیت 77 والا۔

کل مدات: 1771

Marfat.com

کل تشدیدات:1252

کل نقاط:134550

کل ضمات:(پیش)8804

کل فتحات:(زبر)53242

کل کسرات:(زیر)39582

آیات اور الفاظ کی تعداد میں بعض علماء کا اختلاف ہے اس کی وجہ یہ کہ بعض علماء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بھی ہر سورت کی آیت شمار کرتے ہیں اور اکثر شمار نہیں کرتے اور اس طرح بعض کے نزدیک چند جملے ایک آیت ہوتے ہیں اور بعض کے نزدیک وہ پوری آیت نہیں ہوتے ورنہ سب کے نزدیک قرآن بسم اللہ کی باء سے لیکر والناس کی س تک ہی ہے۔

اور بالکل یہی قرآن ہمارے پیارے نبی ﷺ پر نازل ہوا تھا اس میں ایک حرف کی بھی نہ کمی زیادتی ہوئی ہے نہ قیامت تک ہوگی۔

قرآن پاک میں اللہ کا نام:2698 بار آیا ہے۔

رحمان کا نام:57

رحیم:114

نماز کی تاکید 700 بار آئی ہے

قرآن پاک میں سب زیادہ اللہ کا نام آیا ہے۔

سب سے بڑی سورت سورۃ البقرہ ہے۔

سب سے چھوٹی سورۃ کوثر ہے۔

فضیلت کے لحاظ سے سب سے افضل سورۃ الفاتحہ ہے۔

آلے کے نام پر صرف ایک سورت ہے، سورۃ القلم جو قلم کی حد سے بڑھی

Marfat.com

ہوئی فضیلت کی وجہ سے ہے، یہ علم کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

پھل کے نام پہ ایک سورت سورۃ التین (انجیر) ہے۔

قرآن پاک میں صرف ایک عورت کا نام آیا ہے، حضرت مریم علیہا السلام کا نام ہے جو 34 بار آیا ہے۔

قرآن پاک میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کا نام مع ولدیت آیا ہے۔اور مریم بنت عمران

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے صرف دو افراد کے نام قرآن پاک میں آئے ہیں۔ایک صحابی زید بن حارثؓ اور دوسرا نام ابولہب کا ہے۔

دوسرے پانچویں اور دسویں پارے میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں ہے۔

قرآن پاک میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :114 بار آئی ہے۔

سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں آئی۔

سورۃ نمل میں دو بار آئی ہے۔

قرآن پاک کی سب سے لمبی آیت سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 282 ہے، اسے آیت دین کہتے ہیں، دین کے معنی قرض کے ہیں، اس میں قرض کے احکام بیان ہوئے ہیں۔

سورۃ مجادلہ کی ہر آیت میں اللہ کا نام آیا ہے، یہ ایسی سورت ہے کہ یہ اعزاز کسی اور سورت کو حاصل نہیں اس کی 22 آیات میں 40 بار اللہ کا نام آیا ہے۔

قرآن پاک کی سب سے پہلی مکمل نازل ہونے والی سورت سورۃ الفاتحہ ہے۔

مکمل نازل ہونے والی آخری سورت سورۃ النصر ہے۔

قرآن پاک کے آٹھ پاروں کا آغاز نئی سورت سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

الم ،سبحان الذی،اقترب،قد افلح ،حم ،قد سمع الله ،تبارک الذی،عم یتساء لون.

قرآن پاک میں سورۃ کا لفظ سات مرتبہ آیا ہے۔

لفظ امام :12 بار آیا ہے۔

اسم شریف محمد :4 بار۔احمد :1 بار آیا ہے۔

قرآن پاک میں ہمارے نبی علیہ السلام کے 102 نام ذکر ہوئے ہیں۔

اللہ پاک کے 99 نام۔

قرآن کا دل سورۃ یٰسین ہے۔

قرآن پاک میں سب سے زیادہ لفظ الف استعمال ہوا ہے۔

اور سب سے کم لفظ ظ استعمال ہوا ہے۔

قرآن پاک میں لفظ رب 871 بار آیا ہے۔

قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کو 11 بار۔یاایھاالنبی اور دو مرتبہ :یاایھاالرسول کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔

قرآن غور وفکر کی دعوت دیتا ہے،اس لئے تذکرون اور تدبرون کے الفاظ :500 بار آئے ہیں۔

قرآن پاک کے سب سے پہلے حافظ نبی کریم ﷺ خود ہیں۔

صحابہ میں سب سے پہلے حافظ حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔

عورتوں میں سب سے پہلی حافظہ حضرت حفصہؓ ہیں۔

سورۃ فاتحہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ دو بار نازل ہوئی ،ایک بار مکہ میں اور دوسری بار مدینہ میں۔

حضرت جبرائیل کا ذکر قرآن پاک میں 3 بار آیا ہے۔

Marfat.com

قرآن پر نقطے اور اعراب ابوالاسود دولی نے لگائے۔

قرآن پاک چار سورتوں میں جو آدھے پارے سے زیادہ کی ہیں، سورۃ قمر ،سورۃ رحمٰن، سورۃ واقعہ، سورۃ حدید، ان میں اللہ کا نام نہیں آیا۔

قرآن پاک کا ایک مکمل رکوع جو صرف ایک آیت کا ہے، سورۃ مزمل کا دوسرا رکوع ہے۔

قرآن پاک کا سب سے زیادہ آیات پر مشتمل رکوع، سورۃ عبس کا رکوع جس میں 42 آیات ہیں۔

سورۃ مدثر کی آیت ''ربک فکبر'' اور سورۃ یٰسین کی آیت ''کل فی فلک'' کو اگر الٹا بھی پڑھیں تو اپنی حالت پر برقرار رہتی ہیں۔

سورۃ فتح کی آخری آیت ''محمد الرسول الله' اور سورۃ ال عمران کی آیت ''ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا' میں سارے کے سارے حروف تہجی موجود ہیں۔

پارہ نمبر 29 کی ساری سورتیں مکی ہیں۔

پارہ نمبر 28 کی ساری سورتیں مدنی ہیں۔

قرآن مجید کی مدت نزول 22 سال 5 ماہ اور 14 دن ہے۔

کاتبان وحی کم و بیش 40 صحابہؓ ہیں۔

سورۃ یوسف کے 12 رکوع ہیں اور یہ 111 آیات پر مشتمل ہے، اتنی بڑی سورت میں جنت جہنم کا بالکل تذکرہ نہیں۔

امام کسائی سے پوچھا گیا، قرآن میں کتنی آیات ہیں جن کے شروع میں شین آتی ہے، فرمایا 4 آیات ہیں شھر رمضان شھد الله شاکر لانعمه شرع لکم من الدین

Marfat.com

ان سے سوال کیا گیا کہ کتنی آیات کے آخر میں شین ہے

فوراً جواب دیا کہ دو آیات ہیں کالعھن المنفوش لایلف قریش

یہ قرآن کی عظمت ہے کہ اس کی ایک ایک چیز کو علماء نے نوٹ کیا ہے،

قرآن پاک کی دو سورتیں اکٹھی نازل ہوئیں تھیں، سورۃ فلق ،اور سوۃ ناس

صحابہ کے 14 سوالات کا قرآن میں ذکر ہے، آٹھ سورۃ بقرہ میں باقی چھ دوسری سورتوں میں ذکر ہوئے ہیں،

قرآن کریم میں پانچ انبیاء کے نام ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ہی ان کے نام رکھ دیئے گئے تھے،

اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام فبشرناھا باسحاق ومن وراء اسحاق یعقوب

یحیٰ علیہ السلام انا نبشرک بغلام ن اسمہ یحیٰ

عیسیٰ علیہ السلام ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح ابن مریم

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ومبشر برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

قرآن پاک میں چھبیس انبیاء کے نام آئے ہیں

حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت لوط علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسحاق علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام
حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت الیسع علیہ السلام حضرت
ذوالکفل علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت
ایوب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام حضرت
یونس علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن پاک میں چھ فرشتوں کے نام آئے ہیں،
میکائیل علیہ السلام جبرائیل علیہ السلام مالک رعد ہاروت
ماروت

قرآن پاک میں چار مساجد کا ذکر ہے
مسجد الحرام مسجد اقصی
مسجد ضرار مسجد قباء

ملکوں اور شہروں کے نام
مصر روم مکہ مدینہ
مدین

جن نیک بندوں کے نام آئے ہیں
حضرت لقمان حضرت ذوالقرنین عزیز مصر

جن کافروں کا ذکر ہے وہ یہ ہیں
ابلیس سامری ابولہب فرعون ہامان قارون

جہنم کے یہ نام ذکر ہوئے ہیں
جہنم لظیٰ حطمہ سعیر سقر ھاویہ

Marfat.com

جنت کو جن ناموں سے موسوم کیا گیا وہ یہ ہیں

جنت دارالسلام دارالخلد دارالمقامة

دارالحیوان

جنت الماویٰ جنات عدن جنت النعیم المقام

الامین فردوس مقعد صدق

نفس کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں

نفس لوامه نفس اماره

نفس مطمئنه

قیامت کو درج ذیل ناموں سے موسوم کیا گیا ہے،

يوم الدين يوم الاخر يوم القيامة

يوم الخروج يوم الحساب يوم الحرة

يوم الفصل يوم التلاق يوم التناد

يوم الوعيد يوم الخلود يوم التغابن

الواقعه الحاقه القارعة الطامة

الكبرى الساعة الصاخة الغاشية

يوم الأزفة يوم الجمع يوم يبعثون

يوم مشهود يوم كبير يوم محيط

يوم عقيم يوم الفتح يوم اليم

يوم الخروج

يوما ثقيلا يرم معلوم يوم عسر

يوم الحق يوم الموعود

يوم عظيم

Marfat.com

مکہ کو جن ناموں سے ذکر کیا گیا،

مکہ بکہ البلد الامین البلدہ

ام القریٰ

ان نیک لوگوں کے نام جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے

حضرت اما حوا ھابیل ابن آدم حضرت خضر طالوت

لقمان ذوالقرنین

حضرت مریم اصحاب کھف

اصحاب رسول میں سے زید بن حارثہ کا نام مبارک بھی آیا ہے

حضرت آسیہ زوجہ فرعون حضرت مریم اور ان کے والد

عمران کا نام بھی آیا ہے،

حضرت شعیب کے بیٹوں کا ذکر ہے

موسیٰ کی والدہ اور بہن کا ذکر ہے

یوسف کے سوتیلے بھائیوں کا ذکر ہے، سگے بھائی بنیامین کا ذکر ہے، یوسف

کے والدین کا ذکر بھی ہے

زلیخا زوجہ عزیز مصر حضرت ہاجرہ حضرت سارہ حضرت

مریم کی والدہ کا ذکر

نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ابی مکتوم اہل بیت، حضور پاک ﷺ کی

ازواج اور بیٹیوں کا ذکر ہے، حضور پاک ﷺ کے خاندان کے کئی افراد کا ذکر ہے،

کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع، ہلال بن امیہ کا ذکر ہے بلقیس ملکہ

سبا کا ذکر ہے

شریر لوگ جن کا قرآن میں تذکرہ آیا ہے،

Marfat.com

قابیل ابن آدم قوم عاد قوم ثمود قوم صالح

قوم لوط زوجہ لوط زوجہ نوح کنعان ابن نوح

قوم مدین قوم شیث قوم بنی اسرائیل

فرعون ہامان قارون سامری جالوت قوم داؤد

اصحاب الایکہ اصحاب سبت (جن کو ہفتے کے دن مچھلیاں پکڑنے سے منع کیا گیا)

یاجوج ماجوج اصحاب باغ صنعا اصحاب القریۃ (موحد اور ملحد کا واقعہ) اصحاب خندق

اصحاب الرس قوم سبا قوم ارم قوم تبع ام جمیل (ابولہب کی بیوی)

آزر (ابراہیم کا باپ) نمرود بلعم باعور

قوم عمالقہ عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین)

قرآن کریم میں مذکورہ واقعات مع حوالہ جات

قصر نماز کا حکم سورۃ النساء کی آیت نمبر 101 میں ہے۔

وضو، غسل اور تیمّم کا ذکر سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 106 میں ہے۔

سود خوروں کے لئے وعید سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 279 میں ہے۔

صدقات کو خرچ کرنے کے مصارف کا ذکر سورۃ توبہ کی آیت نمبر 118 میں ہے۔

اللہ رب العزت کے خوبصورت ناموں کا تذکرہ سورۃ طہٰ کی آیت نمبر 8 میں ہے۔

مسلمانوں کو قمری نظام اپنانے کی ترغیب سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 189 میں

Marfat.com

ہے۔

اللہ رب العزت کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کی ترغیب سورۃ زمر کی آیت نمبر 58 میں ہے۔

رشوت نہ کھانے کھلانے کا حکم سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 188 میں ہے۔

خواہش نفس کی پیروی نہ کرنے کا حکم سورۃ ص کی آیت نمبر 26 میں ہے۔

اسراف اور فضول خرچی کی ممانعت سورہ انعام کی آیت نمبر 141 میں ہے۔

ناپ تول میں کمی نہ کرنے کا حکم سورۃ اعراف کی آیت نمبر 85، سورۃ رحمان کی آیت نمبر 8-9، سورۃ ھود کی آیت نمبر 84، بنی اسرائیل کی آیت نمبر 85 میں آیا ہے۔

ایک دوسرے کو نازیبا ناموں سے پکارنے کی ممانعت سورۃ حجرات کی آیت نمبر 2 میں ہے۔

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم سورۃ آل عمران آیت نمبر 103 میں ہے۔

امانت کے احکام سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 74 اور 129، سورۃ نساء کی آیت نمبر 58 اور سورۃ احزاب کی آیت نمبر 72 میں آئے ہیں۔

آنکھیں نیچی کرنے، شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم سورۃ نور کی آیت نمبر 30-31 میں مذکور ہے۔

پردہ کرنے کا حکم سورۃ احزاب کی آیت نمبر 59 میں ہے۔

اللہ کی آیات کی تجارت کرنے کی ممانعت سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 42 اور 174 میں مذکور ہے۔

اللہ کے دین میں نئی نئی چیزیں داخل کرنے والے فاسق ہیں۔(سورۃ

Marfat.com

الحدید:27)

مظلوم کو چیخ و پکار کرنے کی اجازت سورۃ نساء کی آیت نمبر 148-149 میں ہے۔

غریب رشتہ داروں کی مالی امداد کرنے کا حکم سورۃ النمل کی آیت نمبر 90 میں ہے۔

میاں بیوی کے حقوق کا ذکر سورۃ نساء کی آیت نمبر 32 تا 34 اور سورۃ طلاق کی آیت نمبر 1 میں ہے۔

تجارت کے احکام سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 275، سورہ مائدہ کی آیت نمبر 100 اور سورۃ جمعہ کی آیت نمبر 9 میں آئے ہیں۔

جاسوسی اور عیب جوئی کی ممانعت سورۃ حجرات کی آیت نمبر 12 میں کی گئی ہے۔

تفرقہ بازی کی مذمت سورۃ توبہ کی آیت نمبر 56، سورۃ انعام کی آیت نمبر 159 سورۃ الروم کی آیت نمبر 32 سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر 136، سورۃ نساء کی آیت نمبر 150 سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 105، سورۃ شوریٰ کی آیت نمبر 13، سورۃ بینہ کی آیت نمبر 4 میں آئی ہے۔

جمہوریت کا ذکر سورہ شوریٰ میں اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 159 میں آیا ہے۔

قیدی کے احکام سورۃ محمد کی آیت نمبر 4 میں آئے ہیں۔

میانہ روی اختیار کرنے کا حکم سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 32، سورۃ انعام کی آیت نمبر 70 سورۃ مائدہ کی آیت نمبر کی آیت نمبر 66 سورۃ نخل کی آیت نمبر 76 اور 90، سورۃ حجرات کی آیت نمبر 9 سورۃ طلاق کی آیت نمبر 2 سورۃ لقمان کی آیت

Marfat.com

نمبر19 سورۃ توبہ کی آیت نمبر42 میں آیا ہے۔

جھوٹ بولنے کی مذمت سورۃ حج کی آیت نمبر30، سورۃ بقرہ کی آیت نمبر39، سورۃ آل عمران کی آیت نمبر61اور 94، سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 10، 70اور 86، سورۃ انعام کی آیت نمبر 150، سورۃ اعراف کی آیت نمبر147,40,36، سورۃ حدید کی آیت نمبر10، سورۃ کہف کی آیت نمبر 15اور 61، سورۃ ہود کی آیت نمبر93 میں آئی ہے۔

چوری کرنے کی ممانعت اوراس کی سزا کا ذکر سورۃ مائدہ کی آیت نمبر37اور 38، سورۃ یوسف کی آیت نمبر31 میں ذکر ہے۔

انسان کو اردگرد کے حالات پر نظر رکھنے اور ان سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب سورۃ عنکبوت کی آیت نمبر20، سورۃ انعام کی آیت نمبر11 اور سورۃ اسراء کی آیت نمبر21 میں آئی ہے۔

حسد کرنا حرام ہے انتہائی بری چیز ہے، حسد کا ذکر سورۃ التوبہ کی آیت نمبر109، سورۃ نساء کی آیت نمبر54، سورۃ فلق کی آیت نمبر5 میں ہے۔

طلاق، نکاح اور حلالہ کا ذکر سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر230 میں آیا ہے۔

بیوی کو خاوند سے خلع لینے کی اجازت سورۃ نساء کی آیت نمبر20 میں دی گئی ہے۔

خودکشی حرام ہے اس کا ذکر سورۃ النساء کی آیت نمبر23اور30 میں آیا ہے۔

خیانت کرنے والا مجرم ہے، اس کا ذکر سوۃ انفال آیت نمبر 53اور میں ہے۔

سورۃ بقرہ آیت نمبر 187، سورۃ یوسف آیت نمبر52، سورۃ حج آیت نمبر38 میں ہے۔

مہمانی کے آداب سورۃ احزاب آیت نمبر53 میں بیان ہوئے ہیں۔

بچوں کو مائیں دو سال تک دودھ پلائیں اس کا ذکر سورۃ بقرہ کی آیت نمبر

Marfat.com

233 میں بیان ہوا ہے۔

دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینے کی ترغیب سورۃ الحشر کی آیت نمبر 9 میں آئی ہے۔

رہن کے احکام سورۃ البقرہ آیت نمبر 283 میں آئے ہیں۔

ریا کاری حرام ہے اس کا تذکرہ سوۃ بقرہ آیت نمبر 38 میں آیا ہے۔

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 32

اس کے علاوہ زنا کا ذکر سورۃ نور 22-21 اور سورۃ نساء آیت نمبر 16-15 میں ہوا ہے۔

سحر اور جادو کا ذکر سورۃ بقرہ آیت نمبر 102 سورۃ یونس آیت نمبر 77، سورۃ طہ آیت نمبر 69 میں ہوا ہے۔

عورتوں کو مارنے کی ممانعت، مال غنیمت کا ذکر سورۃ انفال کی آیت نمبر 1 اور 41 میں ہوا ہے۔

واقعہ مباہلہ کا ذکر سورۃ آل عمران آیت نمبر 60 اور 63 میں ہے۔

پانچ وقت کی نماز کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 78، 79 میں ہے۔

حج کے احکام سورۃ آل عمران آیت نمبر 97 میں آئے ہیں،

نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو، یہ حکم سورۃ نساء کی آیت نمبر 43 میں ہے۔

والدین کے ساتھ نیک سلوک رکھنے کا حکم سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 22 اور 24 میں ہے۔

آپس میں تعلقات درست رکھنے کا حکم سورۃ حجرات آیت نمبر 10 میں ہے۔

مسلمانوں کو فرقوں میں نہ بٹنے کا حکم سورۃ آل عمران آیت نمبر 103 میں ہے۔

مشاورت کے احکام سورہ شوری آیت نمبر 15 میں آئے ہیں۔

عورتوں کو حق مہر ادا کرنا، یہ حکم سورہ نساء آیت نمبر 4 میں ہے۔

Marfat.com

وعدہ پورا کرنے کا حکم سورہ مائدہ آیت نمبر ایک میں آیا ہے۔

غیبت اور چغل خوری نہ کرنے کا حکم سورۃ حجرات آیت نمبر 12 میں آیا ہے۔

قرض دہندہ کو مہلت دینے کا حکم سورۃ توبہ آیت نمبر 280 میں آیا ہے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا حکم سورۃ نور آیت نمبر 61 میں آیا ہے۔

حلال چیزین کھانے کا حکم سورۃ بقرہ آیت نمبر 168 میں آیا ہے۔

قرآن پاک میں انبیاء کا نام کتنی کتنی مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر 136 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر 69 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر 25 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت یحی علیہ السلام کا ذکر 5 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر 16 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر 7 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر 17 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر 2 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر 27 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر 12 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر 17 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت الیسع علیہ السلام کا ذکر 2 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر 4 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر نوح 33 مرتبہ، اور نوحا 10 مرتبہ آیا ہے۔ کل 43 مرتبہ

قرآن پاک میں حضرت ھود علیہ السلام کا ذکر ھود 4 مرتبہ، اور ھودا 3 مرتبہ آیا ہے۔ کل

Marfat.com

7 مرتبہ

قرآن پاک میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر یعقوب 16 مرتبہ اور اسرائیل 43 مرتبہ آیا ہے۔کل 59 مرتبہ

قرآن پاک میں حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر صالح 8 مرتبہ اور صالحا 5 مرتبہ آیا ہے۔کل 13 مرتبہ

قرآن پاک میں حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر الیاس 2 مرتبہ اور الیاسین 1 مرتبہ آیا ہے۔کل 3 مرتبہ

قرآن پاک میں حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر عیسی 25 مرتبہ اور مسیح 11 مرتبہ آیا ہے۔کل 36 مرتبہ

قرآن پاک میں حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر شعیب 4 مرتبہ اور شعیبا 7 مرتبہ آیا ہے۔کل 11 مرتبہ

قرآن پاک میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر یونس 4 مرتبہ اور صاحب الحوت 1 مرتبہ ذوالنون 1 مرتبہ آیا ہے۔کل 4 مرتبہ

قرآن پاک میں حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر لوط 17 مرتبہ اور لوطا 10 مرتبہ آیا ہے۔کل 27 مرتبہ

قرآن پاک میں حضرت ہارون علیہ السلام کا ذکر 19 مرتبہ آیا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر 1 مرتبہ آیا ہے۔

ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک محمد 4 مرتبہ اور احمد 1 مرتبہ آیا ہے، صفاتی نام 102 مرتبہ، یایھا النبی 11 مرتبہ، یایھا الرسول 2 مرتبہ کہہ کر خطاب کیا ہے۔

قرآن پاک کی 6666 آیات ہیں ان کی تقسیم اس طرح ہے،

آیات وعدہ	1000	آیات وعید	1000
آیات اوامر	1000	آیات نواحی	1000

Marfat.com

آیات امثال	1000	آیات قصص	1000
آیات تحلیل	250	آیات تحریم	250
آیات تسبیح 100		آیات متفرقہ	66

سورتوں کی ابتداء

قرآن پاک کی 29 سورتوں کی ابتداء حروف مقطعات سے ہوتی ہے،

پانچ سورتوں کی ابتداء الحمد سے ہوتی ہے، وہ یہ ہیں سورۃ فاتحہ، سورۃ انعام، سورۃ کہف، سورۃ سبا، سورۃ فاطر

سات سورتوں کی ابتداء حم سے ہوتی ہے، ان کو حوامیم کہا جاتا ہے، سورۃ غافر، سورۃ فصلت، سورۃ زخرف، سورۃ دخان، سورۃ جاثیہ، سورۃ احقاف، سورۃ شوریٰ

پانچ سورتوں کا آغاز الر سے ہوتا ہے، سورۃ یونس، سورۃ ھود، سورۃ یوسف، سورۃ ابراہیم، سورۃ حجر

قرآن پاک کی چارسورتوں کا آغاز سبح سے ہوتا ہے، سورۃ الحدید، سورۃ الحشر، سورۃ الصّف، سورۃ الاعلیٰ

قرآن پاک کی دوسورتوں کا آغاز یسبح سے ہوتا ہے، سورۃ جمعۃ، سورۃ تغابن

دوسورتوں کی ابتداء تبارک الذی سے ہوتی ہے، سورۃ فرقان، سورۃ ملک

چھ سورتیں الم سے شروع ہوتی ہیں، سورۃ آل عمران، سورۃ عنکبوت، سورۃ روم، سورۃ لقمان، سورۃ سجدہ

دوسورتیں طسم سے شروع ہوتی ہیں، سورۃ الشعراء، سورۃ قصص

پانچ سورتوں کی ابتداء قل سے ہوتی ہے، سورۃ جن، سورۃ کافرون، سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ ناس۔

چارسورتوں کا آغاز انا سے ہوتا ہے، سورۃ فتح، سورۃ نوح، سورۃ قدر، سورۃ کوثر

دوسورتوں کا اغاز ویل سے ہوتا ہے، سورۃ مطففین، سورۃ ہمزہ

Marfat.com

تین سورتوں کا آغاز یایھا النبی سے ہوتا ہے، سورۃ احزاب، سورۃ طلاق، سورۃ تحریم

سورۃ بنی اسرائیل لفظ سبحان سے شروع ہوتی ہے،

قرآن پاک میں گیارہ سورتیں ایسی ہیں جن کے نام میں نقطہ نہیں ہے، سورۃ ہود ،سورۃ رعد، سورۃ طہٰ، سورۃ روم، سورۃ ص، سورۃ محمد، سورۃ طور، سورۃ ملک، سورۃ دھر، سورۃ اعلیٰ، سورۃ عصر۔

قرآن پاک میں کل 114 سورتیں ہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی 114 مرتبہ ہے، امام شافعی کا قول ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کا جزو ہے، اور خصوصاً سورۃ فاتحہ کا مگر امام اعظم ابوحنیفہ کا قول ہے کہ بسم اللہ کسی سورت کا جزو نہیں ہے، اور نہ ہی سورۃ فاتحہ کا البتہ یہ قرآن کا جزو ہے، اور سورۃ نمل کی آیت کا حصہ ہے، سورۃ نمل میں دو دفعہ بسم اللہ ہے ایک دفعہ شروع میں اور دوسری دفعہ سورۃ کے اندر جبکہ سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں آئی اس کی بزرگوں نے الگ الگ وجوہات بیان کیں ہیں، کچھ بزرگ لکھتے ہیں کہ یہ پچھلی سورۃ کا ہی حصہ ہے، اس لئے بسم اللہ نہیں آئی، اور کچھ بزرگ کہتے ہیں کہ چونکہ اس سورۃ میں جہاد سے متعلق مسائل بیان ہوئے ہیں اس لئے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں آئی، چونکہ بسم اللہ میں امان ہے، اس میں اللہ کے نام رحمان اور رحیم ہیں، اس میں رحمت ہی رحمت ہے یہ اس لئے سورۃ توبہ کے شروع میں اس کو نہیں لکھا گیا، امام رازی نے بڑی پیاری بات لکھی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے اس سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھوائی ہی نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بسم اللہ امن ہے اور یہ سورت رفع امان کے لئے آئی ہے، اہل عرب اپنے معاہدوں کو جب منسوخ کرتے تھے تو منسوخی کی ان تحریروں میں بسم اللہ نہیں لکھتے تھے، سورۃ برأۃ میں بھی چونکہ معاہدہ کی منسوخی کا اعلان ہے اس لئے اس میں اہل عرب کے مزاج کی رعایت رکھی گئی ہے، سمجھانے کے لئے ایک چھوٹی سی مثال بھی پیش خدمت ہے،

اگر ہم کسی سے ملتے ہیں تو سلام کرتے ہیں پیار محبت سے پیش آتے ہیں، آداب

Marfat.com

بجا لاتے ہیں، لیکن اگر کوئی ہمارا پرس چھین کر بھاگ جائے تو ہم ہرگز اس کو سلام نہیں کرتے، پیار محبت سے پیش نہیں آتے، آداب بجا نہیں لاتے، بلکہ اسے پکڑتے ہی اول تو اس کی پٹائی شروع کر دیتے ہیں، ورنہ صلوٰاتیں تو ضرور ہی سناتے ہیں، اور ہر آدمی اس کو برا بھلا کہتا ہے، چونکہ اس سورت میں معاہدہ کی منسوخی اور جہاد کی بات ہے، اس لئے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لائی گئی اور سختی سے بات کی گئی ہے، نرم لہجہ نہیں اپنایا گیا،

انبیاء کرام علیہ السلام کے ناموں پر چھ سورتیں ہیں، سوۃ یوسف، سورۃ یونس، سورۃ ھود، سورۃ ابراہیم، سورۃ محمد، سورۃ نوح

خیرات کرنے کی تاکید 150 مرتبہ آئی ہے،

سب سے طویل سورۃ البقرہ ہے، جو 40 رکوع پر مشتمل ہے۔

سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے، جو تین آیات اور دس الفاظ پر مشتمل ہے۔

سب سے لمبی آیت سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 282 ہے، اس کو آیت مداینہ بھی کہتے ہیں، اس میں قرض کے احکامات بیان ہوئے ہیں۔

قرآن کا ترجمہ دنیا کی سب بڑی بڑی زبانوں میں ہو چکا ہے، برصغیر میں سب سے پہلے فارسی میں ترجمہ ہوا، پاکستان میں سب سے پہلے سندھی زبان میں ترجمہ ہوا،

قرآن پاک میں مکہ کو بکہ بھی کہا گیا،

قرآن پاک میں لفظ سورۃ سات مرتبہ آیا

قرآن پاک میں لفظ قل 232 مرتبہ آیا۔

قرآن پاک میں کل چودہ سجدے ہیں، پہلا سجدہ نویں پارے میں آتا ہے،

قرآن پاک میں مکی سورتیں 86 ہیں اور مدنی سورتیں 28 ہیں،

حجاج بن یوسف نے قرآن پاک پر اعراب لگوائے تھے،

ثلث قرآن سورۃ اخلاص کو کہتے ہیں،

اردو زبان میں سب سے پہلا ترجمہ شاہ عبدالقادر نے کیا تھا،

عروس القرآن سورۃ رحمان کو کہتے ہیں،

Marfat.com

قلبِ قرآن سورۃ یاسین کو کہتے ہیں،

زینت القرآن بھی سورۃ رحمان کو کہتے ہیں،

سورۃ الغنی سورۃ الواقعہ کو کہتے ہیں،

سورۃ ''ق'' اور سورۃ ''ص'' کے نام میں صرف ایک حروف تہجی آتا ہے،

سورۃ قلم کا دوسرا نام سورۃ ''ن'' بھی ہے، اس میں بھی صرف ایک حروف تہجی آتا ہے،

معراج شریف کا واقعہ سورۃ بنی اسرائیل کے علاوہ سورۃ نجم میں بھی ذکر کیا گیا،

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے، قرآن پاک کو جمع کرنا، اور مسلمانوں کو ایک قرأت پر جمع کرنا، ایک قرأت پر جمع کرنے کا مشورہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا، حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کئے ہوئے قرآن کا ایک نسخہ اب بھی روس کے شہر تاشقند کے کتب خانہ میں موجود ہے،

قرآن پاک کی بے نقطہ تفسیر سواطع الالہام شیخ فیضی نے لکھی تھی،

سورۃ فاتحہ کو سورۃ صلوٰۃ بھی کہتے ہیں،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے حافظ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، عورتوں میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں،

قرآن پاک کا نام قرآن 61 بار قرآن پاک میں آیا ہے،

قرآن پاک کی سب سے پہلی وحی اقرأ باسم ربک الذی خلق ہے، جو سورۃ علق کی پہلی پانچ آیات پر مشتمل ہے،

دوسری وحی یایھا المدثر............ پہلی سات آیات ہیں، اور آخری وحی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ 3)

قرآن پاک کا نصف باعتبار حروف ولیتلطف کی ''تا'' ہے،

Marfat.com

اعتبار کلمات سورۃ حج کی آیت نمبر 20 کے ولجلود تک اور اس کے بعد آیت نمبر 21 ولھم مقامع نصف ثانی میں ہے،

باعتبار آیات سورۃ شعراء کی آیت نمبر 45 کے آخیر مایکون تک اور اس کے بعد آیت نمبر 46 فالقی السحرۃ نصف ثانی میں ہے،

قرآن پاک میں لفظ شہر (مہینہ) بارہ مرتبہ آیا ہے، اور سال کے بارہ ماہ ہوتے ہیں،

لفظ یوم 365 مرتبہ آیا ہے، شمسی سال کے 365 دن ہوتے ہیں،

کاتبان وحی کم وبیش 40 صحابہ کرام ﷺ ہیں،

قرآن پاک میں صرف ملک مصر کا نام آیا ہے،

قرآن پاک میں دنیا 115 بار آیا ہے، تو آخرت بھی 115 بار آیا ہے،

قرآن پاک میں سحر 60 بار آیا ہے، تو فتنہ بھی 60 بار آیا ہے،

قرآن پاک میں ملائکہ 88 بار آیا ہے، تو شیاطین بھی 88 بار آیا ہے،

قرآن پاک میں حیات 145 بار آیا ہے، تو موت بھی 145 بار آیا ہے،

قرآن پاک میں مصیبت 75 بار آیا ہے، تو شکر بھی 75 بار آیا ہے،

قرآن پاک میں زکوٰۃ 32 بار آیا ہے، تو برکات بھی 32 بار آیا ہے،

قرآن پاک میں محمد 4 بار آیا ہے، تو شریعۃ بھی 4 بار آیا ہے،

قرآن پاک میں رجل 24 بار آیا ہے، تو امراۃ بھی 24 بار آیا ہے،

دن رات میں پانچ نمازی فرض ہیں، صلوۃ کا لفظ بھی پانچ بار آیا ہے،

قرآن پاک میں زمین کا ذکر 13 بار ہے، جب کہ بحر (سمندر، دریا) کا 32 مرتبہ ذکر ہے، یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ خشکی کم ہے اور پانی زیادہ ہے، لیکن اگر مزید غور کیا جائے اور نسبت تناسب نکالی جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے،

زمین میں پانی 32/45 = 71.1111% زمین پر خشکی = 28.8888%

13/45 X 100

Marfat.com

آج کی سائنس بالکل اسی پر متفق ہے، کہ 71 فیصد پانی اور 29 فیصد خشکی ہے،
یہ قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے،

Marfat.com

کتب سابقہ

اللہ نے جتنی بھی کتابیں نازل کیں ان پر ایمان لانا ہر مسلمان پر لازم ہے، کوئی مسلمان کسی بھی آسمانی کتاب کا انکار کر کے مسلمان نہیں رہ سکتا، اللہ نے انسان کو زمین پر بھیجتے ہی اس کی ہدایت کے لئے وحی کا سلسلہ شروع کر دیا، حضرت آدم علیہ السلام پر صحیفے نازل ہوئے، صحیفہ چھوٹی سی کتاب کو کہتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے شیث علیہ السلام پر صحیفے نازل ہوئے، ہر نبی پر وحی نازل ہوتی رہی، ہر امت میں نبی آتے رہے، ہندوستان کی تاریخ بہت ہی پرانی ہے، ہندو مذہب بھی بہت پرانا ہے، لیکن آج تک یقینی طور پر اس کی تعلیمات کا پتہ نہیں چل سکا، کیونکہ ہندو مذیب ایک کھچڑی بن چکا ہے، اس کی تعلیمات آسمانی تعلیمات نہیں ہیں، ان کے بزرگوں کے بارے بھی کوئی حتمی چیز سامنے نہیں آئی، کہ وہ واقعی نبی تھے یا خدا کے پسندیدہ لوگ تھے، ان کی تعلیمات خدا کی طرف سے تھیں یا ان کی طرف سے یا بعد کے لوگوں نے اپنی طرف سے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیں،

ہندوؤں کی قدیم ترین کتاب سمہت (Samhita) ہے یہ گیتوں کے چار مجموعے ہیں، جنہیں وید کہا جاتا ہے، وید کا مطلب ہے مقدس علم، ان کا زمانہ تصنیف الگ الگ ہے، یہ رگ وید سب سے پرانا ہے، یہ مختلف لوگوں کے لکھے ہوئے گیتوں پر مشتمل ہے، سام وید میں بھجن ہیں جنہیں ترنم سے گایا جاتا ہے، یجر وید میں مذہبی رسومات بیان کی گئی ہیں، اتھر وید میں ان تینوں سے مختلف نظریات بیان کئے گئے ہیں۔

ویدوں کے علاوہ برہمنی وہ لٹریچر ہے جو ویدوں کی تفسیر وتشریح کے لئے لکھا گیا ہو، آرنیک وہ لٹریچر ہے جو رشیوں کے حالات پر مشتمل ہے لیکن رشیوں کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کہ وہ نبی تھے، ولی تھے یا صرف نیک لوگ۔

اُپ نشد وہ لٹریچر ہے، جو ترک دنیا کی تعلیم دیتا ہے، رامائن اور مہا بھارت بھی

Marfat.com

ہندوؤں کی مقدس کتابیں ہیں، جو دراصل تاریخ وسوانح کی کتابیں ہیں، بھگوت، گیتا، مہابھارت کا ایک حصہ ہے، شاستر فلسفیانہ کتابیں ہیں، اور پران کہانیوں کی کتابیں ہیں،

ویدوں کا زمانہ تصنیف نامعلوم ہے، نہ ہی ماخذ ومصدر کا صحیح علم ہے، یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ وہ خیالات ہیں جو آریہ اپنے اصل وطن سے ساتھ لائے تھے، بعض ان کا سن تصنیف 4000 قبل مسیح بعض 600 ق م، بعض 200 ق م بتاتے ہیں، وید کی اصل زبان سنسکرت تھی اور ماہرین لسانیات کے عین مطابق یہ زبان ایران کی قدیم زبان ژند سے بہت ملتی جلتی تھی، ایران کے قدیم مذہب مجوسیت کی بعض تعلیمات اور ویدوں کی تعلیمات آپس میں ملتی جلتی ہیں، مثلاً آگ کی اہمیت اور اگنی دیوتا وغیرہ نہ خدائی تعلیمات ہیں، وید آسمانی نہیں ہیں،

ایک دیوتا پرجاپتی خالق کائنات ہے، لیکن برہما کے دور میں اس کی اہمیت کم ہو جاتی ہے، باقی دیوتا اونچے درجے کے انسان ہیں، یہ انسانوں کو بھی طبقات میں تقسیم کرتی ہے، اس کے ہر اشلوک کا مصنف کوئی انسان ہے، زبان سنسکرت ہے جو صرف برہمنوں تک محدود رہی، برہمنوں کے علاوہ کسی اور کا سیکھنا ممنوع تھا، نہ کسی مصنف کا صحیح معلوم ہے نہ حالات کا پتہ ہے، نہ زمانے کا پتہ ہے، دیوتاؤں کے مقام ومرتبے اور اہمیت میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے،

گوتم بدھ کی تعلیمات کا دور دور تک پتہ ہی نہیں ہے، کچھ تعلیمات تو تھیں لیکن لوگوں نے اپنی طرف سے ان میں تبدیلیاں کر لیں، ویسالی کی کونسل میں گوتم بدھ کے پیروکاروں نے اس کی تمام تعلیمات کو بدل ڈالا، اصل سوتروں کی بجائے نئے سوتر بنا لئے بدھ کے نام سے اپنے عقائد خود گھڑ لئے، بدھ کی پیدائش زندگی اور گذشتہ اور آئندہ جنموں کے بارے میں عجیب وغریب افسانے بنا لئے۔ اوستا زرتشت مذہب کے پیروکاروں کی مقدس کتاب ہے، وہ اسے آسمانی کتاب سمجھتے ہیں، زرتشت تقریباً چھ قبل مسیح میں ایران میں پیدا ہوئے، ان کی کتاب کو ژند اوستا کہتے ہیں، لیکن ژند زبان میں اوستا کا اصل متن موجود نہیں، پانچویں صدی قبل مسیح میں ایران میں ان کے ستر فرقے بن

Marfat.com

چکے تھے، اور ہر ایک کے پاس الگ الگ اوستا موجود تھی، جسے وہ حقیقی اوستا سمجھتے تھے،
بادشاہ نے ایک کونسل بنائی ہزاروں افراد سے سات افراد کو چنا گیا اور ان میں سے صرف ایک کو اسے شراب کے تین پیالے پلائے گئے، وہ طویل اور گہری نیند سو گیا، جاگنے کے بعد اس نے بتایا کہ اس نے آسمانوں کی سیر کی اور دیوتاؤں سے اوستا کی تعلیمات معلوم کیں، سب نے یقین کرلیا، اور ایک کتاب مرتب کی یہ بھی موجود نہ رہی،
ایک روایت میں ہے کہ زرتشت نے 20 کتابیں لکوائیں تھیں، جو ایک لاکھ آیات پر مشتمل تھیں، انہیں سکندر اعظم نے تباہ کر دیا تھا، سکندر کا دور ختم ہوا تو لوگوں نے ٹکڑے جمع کر کے اوستا کو نئے سرے سے مرتب کیا، اس پر بار بار زوال آیا۔
اوستا کے چار حصے ہیں، پہلا حصہ یسنا (Yasna) ہے، اس میں عبادات کے لئے دعائیں درج ہیں، اور اس کے 73 ابواب ہیں، دوسرے حصے ویسپرڈ (Vispered) میں بھی دعائیں ہیں، اس کے 24 ابواب ہیں، تیسرا حصہ وندیداد (Vendidad) ہے، اس میں بھوتوں سے محفوظ رہنے کے منتر ہیں، زراعت اچھے جانوروں کی حفاظت پاکیزہ عناصر کی حفاظت اور انسانی جسم کو گندگی سے بچانے کی تدابیر ہیں، چوتھا حصہ یاشت (Yashts) ہے اس میں مردہ روحوں اور خداؤں سے استمداد کی دعائیں ہیں۔

زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی، آپ علیہ السلام اللہ کے سچے پیغمبر تھے زبور اللہ کی کتاب تھی، لیکن اس میں زیادہ تر دعائیں تھیِ اللہ تعالیٰ کی حمد کی نظمیں بھی تھیں، احکامات نہ تھے، اس لئے زبور کا ذکر کم ہوتا ہے، ہم سب مسلمان اللہ کی اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔

تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، تورات ان ہدایات کا مجموعہ تھی جو موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نبوت کے دور میں ملیں، اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا ان کو چالیس دن وہاں اعتکاف پر بٹھائے رکھا پھر ان کو تورات تختیوں پر لکھ کر دی، یہ دس احکامات پر

Marfat.com

مشتمل تھی، اس کو (Ten commandmentds) بھی کہتے ہیں، حضرت موسی علیہ السلام نے اس کی بارہ نقلیں کروا کر بارہ قبیلوں کے حوالے کر دیں، حضرت موسی علیہ السلام کے وصال کے بعد تورات پر زوال آیا تورات ضائع ہوگئی تو حضرت عزیر علیہ السلام نے اسے دوبارہ لکھوایا کیونکہ وہ اللہ کے نبی تھے اور ان کو تورات زبانی یاد تھی، یروشلم کی تباہی کے وقت یہ کتاب پھر ضائع ہو گئی، اسے عزرا کاہن نے اپنی یاداشت سے پھر لکھوا دیا، عیسائیوں اور یہودیوں کے عقائد کے مطابق ان کتابوں کا مجموعہ جو حضرت موسی علیہ السلام سے پہلے کے انبیا پر نازل ہوا، اس کو عہد نامہ عتیق کہتے ہیں، یہ 39 کتابوں پر مشتمل ہے، اور ان میں پہلی پانچ کتابوں کو تورات کہا جاتا ہے، کتاب تورات اصل میں عبرانی زبان میں تھی، لیکن اس وقت دنیا میں اس کا عبرانی نسخہ موجود نہیں ہے، 85-284 قبل مسیح میں علمائے یہود نے اس کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا، عہد نامہ عتیق کی مجموعی کتابوں تک میں اختلاف ہے، عزرا کاہن نے 204 کتابوں کو املا کرایا، عزرا نے یہ کتابیں آرامی زبان میں مرتب کرائیں، تورات پر بار بار زوال آتا رہا، یہ ضائع ہوتی رہی، جلائی جاتی رہی اس کے بار بار ترجمے ہوتے رہے، اس لئے اس میں بہت سے اختلاف رونما ہوتے رہے، اس وقت دنیا میں اصلی تورات موجود نہیں ہے، لیکن ہم سب کے لئے لازم ہے کہ ہم اللہ کی اصلی تورات پر ایمان لائیں۔

انجیل حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی، لیکن آج انجیل میں جو عہد نامہ جدید کے نام سے 27 کتابیں شامل ہیں، یہ خالص خدائی کلام نہیں ہے، یہ بعد کی تصنیف ہیں اور اپنے مصنفین کے نام سے مشہور ہیں، مثلا متی کی انجیل، یوحنا کی انجیل وغیرہ، ان مصنفین میں سے نہ تو کوئی حضرت عیسی علیہ السلام کا ہم عصر تھا نہ ہی ان کا شاگرد، بعد میں ان لوگوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کی سوانح پر کتابیں لکھیں، جو انجیل قرار دے دی گئیں، ان میں دوسرے لوگوں کے خطوط مثلا پال کے چودہ خطوط بھی داخل کر دئے گئے، حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کے حواری بکھر گئے، حضرت عیسی

Marfat.com

علیہ السلام کے ایک شاگرد پطرس تھے، ان کا ایک شاگرد مرقس تھا اس نے ایک انجیل 64ء میں لکھی ہے۔

جدید عیسائیت کا بانی پال ہے، جو کٹر یہودی تھا، 33ء میں عیسائی ہو گیا، اس نے حضرت عیسی کو دیکھا بھی نہیں تھا، عیسائیوں کا سخت دشمن تھا، اس کی پطرس کے ساتھ کش مکش بھی رہی اس نے حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول باتوں کو یونانی افکار کے ساتھ ملا کر فلسفہ کا انداز دے دیا، بہت سی من گھڑت باتوں کی وجہ سے عیسائیت ایک مشرکانہ مذہب بن گئی، حضرت عیسی علیہ السلام کا اصل مذہب اسلام اور توحید ہی تھا، لیکن تصور الوہیت باپ بیٹا اور روح القدس یا باپ بیٹا اور کنواری مریم بن گیا۔

انجیل کی اصل زبان بھی عبرانی تھی لیکن آج ایک انجیل بھی عبرانی میں موجود نہیں ہے، ترجمہ در ترجمہ سے اس کی اصل صورت کو بدل دیا گیا، بہت سی اناجیل بن گئیں، کہیں 70 کی آواز آتی ہے اور کہیں یہ کہ 136 انجیلیں بن گئیں، آج صرف چار ہیں، ان میں بھی شدید اختلاف ہیں، جو اختلاف گنے گئے ہیں وہ دو لاکھ ہیں، بہت سی جگہوں پر یہ ایک دوسرے کی ضد محسوس ہوتی ہیں،

حضرت عیسی علیہ السلام پر جو انجیل نازل ہوئی تھی وہ اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں ہے، ساری دنیا اس کو مانتی ہے حتی کہ عیسائی بھی مانتے ہیں، لیکن پھر بھی اسی نقلی انجیل پر اڑے ہوئے ہیں اور اصلی قرآن کو مانتے نہیں ہیں۔

سارے مسلمان اللہ کی حقیقی اور سچی انجیل پر ایمان رکھتے ہیں۔

Marfat.com

نزول قرآن

سابقہ کتب اپنے اپنے دور میں ہدایت والی کتابیں تھیں، لیکن انبیاء کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان کو بدل دیا گیا، اب ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ جو سارے انسانوں کو ہدایت کا رستہ دکھا سکے، اور وہ اس طرح محفوظ ہو کہ اس کو کوئی بدل نہ سکے اس کو کوئی تباہ نہ کر سکے وہ قیامت کے تک قائم دائم رہے، بس اللہ نے غار حرا میں اپنے آخری نبی ﷺ پر آخری کتاب نازل کرنی شروع کر دی، سورۃ علق کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں، پھر کچھ عرصے کے لئے وحی کا سلسلہ رک گیا، پھر سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، اور نبی کریم ﷺ نے باقاعدہ دعوت کا آغاز کر دیا، بس پھر ضرورت کے تحت وحی نازل ہوتی رہی، کبھی ایک سورۃ کبھی چند آیات کبھی صرف ایک آیت کا حصہ سب سے چھوٹی وحی غیر اولی الضرر ہے، (سورۃ نساء) صرف اتنے سے حصے کو یعنی صرف تین الفاظ کو جبرائیل علیہ السلام وحی کی صورت میں اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے پاس لائے، لمبی وحی میں سورۃ یوسف اور سورۃ انعام بھی شامل ہیں، سورۃ یوسف بھی مکمل ایک ہی وقت میں نازل ہوئی، اور سورۃ انعام بھی اکٹھی نازل ہوئی، ابن کثیر 2/122 سورۃ فاتحہ دو دفعہ نازل ہوئی، ایک دفعہ مکہ میں ایک دفعہ مدینہ میں ۔ دو سورتیں اکٹھی نازل ہوئیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے اگر ضرورت ہوتی تو قرآن نازل ہو جاتا، اور نبی کریم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو قرآن لکھوا دیتے، اس طرح قرآن سینوں میں بھی محفوظ ہوتا رہا، اور ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لکھتے بھی رہے، قرآن پاک 22 سال 5 ماہ 14 دن میں نازل ہوا۔ اکٹھا نازل کیوں نہیں ہوا اس میں کئی حکمتیں تھیں۔

کفار نے بھی اعتراض کیا تو اللہ رب العزت نے خود جواب دیا،

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً. كَذٰلِكَ.

Marfat.com

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَکَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا (۳۲) وَلَا یَاْتُوْنَکَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰکَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا (۳۳) الفرقان

اور کافروں نے کہا کہ آپ پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں نازل کر دیا گیا، اسی طرح ہم نے قرآن کو تدریجاً نازل کیا تا کہ آپ کے دل کو مطمئن کر دیں اور ہم نے آپ کو رفتہ رفتہ پڑھایا اور وہ کوئی بات آپ کے پاس نہیں لائیں گے، مگر ہم آپ کے پاس حق لائیں گے، اور اس کی عمدہ تفسیر پیش کریں گے۔

قرآن پاک کا اکٹھا نازل نہ کرنے کی حکمتیں درج ذیل ہیں،

پہلی کتابیں چونکہ بدل چکی تھیں، قرآن کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمے لی تھی، اس کو محفوظ کرنا تھا، اس لئے اس کو آہستہ آہستہ نازل کیا تا کہ یہ نبی ﷺ کو بھی یاد ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی، اگر پورا قرآن اکٹھا ہی نازل ہو جاتا تو پھر کافی مشکل پیش آتی، اگر سارے احکامات اکٹھے نازل ہو جاتے تو پھر ان پر عمل کرنا بھی اسی وقت ضروری ہو جاتا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بہت زیادہ مشکل ہوتی، آہستہ آہستہ احکامات آتے رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان پر سو فیصد عمل کرنے والے بن گئے، شراب تدریجاً حرام کی گئی، اگر اچانک حرام کر دی جاتی تو جو لوگ برسوں سے پی رہے تھے، ان کے لئے دقت ہوتی۔

نبی کریم ﷺ کو کئی طرح کی تکلیفیں دی گئیں آپ ان کو برداشت کرتے، اگر سارا قرآن اکٹھا نازل ہوتا تو کفار مکہ تو کیا پورا عرب و عجم اکٹھا ہی آپ کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا، آپ کو جو تکلیفیں دی جاتی تھیں، ساتھ ہی جبرائیل آپ کے پاس آ جاتے وحی آ جاتی جو آپ کے سکون کا سبب بنتی آپ کو نئے سرے سے حوصلہ مل جاتا تسلی مل جاتی۔

قرآن مجید کا بہت سا حصہ سوالات کے جوابات اور مختلف واقعات سے متعلق ہے، اس لئے ان آیات کا نزول اسی وقت مناسب تھا، جس وقت وہ سوالات کئے گئے یا وہ واقعات پیش آئے، اس سے مسلمانوں کی بصیرت بھی بڑھتی گئی اور قرآن پاک کی غیبی

Marfat.com

خبریں بیان کرنے سے اس کی حقانیت اور زیادہ آشکارہ ہو جاتی تھی، حضور پاک ﷺ کے دور میں ہزاروں صحابہ کو قرآن یاد تھا، ہزاروں کے پاس لکھا ہوا تھا، صحابہ نمازوں میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے شروع میں دو نمازیں فرض تھیں اور نمازوں میں تلاوت فرض تھی، جبکہ پہلی امتیں نہ ہی کتاب کو حفظ کرتی تھیں، نہ ہی اپنی نماز میں تلاوت کرتی تھیں، اسی امت کو اعزاز حاصل ہوا کہ یہ اپنی کتاب کو حفظ بھی کرتی ہے اور اس کو نماز میں پڑھتی بھی ہے، معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ ہر نمازی پانچ وقت تو ضرور قرآن کی تلاوت کرتا ہے، چنانچہ جیسے ہی کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی حضور ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جو بھی فوری طور پر دستیاب ہوتے ان کو بلا کر لکھوا دیتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں جہاد میں تعلیمی سرگرمیوں اور دوسری ضروریات کی وجہ سے مدینہ سے باہر بھی ہوتے تھے، اس لئے ضروری نہیں تھا کہ ہر سورت یا ہر آیت ہر ایک کے پاس موجود ہو البتہ سال کے آخر میں حضور ﷺ سب کو اکٹھا کر کے ان کو قرآن سناتے اور سب صحابہ کے اکٹھے کئے ہوئے قرآن کے اجزا کو سنا کرتے تھے، تاکہ سب کا قرآن اکٹھا ہو جائے اور اگر کوئی غلطی ہے تو دور ہو جائے، حضور ﷺ سب کے اجزا کی تکمیل اور تصحیح کروا دیا کرتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن پاک کو کاغذ، چمڑے اور اونٹ کی ہڈی پر لکھا کرتے تھے،

جب کوئی سورت مکمل ہو جاتی تو حضور پاک ﷺ صحابہ کو بلا کر اس کی ترتیب لگوا دیا کرتے تھے، جیسا کہ آج کل کوئی شاعر یا مضمون نگار آخر میں اپنے اجزا کی ترتیب لگا دیا کرتا ہے، حضور ﷺ بھی صحابہ کو بتایا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلاں آیت کے ساتھ لکھ لو، اس کو فلاں کے ساتھ اس آیت کو فلاں سورت میں لکھ لو، اور فلاں فلاں آیت کیساتھ لکھ لو، حضور پاک ﷺ خود بنفس نفیس اس کام کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ہر سال جتنا بھی قرآن نازل ہو چکا ہوتا تھا، اس کا دور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے، حضور پاک ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو

Marfat.com

سناتے اور جبرائیل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نازل شدہ تمام قرآن پاک سنایا کرتے تھے، آخری سال میں جبرائیل علیہ السلام نے دو دفعہ آپ کے ساتھ دور کیا تھا، اس سے آپ کے وصال کی طرف بھی اشارہ تھا۔

بہت سے صحابہ تو مستقل طور پر کاتبانِ وحی تھے، ان میں خلفائے راشدین کے علاوہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بہت اہم ہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالؐ کے بعد منکرین زکوۃ، مرتدین اور جھوٹے مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے، ان کے ساتھ جنگوں میں بہت سے حفاظ کرام صحابہ شہید ہوگئے، حضرت ابوبکر نے انتہائی عقل مندی، جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر محاذ پر ان لوگوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، صرف جنگ یمامہ جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ لڑی گئی تھی اس میں سات سو صحابہ رضی اللہ عنہ جو قرآن پاک کے حافظ تھے شہید ہوگئے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھبرا اٹھے اور سوچا اگر اسی طرح حفاظ صحابہ شہید ہوتے رہے، تو پھر قرآن کی حفاظت کس طرح ہوگی، ہمیں قرآن پاک کی حفاظت کا بندوبست کرنا چاہیئے، انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قرآن کو ایک کتابی صورت میں لکھنا چاہیئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی میں نہیں کیا میں اس کو کیسے کر سکتا ہوں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار اصرار اور دلائل پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ اللہ نے کھول دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کام پر رضامند ہوگئے۔ اس کام کے لئے سات آدمیوں کی کمیٹی بنائی گئی، اس کمیٹی کا سربراہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بنایا، اور اصول یہ رکھا کہ ہر آدمی کو جو آیات زبانی یاد ہوں ان کا آپس میں دور کریں پھر مکمل لکھی ہوئی دکھائیں، پھر باہر سے دو گواہیاں لائیں اور ان حضرات کے پاس بھی وہ آیات لکھی ہوئی بھی ہوں، تب جا کر اس کو مستقل طور پر قرآن کا حصہ مان لیا جائے، یہ کام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھ کر کیا جاتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی نگرانی کرتے تھے، سارا کام مکمل ہوگیا، سورۃ

Marfat.com

توبہ کی آخری دو آیات رہ گئیں ان پر صرف ایک گواہی آرہی تھی، جب ان صاحب کا نام آیا تو سب پکار اٹھے، کہ ان کی گواہی کو تو اللہ کے رسول ﷺ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا ہے، وہ دونوں آیات اسی وقت لکھ دی گئیں۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ وہ خوش قسمت صحابی رسول ہیں جن کی گواہی کو حضور پاک ﷺ نے دو گواہیوں کے برابر قرار دیا تھا واقعہ اس طرح ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ایک بدو سے ایک اونٹ خریدا، آپ نے فرمایا کہ میں ابھی آپ کو ادائیگی کر دیتا ہوں آپ رقم لینے گئے، اس بدو سے کسی اور شخص نے اونٹ کی قیمت پوچھی اس نے پہلے سے زیادہ بتائی انہوں نے قبول کر لی، حضور پاک ﷺ کو پتہ چلا تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ اونٹ خرید چکا ہوں، بدو نے انکار کر دیا، اور کہا کہ میں نے سودا کیا ہی نہیں، اگر کیا ہے تو آپ ﷺ کوئی گواہ پیش کر دیں، ساتھ ہی خزیمہ بن ثابت کھڑے تھے، فوراً بول پڑے، کہ ہاں تم نے حضور پاک ﷺ سے اتنی رقم میں اونٹ کا سودا کیا ہے۔ اور آپ نے رقم ادا کرنے کی حامی بھری ہے، اور تم مکر گئے ہو، چونکہ وہ بدو چھوٹا تھا اس لئے خاموش ہو گیا، جو شخص اونٹ خریدنے لگا تھا، وہ بھی پیچھے ہٹ گیا، حضور پاک ﷺ نے زیادہ قیمت ہی ادا کر دی اور اونٹ لے لیا، اور خزیمہ بن ثابت سے پوچھا کہ تم تو سودے کے وقت وہاں موجود نہیں تھے، تم نے کس بنیاد پر گواہی دی، حضرت خزیمہ نے عرض کیا، جس بنیاد پر آپ کو اللہ کا رسول مانا، جس بنیاد پر یہ مانا کہ آپ پر وحی اترتی ہے،، جس بنیاد پر جنت اور دوزخ کو مانا، ہم نے آپ کے کہنے پر غیب کی چیزوں کو مان لیا، آپ جو کچھ کہتے ہیں سچ ہی کہتے ہیں، اس لئے میں نے آپ کی صداقت کی گواہی دے دی، حضور پاک ﷺ نے اسی وقت ان کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا،

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن پاک کا پہلا مکمل مستند اور سرکاری طور پر تیار شدہ نسخہ تکمیل پا چکا، اس کو موٹے حروف میں کاغذ پر لکھ کر دھاگے سے سی دیا گیا، گویا کہ قرآن پہلی دفعہ مکمل کتابی صورت میں آچکا تھا، یہ قرآن پاک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت

Marfat.com

عمرؓ پھر ان کے بعد حضرت حفصہ کے پاس آیا، وہ اس کی تلاوت بھی کرتی تھیں، اور لوگوں کو ان کے کہنے پر دکھاتی بھی تھیں،

حضرت عمرؓ کی فتوحات کی وجہ سے اسلامی ریاست بہت دور تک پھیل چکی تھی، بہت سی نئی اقوام اسلام میں داخل ہو چکی تھیں، حضرت عثمانؓ کے ابتدائی دور میں ایک واقعہ رونما ہوا، ایک صاحب نے اپنے لہجے میں قرآن پاک کی تلاوت کی تو دوسرے نے ان سے پوچھا کہ آپ نے تلاوت کس سے سیکھی، انہوں نے ایک صحابی کا نام لیا انہوں نے کہا کہ میں نے بھی انہی سے سیکھی لیکن آپ کا لہجہ ٹھیک نہیں ہے، حضرت حذیفہ بن یمان کو پتہ چلا تو وہ لمبا سفر طے کر کے حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور کہا کہ مسلمانوں کو ایک لہجے پر اکٹھا کر دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ عرصہ بعد مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کی طرح آپس میں اختلاف کرنے لگیں، اور مسلمانوں کے پاس الگ الگ لہجے اور الگ الگ رسم الخط والے قرآن پاک ہوں، ایک اہم بات پر غور کریں کہ مکہ والوں کا لہجہ اور تھا، مدینہ والوں کا اور، اسی طرح تقریباً بڑے بڑے سب قبائل کے اپنے اپنے لہجے تھے، حضور پاک ﷺ نے کسی کو بھی منع نہیں کیا، ہر کوئی اپنے لہجے میں قرآن پڑھتا تھا، وجہ یہ تھی کہ حضور پاک ﷺ کے ہوتے ہوئے تو کوئی اختلاف بھی نہ کر سکتا تھا، اور حضور پاک ﷺ بھی دوسروں کی حوصلہ شکنی نہیں چاہتے تھے اور یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ لوگ یہ کہیں کہ انہوں نے اپنے لہجے یعنی قریش کے لہجے کو سب پر فوقیت دینے کے لئے یہ حکم دیا ہے۔

رسم الخط بھی الگ الگ تھے، ہمارے ہاں بھی اسی طرح کی چیزیں پائی جاتی ہیں مثال کے طور پر ظہیر کو انگریزی میں Zaheer بھی لکھ سکتے ہیں، Zahir بھی لکھ سکتے ہیں، "ee" اور "i" دونوں طرح سے ٹھیک ہے، پھر اس طرح لکھنے میں اس کا شدید امکان موجود رہے گا، کہ زاہر، ظاہر اور ظہیر میں التباس ہو جائے لہجے اور رسم الخط کے تنوع میں اس طرح کے التباس کا امکان رہتا ہے، پنجابی کی مثال لے لیجئے اس میں

Marfat.com

کئی لہجے ہیں، میں چنیوٹ کا رہنے والا ہوں ہمارا لہجہ اور ہے، 36 کلومیٹر کے فاصلے پر فیصل آباد ہے اس کا لہجہ اور ہے، 85 کلومیٹر کے فاصلے پر جھنگ ہے اس کا لہجہ بالکل مختلف ہے، بات ایک ہی ہوتی ہے، فیصل آباد والا اپنے لہجے میں کرتا ہے، جھنگ والا اپنے لہجے میں کرتا ہے، چنیوٹ والا اپنے لہجے میں بیان کرتا ہے، کوئی بھی اپنا لہجہ چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا، لیکن قرآن کے بارے میں ضرورت اس بات کی تھی کہ لوگوں کو قریش کے لہجے پر اکٹھا کر دیا جائے، تاکہ بعد میں کسی قسم کا اختلاف سامنے نہ آنے پائے، یہ کام حضرت حذیفہ کے کہنے پر حضرت عثمان نے کیا، اگر آپ ایسا نہ کرتے تو آج مسلمانوں کے پاس کئی قسم کے قرآن ہوتے اور کئی لہجوں میں پڑھے جا رہے ہوتے، اردو میں اور عربی میں اسماعیل کو الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے، لیکن قرآن میں اسمٰعیل لکھا گیا ہے، یہ بھی بالکل درست ہے، اب اس کو مخصوص اس لئے کر دیا گیا کہ کہیں اسماعیل اور کہیں اسمٰعیل ہو تو کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ یہ دو الگ الگ نام ہیں، دو الگ شخصیات ہیں، حضرت عثمان نے ہجے بھی مقرر کر دیئے، رسم الخط بھی ایک ہی کر دیا، اور سارے صحابہ کو جب اس پر اکٹھا کر دیا تو اس قرآن پاک کی کئی جلدیں کروا کر بڑے بڑے شہروں میں بھیج دیں، اور حکام کو لکھ بھیجا کہ پرانے نسخے ضبط کروا کر نذر آتش کر دیئے جائیں اور نئے سرکاری نسخے سے نقلیں کروا کر لوگوں کو دی جائیں، حضرت عثمان کے دور کے لکھے ہوئے نسخوں میں سے چار نسخے اب بھی موجود ہیں، حضرت عثمان کا ذاتی نسخہ تاشقند کی لائبریری میں رکھا ہوا ہے، آج تک اس سے کوئی بھی اختلاف نہیں کر سکا، حضرت علی نے اپنے شاگرد ابوالاسود دولی کو حکم دیا کہ قرآن پاک پر نقطے لگائیں اس سے پہلے کوئی شخص نقطے لگاتا تھا کوئی نہیں لگاتا تھا، حضرت علی نے عجمیوں کی سہولت کے لئے ایسا کیا، اہل عرب اعراب اور نقطوں کے بغیر بھی پڑھ لیتے تھے، کیونکہ ان کی زبان عربی تھی، عجمیوں کو مسئلہ درپیش تھا آخر کار حجاج بن یوسف نے قرآن پر اعراب لگا کر غیر عرب لوگوں کے لئے اور بھی آسانی پیدا کر دی، اس طرح قرآن پاک قیامت تک کے لئے زیر زبر کے ساتھ محفوظ ہو گیا۔

Marfat.com

اعجاز قرآن

اعجاز کے لغوی معنی ہیں معجزہ، معجزہ کے طور پر سامنے آنا یا معجزہ دکھانا، یا دوسروں کو معجزہ دکھا کر عاجز کر دینا یہ اعجاز کے لفظی معنی ہیں، لیکن اعجاز کو اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک معجزہ کو نہ سمجھا جائے، معجزہ اسلامی ادبیات میں ایک دینی یا مذہبی اصطلاح کے طور پر مروج ہے، لیکن یہ بڑی دلچسپ اور اہم بات ہے کہ معجزہ کی اصطلاح نہ قرآن پاک میں کہیں آئی ہے نہ حدیث پاک میں حتیٰ کہ صحابہ اور تابعین نے بھی اس اصطلاح کو استعمال نہیں کیا، قرآن پاک نے اس مفہوم کو بیان کرنے کے لئے آیت (نشانی، دلیل، علامت) کا لفظ استعمال کیا ہے، حضرت صالح کی اونٹنی کے لئے آیت کا لفظ استعمال ہوا ہے، حضرت موسیٰ کے معجزات کے لئے بھی یہی لفظ استعمال ہوا ہے، ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات بینات ہم نے موسیٰ کو نو کھلی ہوئی نشانیاں دیں، گویا قرآن کی اصل اصطلاح اس مفہوم کے لئے آیت کا لفظ ہے، جس کا لفظی ترجمہ تو نشان اور منزل ہے، لیکن قرآن مجید اور نبوت کے سیاق وسباق میں اس کا ترجمہ معجزہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

قرآن پاک نے دوسری اصطلاح برھان کی استعمال کی ہے جس کے معنی ایسی دلیل کے ہیں جو ناقابل تردید ہو، اور جس سے کوئی بات پورے طور پر واضح ہو کر سامنے آجائے،

دلیل کے معنی ہیں راستہ بتانے والے راہنما اور منزل کا پتہ بتانے والے نشانات کے ہیں۔

رستے میں جو نشاناتِ منزل لگائے جاتے ہیں، ان کو بھی دلیل کہتے ہیں، اور راستہ بتانے والے ساتھی کے لئے بھی دلیل کا لفظ استعمال ہوتا ہے، گویا کہ جس

Marfat.com

چیز کو ہم معجزہ قرار دے رہے ہیں یہ ہمیں راستہ بتا کر اس منزل تک لے جاتا ہے جو ایمان کی اور حضور پاک ﷺ کو مان لینے کی منزل ہے۔

معجزہ دراصل صفت ہے آیت کی یعنی آیت یا معجزہ وہ نشانی ہے جو مخاطب کو عاجز کر دے اس سے اعجاز کی اصطلاح بھی نکلی ہے۔

اعجاز کے اصطلاحی معنی ہیں وہ خارق عادت جو اللہ رب العزت نے کسی پیغمبر کی نبوت کی صداقت کے لئے دنیا پر ظاہر کی ہو یہاں تین چیزیں قابل ذکر ہیں،

1......وہ امر جو ظاہر ہوا ہے وہ خارق عادت ہو، یعنی عام آدمی سے ہرگز سرزد نہ ہوسکتا ہو،

2......وہ کسی پیغمبر کی نبوت کی تصدیق کے لئے بھیجا گیا ہو۔

3......اور تیسرے یہ کہ وہ اس پیغمبر اور تمام آدمیوں پر اس طرح واضح کر دیا جائے کہ حق واضح ہو جائے اور عقل سلیم رکھنے والا کوئی شخص اس کا انکار نہ کر سکے اس میں کوئی تاویل بھی نہ کی جاسکے، اور اس وقت کا کوئی انسان ایسا کر کے دکھا بھی نہ سکے لوگ اس کے سامنے لاجواب ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ اس نے اپنے انبیاء کی تائید اور حمایت کے لئے ہمیشہ نشانیاں (آیات) اور معجزات عطا فرمائے ہیں۔

انبیاء کرام معجزات ان کی قوم اور حالات کے مطابق عطا کئے جاتے تھے، تاکہ لوگ آسانی سے ان معجزات کی گہرائی تک پہنچ سکیں اور ان کو مان سکیں، حضرت صالح کا تعلق جزیرہ عرب سے تھا، جہاں پہاڑی اور ریگستانی علاقہ تھا، وہاں لکھنے پڑھنے کا رواج یا کوئی علمی اور فکری زندگی موجود نہیں تھی، خالص اونٹ چرانے والے بدو تھے، پہاڑوں کو کاٹ کر ان کے اندر گھر بناتے تھے، پھر ان گھروں کے

Marfat.com

اندر کئی کمرے ہوتے تھے، یہ لوگ پہاڑوں کو کاٹ کر ان کے اندر گھر تو بنا سکتے تھے، لیکن پہاڑ کے اندر سے کوئی زندہ چیز تو نہیں پیدا کر سکتے تھے، ایک دفعہ حضرت صالح ان کو دعوت حق دے رہے تھے تو اچانک قوم نے مطالبہ کیا کہ اگر آپ پہاڑ کی اس چٹان میں سے زندہ اونٹنی نکال کر دکھا دیں اور وہ نکلتے ہی بچہ بھی دے دے تو ہم آپ کو مان لیں گے، آپ کی دعوت کو قبول کر لیں گے، حضرت صالح نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اللہ رب العزت سے دعا کی، دعا فوراً قبول ہوئی اور چٹان پھٹ گئی، قوم کے دیکھتے ہی دیکھتے اس میں سے ایک زندہ اونٹنی نکل آئی اس نے اسی وقت بچہ بھی دے دیا، قوم نے پھر بھی مانا نہیں، حضرت صالح نے ان کو نصیحت کی کہ اس اونٹنی کو نقصان نہ پہنچانا بد بختوں نے اونٹنی کو مار ڈالا، پوری قوم پر عذاب آیا اور قوم تباہ ہوگئی۔

حضرت موسیٰ مصر میں تھے، وہاں جادوگری کا فن انتہائی عروج پر تھا، جادوگروں کو معاشرے میں اہم مقام حاصل تھا، اس لئے مصر میں لاکھوں کی تعداد میں جادوگر موجود تھے، یہ عجیب وغریب کرتب دکھاتے تھے، اس لئے موسیٰ گریبان میں ہاتھ ڈالتے تو وہ چمکتا ہوا نکلتا تھا، لاٹھی کو زمین پر ڈال دیتے تو وہ اژدھا بن جاتی ہاتھ میں پکڑتے تو پھر لاٹھی بن جاتی، پتھر پر مارتے تو اس میں سے چشمے پھوٹ پڑتے، اگر یہی لاٹھی سمندر پر ماری گئی تو اسمیں بارہ راستے بن گئے، فرعون نے موسیٰ کے مقابلے میں ستر ہزار جادوگر اکٹھے کر لئے، موسیٰ نے ان سے کہا کہ پہلے تم اپنا کام دکھاؤ، انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینک دیں وہ سانپ بن گئیں، موسیٰ نے اپنا عصاء پھینکا وہ اژدھا بن گیا اور سارے سانپوں کو کھا نگل گیا، جادوگر سجدے میں گر گئے، اور سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں ہے، وہ جادو کی حدود کو جانتے تھے، وہ موسیٰ کے معجزے کو دیکھ کر اللہ رب العزت اور موسیٰ پر ایمان لائے۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ کی پیدائش فلسطین میں ہوئی، ان دنوں فلسطین شام، موجودہ اردن اور عراق کا کچھ حصہ یہ سب مشرقی سلطنت روما کا حصہ تھا، اس علاقہ میں جس چیز کا سب سے زیادہ چرچا تھا، وہ یونانیوں کے علوم وفنون تھے، یونون کا فلسفہ یونان کی منطق، یونان کے علوم اور یونان کی ہر چیز وہاں عروج پر تھی، یونان میں علمی اعتبار سے جو چیز سب سے زیادہ نمایاں تھی وہ ان کی طب تھی، آج دنیا سے یونانیوں کے دوسرے علوم تو ناپید ہو چکے ہیں لیکن ان کی طب ابھی باقی ہے، یونان کا فلسفہ اور منطق اپنی اہمیت کھو چکے ہیں، لیکن آج بھی ان کی طب کی اہمیت باقی ہے، آج بھی آپ کو بازار میں ان کی بنائی ہوئی ادویات مل جائیں گیں، جوارش جالینوس آج بھی ہر جگہ دستیاب ہے، معجون بقراط آج بھی لوگوں کے استعمال میں ہے، اس دور میں وہ لوگ ہر بیماری کا علاج جانتے تھے، لیکن ان کے پاس اندھے پن اور کوڑھ کا کوئی علاج نہیں تھا، حضرت عیسیٰ کو اللہ رب العزت نے معجزات عطا فرمائے، آپ کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیرے اس کا کوڑھ ختم ہو جاتا، نشان تک مٹ جاتا، عام اندھا تو کیا مادر زاد اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تو اس کو بینائی مل جاتی، وہ لوگ کسی چیز کو زندہ تو نہیں کر سکتے تھے، حضرت عیسیٰ مٹی کا پرندہ بناتے اور اس میں پھونک مارتے وہ زندہ ہو کر ہوا میں اڑ جاتا، مردے کو قم باذن اللہ کہتے وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاتا، قوم ان معجزات کو دیکھ کر حیران تو ہوتی لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہ لائے،

انبیاء پر ایمان اکثر غریب لوگ لایا کرتے تھے، قوم کے امیر لوگ سردار لوگ اکثر مخالفت ہی کرتے تھے،

ہمارے نبی کریم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان فرمایا تو قوم کے بڑے اور سردار لوگ آپ ﷺ کے مخالف ہو گئے، آپ کے سب سے زیادہ قریب حضرت

Marfat.com

خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں جو آپ کی سب سے پہلی زوجہ ہیں، وہ فوری طور پر ایمان لے آئیں، حضرت ابوبکر صدیق انتہائی قریبی دوست تھے، بغیر کسی معجزے اور دلیل کے فوری ایمان لائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے، وہ بھی فوری طور پر آپ کی تصدیق کرنے والے بن گئے، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے، انہوں نے بھی کوئی معجزہ نہیں مانگا، کوئی دلیل نہیں مانگی، اسلام قبول کر لیا، کفار مکہ نے معجزات دیکھے دلیلیں مانگیں، قرآن کو اترتے دیکھا، بار بار قرآن سنا، چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا لیکن ان کے دل نرم نہیں ہوئے، اور ان میں سے بہت سے ایمان نہیں لائے، کچھ نیک دل لوگوں نے معجزات دیکھے وہ ایمان لائے، یہ اللہ رب العزت کی تقسیم ہے کہ کسی کو بغیر معجزات کے ایمان عطا کر دیا کسی کو معجزات دیکھنے کے بعد بھی ایمان نصیب نہیں ہوا، ایک درمیانی فطرت یہ ہوتی ہے کہ کچھ نیک فطرت لوگوں کے دلوں پر ایک پردہ سا پڑا ہوتا ہے، جب کوئی معجزہ سامنے آتا ہے تو وہ پردہ ہٹ جاتا ہے، پردہ ہٹتے ہی انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے، اور اسلام کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے، معجزہ عام طور پر ایسے ہی لوگوں کے لئے دکھایا جاتا ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن پاک ہے۔

انبیاء کرام کو جو معجزات عطا کئے جاتے تھے وہ اپنے علاقے کے اعلیٰ ترین انسانی کمال سے ماوراء اور اس کی عظمت کی انتہا سے بہت آگے ہوتے تھے، اس وقت کے لوگ مان لیتے تھے، کہ اس طرح کا کام ہم نہیں کر سکتے، یہ ہمارے بس سے باہر ہے، تمام معجزات میں یہ بات بھی مشترک رہی ہے کہ جب تک اور جس علاقے میں نبی کی نبوت کارفرما رہی اس وقت تک وہ معجزہ بھی باقی اور جب نبوت کا دور ختم ہوا تو وہ معجزہ بھی ختم ہو گیا، آج ہم مانتے ہیں کہ موسیٰ کا عصا اژدھا بن

Marfat.com

جاتا تھا لیکن آج وہ عصا ہمارے پاس نہیں ہے، نہ ہم اسے دیکھ سکتے ہیں، نہ کسی کو دکھا سکتے ہیں، حضرت عیسیٰ جن مردوں کو زندہ کرتے تھے وہ تھوڑی دیر بعد مر جاتے تھے، جن کو بینائی ملی تھی، جن کا کوڑھ ٹھیک ہوا تھا وہ آج دکھائے نہیں جا سکتے، حضرت صالح کی اونٹنی بھی موجود نہیں ہے، حضرت سلیمان کی بادشاہی بھی ختم ہو چکی ہے، ان کا تخت بھی آج دنیا میں موجود نہیں ہے،

لیکن چونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت قیامت تک رہے گی اس لئے آپ ﷺ کا معجزہ قرآن پاک بھی قیامت تک موجود رہے گا، نہ اسے ختم کیا جا سکتا ہے، نہ اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے، اہل عرب قوت بیان میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، دنیا ان کے مقابلے میں گونگی تھی، لیکن یہ قرآن پاک کا مقابلہ نہ کر سکے، قرآن نے سب سے پہلے چیلنج کیا کہ اس کتاب جیسی کوئی اور کتاب لاؤ، فرمایا

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل ۸۸)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر سارے جن وانس اکٹھے ہو جائیں اور اس قرآن کے مقابلے میں کوئی کلام لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔

جب کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکا جواب نہ لا سکا تو پھر قرآن نے دس سورتوں کا چیلنج کیا کہ اس جیسی دس سورتیں ہی لے آؤ، فرمایا

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سورۃ ھود: ۱۳)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اس جیسی دس سورتیں ہی بنا کر لاؤ اور اللہ کے علاوہ جن کی بھی تم استطاعت رکھتے ہو ان کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔

Marfat.com

جب دس سورتیں بھی کوئی نہ لا سکا تو پھر قرآن نے ایک ہی سورت کا چیلنج کر دیا

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (البقرة ۲۳)

ترجمہ: اس جیسی ایک سورت ہی لے آؤ اور اپنے مددگاروں کو بلا لو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو، پس اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے۔

اہل عرب نے بہت کوشش کی کہ اس جیسی کوئی سورت بنا کر لائیں لیکن نہ لا سکے، اور آج تک نہیں لا سکے، قرآن کا چیلنج صرف اہل عرب کو نہیں اور صرف اس وقت کے لئے نہیں تھا، دنیا کی ہر زبان میں ہے دنیا کے ہر انسان کو لیکن آج تک کوئی بھی اس کا جواب نہیں لا سکا، کیونکہ یہ رب کا چیلنج ہے، اس کو کون قبول کر سکتا ہے کون اس کا مقابلہ کر سکتا ہے، قرآن پاک کا ترجمہ دو سو سے زیادہ زبانوں میں ہو چکا ہے، قرآن پاک کا علم رکھنے والے اور اس کے چیلنج کی بابت جاننے والے ہر جگہ موجود ہیں، لیکن آج تک کسی بڑے سے بڑے فلسفی سائنسدان، حکیم، شاعر یا ادیب نے اس کا مقابلہ نہیں کیا، مسیلمہ کذاب نے بھی ہرگز قرآن کا مقابلہ نہیں کیا تھا وہ تو صرف قبائلی تعصب لیکر کھڑا ہوا تھا اور دنیا کا پجاری تھا اور اس کیساتھ اس طرح کے لوگ کھڑے ہو گئے تھے جو اپنی زبان سے کہتے تھے کہ ہم بنو ہاشم کے سچے نبی پر اپنے جھوٹے نبی کو ترجیح دیتے ہیں، آج نہ تو مسیلمہ کا کوئی ماننے والا ہے، اور نہ ہی اس کی جھوٹی باتوں کا کوئی ماننے والا ہے، جبکہ قرآن کو ماننے والے آج بھی ڈیڑھ ارب سے زیادہ ہیں۔

یہودی عیسائی ہندو، سکھ اور بدھ مذہب سے تعلق رکھنے والے اگرچہ قرآن کو نہیں مانتے لیکن سارے مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس کے مقابلے میں

Marfat.com

ایک سورت پیش نہیں کر سکتے یہ ہے قرآن کا اعجاز۔

قرآن پاک کے اعجاز کا ایک اہم پہلو اس کی فصاحت و بلاغت بھی ہے، قرآن پاک کے الفاظ کی بندش اور اس کا اسلوب اتنا منفرد ہے کہ کلام عرب میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی نہ اس وقت تھی نہ اب تک چودہ سو سال میں کوئی نظیر سامنے آئی ہے، عربی زبان کے اسالیب بیان میں کوئی اور بیان اس سے ملتا جلتا موجود نہیں ہے، نہ یہ خطابت ہے نہ نظم ہے نہ عام اور معروف مفہوم میں نثر ہے، نہ شعر ہے، نہ کہانت ہے، قرآن پاک کا اسلوب ان سب سے الگ، قرآن بس قرآن ہے، اللہ کا کلام ہے، آج تک کوئی بھی قرآن پاک کے اسلوب کا مقابلہ نہیں کر سکا، اور نہ ہی رہتی دنیا تک کوئی کر سکے گا، کوئی بڑے سے بڑا ادیب قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔

فصاحت کے معنی ہیں کسی خاص موقع پر کسی بہترین سے بہترین اور موزوں ترین لفظ کا استعمال اور بلاغت سے مراد یہ ہے کہ الفاظ کی بندش اور باہمی ترکیب سے جو مفہوم نکلتا ہے وہ اس طرح نکلے کہ بالکل حقیقت حال کے مطابق ہو، اس لئے قرآن بہت فصیح بھی ہے اور بلیغ بھی، جو الفاظ فصاحت کے اعتبار سے عربی زبان میں ذرا کم سمجھے جاتے تھے، وہ قرآن مجید نے استعمال ہی نہیں کیے،

مثال کے طور پر ارض کی جمع عربی میں عرضین آتی ہے یہ لفظ حدیث میں بھی آیا ہے، اور فقہا نے بھی بکثرت استعمال کیا ہے، لیکن قرآن پاک میں ارضین کا لفظ استعمال نہیں ہوا، اس لئے کہ یہ لفظ (بصیغہ ءِ جمع) فصاحت کے اس اعلیٰ معیار کے خلاف ہے جو قرآن میں ہر جگہ پر ملحوظ رکھا گیا ہے، جب قرآن نے سات زمینوں کا ذکر کیا تو اس کے لئے یہ اسلوب اختیار کیا کہ اللہ نے سات آسمان بنائے اور اتنی ہی زمینیں،[1] اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن

Marfat.com

اب یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ زمینیں سات ہیں، لیکن اس فصاحت کے لئے قرآن نے غیر معیاری لفظ استعمال نہیں کیا۔ قرآن نے وہ الفاظ استعمال کئے ہیں جن کا معیار بہت بلند ہے اور زبان پر رواں ہیں، اور بہت آسانی سے لوگوں کے دلوں میں اتر جاتے ہیں۔

قرآن پاک کی فصاحت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کلام ایک ایسی شخصیت کی زبان مبارک سے جاری ہوا، جس نے کبھی کسی مکتب میں بیٹھ کر تعلیم حاصل نہیں کی، کبھی کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا، کسی درسگاہ میں لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا، پھر اتنا عظیم کلام ان کی زبان مبارک سے کس طرح جاری ہوگیا، یہ یقیناً اس رب کا کلام ہے جس نے ہم سب کو پیدا کیا ہے۔

یہ کلام جو حضور پاک ﷺ کی زبان مبارک سے جاری کروایا گیا اس میں ماضی کی اقوام کے واقعات بھی شامل ہیں، ایسے ایسے تفصیلی واقعات بھی موجود ہیں جن کے بارے اہل عرب کچھ بھی نہیں جانتے تھے، حتی کہ کفار مکہ نے یہودیوں سے مشورے کر کے نبی کریم ﷺ نے سوالات پوچھے، ذوالقرنین کے بارے میں، اصحاب کہف کے بارے میں، حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا واقعہ تو اتنی تفصیل سے یہودیوں کو بھی ان واقعات کا علم نہ تھا، حضرت یوسف کے بارے پوچھا گیا اور یہ پوچھا کہ بنی اسرائیل مصر میں کس طرح گئے تو پوری سورۃ یوسف اکٹھی نازل ہوگئی، مشرکین مکہ تو درکنار یہود و نصاریٰ بھی حیران رہ گئے، کیونکہ اتنی تفصیل کے ساتھ ان کو بھی ان واقعات کا علم نہ تھا۔

قدیم تاریخی واقعات کے علاوہ بہت سے مواقع پر قرآن مجید نے لوگوں کے دلوں کی باتیں بھی بیان کر دیں، نبی کریم ﷺ بنو مصطلق کی سرکوبی کے لئے لشکر لیکر جا رہے تھے راستے میں پانی کی وجہ سے معمولی سی تلخ کلامی ہوگئی، عبداللہ

Marfat.com

بن ابی رئیس المنافقین نے کہا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل لوگوں کو باہر نکال دے گا، وہاں ایک کم سن صحابی زید بن ارقم موجود تھے، انہوں نے سن کر نبی کریم ﷺ کو بتا دیا، جب عبداللہ بن ابی سے پوچھا گیا تو وہ صاف مکر گیا، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رو پڑے کہ حضور ﷺ کے سامنے ان کو شرمندہ ہونا پڑا، اللہ رب العزت نے وحی نازل کر دی، اللہ نے سورۃ المنافقون میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بات کی تائید کر دی اور بتا دیا کہ عبداللہ بن ابی نے کہا تھا کہ عزت والا مدینہ پہنچ کر ذلیل لوگوں کو نکال دے گا، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے ان کا کان مروڑ کر فرمایا بچے کے کان نے صحیح سنا تھا۔

کئی دفعہ ایسے بھی ہوا کہ منافقوں نے کوئی مشورہ کیا اللہ رب العزت نے اپنے نبی کو اطلاع دے دی، منافقوں نے دل میں بات سوچی اللہ رب العزت نے قرآن کے ذریعے اطلاع دے دی، سورۃ توبہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں، بہت سے مواقع پر قرآن نے مستقبل کی پیشین گوئیاں کیں، اس زمانہ میں روم اور ایران دنیا کی عظیم سلطنتیں تھیں ان میں لڑائی چھڑ گئی، اس زمانہ میں حضور اکرم ﷺ مکہ میں تھے، وہاں اس جنگ کی خبریں پہنچتی رہتی تھی، مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ایرانیوں کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ بت پرست اور آتش پرست تھے، اور مشرکین مکہ بھی بت پرست تھے، یوں ان دونوں میں ایک دوسرے کے ساتھ اس لحاظ سے قربت تھی، جبکہ مسلمانوں کی ہمدردیاں رومیوں کیساتھ تھیں کیونکہ عیسائی اہل کتاب تھے، اور ان کا مذہب آسمانی مذہب تھا، وہ نبوت اور آخرت پر بھی یقین رکھتے تھے، اس جنگ کے شروع میں ایرانیوں نے رومیوں کو شکست فاش دے دی، اور تقریبا ان کو بالکل ختم کر دیا مشرکین مکہ نے اس موقع پر بڑی خوشیاں منائیں جبکہ مسلمان مغموم ہوئے،

Marfat.com

اس موقع پر سورہ روم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں،

الٓمّٓ (۱) غُلِبَتِ الرُّوْمُ (۲) فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ م بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ (۳) فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ. لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ م بَعْدُ. وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ (۴)

ان آیات میں مسلمانوں کو خوش خبری دی گئی کہ چند سالوں میں رومیوں کو کامیابی حاصل ہوگی، اس وقت کوئی تصور بھی نہ کرسکتا تھا، کہ روم والے دوبارہ اٹھ کھڑے ہونگے، اور ایرانیوں کا ستیاناس کردیں گے، اور اسی طرح مسلمانوں کے بارے بھی عام لوگ تصور نہیں کرسکتے تھے، کہ یہ اہل مکہ پر غالب آجائیں گے، چند سال بعد روم کے بادشاہ ہرقل نے فارس پر حملہ کردیا، اس کو پہلی کامیابی اس دن حاصل ہوئی جس دن مسلمان بدر میں کامیابی کی خوشی منا رہے تھے، اس طرح مسلمانوں کو اس دن دوہری خوشی ملی ، ہرقل کو دوہری کامیابی اس دن ملی جب مسلمان حدیبیہ سے کامیاب لوٹ رہے تھے، رومیوں کو تیسری اور آخری کامیابی اس دن حاصل ہوئی جب مسلمان مکہ فتح کرچکے تھے، اور اسی وقت اس مہم سے فارغ ہوئے تھے، کوئی ان فتوحات کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن جو قرآن نے کہہ دیا وہ ہوکر رہا، روم والے غالب آگئے، مسلمان بھی غالب آگئے مسلمانوں نے دوہری خوشیاں منائیں ، قرآن نے رومیوں کے غالب آنے کے لئے فی بضع سنین کے الفاظ استعمال کئے جن کا اطلاق تین سے نو تک کے عدد پر ہوتا ہے، چنانچہ پورے نو سال کے اندر اندر یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

قرآن نے فرعون کے بارے میں فرمایا، فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیة

آج کے دن ہم تیرے بدن کو باقی رکھیں گے، تاکہ بعد میں آنے والے

Marfat.com

لوگوں کے لئے عبرت ہو،

قرآن پاک نے فرعون کی لاش کو محفوظ ہونے کا کہہ دیا، جب کہ دنیا والوں کے پاس فرعون کی لاش موجود نہیں تھی، یہود و نصاری مسلمانوں کو طعنے دیتے تھے، کہ قرآن کہتا ہے کہ عبرت کے لئے فرعون کی لاش محفوظ ہے ہمیں دکھاؤ وہ کہاں ہے، بس صرف ایک یہی بات تھی جس کا علماء کے پاس جواب نہیں تھا، کچھ علماء یہ جواب دیتے تھے کہ اللہ نے کچھ عرصے کے لئے فرعون کی لاش کو محفوظ رکھا تھا تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں،

کچھ علماء کہتے کہ واقعی اللہ رب العزت نے فرعون کی لاش کو محفوظ رکھا ہوا ہے وہ جب چاہے گا منظر عام پر لائے گا،

آکر کار 1907 میں اہرام مصر کی کھدائی پر فرعون کی لاش مل گئی، اس کے سارے جسم پر نمک کی تہ جمی ہوئی تھی، اس سے بالکل واضح ثابت ہو رہا تھا کہ یہ سمندر میں ڈوب کر مرا تھا، اور اس کے جسم پر نمک کے اثرات اب تک موجود ہیں پھر اس پر تجربات کئے گئے، تو یہ ثابت ہو گیا، کہ یہ وہی فرعون ہے جو موسیٰ کے مقابلے پر آیا تھا، اور ڈوب کر مرا تھا،

اللہ رب العزت نے مسلمانوں سے نہیں کروایا بلکہ یہود و نصاری سے کروایا انہوں نے اس لاش کو نکالا اس پر تجربات کئے اور خود ہی ثابت کیا کہ یہ فرعون موسیٰ کی لاش ہے۔ یہ لاش مصر کے عجائب گھر میں پڑی ہوئی ہے۔ ہزاروں لوگ روزانہ اسے دیکھتے ہیں اور عبرت حاصل کرتے ہیں، آج قرآن کی اس پیشین گوئی کو پوری دنیا مانتی ہے۔

قرآن پاک کے اعجاز کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں کئی ایسے بیانات آئے ہیں، کہ جن کے بارے میں ہمارے دور کے بعض لوگوں نے شکوک و

Marfat.com

شبہات کا اظہار کیا ہے اور مستشرقین نے بھی ان پر اعتراضات کا طوفان اٹھایا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ یہ بات جو قرآن پاک میں آئی ہے، کہ یہودی عزیر کو اللہ رب العزت کا بیٹا کہتے ہیں، اور نصاریٰ عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں، عیسائی تو ایسا کہتے ہیں یہ سب کو پتہ ہے وہ مانتے بھی ہیں لیکن یہودی ایسا نہیں کہتے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تورات گم ہوگئی اور حضرت عزیر نے دوبارہ یہودیوں کو تورات زبانی لکھوائی تو وہ اس پر بہت حیران ہوئے، اس بات پر انہوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا، اور بہت سے یہودیوں کا یہ مستقل عقیدہ رہا، مدینہ کے اردگرد بھی یہودی بستے تھے، ان کے بڑے بڑے قبیلے تھے، خیبر یہودیوں کا گڑھ تھا، انہوں نے تو قرآن کے اس بیان کی کبھی تردید نہیں کی لیکن آج کے دور میں اعتراض کیا گیا تو رب نے اس کا بھی انتظام فرمادیا، آج سے 60یا70 سال پہلے اردن کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہاڑی کے قریب ایک چرواہا بکریاں چرایا کرتا تھا، شام کو جب وہ بکریاں واپس لانے لگا تو ایک بکری پہاڑی کی طرف چلی گئی، اس نے پیچھا کیا تو بکری غار کے اندر تھی، یہ بکری کو آواز دیتا رہا، بکری آگے ہی بھاگتی رہی بکری غار کے اتنا اندر چلی گئی کہ اتنے اندھیرے میں چرواہا آگے نہیں جا سکتا تھا، دوسرے دن اس نے لالٹین لیا اور چند دوستوں کو ساتھ لیکر غار میں آیا جب غار کے بالکل اندر گئے تو وہاں بڑے بڑے مٹکے پڑے ہوئے تھے، انہوں نے سمجھا ان میں خزانہ ہے لیکن جب ہاتھ ڈالتے تو ان میں سے کاغذ نکلتے سارے گاؤں کو اکٹھا کیا سارے مٹکے چیک کئے، سب میں کاغذ تھے، حکومت کو پتہ چلا تو حکومت نے سارے مٹکے اپنی نگرانی میں لیکر تحقیق شروع کر دی، قدیم خطوط اور مذاہب کے ماہرین کو بلایا گیا، انہوں نے ان کتابوں کو پڑھا تو پتہ چلا کہ یہ ایک بڑا کتب خانہ تھا، جو کسی بڑے عیسائی عالم کی ملکیت تھا وہ عیسائی عالم اس زمانہ میں تھا

Marfat.com

جب عیسائیوں پر مظالم ہو رہے تھے، اور یہودیوں کی حکومت تھی، یہ حضرت عیسیٰ کے سو، ڈیڑھ سو سال بعد کا واقعہ تھا، ان لوگوں پر جب یہودیوں کی طرف سے مظالم بڑھنے لگے تو یہ لوگ گھر بار چھوڑ کر بھاگنے لگے اس کتب خانہ کے مالک کو خطرہ ہوا کہ یہ کتب خانہ ضائع ہو جائے گا اس لئے اس نے اس کو غار میں محفوظ کر دیا، اٹھارہ سو سال سے زائد عرصہ گذرنے کے بعد اللہ رب العزت نے اس کو دنیا کے سامنے کر دیا، اور تحقیق کرنے والے اس کو پڑھنے والے بھی غیر مسلم ہی تھے، یہ ذخائر قدیم عبرانی اور سریانی زبانوں ہی میں تھے، ان میں سے بہت سی چیزوں کو شائع بھی کیا گیا، ، ان میں ایک اہم کتاب یہودیوں کی تردید میں ملی تھی خاص طور پر ان یہودیوں کی تردید میں جو حضرت عزیر کر اللہ کا بیٹا کہتے تھے، اس کتاب میں یہودیوں کے اس عقیدے کی برائی بیان کی گئی ہے، اس مشرکانہ عقیدہ پر یہودیوں کے اس عقیدے کی برائی بیان کی گئی ہے اس مشرکانہ عقیدہ پر یہودیوں کو شرم دلائی گئی تھی اور پھر یہ وضاحت بھی لکھی ہوئی تھی کہ اللہ رب العزت کی ذات تو ایک ہے، اس کا کوئی بیٹا نہیں، حضرت عزیر تو اس کے نیک بندے اور انسان تھے، وہ اللہ رب العزت کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس علاقے کے لوگ اور خاص طور پر وہ عالم جس نے یہ کتاب لکھی تھی اور کتب خانے کا مالک وہ عیسیٰ کو بھی اللہ کا نبی ہی مانتے تھے، اللہ بیٹا نہیں مانتے تھے، اللہ تو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، کاش کہ لوگ سوچیں سمجھیں۔ (محاضرات قرآنی۔ ڈاکٹر محمود غازی۔ ص 274 تا 276)

ہامان کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے یہ فرعون کا وزیر تھا، فرعون نے ہامان کو حکم دیا تھا کہ ایک اونچا محل بنا تاکہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں کہ موسیٰ کا رب کہاں ہے۔

Marfat.com

لیکن یہودیوں کے کسی لٹریچر میں اس کا ذکر نہیں قدیم مصری تاریخ میں بھی اس کا ذکر موجود نہیں اس بات پر مستشرقین اور یہودی بڑی شدت سے تنقید کیا کرتے تھے کہ ایسا کوئی شخص موجود ہی نہ تھا جب اہرام مصر کی کھدائی ہوئی تو وہاں سے ایک تابوت ہامان کا بھی ملا اس پر لکھا تھا کہ یہ اس دور کا بڑا باا ثر انسان تھا یہ اس زمانے کا تھا جس وقت فرعون موسیٰ بادشاہ تھا۔

اس سے قرآن پاک کی اس بات کی تصدیق ہوگئی، ایسی اور بھی مثالیں ہیں کہ جن کا ذکر قرآن میں موجود ہے لیکن یہود ونصاری مانتے نہیں تھے، لیکن پھر ایسے شواہد مل گئے جن سے قرآں مجید کے بیان کی خود بخود تصدیق ہوگئی۔

ایک اور چیز قرآن پاک کے اعجاز میں ممتاز حیثیت کی حامل ہے کہ دنیا میں کسی بھی بڑے سے بڑے ادیب اور صاحب کمال کا سارا کلام یکساں نہیں ہوتا، بڑے سے بڑے ادیب کے ہاں بعض بہت بلند اور بعض بہت گرے ہوئے جملے ملتے ہیں، جو کسی اعتبار سے معیاری نہیں ہوتے، یہی حال شعراء کا ہے ان کے ہاں بھی بہت کم اشعار بہت اونچے پائے کے ہوتے ہیں اور اکثر فضول ہی ہوتے ہیں، اس کے برعکس قرآن مجید وہ کتاب ہے، جو اول سے لیکر آخر تک اپنے اس معیار کو برقرار رکھے ہوئے ہے، پڑھنے والے کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کلام کہاں زیادہ اونچا ہے۔

یہاں تک کہ احادیث میں بھی یہ بات نہیں ہے، احادیث میں بھی زیادہ بلند احادیث اور زیادہ بلند خطبات کی نشاندہی کرنا آسان ہے۔

قرآن کے اعجاز کا ایک زبردست پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے اندر زبردست تاثیر پائی جاتی ہے، اس نے عرب والوں کی تقدیر بدل ڈالی لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں، رہنے سہنے کے طریقے بدل گئے، عادات واطوار بدل گئے، قرآن نے

Marfat.com

لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا، آج بھی قرآن کے اندر زبردست تاثیر ہے کروڑوں مسلمان اس پر عمل کرتے ہیں، اتنا عمل دنیا کی کسی بھی اور کتاب پر نہیں کیا جاتا اتنی تلاوت اتنی اتباع کسی اور کتاب کی نہیں کی جاتی۔

دنیا میں موجود کتابوں میں سب سے زیادہ محبت بھی اس کتاب سے کی جاتی ہے، لوگوں کے سینوں میں محفوظ بھی صرف یہی کتاب ہے۔

اعجاز القرآن کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کتاب کی تعلیم اور اس کا پیغام اتنا وسیع ہے اور اتنا ہمہ گیر ہے کہ کسی اور کتاب کو اس کا ہزارواں حصہ بھی حاصل نہیں، مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ قرآن مجید کی محدود نصوص کی بنیاد پر لامتناہی احکامات اور اصول وقواعد نکلتے چلے آرہے ہیں، اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے، یہ ایسا سمندر ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں ہر کتاب کی ایک مدت ہوتی ہے، ہر تحریر کی ایک عمر ہوتی ہے، تھوڑے عرصے کے بعد یہ کتابیں اور تحریریں پرانی ہو کر آثار قدیمہ میں چلی جاتی ہیں، اخبار شام کو ردی بن جاتا ہے، دیگر کتابیں چند سال یا چند عشروں یا زیادہ سے زیادہ ایک آدھ صدی کے بعد بے کار ہو جاتی ہیں، مگر قرآن وہ کتاب ہے جو ہر وقت اور ہر لمحہ زندہ ہے،

آں کتاب زندہ قرآن کریم
حکمت اولایزال است وقدیم

آج بھی پوری دنیا میں اسے پڑھا جاتا ہے، سنا جاتا ہے، سمجھا جاتا ہے، اس کے ہزاروں مفسر آج بھی موجود ہیں، لاکھوں علماء موجود ہیں، قرآن پاک کے اعجاز کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے انسانی ضروریات کی تکمیل کا لامتناہی سامان موجود ہے، انسانوں میں جو لوگ فلسفے سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کو فکری راہنمائی اس کتاب سے مل رہی ہے جو لوگ معاشیات سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کو اپنے مسائل

Marfat.com

کا حل اس کتاب سے مل رہا ہے، جو لوگ سیاسیات یا قانون سے یا کسی بھی ایسے پہلو سے دلچسپی رکھتے ہیں جو انسان کی فلاح وصلاح کے لئے ناگزیر ہے ان کو اپنی ضروریات کے مطابق ہدایات مل رہی ہیں، ان پہلوؤں کے بارے میں قرآن پاک کی راہنمائی اس طرح تسلسل کے ساتھ جاری ہے جیسا کہ آب زمزم کا چشمہ جاری ہے، جو کبھی ختم نہیں ہو رہا، لاکھوں کی تعداد میں لوگ لینے کے لئے آرہے ہیں، لیکن اس میں کسی بھی لمحے کمی نہیں ہوتی اس سے کہیں زیادہ قرآن پاک کا چشمہ جاری ہے۔

قرآن پاک کا ایک بہت بڑا اعجاز یہ بھی ہے، کہ یہ کتاب محفوظ ہے، پہلی کتابوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے ان امتوں پر ہی لگایا تھا، اس بارے میں قرآن کے الفاظ یہ ہیں بما استحفظوا من کتاب اللہ (مائدہ 44) پہلی کتابوں کے صرف انبیاء ہی حافظ ہوتے تھے، امت کو کتاب زبانی یاد نہیں ہوتی تھی، ان کی نماز میں کتاب کی تلاوت بھی نہیں ہوتی تھی، تورات کے حافظ نبی ہی تھے، حضرت موسیٰ، ہارون اور عزیر، انجیل کے حافظ حضرت عیسیٰ ہی تھے، قرآن پاک کے سب سے پہلے حافظ ہمارے نبی پاک ﷺ تھے، صحابہ میں سب سے پہلے حافظ حضرت عثمان نے قرآن پاک مکمل حفظ کیا، ہزاروں صحابہ قرآن کے حافظ اور قاری تھے، امت میں یہ سلسلہ باقاعدگی سے چلتا رہا، اس وقت بھی دنیا میں ایک کروڑ سے زائد حافظ قرآن موجود ہیں۔ قرآن پاک کی ہر ہر چیز اپنی اپنی جگہ محفوظ ہے، اس کے نقطے اس کے اعراب عربی زبان بھی محفوظ ہے، عربی قواعد بھی محفوظ ہیں، دنیا میں زبانیں مٹتی رہتی ہیں بدلتی رہتی ہیں، لیکن قرآن پاک کی زبان نہ مٹ سکتی ہے نہ بدل سکتی ہے۔

دنیا کی زبانیں دو چار سو سال بعد بدل جاتی ہیں دو سو سال پہلے والی

Marfat.com

انگریزی پڑھ کر دیکھ لیں پتہ چل جائے گا سو سال پہلے والی اردو ہم صحیح طریقے سے سمجھ نہیں سکتے لیکن قرآں کی زبان اس طرح محفوظ ہے کہ اگر ہمارے پاس کوئی صحابی رسول ﷺ آجائیں تو ہر عربی جاننے والا ان کیساتھ آسانی سے بات چیت کر سکے گا، ان کی ہر بات کو سمجھے گا، یہ قرآن کا اعجاز ہے، کہ اس نے اپنی زبان کو تبدیل نہیں ہونے دیا، اور قیامت تک قرآن کی بھی حفاظت ہوگی، اس کی زبان کی بھی حفاظت ہوگی،

قرآن عربی ادب کا شاہکار ہے کفار مکہ نے بڑی سر توڑ کوششیں کیں کہ قرآن میں کوئی غلطی نکالیں نہ نکال سکے پھر یہ سوچا کہ اس میں کوئی ایسی بات تلاش کریں جو عربی ادب کے خلاف ہو بڑی سوچ بچار اور مشوروں کے بعد صرف تین الفاظ ڈھونڈے اور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اور آکر کہا کہ یہ تین الفاظ عربی ادب کے خلاف ہیں، کبار، ھزوا، عجاب - نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آؤ کسی سے فیصلہ کروالیتے ہیں لوگ آپ کے ساتھ چل پڑے،

اتفاقی طور پر سامنے سے ایک بوڑھا آدمی آرہا تھا طے پایا کہ اس سے فیصلہ کرواتے ہیں جب وہ بوڑھا پاس آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا کہ بیٹھ جایئے وہ بیٹھ گیا، پھر فرمایا کھڑے ہو جایئے، وہ کھڑا ہوگیا، پھر فرمایا بیٹھ جائیں وہ بیٹھ گیا پھر فرمایا کھڑے ہو جایئے وہ کھڑا ہو گیا جب تین چار مرتبہ ایسے کیا تو وہ بوڑھا بول اٹھا، اَنَا شَیْخٌ کِبَار ، اَتَتَّخِذُونِی هُزُوًا، هَذَا شَئیٌ عُجَاب میں بوڑھا آدمی ہوں، تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو، یہ عجیب چیز ہے۔ ایک ہی سانس میں اس نے یہ الفاظ کہہ دیئے کفار مکہ حیران رہ گئے، کہ بوڑھے نے اتنی جلدی ہماری ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا ہمیں پوچھنے کا موقع بھی نہیں ملا، بس اس کے بعد کبھی کفار مکہ کو اس طرح کی جرأت نہ ہوئی۔

Marfat.com

آج سے کچھ عرصہ پہلے مصر کا ایک طالب علم جو بعد میں علامہ طنطاوی بنا پیرس کی یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا، وہاں ایک مستشرق ان کا استاد تھا، ایک دن استاد نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ کیا تم بھی قرآن کو معجزہ سمجھتے ہو شاگرد نے کہا جی ہاں، قرآن بہت بڑا معجزہ ہے، استاد نے کہا تم جیسے پڑھے لکھے آدمی کو اس طرح کی بات ذہن میں نہیں رکھنی چاہیئے تم ایک بڑی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہو، مسلمان طالب علم کو دکھ ہوا، اور استاد سے کہا کہ ہم 20 آدمی ایک ایسی بات کو عربی میں بیان کرتے ہیں جو قرآن میں بھی بیان کی گئی ہو پھر ہم اس کا مقابلہ کریں گے اور فیصلہ ہو جائے گا۔

وہ مستشرق بھی عربی پر عبور رکھتا تھا، بات یہ طے پائی کہ سب جہنم کے بارے میں ایک ایک فقرہ لکھیں، ہر آدمی نے اپنے حساب سے لکھا، جہنم کبیرۃ جدا، جہنم واسعۃ جدا، جہنم بہت بڑی ہے، جہنم بہت وسیع ہے، جھنم لن تملاء، یعنی مضمون یہ بیان کرنا تھا کہ جہنم بڑی سخت ہے، ہر ایک نے اپنی زبان دانی مکمل طور پر خرچ کر ڈالی، اس کے بعد اس طالب علم نے قرآن پاک کی یہ آیت سامنے رکھی یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَئْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (ق ۳۰)

جس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے کہ تو بھر گئی تو وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے۔

بس اس سے بڑھ کر جہنم کی سختی کس طرح بیان کی جا سکتی ہے، سب نے بالاتفاق یہ تسلیم کیا کہ قرآن مجید کے اس اسلوب کا مقابلہ کرنا ممکن ہی نہیں۔

Marfat.com

حفاظت قرآن

قرآن پاک لوح محفوظ میں اللہ رب العزت نے لکھ رکھا ہے، جیسا کہ فرمایا بل هو قرآن مجيد ، في لوح محفوظ بلکہ وہ قرآن مجید ہے اور لوح محفوظ میں موجود ہے،

اللہ رب العزت نے قرآن پاک کو لوح محفوظ سے شب قدر میں آسمان دنیا پر نازل کیا پھر وہاں سے ضرورت کے مطابق آہستہ آہستہ ہمارے آقا و مولا جناب محمد ﷺ پر نازل کیا، اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ رب العزت نے خود اپنے ذمہ لے لیا، کیونکہ پہلے انبیاء کی کتابوں کو لوگوں نے بدل ڈالا چونکہ یہ آخری کتاب ہے اور اس کی قیامت تک کے لوگوں کو ضرورت ہے، اس لئے اس کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے، قرآن پاک کو لانے والے جبرائیل امین ہیں، وہ انتہائی طاقتور اور فرض شناس ہیں، کسی شیطان کی مجال نہیں کہ ان کے قریب بھی آسکے، شیاطین نبی کریم ﷺ کی نبوت سے پہلے آسمان دنیا تک چلے جاتے تھے، وہاں سے فرشتوں کی باتیں سن کر پھر ان میں اپنی طرف سے ملا کر کاہنوں اور جادوگروں کو بتاتے تھے، لیکن جب قرآن اترنا شروع ہوا تو ان کا آسمان کی طرف جانا روک دیا گیا، اگر کوئی جاتا بھی تو اسے آگ کا شعلہ مار دیا جاتا اور وہ اسی وقت واپس لوٹ آتا جیسا کہ فرمایا فمن يستمع الآن يجدله شهاب رصدا

پس قرآن پاک اللہ رب العزت کی طرف سے اپنے پیارے حبیب کے قلب اطہر پر بالکل محفوظ و مامون حالت میں نازل ہوا، حضرت جبرائیل کی اس طرح تعریف فرمائی انه لقول رسول كريم ، ذي قوة عند ذالعرش مكين ، مطاع ثم آمين یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا جو قوت والا ہے

Marfat.com

مالک عرش کے نزدیک ذی مرتبہ ہے وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے، امانت دار ہے۔

لہذا قرآن پاک کے نزول کے سہار کی طاقت جبرائیل امین اور نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ کے اندر ہی موجود تھی، ورنہ پہاڑ بھی اس کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

پہلی کتابیں نہ حفظ کی جاتی تھیں نہ نماز میں پڑھی جاتی تھیں اس لئے ان کی حفاظت بھی نہ ہو سکی، چونکہ قرآن پاک کے بارے میں اللہ رب العزت نے خود فرمایا انا نحن نزلنا الزکر وانا له لحافظون (حجر) ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کی ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس لئے جب نبی کریم ﷺ پر قرآن پاک اترتا تو آپ ﷺ صحابہ کر لکھوا دیا کرتے اور صحابہ میں سے بہت سے حضرات اس کو زبانی بھی یاد کر لیا کرتے تھے، نماز میں قرآن پاک کی تلاوت ضروری ہے، اس لئے ہر مسلمان کو قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور یاد ہوتا ہے، اللہ نے جہاں اپنی کتاب کی حفاظت کے اور بندوبست کئے وہاں اسے لوگوں کے دلوں میں بھی اتار دیا، یعنی ان کو حفظ کروا دیا، تا کہ محفوظ رہے، انجیل کا آج تک کوئی حافظ نہیں بن سکا، ان کے پادری دیکھ کر انجیل پڑھتے ہیں، ان کا پوپ بھی دیکھ کر پڑھتا ہے، یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ سات سال کا بچہ بھی بغیر دیکھے قرآن پاک تلاوت کر رہا ہوتا ہے،

جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو پورا قرآن سفینوں اور سینوں میں محفوظ ہو چکا تھا، آج ساری دنیا اس بات پر متفق ہے کہ جو قرآن محمد عربی ﷺ اپنی امت کو دے کر گئے تھے، وہ آج اسی صورت میں انکی امت کے پاس موجود ہے، نہ اس میں ایک حرف کی کمی ہوئی ہے اور نہ ہی زیادتی ہوئی ہے، نبی کریم ﷺ نے جب آخری حج کے موقع پر لوگوں کو خطبہ دیا اور دین کے مکمل ہونے کا اعلان فرمایا تو اس

Marfat.com

مجمع مین عربی، عجمی، یمنی، حبشی اور بہت سی قوموں کے لوگ موجود تھے، ان کو دین اور قرآن کا علم تھا، قرآن ان کے سینوں میں محفوظ ہو چکا تھا، جسے نہ چرایا جا سکتا تھا نہ جلایا جا سکتا تھا اور نہ ہی تبدیل کیا جا سکتا تھا، وہ سب اللہ کی کتاب پر متفق تھے، آج چودہ سو سال کے بعد بھی امت قرآن پاک پر متفق ہے۔

بائبل کے ایڈیشنوں میں ترامیم ہوتی رہتی ہیں، احکام بدلتے رہتے ہیں، مثلاً دس احکام (Ten Commndmeatns) اپنی اصلی شکل میں نہیں رہے، سبت: ہفتہ کے دن کی بجائے اتوار کو متبرک قرار دے دیا گیا، توحید کی جگہ تثلیث نے لے لی، پختہ عہد، ختنہ ترک کر دیا گیا، مگر قرآن پاک آج بھی اپنے اصل متن کے ساتھ موجود ہے۔

توریت کی تحریف کی تفصیل کچھ یوں ہے، کہ بنی اسرائیل کی تاریخ میں بڑے اتار چڑھاؤ آئے انہیں بار بار غلام ہونا پڑا، ملک بدر ہونا پڑا، ان کی تہذیبوں کو ختم ہونا پڑا، یہاں تک کہ وہ اپنی مادری زبان بھی بھول گئے، ان کی مذہبی کتابیں بار بار تلف ہوئیں، تورات کو کئی بار جلا دیا گیا پھر اندازے سے لکھا گیا، تورات کے جب غیر زبانوں میں ترجمے ہوئے تو نہ صرف ترجمے غیر مستند تھے، بلکہ متن جس کا ترجمہ کیا گیا وہ بھی مشکوک تھا، غیر مستند تھا، متن میں سے کسی بھی فقرے کے بارے میں یہ قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ کلام الٰہی ہے، داخلی طور پر اس میں ایسا مواد شامل ہے جسے عقل سلیم اور بہت سے یہود و نصاریٰ بھی کلام الٰہی تو کیا ایک شریف النفس آدمی کا کلام ماننے کو تیار نہیں۔

اس کے برعکس خدا کے فضل سے مسلمان ہمیشہ آزاد رہے ان کی مذہبی کتاب پر کوئی ایسی تباہی نہیں آئی، اول روز سے قرآن کا ایک ہی مستند متن ہے، جس میں الفاظ کی تبدیلی تو کیا زیر زبر کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی۔

Marfat.com

حجاج بن یوسف اس امت کا ظالم ترین شخص تھا، اس نے ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے، ساتھ ایک اچھا کام بھی کیا کہ قرآن پر اعراب لگوائے، جب یہ کام جاری تھا تو اس کے پاس ایک قوم آئی، اور آکر کہا کہ قرآن میں ہماری مذمت ہے، کہ اس قوم نے موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی مہمان نوازی نہیں کی، پس اس جگہ پر آپ فَاَبَوا کی بجائے فَاَتَوا کردیں تو ہم آپ کو منہ مانگا معاوضہ دیں گے، آپ ہم سے جتنے مرضی خزانے لے لیں لیکن "ب" کی بجائے "ت" لگا دیں، تو حجاج نے کہا کہ یہ رب کا کلام ہے، میری کیا مجال کہ میں اس میں تبدیلی کرسکوں، اتنے بڑے ظالم کی جرأت نہ ہوئی کہ وہ قرآن کے ساتھ مقابلہ کرے اسے تبدیل کرے۔

خلیفہ مامون الرشید کے پاس ایک بہت بڑا فلسفی اور عالم جو یہودی تھا آیا کرتا تھا، مامون اسے مسلمان ہونے کا کہا کرتا تھا، لیکن وہ ٹال مٹول کردیا کرتا تھا، ایک دفعہ وہ دربار میں آیا تو بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے، مامون حیران رہ گیا کہ ہمارے کہنے پر تو مسلمان نہیں ہوا پھر کیسے ہو گیا، اس نے بتایا کہ میں نے تورات اور انجیل کو جان بوجھ کر تبدیل کر کے لکھا اور اسے بازار میں بھیجا وہ فوراً بک گئیں، میں نے پھر قرآن کو لکھا اور جان بوجھ کر اس میں غلطیاں کیں لیکن جب اسے بازار میں بھیجا تو جس نے بھی اسے پڑھا واپس کر دیا، مجھے یہ یقین ہو گیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہے، اس لئے میں اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔

جرمنی نے میونخ یونیورسٹی میں ایک ادارہ قائم کیا کہ اس بات کی تحقیق کی جائے کہ کیا صدیاں گذرنے کے باوجود قرآن میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے، اس سلسلے میں کئی دہائیوں پر محیط عرصے میں کام کیا گیا، قرآن پاک کے پہلی صدی ہجری

Marfat.com

سے لیکر دورِ حاضر تک کے بیالیس ہزار نسخے اکٹھے کیئے گئے، اور ان کو آپس میں ملایا گیا تو بات یہ سامنے آئی کہ ان مین ذرا سا بھی فرق نہیں ہے، کسی کسی جگہ پر کاتب کی غلطی ہے، کہ اگر ایک نسخے میں غلطی ہوتی ہے تو دوسرے میں ہر گز نہیں ہوتی، غلطی اس میں قرار نہیں پکڑتی، بس ہم اس کاتب کی غلطی کہہ سکتے ہیں، قرآن میں تحریف ہر گز نہیں، یہ کتاب محفوظ ہے، ہر قسم کے ردوبدل سے پاک ہے۔

انجیل کی تحریف کا یہ حال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے اُٹھائے جانے کے بعد آپ کے حواری ادھر اُدھر ہو گئے، نہ وہ انجیل کو لکھ سکے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو محفوظ کر سکے، پال جو جدید عیسائیت کا بانی ہے اس نے اپنی طرف سے بہت سی من گھڑت باتیں عیسائیت میں داخل کر دیں اس کی باتوں کی وجہ سے عیسائیت ایک مشرکانہ مذہب بن گئی، حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات ہر شائبہ شرک سے پاک تھیں، لیکن موجودہ عیسائیت کا تصور الوہیت باپ، بیٹا اور روح القدس یا باپ، بیٹا اور کنواری مریم کے مخلوطہ سے تیار ہوتا ہے، منصف مزاج عیسائی آج بھی کہتے ہیں کہ اگر مسیح نے وہ باتیں کہی ہیں جو متی نے لکھی ہیں تو وہ باتیں ہر گز نہیں کہی ہیں جو یوحنا نے لکھی ہیں کیونکہ اناجیل میں کھلم کھلا طور پر ایک دوسرے کی تردید کرتی ہیں، تو اگر موجودہ اناجیل خدا کا کلام ہوتیں جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے تو یقیناً ان میں اس طرح کا تضاد نہ ہوتا۔

ان تفاصیل سے قرآن کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں کی تحریف روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، لیکن اس کے مقابلے میں قرآن وسنت تو بڑی بات ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی زندگیاں بھی محفوظ ہیں، ان کے اقوال وافعال محفوظ ہیں۔

یورپ کے علماء نے اور اہل تحقیق نے قرآن کے لفظی تواتر اور تحریف سے محفوظ رہنے کو تسلیم کیا ہے۔

Marfat.com

کمال وہ ہوتا ہے جس کی دشمن بھی تعریف کریں۔

چنانچہ ولیم میور لکھتا ہے، قرآن پاک کا کوئی جزو کوئی فقرہ اور کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو، اور نہ ہی کوئی لفظ اور فقرہ ایسا پایا گیا ہے کہ جسے داخل کر دیا گیا ہو، اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو ان احادیث میں جن میں محمد ﷺ کی چھوٹی چھوٹی باتیں محفوظ ہیں اس کا ضرور پتہ چل جاتا اس طرح عیسائی مؤرخ باڈلے نے کہا تھا، قرآن ہی ایسی کتاب ہے جس سے تیرہ سو سال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، یہودی اور عیسائی مذہب میں کوئی ایسی چیز جو معمولی طور پر بھی قرآن کے مقابلے میں پیش کی جاسکے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون بہت بڑا مژدہ ہے۔ بشارت ہے، بہت بڑی حفاظت ہے، ایک عظیم الشان اعلان ہے، اتنا زور ہے کہ ہم بیان نہیں کر سکتے، تاکید ہے، یقین ہے، یہ سلطانی، شاہی یا شہنشاہی حکم نہیں بلکہ حکم الٰہی ہے، الٰہی وعدہ ہے کہ ہم اپنی کتاب کی حفاظت کر کے دکھائیں گے۔

اللہ رب العزت نے اس کتاب کو صرف کتب خانوں کی زینت نہیں بنایا بلکہ اسے اپنے بندوں کے سینوں میں محفوظ کر دیا، اپنے بندوں کو یہ باور کرا دیا کہ اپنے بندوں کے ذریعے اس کے الفاظ، معانی، تفسیر، صرف ونحو، عربی قواعد پر ہر چیز کو محفوظ کر دیں گے۔ حفاظ حفظ کرتے ہیں، اس طرح الفاظ محفوظ ہو گئے، علماء معانی و تفاسیر پر زور دیتے ہیں، قاری تجوید پر زور دیتے ہیں، تاکہ قرآن کا لہجہ محفوظ ہو جائے، فقہاء اس کے مسائل کی حفاظت کرتے ہیں۔

اگر سعودی عرب سے کوئی بڑا قاری آیا ہو حتیٰ کہ امام کعبہ بھی آیا ہو اور وہ بھی غلطی کر جائیں تو فوراً ان کو بتا دیا جائے گا، اگر بڑے سے بڑا قاری تراویح میں غلطی کر جائے تو پیچھے کھڑا دس بارہ سال کا شاگرد بھی استاد کو آگے نہیں پڑھنے دے

Marfat.com

گا جب تک کہ استاد اپنی غلطی نہ درست کر لے۔

چنگیز خان اور ہلاکو خان نے عالم اسلام کو تہہ و بالا کر دیا، ایک کروڑ سے زائد مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا، صرف بغداد میں ایک دن میں سولہ لاکھ مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا، لاکھوں کتابیں دریا برد کر دی گئیں، ایک جگہ پر پل نہیں تھا اتنی کتابیں دریا میں پھینکی گئیں کہ پل بن گیا، ایک ماہ تک دریا کا پانی سیاہی بن کر چلتا رہا، لیکن یہ لوگ قرآن کو ختم نہ کر سکے۔

روس نے ستر سال تک مساجد کو تالے لگائے رکھے قرآن پڑھنے پڑھانے پر پابندی لگا دی، سکولوں میں بچوں سے بہلا پھسلا کر قرآن سنا جاتا اگر بچہ چند آیات سنا دیتا تو اس بچے اور اس کے استاد اور والدین کو قتل کر دیا جاتا، ملک میں داخلے کے وقت کاغذ تک چیک کئے جاتے کہ کہیں قرآن کی آیات نہ لکھی ہوئی ہوں، لیکن جب ان لوگوں کا زور ٹوٹا تو تہہ خانوں سے ہزاروں حفاظ اور علماء نکلے، یہ اللہ رب العزت کا ہی کمال ہے۔ روس کے ایک گھر کے بارے میں اطلاع ملی کہ اس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے، اور اس وقت بھی قرآن پاک موجود ہے، گھر پر چھاپا مارا گیا، سب گھر والوں کو گولی مار دی گئی، ایک دس سال کا بچہ پلنگ (بیڈ) کے نیچے چھپ گیا، اس نے اپنے ماں باپ کو مرتے دیکھا بڑے بھائی کو مرتے دیکھا لیکن نہ تو باہر نکلا اور نہ ہی آواز نکالی، جب ایک فوجی نے قرآن کو ڈھونڈ نکالا اور اسے پھاڑنے لگا تو بچہ پلنگ کے نیچے سے نکل آیا اور جھپٹ کر فوجی سے قرآن چھین کر سینے سے لگا لیا کہ اسے مت پھاڑنا، فوجی حیران رہ گئے کہ اس قوم کے دلوں سے ہرگز قرآن کی محبت نہیں نکالی جا سکتی۔

برصغیر میں انگریز نے قرآن کو ختم کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن خود ختم ہو گیا، قرآن کو ختم نہ کر سکا۔

Marfat.com

ایک دفعہ فیصلہ ہوا کہ سارے مسلمانوں سے قرآن چھین لو یا خرید لو، پھر ان کو سمندر میں پھینک دو، دریاؤں میں بہا دو یا کسی بھی طریقے سے ضائع کر دو، ایک علاقے میں ایسا کرنے کے لئے ابتداء کی گئی، مسلمانوں سے بہلا پھسلا کر منت سماجت کر کے خرید کر قرآن اکٹھے کرنا شروع کر دیئے۔ اور دل میں سوچا کہ سارے قرآن اکٹھے کر کے ان سے کہیں گے کہ اب لاؤ اپنا قرآن دکھاؤ، جب ایک مدرسے میں جا کر سارے قرآن حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے تو مولوی صاحب سمجھ گئے، اور انہوں نے انگریز افسر کے سامنے ایک بچے کو کہا کہ فلاں جگہ سے قرآن پڑھو، دوسرے بچے کو کہا کہ فلاں جگہ سے پڑھو، اسی طرح تمام بچوں نے جگہ جگہ سے قرآن سنا دیا، مولوی صاحب نے انگریز کو مخاطب کر کے کہا کہ تم قرآن خرید کر چھین کر جو کتابی صورت میں قرآن ہیں ان کو تو لے جاؤ گے مگر جو قرآن سینوں میں ہے اسے ہم سے کس طرح جدا کرو گے۔ انگریز افسر بہت شرمندہ ہوا اور اس نے جا کر رپورٹ دی کہ ہم کسی بھی صورت میں مسلمانوں کو قرآن سے جدا نہیں کر سکتے، قرآن تو ان کے سینوں میں محفوظ ہے۔

ایک بچہ جو بالکل عربی زبان سے واقف نہیں ہوتا، پورا قرآن پاک حفظ کر لیتا ہے، یہ خدا کا انعام ہی تو ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن کی حفاظت کا جو ذمہ لیا ہے، اس لئے اللہ رب العزت ہی قرآن کا حافظ ہے، حفیظ ہے، اور یہ حافظ کا لفظ فی الواقع بہت بڑا لفظ ہے، اور چونکہ حفاظ قرآن، حفاظت قرآن میں اللہ رب العزت کے نائب اور خلیفہ ہیں اس لئے ان کو بھی حافظ کہا جاتا ہے، اصل حقیقت میں تو حفاظت کرنے والا اللہ ہی ہے چاہے وہ کسی بھی چیز کو ذریعہ بنا دے، مگر عالم ظاہری میں چونکہ حفاظ قرآن حفاظتِ قرآن میں اللہ رب العزت کے نائب اور خلیفہ ہیں اس لئے یہ لفظ ان پر

Marfat.com

بھی مستعمل ہو گیا ہے۔

سر ولیم میور قرآن کی حفاظت کے متعلق اپنی پہلی کتاب کی پہلی جلد میں جو لندن سے 1961ء میں شائع ہوئی لکھتا ہے:

ہر ایک مسلمان قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور حفظ کرتا ہے، اور مسلمانوں کی قدیم سلطنت میں جس مسلمان کو جس قدر زیادہ قرآن یاد ہوتا تھا اسی قدر اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہو جاتا تھا۔

کسی بھی کتاب سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس کا سمجھنا ضروری ہوتا ہے، ورنہ اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا، قرآن ایسی کتاب ہے کہ اگر اس کو سمجھ کر پڑھا جائے تو یہ نورٌ علیٰ نور ہے، اگر بغیر سمجھے پڑھا جائے تو پھر بھی اس کے فائدے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح رٹ لینے کا کیا فائدہ یقین کریں اس کا بھی فائدہ ہے۔

قرآن پاک کی 29 سورتوں کی ابتداء حروف مقطعات سے ہوتی ہے، اور حروف مقطعات کے معنی کسی کو معلوم نہیں لیکن پھر بھی ثواب ملتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ الٓمٓ پڑھنے پر تیس نیکیاں ملتی ہیں، جبکہ ہمیں الٓمٓ کے معنی معلوم نہیں ہیں لیکن تیس نیکیاں ضرور مل جاتی ہیں،

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے خواب میں رب تعالیٰ کی زیارت کی تو پوچھا یارب تقرب حاصل کرنے والے جن ذریعوں سے آپ کا تقرب حاصل کرتے ہیں، ان میں سے سب سے افضل ذریعہ کیا ہے؟

فرمایا: اے احمد میرا کلام ہے،

میں نے عرض کیا: اے پروردگار سمجھ کر پڑھا جائے یا بے سمجھے بھی،

Marfat.com

فرمایا: سمجھ کر پڑھیں یا بے سمجھے دونوں صورتوں میں میری نزدیکی کا ذریعہ ہیں۔ (تفسیر کبیر ج اول ص ۴)

جب ہم کوئی نیا پھل یا مٹھائی کھاتے ہیں اگرچہ ہمیں اس کا نام نہ آتا ہو پھر بھی ہمیں لذت اور طاقت حاصل ہوتی ہے، نام کا جاننا اس پھل یا مٹھائی کی خصوصیات کا جاننا ضروری نہیں ہوتا، اسی طرح جب ہم قرآن پاک پڑھ رہے ہوتے ہیں، تو ہمیں ثواب مل رہا ہوتا ہے، انوارات حاصل ہو رہے ہوتے ہیں، برکتیں اور رحمتیں نازل ہو رہی ہوتی ہیں، چاہے ہمیں اس کا ترجمہ بھی نہ آتا ہو، قرآن پاک کے الفاظ ہی تو اصل ہیں، قرآن پاک کے الفاظ ہی تو تمام علوم کے سرچشمے ہیں، قرآن پاک کے معنی اور مفہوم کا سمندر بھی انہی الفاظ میں موجزن ہے، اگر خدانخواستہ امت کے ہاتھ سے الفاظ قرآن کا رشتہ چھوٹ جائے تو پھر ان تمام علوم کے میوے خشک ہو جائیں گے، اور امت نہ صرف کلام الٰہی کی تلاوت کی لذت و حلاوت سے محروم ہو جائے گی بلکہ قرآن کریم کے علوم و معارف سے بھی تہی دامن ہو جائے گی۔

غور فرمائیں! جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جاتی ہے، یہ ہرگز فضول نہیں ہے، بچے پر اس کے اثرات ہوتے ہیں، بچے کی روح خوش ہوتی ہے، اسے معلوم ہو جاتا ہے، کہ میں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہوں جب معصوم بچے پر اذان و اقامت کے اثرات ہوتے ہیں تو بڑوں پر قرآن پاک کے اثرات کیوں نہ ہوں گے، قرآن کی تلاوت ایک مستقل عبادت ہے، اس کا ترجمہ و تفسیر اور اس کے دوسرے علوم پڑھنا الگ عبادت ہے، قرآن پاک کی لامحدود برکات کی وجہ سے شروع سے اب تک امت قرآن پاک کو حفظ کرتی آئی ہے، ہر آدمی نے اپنی قسمت اور محنت کے مطابق

Marfat.com

اس کو حفظ کیا کسی نے چار سال لگائے، کسی نے پانچ سال لگائے، کسی نے سال بھر میں حفظ کر لیا، اور کسی نے چند ماہ میں مکمل قرآن پاک یاد کر لیا۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی نے جب پہلے حج کا سفر شروع کیا تو جہاز میں رمضان شروع ہو گیا، مولانا کو بڑی شرم آئی کہ اس بادبانی جہاز میں اڑھائی سو آدمی موجود ہیں لیکن حافظ ایک بھی نہیں ہے، ہم لوگ تراویح کس طرح پڑھیں گے، بس پہلے ہی دن ایک پارہ یاد کر کے سنا دیا، دوسرے دن دوسرا، تیسرے دن تیسرا اسی طرح مکمل قرآن پاک یاد کر کے سنا دیا۔

مولانا حسین احمد مدنی جیل میں تھے، رمضان شریف آ گیا، روزانہ ایک پارہ یاد کر کے تراویح میں سنا دیا کرتے تھے۔

امام شافعی نے ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ کیا ہر روز ایک قرآن پاک مکمل کرتے تھے۔

اورنگزیب عالمگیر نے ایک دن اپنے والد شاہ جہان کو مبارکباد دی کہ آپ کا پوتا حافظ بن گیا ہے، شاہ جہان نے کہا کہ مبارک تمہیں ہو قیامت کے دن سونے کا تاج تمہارے سر پر ہو گا میرے سر پر تو نہیں ہو گا، مجھے تو تب خوشی ہوتی کہ میرا بیٹا حافظ بنتا، اورنگزیب نے اسی دن سے حفظ شروع کر دیا، ایک سال کے بعد والد کو مبارکباد دی کہ آج آپ کا بیٹا بھی حافظ بن چکا ہے۔

خواجہ حزیفہ المرعشی جو مشائخ چشت کے درخشان اور تابندہ ماہتاب ہیں سات برس کی عمر میں ہفت قرأت کے حافظ ہو چکے تھے، اور خواجہ مودود چشتی بھی سات سال کی عمر میں حفظ مکمل کر چکے تھے۔

ابن حجر پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے انہوں نے سوۃ مریم صرف ایک دن میں حفظ کر کے سب لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا، نو سال کی عمر

Marfat.com

میں قرآن پاک حفظ کر لیا، 784ھ میں گیارہ سال کی عمر میں مسجد الحرام میں پورا قرآن پاک لوگوں کو سنایا۔

ابن لبان نے پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا، اور ایک سال کے اندر مکمل کیا صرف چار سال کی عمر میں مکتب میں داخل ہوئے اگلے سال حفظ کر لیا۔

امام ابوحنیفہ کی محفل میں ایک لڑکا آیا اور درس میں بیٹھنے کی اجازت چاہی، امام صاحب نے پوچھا کیا آپ حافظ ہیں؟ لڑکے نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا میں حافظ کے علاوہ کسی کو اپنے درس میں نہیں بٹھاتا لڑکا چلا گیا اور ایک ہفتے کے بعد واپس آیا اور کہا کہ میں نے حفظ مکمل کر لیا ہے، امام صاحب نے حیرت سے پوچھا کہ کیا واقعی سات دن میں حفظ مکمل کر لیا ہے، لڑکے نے کہا جی ہاں آپ جہاں سے چاہیں سن سکتے ہیں، امام صاحب نے بہت سی جگہوں سے قرآن پاک سنا لڑکے نے ہر جگہ سے سنا دیا، امام صاحب نے درس میں بیٹھنے کی اجازت دے دی، یہ لڑکا بڑا ہو کر امام محمد بن حسن بنا۔ (بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن حسن الشیبانی ص ۵)

محمد بن ہشام الکلبی ایک بزرگ تھے، بڑی عمر کے تھے حافظ نہیں تھے، ان کے ماموں نے انہیں حافظ نہ ہونے کا طعنہ دیا، بس گھر کے اندر بیٹھ گئے، تین دن کے اندر قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا یہ حفظ کی سب سے کم مدت ہے، ان سے جلدی کسی نے بھی قرآن پاک حفظ نہیں کیا، اور یہ قرآن ہی کا معجزہ ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید کے پاس ایک چار سالہ لڑکا لایا گیا، یہ بچہ مکمل حافظ تھا، قرآن تو پورا یاد تھا لیکن باتیں بچوں والی ہی کرتا تھا، جب اس کا باپ اسے کہتا کہ بیٹا قرآن سناؤ، تو وہ کہا کرتا تھا کہ کیا مجھے گڑ لے کر دو گے، باپ وعدہ کرتا بچہ

Marfat.com

تلاوت شروع کر دیتا مامون نے جہاں سے بھی بچے کو کہا اس نے وہیں سے قرآن سنا دیا، مامون خوش بھی ہوا، حیران بھی ہوا، اور بچے کو بہت سے انعام دیئے۔

مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بچی دیکھی جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہ تھی، یہ مادر زاد حافظہ تھی کسی نے اس کو قرآن یاد نہیں کروایا تھا قدرتی طور پر حافظہ تھی، اس کا باپ اس کو جگہ جگہ لے جا کر قرآن کی تلاوت کرواتا تھا، لوگ اس کو بہت سے انعامات دیتے تھے، جب میں نے بچی کو دیکھا اور اس سے قرآن سنا تو میں نے اس کے والد سے کہا کہ اسے کمائی کا ذریعہ نہ بناؤ، یہ عن قریب فوت ہو جائے گی، واقعی ایسا ہوا کہ اگلے سال میں نے سن لیا کہ وہ بچی فوت ہوگئی ہے۔ (سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر ج ۳۔ ص ۴۲۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے دس سال سے کم عمر میں حفظ مکمل کر لیا تھا، قرآن پاک کے بہت بڑے مفسر تھے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے تھے، خاص طور پر علم میراث کے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت زید کی عمر گیارہ سال تھی، آپ نے اس وقت قرآن پاک کی سترہ سورتیں حفظ کر لیں تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ ق سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

حضرت عمرو بن سلمہ مدینہ کے راستے میں رہتے تھے، بہت چھوٹی عمر میں قرآن پاک کی بہت سی سورتیں یاد کر لیں تھیں، ان کے گھر والے اور قبیلے والے ابھی مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے، آتے جاتے لوگوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے، قرآن کی آیات یاد کر لیتے تھے، فتح مکہ کے موقع پر ان کے والد اپنے قبیلے کے چند افراد کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے۔

قاری فتح محمد صاحب نے بچپن میں ہی اتنا پختہ قرآن پاک یاد کر لیا تھا کہ

Marfat.com

اگر سوال کیا جاتا کہ قرآن پاک میں فلاں حرف کتنی بار ہے اور فلاں کتنی بار تو فوراً بتا دیا کرتے تھے، فلاں متشابہ کتنی بار اور کس کس جگہ پر ہے، اگر کوئی سورۃ یا رکوع کے آخر سے سننا چاہتا تو سنا دیا کرتے تھے، یعنی سب سے پہلے آخر والی آیت سناتے پھر اس سے پہلے والی اس ترتیب سے سناتے وقت سوچتے اور اٹکتے بھی نہیں تھے۔

سورتوں کے شروع کے الفاظ تو بہت سے حفاظ پڑھ لیتے ہیں یہ روانی سے تمام سورتوں کے آخری الفاظ بھی پڑھ لیا کرتے تھے، آخر کار ان کے شیخ قاری شیر محمد خان صاحب نے ان کو اسی طرح پڑھنے سے منع فرما دیا تھا،

مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب کے تمام بچوں نے حفظ کر لیا تو حضرت کے دل میں خیال آیا کہ میں نے تو اپنے تاج کا بندوبست کر لیا لیکن اپنے والدین کے لئے اس سعادت کا انتظام نہیں کیا اس دن سے حفظ شروع کر دیا، بڑی عمر اور کافی مصروفیات کے باوجود تین ماہ میں قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا۔

Marfat.com

تلاوت قرآن

تاابد جاری رہے گا وحی حق کا فیض عام
تشنہ لب بھر بھر پئیں گے بادہ عرفان کے جام
ہے یہ رحمت بھی، شفا بھی، نوا بھی، فرقان بھی
دشمنوں کو بھی دیا اس نے محبت کا پیغام
علم و حکمت کا خزانہ ہے یہ قرآن حکیم
اس کا حامل تھے کبھی سارے زمانے کے امام

جب تک مسلمانوں نے حقیقی معنوں میں قرآن کو سینے سے لگائے رکھا اس کو اپنا امام بنائے رکھا مسلمان ساری دنیا پر چھائے رہے، قرآن کی برکت سے مسلمانوں نے 50 سال کے اندر آدھی دنیا کو فتح کر لیا اور پوری دنیا پر ان کے اثرات پڑ گئے، کسی قوم یا مذہب کی مجال نہیں تھی کہ مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے، صحابہ کرام ﷡ ساری ساری رات قرآن کی تلاوت کرتے تھے، دن بھر اس پر عمل کرتے تھے، قرآن نے مردہ دلوں کو زندہ کر دیا غلاموں کو سردار بنا دیا، سرداروں کو بادشاہ بنا دیا

روح انسان کی حسین پاکیزگی قرآن
دونوں عالم میں شعور آگہی قرآن
اس سے روشن ذہن و دل کے آفتاب و ماہتاب
ظلمتوں میں روشنی در روشنی قرآن ہے
زندہ قوموں کے لئے تسخیر عالم کی نوید
مردہ قوموں کو پیام زندگی قرآن ہے

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت ایمان لائے تھے جب چند ایک صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا تھا، کفار مکہ قرآن کی تلاوت سے بہت گھبراتے تھے، کہ کہیں ان کے بچے یا دوسرے گھر والے قرآن سن کر مسلمان نہ ہو جائیں اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قرآن پڑھنے سے منع کرتے تھے، تشدد کرتے، جب مسلمان قرآن کی تلاوت کرتے تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تاکہ اس کلام کا اثر ہی نہ ہو ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مشورہ ہوا کہ آج کفار مکہ کے پاس جا کر قرآن سنانا چاہیئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں جا کر سناؤں گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے منع کیا کہ آپ ایسا نہ کریں کیونکہ قریش آپ پر تشدد کریں گے، اس کام کے لئے ایسا آدمی ہونا چاہیئے کہ جس کا قبیلہ طاقتور ہو، لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہی یہ کام کروں گا، مجھے دین کی خاطر ہر طرح کی زیادتی گوارہ ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حرم میں پہنچے اور جا کر سورۃ رحمٰن کی تلاوت شروع کر دی، کفار مکہ آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تلاوت جاری رکھی، کفار آپ کو مارتے رہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے زبان نہیں روکی کفار نے ہاتھ نہیں روکے یہاں تک کہ سورۃ رحمٰن مکمل ہو گئی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا چہرہ متورم ہو گیا، سارے جسم پر چوٹیں لگیں، جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے تو انہیں دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت افسوس ہوا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ لوگ اجازت دیں تو کل پھر اس طرح جا کر ان کے مجمع میں قرآن پڑھوں گا، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں منع کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات و گفتگو کرے تو اس کو چاہیئے کہ قرآن شریف کی تلاوت کرے۔ (خطیب دیلمی)

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جس گھر میں قرآن پاک پڑھا جاتا ہو اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور شیاطین دور بھاگ جاتے ہیں، اور پانے رہنے والوں کے لئے وہ گھر فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے، اس میں خیر و بھلائی زیادہ ہو جاتی ہے، اور شر و فساد کم ہو جاتا ہے، جب گھر میں قرآن پاک نہ پڑھا جائے تو اس میں شیاطین حاضر ہو جاتے ہیں، اور فرشتے اس مکان سے دور ہو جاتے ہیں، اور اپنے رہنے والوں کے لئے وہ گھر تنگ اور چھوٹا ہو جاتا ہے، اس میں خیر و برکت کم ہو جاتی ہے، شر و فساد زیادہ ہو جاتا ہے۔

امام اعمش نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جگہ سے گذر رہے تھے ایک عورت نے آپ کو دیکھا کر کہا کہ کتنی مبارک ہے وہ ماں جس نے تجھے جنم دیا اور تجھے دودھ پلایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مبارک ہے وہ شخص جس نے قرآن پڑھا اور پھر اس پر عمل کیا۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہا پانی لگنے سے زنگ آلودہ ہو جاتا ہے، دریافت کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ان دلوں کی صفائی کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کرنا۔ (البیہقی)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پانچ اوقات میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ 1...... قرآن پاک کی تلاوت کے وقت۔ 2...... جنگ میں مسلمانوں اور کافروں کی صف بندی کے وقت۔ 3...... بارش ہونے کے وقت۔ 4...... مظلوم کی دعا کے وقت۔ 5...... آذان کے وقت

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پاک پڑھا اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملیں گی اور جس نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اور کو

Marfat.com

پچاس نیکیاں ملیں گی، اور جس نے بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کو ہر حرف پر پچیس نیکیاں ملیں گی، اور جس نے بغیر وضو کے پڑھا اس کو ہر حرف پر دس نیکیاں ملیں گی، (احیاء)

قرآن پاک نیکیوں کا خزانہ ہے، ایک نیکی کی قدر اس وقت معلوم ہو گی جب ایک نیکی زیادہ ہونے کی وجہ سے آدمی جنت میں چلا جائے گا، ایک نیکی کم ہونے کی وجہ سے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا، نیکیاں اور برائیاں برابر ہونے کی صورت میں مقام اعراف میں روک لیا جائیگا،

مقام اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک جگہ ہے یہ لوگ زیر غور ہوں گے، جنتیوں اور جہنمیوں کے فیصلے ہو جانے کے بعد ان کے بارے فیصلہ کیا جائیگا۔

غور کریں کہ ایک نیکی اس وقت کتنی اہمیت رکھتی ہو گی، ایک نیکی کے لئے آدمی اپنے ماں، باپ، بہن، بھائیوں، بیوی، بچوں کے پاس جائے گا لیکن کوئی اسے ایک نیکی نہیں دے گا۔

جیسا کہ فرمایا، یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ(۳۴) وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ(۳۵) وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ(۳۶)(سورۃ عبس)

رمضان المبارک میں قرآن پاک کی تلاوت کا اجر مزید ستر گناہ بڑھ جاتا ہے، خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ میں اجر بڑھ جاتا ہے، شب قدر میں زیادہ نیکیاں ملتی ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا تقوی کا اہتمام کرو کہ وہ تمام امور کی جڑ ہے،، میں نے عرض کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرما دیں تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ تلاوت قرآن پاک کا اہتمام کرو کہ یہ دنیا میں نور ہے اور آخرت

Marfat.com

میں ذخیرہ۔(ابن حبان)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں دو واعظ چھوڑتا ہوں، ایک بولنے والا اور دوسرا خاموش، بولنے والا قرآن پاک ہے اور خاموش موت کی یاد۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ نماز میں قرآن پاک کی تلاوت بغیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے، اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح وتکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ نفلی روزے سے افضل ہے، اور روزہ ڈھال ہے آگ سے۔(البیہقی)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ممبر پر تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ میں نے عرض کیا کہ خود حضور پر ہی تو قرآن نازل ہوا ہے، میں حضور کو کس طرح سناؤں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں سنوں اس کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، ایک مرتبہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کلام مجید پڑھ رہے تھے حضور ﷺ دیر تک ان کی تلاوت سنتے رہے، ایک مرتبہ فرمایا اللہ رب العزت کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں اتنا خوش آواز آدمی پیدا کیا ہے۔

ابوموسیٰ اشعری کا قرآن سنا تو ان کی تعریف فرمائی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ تم آنکھوں کو ان کی عبادت کا حصہ دیا کرو۔(بیہقی،ترمذی)

حفاظ اور قراء کرام قرآن کو زبانی پڑھ لیتے ہیں، لیکن کبھی کبھی دیکھ کر بھی پڑھنا چاہیئے، یہ ایک الگ اور مستقل عبادت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین پورا قرآن حفظ ہونے کے باوجود ہر روز دیکھ کر بھی پڑھا کرتے تھے۔ یہ آنکھوں کی عبادت ہے۔

Marfat.com

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ کا آواز سے پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

بعض اوقات اونچی آواز سے پڑھنا افضل ہوتا ہے اور بعض اوقات پست آواز سے پڑھنا ابوداؤد نے اپنی سند کے ذریعے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ کعبۃ اللہ کو دیکھنا عبادت ہے، ماں باپ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے، اور قرآن پاک کا دیکھنا عبادت ہے۔

دیکھ کر قرآن پاک پڑھنے والے کی نظر خراب نہ ہوگی۔

ہمیشہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا بڑی عمر میں بہکے گا نہیں۔ جیسے عام طور پر بوڑھے آدمی باتوں کو بھول جاتے ہیں بچوں والی حرکتیں شروع کر دیتے ہیں، بڑھاپے کی وجہ سے سٹھیا جاتے ہیں، لیکن مستقل طور پر قرآن پاک پڑھنے والا ان چیزوں سے یقینی طور پر بچ جائے گا۔

ابن ابی داؤد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب گھر تشریف لے جاتے تو قرآن پاک کھول کر تلاوت شروع کر دیتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن پاک پڑھتے تھے، اتنی زیادہ تلاوت کے باوجود ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ دیکھ کر قرآن پاک سامنے رکھ کر تلاوت نہ کی ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس دو قرآن پاک کثرت تلاوت کی وجہ سے ضعیف ہو کر پھٹ گئے تھے۔ اس وقت آج کل کی طرح باریک کاغذ والے قرآن پاک نہیں ہوتے تھے، بلکہ چمڑے پر لکھے ہوئے قرآن پاک ہوتے تھے، آپ کثرت تلاوت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی قرآن پڑھتے ہوئے ہوئی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے چھینٹے آج بھی ان کے قرآن پر موجود ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سب سے پیارے بیٹے ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے اس وقت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر پانچ سال تھی، آپ بہت بڑے عبادت گذار تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت کئی آدمیوں نے آپ کو خلافت کی دعوت دی آپ رضی اللہ عنہ نے ہر دفعہ سختی سے منع کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ کی ساری توجہ عبادت ہی کی طرف رہی تھی ان کے بیٹے سالم فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔

آپ کے خاص شاگرد حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتنی کثرت سے عبادت کرتے تھے کہ رات کو کمرے سے باہر نکل کر وقت کا اندازہ بھی نہ لگاتے مجھ سے پوچھ لیتے کہ نافع کیا صبح ہوگئی ہے، اگر میں کہہ دیتا کہ صبح نہیں ہوئی تو پھر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

چنانچہ شب بیداری آپ کی زندگی کا جزو لاینفک بن گئی تھی، آپ کا رات بھر کا معمول تھا کہ ساری رات عبادت کرتے جب بالکل تھک جاتے تو تھوڑی دیر کمر سیدھی کر لیتے، تھوڑی دیر کے آرام کے بعد پھر عبادت شروع کر دیتے۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصیت فرمائی تھی اے عبداللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا وہ رات کو تہجد پڑھتا تھا پھر چھوڑ دیا۔ بس عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس وصیت پر ساری زندگی عمل کیا آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے آپ کی ساری زندگی عبادت ہی میں گذری۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح جہاد کیا کرتے تھے اور رات کے وقت قرآن کی تلاوت

Marfat.com

اور عبادت کیا کرتے تھے۔

آج سے بیس تیس سال پہلے تک صبح کے وقت مسلمانوں کے اکثر گھروں سے تلاوت کی آواز آتی تھی، آج یہ عمل بہت سست پڑ گیا ہے، آج گھر گھر سے گانے بجانے کی آوازیں آتی ہیں۔

ہارون الرشید کی بیوی ملکہ زبیدہ نے ایک سو کنیزیں ایسی رکھی ہوئیں تھیں جو مکمل حافظہ تھیں ان کی ہر وقت ڈیوٹی ہوتی تھی کہ قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھیں، انہوں نے اپنے ٹائم بنا رکھے تھے، باری باری تلاوت کرتی تھیں اور ایک منٹ کے لئے بھی تلاوت رکتی نہ تھی۔

مفتی تقی عثمانی صاحب اپنی کتاب جہاں دیدہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

یوں تو دنیا میں کئی جگہوں پر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب تبرکات پائے جاتے ہیں، لیکن مشہور یہ ہے کہ استنبول میں محفوظ تبرکات زیادہ مستند ہیں، یہ تبرکات بنو عباس کے خلفاء کے پاس تھے، دسویں ہجری مین جب حجاز اور مصر میں عثمانی خلیفہ سلطان سلیم اول کی حکومت قائم ہوئی تو اسے خادم الحرمین الشریفین کا منصب عطا کیا گیا، تو اسی طرح مقامات مقدسہ کی کنجیاں اور تبرکات بھی خلیفہ کے حوالے کئے گئے، اس طرح سلطان سلیم دسویں صدی ہجری میں یہ تبرکات مصر سے استنبول لے آئے، اور یہ اہتمام کیا گیا کہ توپ کاپے سرائے میں ایک عالیشان کمرہ بنوا کر یہ تبرکات اس میں رکھ دیئے جائیں۔ ان تبرکات کی قدر دانی اور عشق و محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب تک سلطان سلیم زندہ رہے اس کمرے میں اپنے ہاتھوں سے جھاڑو دیا کرتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے حفاظ کی ڈیوٹیاں لگا رکھی تھیں کہ یہاں بیٹھ کر ہر وقت تلاوت کرتے رہیں، ایک جماعت کے اٹھنے سے پہلے حفاظ کی دوسری جماعت آجاتی اور تلاوت شروع کر دیتی، اس

Marfat.com

جگہ پر دن رات تلاوت قرآن جاری رہتی، اس مبارک سلسلے کو بعد کے خلفاء نے بھی جاری رکھا اور چار سو سال تک یہاں تلاوت ہوتی رہی کبھی ایک سیکنڈ کے لئے بھی تلاوت رکی نہیں، جب انگریز نے خلافت عثمانیہ کو ختم کیا تو یہ مبارک سلسلہ بھی ختم ہو گیا، اور یوں یہ دنیا میں واحد جگہ تھی جہاں چار سو سال تک لگاتار تلاوت قرآن پاک جاری رہی۔

تاریخ اسلام میں بہت سے ایسے بزرگ گذرے ہیں جو عام گفتگو میں قرآنی آیات سے جواب دیا کرتے تھے۔ یہاں صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک حج کے سفر میں تھے، راستے میں ایک بوڑھی عورت ملی جو اپنے قافلے سے بچھڑ گئی تھی اس کی پریشانی اور مایوسی کو دیکھ کر حضرت عبداللہ بن مبارک نے مدد کرنی چاہی اور ان کو سلام کیا، جواب میں انہوں نے قرآن کی آیت پڑھی

سلام قولا من رب الرحیم یسین

یعنی سلام تو رب رحیم کا قول ہے، مراد یہ ہے کہ سلام کا جواب تو خود اللہ رب العزت کی طرف سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے پوچھا آپ یہاں کیا کر رہی ہیں، انہوں نے جواب دیا

ومن یضعل اللہ فلا ھادی لہ

جسے اللہ رب العزت بھٹکا دے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں، مطلب یہ تھا کہ میں راستہ بھول گئی ہوں،

حضرت عبداللہ بن مبارک نے پوچھا آپ کہاں سے آرہی ہیں؟ انہوں

Marfat.com

نے جواب دیا،

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا (سورۃ اسریٰ ۱)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گئی، مراد یہ تھی کہ میں مسجد اقصیٰ کی طرف سے آرہی ہوں،

عبداللہ بن مبارک نے پوچھا آپ یہاں کب سے پڑی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ثلث لیال سویا۔ برابر تین رات۔ عبداللہ بن مبارک نے پوچھا آپ کے کھانے پینے کا کیا انتظام ہے؟ فرمایا والذی ھو یطعمنی ویسقین ۔ وہ اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے یعنی کہیں نہ کہیں سے رزق کا انتظام ہو جاتا ہے۔ ابن مبارک نے پوچھا کہ آپ کے پاس وضو کا پانی موجود ہے؟ فرمایا فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا۔ اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔ مطلب یہ کہ جب پانی نہیں ملتا تو میں تیمّم کرلیتی ہوں ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ۔ یہ کھانا حاضر ہے کھائیے فرمایا اتموا الصیام الی اللیل ۔ روزے کو رات کے آغاز تک پورا کرو۔ اشارہ یہ تھا کہ میں روزے سے ہوں۔ جناب عبداللہ کنے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ تو نہیں۔ اماں جی نے فرمایا ومن تطوع خیر فان اللہ شاکر علیم۔ اور جو کوئی نیکی کا کام کرے تو بے شک اللہ بڑا قدر دان اور علم والا ہے۔ یعنی میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔

عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ سفر میں تو روزہ افطار کرلینے کی اجازت ہے۔ خاتون کہنے لگی وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔ اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اگر تم جانتے ہو۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ آپ میرے جیسے انداز میں بات کریں۔ انہوں نے فرمایا مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید ۔ وہ

Marfat.com

انسان کوئی بات نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک مستعد نگہبان موجود ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ انسان ہر لفظ کو لکھ لیا جاتا ہے۔ فرشتے اس کا اندراج کر لیتے ہیں۔ اس لئے احتیاط کے طور پر میں قرآن کے الفاظ میں ہی بات کرتی ہوں۔

عبداللہ بن مبارک نے پوچھا آپ کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہیں؟ معزز خاتون نے فرمایا ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفئواد کل اولئک کان عنہ مسئولا. جو بات تمہیں معلوم نہ ہو اس کے درپے نہ ہو۔ بے شک کان آنکھ اور دل سے پوچھا جائے گا۔

یعنی جس معاملے کا آپ سے کوئی واسطہ نہیں اسے پوچھ کر کیا فائدہ؟ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ مجھے معاف کر دیں مجھ سے غلطی ہوگئی۔ انہوں نے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم ۔آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں بخش دے۔ عبداللہ بن مبارک نے پوچھا کیا اآپ میری اونٹنی پر بیٹھ کر قافلہ والوں سے ملنا پسند کریں گی؟ انہوں نے جواب دیا۔ وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ ۔تم جو نیکی کرتے ہو اللہ اسے جان لیتا ہے۔ یعنی اگر آپ نیکی کا کام کرنا چاہتے ہیں تو میں انکار کر کے آپ کی نیکی سے محروم نہیں کروں گی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا پھر اونٹنی پر سوار ہو جایئے معزز خاتون نے فرمایا۔ قل للمئو منین یغضوا من ابصارھم مؤمنوں سے کہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ عبداللہ بن مبارک سمجھ گئے اور منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ لیکن جب خاتون اونٹنی پر سوار ہوئیں تو اونٹنی بدکی اور خاتون کا کپڑا کجاوے میں الجھ کر پھٹ گیا اور وہ پکار اٹھیں۔ وما اصبکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم اور تمہیں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے یعنی خاتون نے حضرت عبداللہ کو توجہ دلائی کہ مجھے مشکل پیش آئی ہے۔ حضرت عبداللہ

Marfat.com

سمجھ گئے اور اونٹنی کا پیر باندھ دیا۔ اور کجاوے کے تسمے درست کیے ۔خاتون کے حضرت عبداللہ کی مہارت وقابلیت کی تحسین کرنے کے لیے پڑھا ففھمنھا سلیمان ۔ہم نے سلیمان کو اس معاملے میں بصیرت دی۔ پھر جب سواری چلنے لگی تو عورت نے سفر کی دعا پڑھی سبحان الذی سخر لنا حذاوما کنا لہ مقرنین. وانا الی ربنا لمنقلبون. پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیئے مسخر کر دیا ورنہ ہم اپنے بل بوتے پر اس قابل نہ تھے اور یقیناً ہمیں اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے اونٹنی کی مہار تھام لی اور تیزی سے چلنے لگے خاتون جے فرمایا۔ واقصد فی مشیک واغضض من صوتک . اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز کو دھیما رکھو۔ حضرت عبداللہ سمجھ گئے اور آہستہ چلنے لگے اور حدی بھی آہستہ آواز میں پڑھنے لگے۔ خاتون نے فرمایا۔

فاقرئو ماتیسر من القرآن ۔پھر جتنا کچھ قرآن میں سے آسانی پڑھ سکو پڑھو۔ یعنی نصیحت کی کہ حدی (اونٹ کو چلانے کا نغمہ) کی بجائے قرآن پڑھو۔ حضرت عبداللہ قرآن پڑھنے لگے ۔بوڑھی اماں نے خوش ہوکر پڑھا ومایذ کرالا اولو الالباب۔ اور عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے کچھ دیر قرآن پڑھنے کے بعد کہا کیا آپ کے شوہر زندہ ہیں؟ خاتون نے فرمایا یایھاالذین آمنو الاتسئلو عن اشیاء ان تبدلکم تسوئکم اے ایمان والوایسی باتوں کے متعلق مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر ہو جائیں تو تمہیں بری معلوم ہو۔ خاتون کا مطلب یہ تھا کہ اس بارے میں سوال نہ کرو۔ قرینہ بتا رہا تھا کہ ان کے شوہر فوت ہو چکے تھے آخر کار ان دونوں نے قافلے کو جا پکڑا۔ عبداللہ بن مبارک نے پوچھا کیا اس قافلے میں آپ کو کوئی بیٹا یا عزیز ہے؟ خاتون نے کہا المال ولابنون زینة

Marfat.com

الحیوۃ الدنیا. مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔یعنی میرے بیٹے قافلے میں شامل ہیں۔اوران کے ساتھ مال واسباب بھی ہے۔عبداللہ بن مبارک نے پوچھا آپ کے بیٹے قافلے میں کیا کام سرانجام دیتے ہیں آپ نے یہ اس لیے پوچھا کہ انہیں ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔خاتون کے کہا وعلامات وبالنجم ھم یھتدون ۔اورنشانیاں ہیں اورستاروں سے راہ پاتے ہیں۔یعنی مراد یہ کہ وہ قافلے کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔عبداللہ بن مبارک نے کہا آپ ان کے نام بتاسکتی ہیں؟انہوں نے فرمایا۔واتخذاللہ ابراھیم خلیلا. و کلم اللہ موسی تکلیما. یٰیحی خذالکتاب بقوۃ.

اوراللہ نے ابراہیم کو دوست بنایااورموسی سے اللہ نے کلام کیااوراے یحیی کتاب کومضبوطی کے ساتھ پکڑ۔یعنی تین آیتوں سے اپنے بیٹوں کے نام بتادیئے۔

عبداللہ نے قافلے میں ان تینوں کو پکارنا شروع کردیا ۔ وہ تینوں جوان فوراحاضرہوگئے ۔خاتون کہنے لگی فابعثو ااحدکم بورقکم الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ . اپنے لوگوں میں سے کسی کواپنا سکہ دے کرشہر بھیجوتا کہ کھانا خرید سکے اورچاہیئے کہ وہ دیکھے۔کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے ۔ پھراس میں سے تمہارے لیے روزی لے کرآئے ۔یعنی لڑکوں کو کھانا کھلانے کی ہدایت کی۔ جب کھانا آگیاتو حضرت عبداللہ بن مبارک سے کہا کلو اواشربوا ھنئیابمااسلفتم فی الایام الخالیۃ ہنسی خوشی کھاؤ اور پیوبسبب اس اچھے کام کے جوتم نے گذشتہ ایام میں کیئے اورساتھ ہی دوسری آیت پڑھی جس کا منشاء یہ تھا کہ میں آپ کے حسن سلوک کی شکرگذارہوں۔فرمایا ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ۔نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہوسکتا ہے۔یہاں تک پہنچ کر یہ مبارک گفتگو ختم ہوگئی اس ضعیف عورت کے بیٹوں نے بتایا کہ ان کو

Marfat.com

چالیس ہو چکے ہیں کہ جو بھی بات کرتی ہیں۔ صرف قرآن کی آیات کے ذریعے سے ہی کرتی ہیں۔ کبھی بھی انہوں نے قرآن پاک سے ہٹ کر جواب نہیں دیا اس پاکیزہ ہستی کا نام حضرت فضہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ مجھ سے بنی کریم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مہینہ میں ایک قرآن شریف پڑھا کرو۔ (بخاری و مسلم) اگر آدمی روزانہ ایک پارہ پڑھے تو مہینے میں مکمل قرآن پڑھ لے گا۔ اسی لئے بزرگ کہتے ہین کہ ناظرہ خواں روزانہ ایک پارہ پڑھے تا کہ ہر مہینے میں ایک قرآن پاک مکمل ہو جائے اور حافظ قرآن روزانہ تین پارے پڑھے تا کہ اسے کلام پاک یاد رہے۔

عام آدمی اگر زیادہ پڑھنا چاہے تو پھر روزانہ ایک منزل پڑھتے کہ سات دنوں میں قرآن پاک مکمل ہو جائے۔ اگر کوئی اس سے بھی زیادہ پڑھنا چاہے تو تین دن میں مکمل کرلے۔ بہتر ہے کہ تین دن سے کم میں نہ پڑھے کیوں کہ اس طرح غور و تدبر نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس طرح توجہ صرف مکمل کرنے کی طرف ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پاک تین دن سے کم میں پڑھا اس کو غور و تدبر حاصل نہیں ہو سکتا۔ (ابوداؤد)

قرآن پاک کو ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر پڑھنا چاہیئے۔ جیسا کہ سورۃ مزمل میں فرمایا ورتل القرآن ترتیلا۔ قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ جب آدمی آہستہ پڑھے گا قواعد کے ساتھ پڑھے تو سمجھ بھی آئے گی۔ غور و فکر بھی حاصل ہوگا۔ اگر تیزی کرے گا تو الفاظ صحیح ادا نہیں ہوں گے۔ بہت سے حروف کٹ جائیں گے۔ سمجھ بھی نہیں لگے گی۔ اور غور و تدبر تو ہو ہی نہیں سکتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ تین دن سے کم مدت میں قرآن مکمل نہ کرے۔

Marfat.com

دل کو ملتا ہے کیسے سرور قرآن پڑھ کے دیکھو
شیطان ہوتا ہے کیسے دور قرآن پڑھ کے دیکھو
اپنے گھروں میں اندھیروں کی شکایت کرنے والو
ہوتا ہے کیسے نورقرآن پڑھ کے دیکھو
اگر خدااور رسول کو منا لینے کی آرزو ہو کچھ
راضی ہوجائیں گے خدااور رسول قرآن پڑھ کے دیکھو

صحابہ کرام ﷺ نے اور بزرگان دین نے قرآن کو سینوں سے لگایا قراان کو اپنا امام بنایا۔ اللہ نے انہیں دنیامیں بھی عزت عطافرمائی اور آخرت میں بھی بلند درجات عطافرمائے۔ صحابہ نے قرآن سیکھنے کیلئے مشقتیں برداشت کیں ماریں کھائیں، گھربار چھوڑے اپنے وطن مکہ کو چھوڑا لیکن قرآن کو ہمیشہ کے لئے سینے سے لگائے رکھا۔ لیکن ہم قرآن سے دور ہو چکے ہیں۔ اسی لیے خوار ہورہے ہیں۔

یہ قرآن سے تغافل کا ہے انجام
کہ مسلم ہے دنیاکے ہرخطے میں ناکام
وہ پچھلی شان وشوکت اب کہاں ہے
وہی ہم ہیں وہی ساراجہاں ہے

آج ہمارے پاس سارے وسائل ہیں مسجدیں اور مدرسے قریب ہیں پڑھنا اورسیکھنا آسان ہے لیکن ہماری ساری توجہ انگریزی علوم اوردنیا کی طرف ہے۔ اسی لیے ہم پر ذلت چھائی ہوئی ہے۔ نہ دین کے ہیں نہ دنیا کے۔

نہ خداہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

Marfat.com

حضرت خارجہ بن مصعب فرماتے ہیں کہ چار خوش نصیب ایسے ہیں کہ جنہوں نے ایک رکعت میں پورا قرآن پاک پڑھا۔ حضرت عثمان غنی، حضرت سعید بن جبیر، حضرت تمیم داری، اور حضرت امام ابوحنیفہ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ایک رات میں پورے قرآن پاک کی تلاوت کر لیتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی وہ ساری رات نماز مین قرآن ہی تو پڑھتے تھے۔ ہر رات میں قرآن پاک مکمل کرتے تھے۔ رمضان میں اکسٹھ قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن کا ایک رات کا۔ ایک تراویح میں پڑھا کرتے تھے۔

امام شافعی رمضان میں تریسٹھ قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن کا ایک رات کا تین قرآن پاک تراویح میں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر بن عیاش نے لگاتار تیس سال تک روزانہ ایک قرآن پاک مکمل کیا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری روزانہ دو قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن میں ایک رات میں۔

ابوسعید کی روایت ہے کہ نبی کریم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن پاک کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی خود حق تعالی کو تمام مخلوق پر۔ (ترمذی۔ دارمی، بیہقی)

جو آدمی قرآن پاک پڑھنے پڑھانے میں اتنا مصروف ہو کہ اسے ذکر و وظائف اور دعائیں مانگنے کی فرصت ہی نہ ہو تو اللہ تعالی اس کو سب سے زیادہ اجر عطا کرتا ہے۔ اور لمبی لمبی دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہے قرآن پاک کی تلاوت، ذکر و اذکار سے افضل ہے۔ اور دعائیں مانگنے والا تو اچھا عمل کر رہا ہے

Marfat.com

لیکن جو تلاوت میں مشغول ہے وہ تو رب کا کلام پڑھ رہا ہے رب سے ہم کلام ہو رہا ہے۔ اس لیے اللہ اسے بغیر مانگے ہی بہت کچھ عطا کر دیتا ہے۔ اس لئے تو بزرگان دین ہمہ وقت تلاوت قرآن میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں ایک وہ جس کو حق تعالی شانہ نے قرآن پاک کی تلاوت عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اسی میں مشغول رہتا ہو۔ دوسرے وہ جس کو اللہ نے مال کی کثرت عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا رہتا ہو۔ قرآن وحدیث میں بہت سی جگہوں پر حسد کی برائی بیان کی گئی ہے۔ حدیث پاک ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کی کھا جاتی ہے۔ لیکن اس روایت میں حسد رشک کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ حسد یہ ہوتا ہے کہ آدمی یہ خواہش کرے کہ اس آدمی سے یہ نعمت چھن جائے۔ کسی کی گاڑی دیکھی تو خواہش کی کہ اس کی گاڑی چوری ہو جائے کسی کو امتحان میں فرسٹ آتے دیکھا تو دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اگلے امتحان میں اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے امتحان ہی نہیں دے سکے۔ تو یہ حرام ہے۔ رشک کہتے ہیں اس چیز کو کہ آدمی دوسرے کی نعمت کو دیکھ کر یہ خواہش کرے کہ کاش مجھے بھی یہ نعمت مل جائے۔ بس جو آدمی دن رات تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہو وہ قابل رشک ہے۔ ہر ایک کو یہ خواہش رکھنی چاہیئے کہ کاش میں بھی ایسا بن جاؤں۔ بزرگان دین بعض اوقات ایک ایک آیت پڑھنے میں ساری رات گذار دیتے تھے۔ اللہ کے آخری نبی نے ایک رات صرف اس آیت کو پڑھنے میں گذار دی۔

ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفرلهم فانک انت العزيز الحكيم.

اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو مغفرت فرمادے تو تو غالب ہے حکمت والا ہے۔ سعید بن جبیر نے ساری رات اس آیت کو پڑھنے میں

Marfat.com

گذاردی وامتاز الیوم ایھاالمجرمون ۔اے مجرمو آج کے دن الگ ہوجاؤ۔(یٰسٓ)

حضرت تمیم داری چوٹی کے صحابی ہیں مسجد نبوی شریف میں سب سے پہلے انہوں نے ہی چراغ جلایا تھا۔ نبی کریم نے ان کے اس عمل پر انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا تمیم داری کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے تھے۔ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر تشریف لائے۔اورنماز شروع کر کے سورۃ جاثیہ پڑھنی شروع کردی۔جب اس آیت پر پہنچے۔ام حسب الذین اجترحوا السیئات کالذین آمنو وعملو الصالحات سواء محیاھم ومماتھم ساء مایحکمون۔یہ لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگون کے برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان کا جینا اورمرنا یکساں ہو جائے برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔تو تمیم داری شب بھر اسی آیت کو دہراتے رہے اورروتے رہے۔

حضرت عائشہ کے بھتیجے حضرت قاسم فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت میں حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس حاضر ہواوہ کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں۔اورآیت تلاوت کررہی تھیں فمن اللہ علینا ووقانا عذاب لسموم ۔سواللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اورہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا۔وہ اس آیت کو باربار دہراتی جاتی تھیں اورروتی جاتی تھیں میں کافی دیر کھڑارہا۔یہاں تک کہ میں اکتا کر بازار چلاگیا۔بہت دیر کے بعد جب میں بازار سے واپس آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بالکل اسی طرح تلاوت کررہی تھیں اس آیت کو دہرا کررورہی تھیں۔(صفۃ الصفوۃ۔ابن جوزی ۲۔۳۱) حضرت ابوہریرۃ فرماتے ہیں جب یہ آیات نازل ہوئیں افمن ھذاالحدیث تعجبون. وتضحکون ولاتبکون. سوکیا تم لوگ

Marfat.com

اس کلام سے تعجب کرتے ہو۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ تو اصحاب صفہ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آنسو ان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے ان کے رونے کی آوازیں سنیں تو آپ بھی تشریف لائے اور آپ بھی رونے لگے۔

امام محمد بن منکدر ممتاز قاری تھے۔ ایک شب وہ نماز پڑھتے ہوئے رونے لگے۔ جب بہت دیر تک روتے رہے تو گھر والوں نے پریشان ہو کر وجہ پوچھی مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اہل خانہ حضرت ابو حازم کو بلا کر لائے انہوں نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ فرمایا دوران تلاوت یہ آیت سامنے آ گئی تھی جس نے مجھے رلا دیا۔ وبدالهم من الله مالم يكونوا يحتسبون. ان لوگوں کے لئے اللہ کی جانب سے ایسی چیز ظاہر ہو گئی جس کا وہم وگمان بھی نہ کرتے تھے۔ یہ سن کر امام ابو حازم بھی رونے لگے۔

امام ابو حنیفہ رات کو تلاوت کے وقت رویا کرتے تھے بعض اوقات ایک ایک آیت پر کافی دیر تک آنسو بہاتے رہتے۔ امام شافعی کی تلاوت اتنی متاثر کن ہوتی تھی کہ سننے والے اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے۔ ابن نصر کہتے ہیں جب کبھی ہم (اپنی قلبی قساوت کی وجہ سے) رونا چاہتے تھے تو ہم امام شافعی کے پاس چلے جاتے اور ان سے فرمائش کرتے، آپ ہمیں تلاوت قرآن سنائیں جب امام تلاوت کرتے تو ہمارا یہ ہوتا تھا کہ گویا ہم گرے جاتے تھے۔ رونے کی آوازیں بلند ہونے لگتیں تب امام اپنی تلاوت روک دیتے۔

ممتاز محدث علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ یحیی بن سعید کو تلاوت کلام پاک سے خاص شغف تھا۔ وہ قرآن صرف الفاظ سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کے معانہ پر بھی غور وتدبر کرتے تھے ایک مرتبہ اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ سورۃ

Marfat.com

دخان شروع کی جب اس آیت پر پہنچے ان یوم الفصل میقاتھم اجمعین۔ فیصلہ کے دن سب لوگ حاضر ہوں گے۔تو یحیی بن سعید پر لرزہ طاری ہوگیا۔اور وہ بے ہوش ہوگئے۔ان کی یہ کیفیت دیکھ کر گھر کی عورتیں اور بچے رونے لگے۔کچھ دیر بعد جب حالت سنبھلی تو پھر یہی آیت پڑھنے لگے۔(سیر اعلام النبلاء۔۹۔۱۳۹)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ہم فضیل بن عیاض کے گھر گئے انہن آواز دی لیکن انہوں نے دروازہ نہیں کھولا اندر آنے کی اجازت مانگتے رہے لیکن دروازہ ہی نہیں کھولا۔کسی نے کہا کہ اگر وہ تلاوت قرآن پاک کی آواز سن لیں گے تو باہر نکل آئیں گے۔ایک آدمی نے سورۃ تکاثر پڑھنی شروع کردی۔وہ فورا نکل آئے اس وقت ان کا یہ حال تھا کہ داڑھی آنسوؤں سے تر تھی جب وہ خود قرآن پڑھتے تھے تو ان کی آواز انتہائی غمگین ہوتی تھی اور اکثر تلاوت کے وقت آنسو بہایا کرتے تھے۔

مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی جید عالم خوش آواز مقری خوش بیان مفسر اور متبحر محدث تھے۔مدرسہ اور خانقاہ میں تعلیم وارشاد کی ذمہ داریوں کے باوجود آپ کتاب مقدس کی طرف انتہائی توجہ دیتے تھے۔برسوں تک آپ نے ایک رات میں ایک قرآن پاک مکمل کیا۔ایک دفعہ آپ نے دو رکعت نماز کی نیت باندھی اور دو رکعت میں دو قرآن اور چار پارے پڑھ لیے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا کے والد حضرت مولانا یحییٰ کاندھلوی کو قرآن پاک سے بڑی محبت تھی اکثر تلاوت کرتے رہتے تھے۔مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الخلیل میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری درخواست پر میرٹھ میں تراویح پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔دن بھر چلتے پھرتے پورا قرآن پاک پڑھ لیتے تھے۔عشاء کے وقت مصلّے پر قدم رکھا اور تین گھنٹے میں دس پارے ایسے صاف

Marfat.com

اور رواں پڑھے کہ کہیں لکنت تھی نہ متشابہ۔ گویا کہ قرآن پاک سامنے رکھا ہوا تھا تیسری رات کو مکمل کر کے چلے گئے۔ نہ قرآن پاک میں سے دیکھنے کی ضرورت تھی نہ ہی کوئی سامع تھا۔

پہلے ریکارڈ ایک ترکی آدمی کا تھا اس نے ساڑھے سات گھنٹے میں پورا قرآن پاک بغیر کسی غلطی کے سنایا تھا۔ اب بنوں کے ایک اس جوان طالب علم نے یہ ریکارڈ توڑ دیا ہے ان ہونہار طالب علم نے پانچ استادوں کو پانچ گھنٹے اور پینتیس منٹ میں بغیر کسی غلطی کے پورا قرآن سنا دیا۔ یہ انسانوں کا کمال نہیں ہے یہ رب کا کمال ہے کیوں کہ یہ رب کا کلام ہے۔

چنیوٹ میں ایک تبلیغی جماعت میں سوات کے ایک مفتی صاحب آئے ہوئے تھے۔ ایک ہی دفعہ ان سے ملاقات ہوئی تھی دوبارہ موقع نہ مل سکا۔ انہوں نے بتایا تھا کہ ہم سب بھائی حافظ اور عالم ہیں۔ ہمارے والد صاحب بھی حافظ ہیں۔ ساری زندگی انہوں نے بچوں کو قرآن پاک حفظ کروایا ہے۔ ہم نے بھی اپنے والد صاحب سے ہی حفظ کیا اب ان کی عمر تقریباً ۸۵ سال ہے ایک دفعہ والد صاحب نے بتایا کہ میری زندگی میں شاید ہی کوئی دن ایسا گذرا ہو جب میں بغیر قرآن پاک مکمل کیے سو گیا ہوں۔ مفتی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے حساب لگایا تو تقریباً چوبیس پچیس ہزار مرتبہ ختم قرآن بنتا تھا۔ آپ خود ہی اندازہ لگائیں اگر وہ پندرہ سال کی عمر میں حافظ بن چکے ہوں تو پچاسی سال کی عمر میں روزانہ کے حساب سے واقعی پچیس ہزار سے زیادہ مرتبہ ختم قرآن بنتا ہے۔ یقینی بات ہے کہ یہ اس قرآن کا معجزہ ہے کہ رب کے بندے رب کے کلام سے اتنی محبت کرتے ہین۔ اتنی محبت دنیا کی کسی کتاب کے حصے میں آئی ہے نہ ہی آسکتی ہے۔

Marfat.com

آداب قرآن

قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جیسے اللہ کو مخلوق پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح قرآن پاک کو سارے کلاموں پر فضیلت حاصل ہے جس طرح بادشاہوں کے کلام کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اس سے بڑھ کر رب کے کلام کی اہمیت ہے وزیر اعظم یا صدر جب بیان دیتے ہیں تو سارے میڈیا میں ان کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ اخبارات میں شہ سرخیاں ہوتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ بڑوں کا کلام ہوتا بڑوں کی بات ہوتی ہے اس لئے اسے اہمیت دی جاتی ہے اللہ تو سب سے بڑا ہے۔ بادشاہوں کا بادشاہ ہے شہنشاہ ہے۔ اس کا کلام بھی سب سے عظیم ہے۔ اور اس کے آداب بھی بہت ضروری ہیں۔ جن لوگوں کو محبت سے کچھ واسطہ پڑا ہے ان سے جا کر پوچھیں کہ معشوق کے خط کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔ محبوب کے میسج کی کتنی اہمیت ہوتی ہے۔

ایک لڑکے نے بتایا کہ میری طرف ایک من پسند لڑکی نے جب پہلی بار پیار کا میسج کیا تو میں نے پچاس دفعہ اسکو پڑھا۔ درمیان میں کال آ رہی تھی اس کال کی طرف میری توجہ ہی نہیں تھی میں تو صرف اس میسج میں کھویا ہوا تھا۔ غور فرمائیں دنیا کا یہ حال ہے جبکہ قرآن رب کا کھلا خط. ہے رب کا میسج ہے رب کا پیغام ہے۔ رب آپ سے محبت کرتا ہے آپ اس سے محبت کیوں نہیں کرتے اس کے پیغام سے محبت کیوں نہیں کرتے دن میں دو دو سو بار میسج لکھنے اور پڑھنے والے رب کے میسج کو کیوں نہیں پڑھتے۔ تورات سے احیاء میں نقل کیا گیا ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں اے میرے بندے تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی تیرے پاس راستے میں کسی دوست کا خط آ جاتا ہے تو چلتے چلتے راستے میں ٹھہر جاتا ہے۔ الگ بیٹھ کر غور سے پڑھتا ہے۔ ایک ایک لفظ پر غور کرتا ہے۔ میری کتاب تجھ پر گذرتی ہے میں نے اس میں سب

Marfat.com

کچھ واضح کردیا ہے بعض اہم امور کا بار بار تکرار کیا ہے تا کہ تو اس پر غور کرے اور تو بے پرواہی سے اڑا دیتا ہے کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے بھی کم تر ہوں اے میرے بندے تیرے بعض دوست تیرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں تو ہمہ تن ادھر متوجہ ہو جاتا ہے کان لگاتا ہے غور کرتا ہے کوئی بیچ میں تجھ سے باتیں کرنے لگتا ہے تو تو اشارہ سے اس کو روک دیتا ہے منع کرتا ہے میں تجھ سے اپنے کلام کے ذریعے سے باتیں کرتا ہوں اور تو ذرا بھی متوجہ نہیں ہوتا کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستون سے بھی کمتر ہوں۔

ایک لڑکا باہر چلا گیا۔ دوسرے ملک سے اس نے اپنی محبوبہ کو صرف ایک خط لکھا۔ وہ اس کو روزانہ پانچ پانچ بار پڑھتی رہی۔ اس نے اس خط کو دس سالوں میں ہزاروں بار پڑھا۔ کیا خدا جس نے ہمیں پیدا کیا اس کا حق نہیں بنتا کہ ہم اس کے کلام کو روزانہ پانچ مرتبہ نماز میں پڑھیں اگر من کی اتنی پوجا ہے تو کیا خدا کی پوجا کی ضرورت نہیں ہے۔

قرآن پاک پڑھنے سے پہلے وضو کرے، پھر قبلہ رخ ہو جائے پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔ رونے کی سعی کرے اگر چہ بہ تکلف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی سی شکل بنائے یعنی ایسی کیفیت طاری کر لے گویا کہ مصنوعی ساغم خود پر طاری کر لے۔

اگر مسجد میں آدمی ہوں یا گھر میں گھر والوں کی تکلیف کا اندیشہ ہو تو پھر آہستہ آواز میں پڑھے۔ اگر اکیلا ہو تو اونچی آواز میں پڑھے، خوش الحانی سے پڑھے اس کی ترغیب بہت سی احادیث میں آئی ہے۔

آیات رحمت پر خوشی کا اظہار کرے چہرے پر مسکراہٹ لائے، دل میں سرور محسوس کرے آیات عذاب پر دل لرز جائے، چہرے کے تاثرات بدل

Marfat.com

جائیں۔ حضرت عمر ایک مرتبہ مکہ شریف مین امامت کروا رہے تھے سورۃ التین پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ (۳) تو اس پر زور دیا یعنی اس کو اونچی آواز سے پڑھا۔ (تبیان)

قرآن پاک کی کچھ آیات کے جواب اس طرح دے، سورہ تین کی آخری آیت الیس اللہ باحکم الحاکمین ۔کیا اللہ احکم الحاکمین نہیں ہے؟ جواب میں کہے بلی وانا علی ذلک من الشاھدین۔ کیوں نہیں اور میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔

جب لا اقسم بیوم القیامۃ پڑھے تو اس کی آخری آیت اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِ َ الْمَوْتٰی (۴۰) ۔کیا اللہ اس چیز پر قادر نہیں ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کردے؟ تو جواب میں کہے بلی ۔کیوں نہیں۔ (وہ ضرور زندہ کرے گا۔) سورۃ مرسلت کی آخری آیت فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ (۵۰) تو جواب میں کہے امنا باللہ، ہم اللہ پر ایمان لائے (اور اس کی کتاب پر بھی) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ سو تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ تو جواب میں یوں کہے ولا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد۔ اے ہمارے پروردگار آپ کی نعمتوں میں سے کسی کو نہیں جھٹلاتے سو تیرے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں۔ سورۃ ملک کی آخری آیت قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ (۳۰) کہہ دیجئے اگر وہ تمہارے پانی کو کڑوا کردے تو پھر وہ تمہارے پاس میٹھا پانی کس طرح آئے گا؟ تو اس کے جواب میں کہیں اللہ ربنا ورب العالمین۔ اللہ ہمارا رب ہے اور تمام جہانوں کا رب ہے۔ قرآن پاک میں تدبر کریں قرآن پاک نے بار بار تدبر اور تفکر کی دعوت دی ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا فقیہ اور دانشور وہ ہے جو قرآن کو

Marfat.com

چھوڑ کر دوسری چیزوں کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ یقیناً ایسی عبادت میں کوئی خیر نہیں جس میں علم نہ ہو اور ایسے علم میں کوئی خیر نہیں جس میں فکر شامل نہ ہو اور ایسی تلاوت میں کوئی خیر نہیں جس میں تدبر کا حصہ شامل نہ ہو۔

زہری نے مرسلا نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسواک کرتا ہے اور پھر کھڑا ہو کر قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیتا ہے تو اس کا قرآن سننے کیلئے ایک فرشتہ اس کے اردگرد چکر لگاتا ہے۔ حتیٰ کہ (شدت محبت کی وجہ سے) قاری کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے۔ پس قاری کے منہ سے جو بھی آیت نکلتی ہے وہ فرشتے کے منہ میں داخل ہو جاتی ہے اور جب بغیر مسواک کے تلاوت کر رہا ہوتا ہے تو فرشتہ چکر تو لگاتا ہے مگر اپنا منہ اس کے منہ پر نہیں رکھتا۔ (اخلاق حملۃ القرآن: صفحہ ۲۰۲)

مسواک کرنے میں قرآن پاک کی تعظیم ہے۔ کیوں کہ کوئی شخص بھی پسند نہیں کرتا کہ بدبودار منہ کے ساتھ اپنے دوستوں کی محفل میں جا کر بیٹھے۔ قاری جب اللہ کا کلام پڑھتا ہے تو اس کیلئے بطریق اولی اور ضروری ہے کہ وہ اپنے منہ کو صاف کر لے اس میں بدبو کا شائبہ تک نہ ہو۔ سوائے اہل قرآن! اپنے آپ سے فرشتوں کو دور نہ کرو۔ بلکہ مسواک کر کے قرأت کے وقت اپنے منہ پر فرشتے کے منہ رکھنے کی فضیلت کو حاصل کرو۔

بغیر وضو کے حفظ یا ناظرہ قرآن پاک پڑھ سکتے ہیں لیکن قرآن کو ہاتھ سے چھو نہیں سکتے نہ ہی اٹھا سکتے ہیں نہ ہی ورق گردانی کر سکتے ہیں اور اس طرح ثواب میں بھی کمی ہو گی۔ یعنی وضو کے ساتھ ہر حرف پر پچیس نیکیاں ملتی ہیں، جبکہ بغیر وضو صرف دس نیکیاں ملتی ہیں۔ ریح خارج ہوتے وقت اور جمائی کے وقت تلاوت سے رک جائے جنبی اور حائضہ عورت ذرا سا بھی قرآن پاک نہ پڑھیں۔

Marfat.com

سجدہ تلاوت آ جائے تو سجدہ تلاوت کرے اس طرح کرنے پر شیطان واویلا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کرلیا پس اس کیلئے جنت ہے اور مجھے سجدے کرنے کا حکم دیا گیا تو میں نے نافرمانی کی پس میرے لئے جہنم ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ورتل القرآن ترتیلا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لغت کی رو سے ترتیل کے معنی ہیں واضح اور صاف پڑھنا۔ اورشریعت میں ان سات چیزوں کی رعایت رکھنے کا نام ترتیل ہے۔

(۱) ہر حرف کو اس کے مخرج سے (صفات سمیت) ادا کیا جائے تا کہ ہر حرف کی آواز دوسرے سے بالکل جدا رہے۔ طا کی جگہ تا اور ضاد کی جگہ ظا ادا نہ ہو جائے۔

(۲) وقوف کی رعایت تا کہ وصل وقطع بے موقع ہو کلام کے مطلب میں تبدیلی کا وہم نہ ہو۔

(۳) تینوں حرکتوں کو اس طرح صاف ادا کرنا کہ ایک کی جگہ دوسری کا وہم نہ ہو۔

(۴) آواز کا بلند کرنا تا کہ قرآن کے الفاظ زبان سے کان تک اور وہاں سے دل تک پہنچ کر دل میں کیفیت پیدا کرسکیں۔ آیات رحمت پر شوق وذوق اور آیات عذاب پر خوف وخشیت پیدا ہو سکے۔

(۵) اپنی آواز میں دردمندی پیدا کرنا تا کہ دل پر جلدی اثر ہو سکے۔

(۶) تشدید اور مد کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے اس سے کلام الٰہی کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

(۷) دوزخ کے عذاب اور جنت کی نعمتوں والی آیات پر پہنچے تو رک کر جہنم

Marfat.com

سے بچنے کی دعا اور جنت میں داخلے کی دعا کرے، اگر ایسا نہ کر سکے تو کم از کم دل میں ان کا خیال ضرور کر لے۔

قرآن پاک کو پیاری آواز سے پڑھے اگرچہ آواز اچھی نہ ہو پھر بھی اچھی بنانے کی اپنی سی کوشش ضرور کرے۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کو ک عرب کی فصیح لغتوں اور صحیح و بے تکلف طبعی آوازوں میں پڑھو اور حامل کتاب یہود ونصاری اور اہل فسق (گویوں) کے لہجوں اور آوازوں سے بچو، کیوں کہ میرے بعد عنقریب ہی ایک ایسی قوم آنے والی ہے جو قرآن کو گانے اور رہبانیت اور نوحہ کے انداز میں گھما گھما کر اور بنا بنا کر (مخصوص فنی نغموں میں) پڑھے گی۔ قرآن ان کے حلقوں سے نیچے دل اور روح کی طرف نہیں اترے گا۔ خود بھی ان لوگوں کے دل فتنے میں پڑے ہوئے ہوں گے اور جن کو ان کا طریقہ اچھا لگے گا ان کے دل بھی فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ (طبرانی، بیہقی)

براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تم اپنی اچھی آوازوں سے قرآن پاک کو مزین کرو۔ کیوں کہ اچھی آوازوں سے کلام اللہ شریف کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ (دارمی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اتنا کسی کی طرف بھی توجہ نہیں فرماتے جتنا کہ اس نبی کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں جو کلام الٰہی کو خوش الحانی سے پڑھتا ہو (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابو موسی یقیناً تمہیں داؤدی نغموں میں سے ایک نغمہ دیا گیا ہے (یعنی

Marfat.com

تمہاری آواز سے لحن داؤدی کی یاد تازہ ہوگئی ہے)ابوموسیٰؓ نے عرض کی واللہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ آپ میری قرأت سن رہے ہیں تو میں آپ کی خوشی کیلئے اور زیادہ اچھی کر کے پڑھتا۔ (صحیح مسلم)

قرآن پاک کا ادب بہت بڑی نعمت ہے۔اس سے بہت سے لوگوں کی دنیا بنی اور بہت سے لوگوں کی آخرت سنور گئی۔

ایک دیندار شخص ایک بستی سے گذرا تو چند لوگ جنازہ لے کر بیٹھے تھے کہ کوئی مولوی قسم کا آدمی مل جائے تو جنازہ پڑھوالیں انہوں نے جنازہ پڑھا دیا ساتھ ہی خیال آیا کہ دفن بھی کروادوں جب قبر میں اترے تو اشرفیوں کی تھیلی اس قبر میں ہی گر گئی۔قبر کو بند کر کے جب اپنی راہ لی تو پتہ چلا کہ تھیلی ساتھ نہیں ہے۔غور فکر کیا تو یقین ہو گیا کہ قبر ہی میں گری ہے۔گھر والوں سے اجازت لیکر قبر کشائی کی تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ قبر جنت کا باغ بن چکی تھی۔خوشبوؤں سے بھری ہوئی تھی انہوں نے چند ایک پھول میت پر ڈالے تھے جب کہ اس وقت پوری قبر پھولوں سے بھری ہوئی تھی اور تھیلی پھولوں کے اوپر رکھی ہوئی تھی آدمی نے وہ اٹھالی اور اس کے گھر جا کر اس کی نیکیوں کے بارے پوچھنے لگا پر کسی نے کہا کہ بس سادہ سا آدمی تھا کوئی خاص نیکی نہیں تھی۔اس کی بیوی سے پوچھا اس نے بھی یہی جواب دیا۔اس نے اصرار کیا کہ کوئی وجہ ضرور ہے آپ غور کریں تو کافی دیر سوچنے کے بعد عورت نے کہا کہ میرا شوہر قرآن پاک پڑھا ہوا نہیں تھا کبھی کبھی قرآن پاک بڑی محبت سے کھول کر بیٹھا جاتا اور ہر لائن پر انگلی رکھ کر کہتا کہ یہ بھی حق ہے یہ بھی سچ ہے۔بس یہ عمل بار بار دہراتا رہتا تھا،عورت نے کہا کہ اس کے علاوہ اس کا کوئی خاص عمل نہیں تھا۔ دیندار آدمی نے کہا کہ یہ بہت بڑا عمل ہے اور اسی عمل کی وجہ سے اللہ نے اس کی آخرت کو سنوار دیا۔ وہ قرآن سے محبت کرتا تھا قرآن کا ادب کرتا تھا اللہ نے

Marfat.com

دنیاوالوں کواس کی عزت دکھادی۔

میری امی کی ایک چچی بالکل ان پڑھ تھی اس کے فوت ہونے کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ بارشوں کا سلسلہ بہت طویل ہوا تو اس کی قبر گر گئی۔ کسی آدمی کی نظر پڑی تو لاش بالکل ٹھیک تھی کفن بھی میلا نہیں ہوا تھا اس نے لوگوں کو بتایا، لوگ جوق درجوق دیکھنے کیلئے آنے لگے۔ ہزاروں لوگوں نے دیکھا اور پھر قبر کو بند کر دیا میں نے اپنی امی سے پوچھا اس کی کوئی خاص نیکی؟ میری امی نے بتایا کہ وہ پکی نمازی تو نہیں تھی لیکن اسے قرآن پاک سے بہت محبت تھی۔ قرآن پاک کھول کر بیٹھ جاتی اور ہر لائن پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتی رہتی اس طرح وہ کئی قرآن ختم کرتی اور خاص طور پر رمضان میں تو وہ کثرت سے ایسا کرتی تھی۔

ایک مسلمان بادشاہ سیر وشکار کے لئے نکلا، شکار کا پیچھا کرتے ہوئے ساتھیوں سے بچھڑ گیا رات کو مجبوراً ایک غریب آدمی کے گھر میں رہنا پڑا، انہوں نے ایک کمرے میں جگہ دے دی اس کمرے میں ایک قرآن پاک رکھا ہوا تھا۔ قرآن کو دیکھ بادشاہ کے دل میں اس کی عظمت چھا گئی۔ مناسب ہی نہ سمجھا کہ اس کو کمرے سے باہر رکھ دے۔ اوراس کی طرف پاؤں کرنا یا پیٹھ کرنا مناسب نہ سمجھا، ساری رات قرآن کے ادب میں بیٹھ کر گذاری صبح اس کے ساتھی اس کو تلاش کرتے ہوئے آگئے بادشاہ کے مرنے کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آخرت میں کیا ہوا؟ کہا کہ مجھے میرے رب نے قرآن کے ادب کی وجہ سے بخش دیا اور پھر اس رات والا واقعہ سنایا۔ (انوارالباری) یہ واقعہ اپنے دور میں اخبارات کی زینت بھی بنا تھا۔

اے۔کے فضل الحق بہت بڑے لیڈر تھے اور بنگال کے وزیر اعظم بھی رہے۔ ان کی روٹین تھی کہ جب بھی سفر کرتے قرآن پاک ساتھ رکھتے اوران کا

Marfat.com

یقین تھا کہ قرآن کی برکت سے میں حفاظت میں رہتا ہوں۔ ایک دفعہ دہلی سے کلکتہ ٹرین کا سفر کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن پہنچے گاڑی تیار تھی سوار ہو گئے سامان کا پوچھا تو آدھا سامان رکھا جا چکا تھا۔ ملازم نے کہا کہ باقی آدھا سامان ابھی رکھ دیتے ہیں فضل الحق صاحب نے پوچھا کہ قرآن والا بکس رکھ دیا ہے نوکر نے کہا کہ ابھی نہیں رکھا فضل الحق غصہ کر گئے اور کہا کہ تمہیں کتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ سب سے پہلے گاڑی میں قرآن پاک رکھا کرو۔ حتی کہ میرے داخل ہونے سے بھی پہلے اب چونکہ ابھی تک قرآن نہیں آیا اس لئے میں اس گاڑی میں سفر نہیں کروں گا دوسری گاڑی سے کلکتہ جاؤں گا۔ پہلے قرآن رکھا جائے گا پھر میں سوار ہوں گا۔ جب گاڑی سے اترے تو ہندوؤں نے خوب مذاق اڑایا۔ گاڑی چل پڑی یہ دوسری گاڑی میں سوار ہو گئے، آگے جا کر گاڑی میں دھماکہ ہو گیا اور بم اسی ڈبے میں رکھا گیا تھا، اور اس بم کا نشانہ بھی فضل الحق صاحب تھے۔ یہ بم ہندوؤں نے رکھا تھا۔ مذاق بنانے والے اکثر ہندو مر چکے تھے جو باقی بچے تھے انہوں نے سارا واقعہ سنایا، انہوں نے کہا کہ ہمارے لوگ ان کا مذاق بنا رہے تھے، ہنس رہے تھے مگر اب معلوم ہوا کہ قرآن کے ادب کی وجہ سے ان کی جان بچ گئی کلکتہ پہنچ کر فضل الحق صاحب نے تقریر کی اور کہا کہ ہندو مجھے مارنا چاہتے تھے وہ یاد رکھیں کہ میرے پاس ہر وقت قرآن پاک رہتا ہے ہندو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔

ترکی کی سلطنت عثمانیہ کا نام روشن کرنے والا آدمی ایک غریب شخص تھا نام عثمان تھا۔ مفلس اور تنگ دست تھا۔ مگر مہمان نواز تھا۔ خود نہ کھاتا مگر مہمان کی تواضع کرتا۔ گاؤں والوں نے کسی معمولی سی وجہ سے گاؤں سے نکال دیا۔ عثمان جب گھر سے نکلے تو سیدھا اپنے مرشد کے پاس گئے کہ چند دن مجھے اپنے پاس رہنے دیں۔ انہوں نے کمال شفقت سے اجازت دے دی اور ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا

Marfat.com

کہ اس میں رہ لو۔ عثمان تھکا ماندہ تھا جاتے ہی کمرے میں لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد چونک کر اٹھا کیونکہ اس کی نظر جب پڑی تو پتہ چلا کہ اس کے پاؤں کی طرف قرآن پاک رکھا ہوا ہے عثمان ان پڑھ تھا مگر ایمان کا پکا تھا، سچا مسلمان تھا۔ وہ کلام پاک کو دیکھ کر کانپ اٹھا تھا۔ وہ قرآن پاک کے پاس کھڑا ہو کر ہاتھ باندھ کر رب سے معافیاں مانگتا رہا وہ ساری رات کھڑا رہا معافیاں مانگتا رہا پل بھر بھی نہیں سویا۔ رب کو یہ ادب پسند آ گیا یہ ادا پسند آ گئی ۔صبح جب پیر صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ عثمان ! مبارک ہو رات کی تمہاری ادا رب کو پسند آ گئی قرآن نے تمہاری سفارش کردی رب نے قبول کر لی۔تم بھی بادشاہ تمہاری اولاد بھی بادشاہ عثمان حیران ہوا کہ میں کس طرح بادشاہ؟ میرے پاس تو رہنے کو مکان نہیں کھا نیکو کھانا نہیں گاؤں والوں نے بے وقعت سمجھ کر نکال دیا پیر صاحب نے کہا جو کچھ بھی ہو قرآن کی سفارش قبول ہو گئی۔تم بھی بادشاہ تمہاری اولاد بھی بادشاہ۔بس عثمان جب اپنے مرشد کے گھر سے نکلا تو بارہ گھڑسوار ملے انہوں نے ایک گھوڑا عثمان کو دیا کہ آپ ہمارے سردار ہیں جو حکم آپ دیں گے ہم مانیں گے۔عثمان نے سفر شروع کیا۔ ایک گاؤں میں پہنچے تو گاؤں کے سردار سے کہا کہ یا تو اطاعت قبول کرو یا مقابلہ کرو اس نے اطاعت قبول کر لی اس نے کچھ رقم بھی نذر کی عثمان اسی طرح گاؤں گاؤں پھرتا رہا رقم اور فوج اکٹھی کرتا رہا۔اس زمانے میں روم کا بادشاہ عیسائی تھا اسکو پتہ چلا کہ عثمان کے پاس مال بھی ہے اور فوج بھی ہے تو اس نے عثمان کو اپنی فوج کا امیر بنا دیا۔آخر کار عثمان کمانڈر انچیف بن گیا۔ بادشاہ کے پاس اولاد نرینہ نہیں تھی بادشاہ کے مرنے کے بعد عثمان بادشاہ بن گیا۔سلطنت عثمانیہ کا عثمان بانی ہے اور یہ انہی کی یادگار ہے اس کی اولاد نے سینکڑوں سال ترکی پر اور عالم اسلام پر حکومت کی قرآن کا یہ معجزہ آج تک آل عثمان کو یاد ہے۔

Marfat.com

اسلامی ممالک میں کچھ عرصہ پہلے تک قرآن پاک کا بہت ہی ادب کیا جاتا تھا جب عدالت میں قرآن پاک لایا جاتا تو سب کھڑے ہوجاتے حتی کہ قاضی بھی قرآن کے ادب میں کھڑے ہوجاتے تھے۔ جب کسی مجلس میں قرآن پاک لایا جاتا تو سب اہل مجلس کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔ کیوں کہ جب علماء صلحاء کا ادب مستحب ہے ہم ان کے استقبال میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور وزیروں امیروں کے استقبال میں کھڑے ہوجاتے ہیں تو قرآن کا زیادہ حق بنتا ہے کہ ہم اس کے ادب میں کھڑے ہوجائیں۔ قرون اولی کے مسلمان قرآن کا ادب کرنے والے اس پر عمل کرنے والے تھے اس لئے دنیا و آخرت میں کامیاب تھے آج ہمارے اندر ادب اور عمل کی کمی آچکی ہے اس لئے آج ہم پریشان ہیں مغلوب ہیں۔

Marfat.com

حفاظ قرآن

پہلی کتابوں کے صرف انبیاء کرام ہی حافظ ہوتے تھے تورات کے حافظ حضرت موسیٰ حضرت ہارون اور حضرت عزیر تھے انجیل کے حافظ صرف حضرت عیسیٰ تھے یہودی ہزاروں سالوں میں ایک بھی حافظ نہیں بنا سکے عیسائی دو ہزار سال میں انجیل کا ایک حافظ بھی پیدا نہیں کر سکے یہ قرآن پاک کی برکت ہے کہ اس وقت دنیا میں ایک کروڑ سے زائد حفاظ کرام موجود ہیں پاکستان میں لاکھوں کے حساب سے حفاظ کرام موجود ہیں قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اس کتاب کے حافظ چار سال کے بھی بنے پانچ سال کے بھی بنے اور ایسے بھی تھے جنہوں نے بڑھاپے میں قرآن پاک حفظ کیا۔ ایسے بھی ہیں جنہوں نے بیماری میں بستر پر پڑے ہوئے حفظ کیا۔

ایک بزرگ بیمار ہوئے چل پھر نہیں سکتے تھے ایک سال تک چارپائی پر پڑے رہے ایک سال ضائع نہیں کیا ایک سال میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ ایسے بھی ہیں جنہوں نے کہا کہ لوگوں نے قرآن بچپن میں حفظ کیا میں نے قرآن پچپن میں حفظ کیا یعنی میری عمر پچپن سال ہو چکی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اشراف امتی حملة القرآن واصحاب اللیل۔ (طبرانی۔ بیہقی عن ابن عباس) میری امت کے معزز لوگ قرآن کے حفاظ اور رات کو عبادت کرنے والے ہیں (یعنی یہ لوگ باقی امت سے زیادہ شرف و مرتبہ رکھتے ہیں۔) ابن عساکر نے ابوذرؓ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ اغنی الناس حملة القرآن من جعله اللہ تعالیٰ فی جوفه لوگوں میں سب سے بڑے دولت مند قرآن کے حفاظ ہیں جن کے سینوں میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی دولت رکھ دی ہے۔

Marfat.com

واقعی قرآن بہت بڑی دولت ہے بہت بڑا خزانہ ہے دنیا کی دولت تو ادھر ہی رہ جائے گی لیکن قرآن کی دولت دنیا میں بھی ساتھ قبر میں بھی ساتھ اور حشر میں بھی ساتھ حتیٰ کہ جنت میں بھی ساتھ اور قرآن واقعی رب سے سب کچھ دلوا دے گا۔

دیلمی نے ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے قرآن پڑھا کرو اور گھروں میں لٹکے ہوئے ان قرآنوں سے دھوکے میں مت پڑا کرو (کہ بس ان کے پڑے رہنے سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کرو) کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس دل اور سینے کو ہرگز عذاب نہیں دے گا جس نے قرآن کو محفوظ کیا ہو۔

حدیث پاک میں ہے قرآن کے حفاظ کی عزت کیا کرو کیوں کہ جس نے ان کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ (دیلمی ابن عمر) واقعی جس نے حافظ قرآن کی عزت کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی وجہ سے اس کی عزت کی کیوں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور اللہ کے حبیب پر نازل ہوئی ہے اور جس نے حافظ قرآن کی عزت کی اس نے اللہ رسول کی عزت کی ان کا ادب کیا۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ آسمان والوں کو اس طرح چمک دار نظر آتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کو ستارے چمکدار نظر آتے ہیں۔ (اس سے اندازہ کرلیں کہ خود حافظ قرآن کا دل کتنا منور ہوگا جس میں ہر وقت اللہ کا قرآن موجود رہتا ہے۔) (شعب الایمان، بیہقی)

بے شک لوگوں میں سے بعض افراد اللہ کے اہل (کنبے کے لوگ) ہیں اہل قرآن ہی اللہ کے اہل اور اس کے خاص متعلقین ہیں۔ (مسند احمد۔ نسائی۔ حاکم۔ عن انسؓ)

تحقیق وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہ ہو ایسا ہے جیسے ویران گھر۔ (مسند احمد۔ ترمذی۔ حاکم۔ عن ابن عباس) صاحب قرآن کو ہر ختم کے

Marfat.com

وقت ایک مقبول دعا اور ایک ایسا درخت ملتا ہے کہ اگر کوا اس کی جڑ سے اُڑنا شروع کرے تو وہ بوڑھا ہو جائے گا مگر پھر بھی اس درخت کی شاخوں تک نہ پہنچ سکے گا۔ قرآن والے اہل جنت کے سردار ہیں ترمذی عن ابی امامۃ۔

قرآن کی منزل باقاعدگی سے پڑھتے رہا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اونٹ جس قدر تیزی کے ساتھ اپنی رسیوں سے بھاگ جاتا ہے۔ (یعنی اگر اس کی خبر گیری نہ رکھی جائے) اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ قرآن حافظہ اور سینے سے نکل جاتا ہے (یعنی جب منزل میں سستی کی جائے۔) بخاری و مسلم عن ابوموسی اشعریؓ

صاحب قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے جس نے اس کی تعظیم کی اس نے اللہ کی تعظیم کی اور جس نے اس کی توہین کی اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مسند الفردوس، عن ابی امامۃ الباہلی) قرآن پڑھتے وقت جو آنکھ (قرآن کی تاثیر اور خوف خداوندی کی وجہ سے) آنسوؤں سے بہہ پڑے وہ قیامت کے دن (جنت کی بیش بہا نعمتوں کی خوشی کی اور دیدار الٰہی کی وجہ سے) ٹھنڈی ہو جائے گی۔ (دیلمی عن انسؓ)

فائدہ: جن بچوں کو اساتذہ کی مار پڑتی ہے اور وہ بیٹھ کر آنسو بہاتے ہیں ان کی مار سے نشانات دیکھ کر ان کے والدین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور وہ اپنے بچوں کی کامیابی کی دعا کیلئے رو پڑتے ہیں یہ بھی اس فضیلت میں شامل ہیں۔

جس کو اللہ پاک نے اپنی کتاب کا حفظ عطا کیا ہو اور وہ پھر کسی کی بابت خیال کرے کہ اسکو اس سے بہتر چیز عطا ہوئی ہے تو اس نے عظیم ترین نعمت کو حقیر اور معیوب بنا دیا۔ جس نے قرآن پڑھا پھر کسی دوسرے شخص کی نسبت یہ خیال کیا کہ اس کو اس سے بہتر چیز ملی ہے تو اس نے اللہ کی بنائی ہوئی چھوٹی چیز کو بڑا بنا دیا

Marfat.com

اور بڑی بنائی ہوئی چیز کو چھوٹا بنا دیا۔ مطلب یہ کہ قرآن بڑا ہے۔ یہ بڑا خزانہ ہے۔ دنیا چھوٹی ہے اور جھوٹی ہے یہ آدمی کا ساتھ چھوڑ جائے گی۔ دنیا کو ہرگز بڑا نہ سمجھو اس کو مقصد نہ بناؤ۔

احمد اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے یہ روایت کی ہے کہ جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام جانا حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے اس کی سفارش قبول کریں گے جن پر ان کے گناہوں کے سبب دوزخ کا عذاب واجب ہو چکا ہوگا۔ جس آدمی نے قرآن حفظ کیا اور پھر اس پر عمل بھی کیا تو وہ نہ صرف خود جنت میں جائے گا بلکہ دس پکے جہنمیوں کو جنت میں لے کر جائے گا۔ غور فرمائیں وہ جہنمی اس کے کس قدر ممنون ہوں گے ان کے دل میں اس کی قدر کتنی بڑھ جائے گی۔ آج اگر کوئی شخص کسی کو تھانے سے چھڑوا کر لائے تو وہ اس کا ساری زندگی احسان یاد رکھتا ہے۔ بلکہ بعض سیاستدان تو خود لوگوں کو پکڑواتے ہیں اور پھر خود ہی چھڑوا لیتے ہیں تا کہ یہ آدمی ساری زندگی ہمارے احسان تلے دبا رہے۔ انہوں نے ایسے آدمی پال رکھے ہوتے ہیں جو لوگوں سے لڑائیاں کرتے اور ان کو تھانے کچہری میں لاتے ہیں پھر چوہدری صاحب، نواب صاحب ان کی صلح کروا دیتے ہیں اس طرح لوگ ان کا احسان سمجھ کر ان کو ووٹ دینے لگتے ہیں اگر کچھ لوگ ووٹ نہ بھی دیں تو کم از کم ان کی مخالفت نہیں کرتے۔ اگر کوئی کسی کو جیل سے چھڑوا کر لائے تو وہ تو کیا اس کا سارا خاندان عمر بھر کیلئے اس کا احسان یاد رکھتا ہے۔ بلکہ کچھ لوگ تو خود کو اس کا غلام سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ غور فرمائیں جہنم کتنی بڑی جیل ہے؟ کتنی بڑی عذاب کی جگہ ہے؟ باعمل حافظ قرآن ایسے دس آدمیوں کو جہنم سے نجات دلوائے گا وہ لوگ اس پر

Marfat.com

کتنے خوش ہوں گے۔

جس نے نابالغی میں قرآن پڑھا اس کو بچپن میں ہی دین کی سمجھ عطا کر دی گئی۔ (بیہقی عن ابن عباسؓ)

حدیث: جس نے قرآن پڑھا اللہ کے ذمے اس کا یہ حق بنتا ہے کہ اس کو دوزخ کی غذا نہ بنائے۔ بشرطیکہ وہ قرآن کے لفظ اور معنی میں خیانت نہ کرے۔ اس کو کھانے پینے کا ذریعہ نہ بنائے، دکھاوا نہ کرے۔ اس کو چھوڑ کو کسی دوسرے کام میں نہ لگ جائے۔

حدیث: جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس کے احکام پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی اور چمک سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی اگر اوہ سورج اس دنیا میں تمہارے گھروں میں آجائے تو پھر اس حافظ شخص کے بارے تمہارا کیا خیال ہے؟ جس نے قرآن کے احکامات پر عمل کیا ہوگا۔

ماں باپ جنہوں نے بچے کی تربیت کی اس کو پالا پوسا اس کو حفظ کروایا ان کو اتنا قیمتی تاج قیامت کے دن پہنایا جائے گا تو جس نے خود محنت کی دن رات قرآن پاک یاد کیا استاد کی مار کھائی۔ گرمی سردی کی مشقت برداشت کی اسے کتنا اعزاز ملے گا؟

جو آدمی قرآن پاک حفظ شروع کرے اور مکمل کرنے سے پہلے ہی اس کو موت آجائے تو وہ قیامت کے دن مکمل حافظ ہی بن کر اٹھے گا کیوں کہ اس نے ارداہ کرلیا تھا موت نے اسے موقع نہ دیا اللہ اس کے ارادے کو حقیقت میں بدل دے گا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے علی! قرآن سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ کیوں کہ اگر اس میں تمہاری موت آگئی تو فرشتے آپ کی قبر کی اس طرح زیارت

Marfat.com

کرنے آئیں گے جس طرح لوگ بیت اللہ کی زیارت کرنے کیلئے آتے ہیں۔

ترمذی اور حاکم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ قیامت کے دن قرآن آئے گا اور کہے گا یارب! صاحب قرآن کو آراستہ کی کیجئے پس اس کو عزت کا تاج پہنا دیا جائیگا قرآن پھر کہے گا یارب! اس کو اور زیادہ خوبصورت بنا دیجیئے تو اس کو عزت کا جوڑا پہنا دیا جائے گا قرآن پھر کہے گا یارب! اس سے خوش ہو جایئے تو اللہ ﷺ صاحب قرآن سے خوش ہو جائے گا پھر کہا جائے گا قرآن پڑھتے جاؤ اور ہر آیت کے بدلے ء اس کی ایک نیکی بڑھ جائے گی یعنی ایک درجہ بڑھ جائے گا۔

عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہیکہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پاک پڑھتا جا اور بہشت کے درجات پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا بس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

قرآن کو آہستہ آہستہ پڑھنا چاہیئے دوڑ نہیں لگانی چاہیے ترتیل کے ساتھ پڑھنا چاہیئے تاکہ الفاظ نہ کٹیں لہجہ نہ بدلے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں میں ترتیل کے ساتھ سورۃ القارعۃ اور سورۃ الزلزال پڑھوں یہ بہتر ہے کہ میں بغیر ترتیل سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھوں۔

قرآن پاک کا اتنی مقدار میں حفظ کرنا کہ جس سے نماز ادا ہو جائے ہر شخص پر فرض ہے۔ اور تمام قرآن پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے کہ اگر بستی میں سے ایک دو شخص حفظ کرلیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ ورنہ سب کے سب گناہ گار ہوں گے۔ سورۃ فاتحہ نماز میں پڑھنا واجب ہے یہ ہر مسلمان کو یاد ہونی چاہیے

Marfat.com

۔حدیث پاک ہے لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی نومسلم کو بھی فوری طور پر سورۃ فاتحہ یاد کروانی چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ کم از کم کوئی بھی چھوٹی سورت یا چھوٹی چھوٹی تین آیات یاد کروادیں تا کہ نماز پڑھی جا سکے۔حیض ونفاس والی عورت پوری آیت اکٹھی نہ پڑے یہ حرام ہے اگر تعلیم یا حفظ والی لڑکی ہوتو مجبوری کی وہ سے ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک لفظ الگ الگ کر کے پڑھ لے تا کہ ناغہ نہ ہو۔

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشد فرمایا کہ اپنی اولاد کو تین خصلتوں (تین باتوں کا التزام) کا ادب سکھاؤ۔ایک اپنے نبی کی محبت دوسری آپ کی اہل بیت کی محبت تیسری قرآن پاک کا پڑھنا۔اس لئے کہ قرآن پاک کے حفاظ قیامت کے دن انبیاء اور اس کے برگزیدہ حضرات کے ساتھ اللہ تعالی کی رحمت کے سائے تلے ہوں گے۔(جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔(دیلمی)

کیا میں تمہیں اپنے خلفاء اور اپنے صحابہ کے خلفاء اور اپنے سے پہلے کے انبیاء کے جانشینوں کا پتہ نہ بتادوں؟ وہ حافظ قرآن ہین نیز وہ لوگ جو میری اور میرے صحابہ اور انبیاء سابقین کی احادیث کے اللہ کے دین سے محبت کی وجہ سے حافظ ہیں اور لوجہ اللہ آگے نقل کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن قرآن پاک اپنے حافظ کی سفارش کرے گا اور کہے گا اے پروردگار! آپ نے مجھے اس کے سینے میں محفوظ کیا تو میں نے اس کو رات بھر جگایا اور بہت سی لذتوں سے اس کو محروم کردیا اور ہر مزدور کو اس کی مزدوری کا بدلہ ملتا ہے لہذا اس کو بھی بدلہ دیجیئے۔اس پر حافظ قرآن کو کہا جائے گا اپنا ہاتھ پھیلا وہ پھیلائے گا۔تو اللہ تعالی

Marfat.com

اس کو اپنی رضا اور خوشنودی سے بھر دیں گے پھر اس پر کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد حافظ قرآن سے کہا جائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا پس ہر آیت کے بدلہ میں اس کو ایک درجہ کی بلندی نیز ہر آیت کے بدلہ میں ایک نیکی کی زیادتی عطا کی جائے گی۔ (دور منثور)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کا ماہر ان فرشتوں کے ساتھ ہے جو میر منشی ہیں اور مقدس اور نیکو کار ہیں اور جو شخص قرآن پاک اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (مسلم شریف)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن پاک کو یاد کرتا ہے اور ختم کرنے سے پہلے انتقال کر جاتا ہے اللہ تعالی اس کی قبر میں فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس کو پورا قرآن حفظ کروائے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ حافظ ہو کر اپنی قبر سے اٹھے گا۔ (شرح الصدور)

حضرت انسؓ نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ یقیناً حق تعالی شانہ کیلئے لوگوں میں سے بعض خاص گھر کے لوگ ہیں (جو اللہ کے کنبہ میں شمار ہوتے ہیں۔) حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں فرمایا حفاظ قرآن وہی اللہ کے اہل ہیں۔ اور خواص (نسائی۔ ابن ماجہ۔ حاکم) حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک روز دوران خطبہ ارشاد فرمایا خبردار (سنو) میرے پروردگا نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے آپ کی ذات کا اور آپ کے ذریعے اوروں کا بھی امتحان کرنا ہے۔ اور میں نے آپ پر ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس کو پانی دھو اور مٹا نہیں سکتا اور اسے آپ سوتے اور جاگتے دونوں حالتوں میں پڑھ سکتے ہیں

Marfat.com

(یعنی آنکھیں بند کر کے بھی اور کھول کر بھی یعنی زبانی بھی پڑھ سکتے ہیں اور ناظرہ بھی) بخلاف باقی آسمانی کتابوں کے کہ وہ صرف اوراق میں محفوظ ہوتی تھیں۔اور جن کی لکھائی کو پانی سے دھویا اور مٹایا جاسکتا تھا لہذا ان کتابوں کی حفاظت کے مقابلے میں قرآن کی حفاظت زیادہ مضبوط اور پائیدار ہے (صحیح مسلم) حضرت ابو موسی اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین اشخاص کی تعظیم منجملہ تعظیم خداوندی کے ہے۔ بوڑھا مسلمان۔ حافظ قرآن جو حد سے تجاوز کرنے والا نہ ہو (یعنی غلط خواں یا غلط طریقہ سے تفسیر کرنے والا نہ ہواور نہ ہی اس کی تلاوت سے دوری اختیار کرنے والا ہو۔) اور منصف بادشاہ۔ (ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ احد کے شہداء میں سے دو دو صحابیوں کو ایک قبر میں دفن فرمارہے تھے جب دو صحابی لائے جاتے تو آپ دریافت فرماتے کہ ان میں سے کس کو زیادہ قرآن یاد ہے پس اگر ان میں سے کسی کی طرف اشارہ کردیا جاتا تو اس کو قبر میں پہلے رکھتے۔ (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا تین اشخاص ایسے ہیں کہ جنہیں حساب کتاب کی کوئی پرواہ نہ ہوگی اور انہیں نہ تو پہلے صور کی چیخ دہشت زدہ کرے گی اور نہ قیامت کے دن میدان محشر کی بڑی گھبراہٹ غمگین کرے گی۔ ایک حافظ قرآن جو حق تعالی کے احکام پر پوری پابندی سے عمل کرے۔ یہ اللہ تعالی کے دربار میں سردار اور معزز ہو کر آئے گا یہاں تک کہ رسولوں کا رفیق بن جائے گا۔ دوسرا وہ مؤذن جو سات سال تک اذان دے اور اس پر تنخواہ نہ لے تیسرا وہ غلام جو اپنی جان سے اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے حاکموں کا حق بھی۔ (بیہقی)

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے

Marfat.com

اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن پاک پڑھایا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے، اور جس نے اپنے بیٹے کو حفظ قرآن پاک کی تعلیم دلائی اس کو قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند جیسی صورت پر اٹھایا جائے گا۔ اور اس کے بیٹے سے کہا جائے گا کہ قرآن پاک پڑھنا شروع کرو جب وہ پڑھے گا تو ہر آیت کے بدلے میں اللہ اس کے باپ کا ایک درجہ بلند فرماتا رہے گا۔ (طبرانی۔اوسط) حضرت عبداللہ بن عمرو نے حضور پاک ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جس شخص نے قرآن پاک پڑھ لیا اس نے علوم نبوت کو اپنی دو پسلیوں (دل) کے درمیان لے لیا۔ فرق یہ ہے کہ اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی ۔ حامل قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ غصہ کرنیوالوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت والا برتاؤ کرے جب کہ اس کے پیٹ (دل) میں اللہ کا کلام محفوظ ہے (الحاکم)

حفظ قرآن اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو چیز اللہ نے انبیاء کو عطا فرمائی تھی یعنی حفظ کتب الہامی ۔ وہ اللہ نے اس امت کے افراد کو عطا فرمادی یہ بہت بڑی خوش نصیبی ہے جیسے حفظ کلام الٰہی کے بہت سے فضائل ہیں اسی طرح اس کو بھلانے اس کی ناقدری کرنے اور اس پر عمل نہ کرنے کے عذاب بھی بہت بڑے ہیں جیسا کہ مکہ میں اگر کسی نیک عمل کو کیا جائے تو ثواب زیادہ ملتا ہے تو اگر کوئی گناہ کرے تو اس کا عذاب بھی زیادہ ہوگا۔ مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ملتا ہے تو مسجد مین گناہ کرنے پر عذاب بھی بہت بڑا ہوگا۔ اسد بن موسیٰ کی کتب میں مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ کے درمیاں ایک میدان ہے جس سے خود دوزخ بھی روزانہ سات مرتبہ پناہ مانگتی ہے اس میدان مین ایک کنواں ہے جس کے شر سے وہ میدان اور کنوں دونوں اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس کنویں میں ایک سانپ رہتا ہے اس سانپ کے شر سے دوزخ ،میدان اور کنواں

Marfat.com

تینوں روزانہ سات مرتبہ پناہ مانگتے ہیں اس کنویں میں اللہ تعالی ان بد بخت حفاظ قرآن کے لئے عذاب مقرر فرمایا ہے جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک کی خبر گیری کیا کرو (باقاعدگی سے پڑھتے رہا کرو) قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اونٹ جس قدر تیزی کے ساتھ اپنی رسیوں سے نکل بھاگتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ قرآن پاک حفظ اور سینہ سے نکل جاتا ہے۔ (یعنی اگر آدمی اونٹ سے غافل ہو جائے اور اونٹ اپنی رسی ڈھیلی ہوئے پر اس سے نکل جائے تو پھر فورا بھاگ نکلتا ہے۔) (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ والے کی طرح ہے اگر وہ اپنے اونٹ کی دیکھ بھال کرے گا تو اس کو روکے رکھے گا اور اگر اس کو آزاد چھوڑ دے گا تو وہ بھاگ کھڑا ہوگا۔ (اسی طرح اگر قرآن کی بار بار تلاوت کی جائے گی تو وہ حافظہ میں محفوظ رہے گا ورنہ طاق نسیاں کی نذر ہو جائے گا۔) (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے ثواب میرے سامنے پیش کیے گئے یہاں تک کہ اس کوڑے اور خس وخاشاک کا ثواب بھی پیش ہوا جس کو آدمی مسجد سے باہر نکالتا ہے اور اس طرح میری امت کے گناہ بھی مجھ پر پیش کئے گئے تو میں نے ان میں سے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو اور وہ اس کو بھول گیا ہو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک کو پڑھے پھر اسکو بھول جائے قیامت کے دن وہ اللہ کے دربار مین

Marfat.com

کوڑھی ہو کر حاضر ہوگا (کوڑھ میں بدن گل سڑ جاتا ہے۔) (ابوداؤد۔ دارمی) عکرمہ اور مجاہد دونون کا قول ہے کہ جب کوئی قرآن سیکھے پھر اس کو بھلا دے قیامت کے دن قرآن پاک آئے گا اور اس کو کہے گا کہ اگر تو مجھے یاد رکھتا تو میں تجھے اونچے درجے پر پہنچا دیتا لیکن تو نے غفلت اور کوتاہی برتی لہذا میں بھی آج تیری خدمت سے قاصر ہوں۔ تشریح میں یہ بھی چیز شامل ہے کہ جو قرآن کو سامنے رکھے گا یعنی اسے امام بنائے گا اس پر عمل کرے گا قرآن اس کو جنت میں لے جائے گا اور جو قرآن کو پیٹھ پیچھے رکھے گا یہ اس کو جہنم میں دھکیل دے گا۔ قرآن بہت بڑا سفارشی ہے اپنے پڑھنے والے اور عمل کرنے والے کے لئے بھرپور سفارش کرے گا۔ اور اس کو جنت میں لے جا کر ہی چھوڑے گا۔ اور جو اس کے حقوق ضائع کرے گا اس کے بارے خوب جھگڑا کرے گا اور اس کو جہنم میں پہنچائے گا۔

بھولنے سے مراد علماء یہ لیتے ہیں کہ ناظرہ خواں قرآن کو اس طرح بھول جائے کہ پڑھ ہی نہ سکے اور حافظ کا بھولنا یہ ہے کہ مصلے نہ سنا سکے بھولے ہوئے حافظ کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنی ہی آواز میں قرآن پاک ریکارڈ کر لے اس کو بار بار سنے اور پھر یاد کرے آسانی سے قرآن پاک یاد ہو جائے گا۔ ساتھ ساتھ ہر شب جمعہ کو وہ چار رکعت بھی پڑھے جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ یٰس پڑھے دوسری میں سورۃ دخان تیسری میں الٓم سجدہ اور چوتھی میں سورۃ ملک پڑھے اور پھر دعا کرے یہ طریقہ اور دعا فضائل اعمال کے حصہ فضائل قرآن کے بالکل آخر میں درج ہے وہاں سے دیکھ سکتے ہیں تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے نتائج بہت ہی اچھے ظاہر ہوں گے۔

Marfat.com

حقوق قرآن

قرآن اللہ کی کتاب ہے اس کے بہت سے حقوق ہیں ۔اس کو عام کتابوں کی طرح ہرگز نہ سمجھیں کہ اٹھایا اور پڑھنا شروع کر دیا۔قرآن پاک پڑھنے سے پہلے وضو کریں۔اللہ تعالی فرماتے ہیں۔لا یمسہ الا المطھرون اسے پاک لوگوں کے علاوہ کوئی نہ چھوئے۔(واقعہ) پھر بہتر ہے کہ قبلہ رخ ہو جائے اور قرآن پاک کو کسی اونچی جگہ پر رکھے اور سب سے پہلے تعوذ پڑھے خود اللہ تعالی فرماتے ہیں فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (نحل:۹۸) جب تم قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگو تو شیطان مردود کے شر سے بچنے کیلئے اللہ کی پناہ میں آجایا کرو۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔اپنی تلاوت کو خود بھی غور سے سنو یعنی دل اس کی طرف لگا ہوا ہو۔اور اگر کسی اور کی تلاوت سنو تو خوب کان لگا کر دیہان سے سنو،اللہ تعالی فرماتے ہیں واذا قرئ القرآن فاستمعو الہ وانصتو العلکم ترحمون . جب قرآن پاک پڑھا جا رہا ہو تو اس کو خوب دیہان سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے ۔(اعراف:۲۰۴) قرآن پاک کو آہستہ آہستہ پڑھا جائے۔سورۃ مزمل کی آیت ۴ میں فرمایا ورتل القرآن ترتیلا. قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے قرآن والو! قرآن پاک کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو۔ بلکہ دن رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو دلچسپی اور مزے لے لے کر پڑھا کرو اور اس میں تدبر کرو۔ امید رکھو کہ تم اس سے فلاح پاجاؤ گے اور اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو۔ اللہ تعالی کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے

Marfat.com

۔(بیہقی، شعب الایمان، معارف الحدیث: ج ۵ ص ۷۰)اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن والے صرف اس بات پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں کہ ہمارے پاس قرآن پاک ہے ہم قرآن والے ہیں بلکہ انہیں چاہیے کہ قرآن پاک کے حقوق ادا کریں۔ رات کو اس کی تلاوت کریں اسے نماز میں پڑھیں دن بھر اس پر عمل کریں۔اس کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ آخرت بنانے کا ذریعہ بنائیں۔ ریاکاری نہ کریں۔ خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ کچھ حفاظ ایسے ہیں کہ وہ لوگوں کو دکھانے کیلئے کانوں پر ہاتھ رکھ رکھ کر تلاوت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے پورا قرآن پڑھا اور ایک غلطی بھی نہ آئی۔ اللہ ایسے حفاظ کی تعداد میں اضافہ نہ کرے۔ یہ لوگ حب جاہ اور حب مال کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں الذین اتینھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ لوگ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہی لوگ درحقیقت اس کتاب پر ایمان لانے والے ہیں۔ یعنی صرف زبانی طور پر ایمان لانے کا دعوی کافی نہیں۔ جب تک کہ اس کی تلاوت کا حق اور دوسرے حقوق ادا نہ کئے جائیں کیوں کہ حقیقی ایمان تو عمل کی طرف بلاتا ہے ۔تلا۔ یتلو کے معنی ہیں پیروی کرنا تلاوت قرآن سے مراد قرآن پاک کی پیروی کرنا ہے ۔بس جو کچھ بھی قرآن کہتا ہے اس پر عمل کرنا ہوگا۔ ہم ایک ملازم کو دس ہزار روپے مہینے کے دیتے ہیں ہم اس کی زندگی کے مالک نہیں ہیں، ہم نے اسے بنایا نہیں ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہماری ہر بات مانے ہمارا کام صحیح وقت پر سرانجام دے اگر اس سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو ہم اسے سرزنش کرتے ہیں۔ بار بار غلطی یا کسی بڑی غلطی پر اسے نکال دیتے ہیں۔ وہ خدا جس نے ہم کو پیدا کیا ہم کو سب کچھ عطا کیا وہ بھی چاہتا ہے کہ میرے بندے میرے بن کر رہیں میرے

Marfat.com

احکامات مانیں۔ میری نافرمانی نہ کریں۔ اس نے یہ سب کچھ اپنی کتاب میں بتادیا ہے۔ جب ہمیں یقین ہوجائے گا ہمارا دل مان لے گا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے ہماری ہدایت کیلئے نازل ہوا ہے تو پھر ہماری زندگی میں انقلاب آجائے گا ہماری دنیاوآخرت سنور جائے گی۔ ہمارا قرآن پاک کے ساتھ ہر وقت رابطہ ہونا چاہیے اس کے احکامات ہر وقت ہمارے ذہن میں موجود ہونے چاہئیں۔ روزانہ اس کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ ناظرہ خوان ایک پارہ روزانہ پڑھے حافظ تین پارے روزانہ پڑھے ہمارے ایک بزرگ کسی غیر ملک میں تبلیغ کے سلسلے میں گئے فرمایا کہ بہت زیادہ تھک چکا تھا مہمان بھی آرہے تھے رات کے دو بج چکے تھے آرام کرنا بھی ضروری تھا۔ اچانک خیال آیا کہ میری تلاوت ابھی باقی ہے سوچا کہ کل دو پارے پڑھ لوں گا ابھی سوجاتا ہوں پھر خیال آیا کہ ناغہ کرنے کی بے برکتی ضرور ہوگی۔ اس لئے میں پڑھ کر ہی آرام کروں گا فرماتے ہیں کہ اس تلاوت سے اتنے انوارات حاصل ہوئے کہ کئی ماہ تک ان کا اثر رہا اور کئی ماہ تک اس تلاوت کی لذت میں محسوس کرتا رہا۔ یہ روح کی غذا ہے اپنی روح کو روزانہ غذا دیجیئے۔

قرآن پاک کو تجوید کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ تجوید یہ سکھاتی ہے کہ کس حرف کو کس طرح نکالنا ہے اور کس حرف کو نکالنے کے لیئے ک باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے اس علم کے اندر وہ طریقہ بتایا گیا ہے جس طریقے سے نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک پڑھا۔ اس علم کی نظیر دنیا کی کسی دوسری قوم کے پاس نہیں ہے کہ الفاظ کی ادائیگی کے کیا طریقے ہیں اور کس طرح الفاظ کو زبان سے نکالا جاتا ہے۔ یہ صرف امت مسلمہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے اور قرآن کی ایک عجیب شان ہے کہ یہ علم آج تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا جس لہجے میں نبی کریم ﷺ نے قرآن پڑھا تھا اسی لہجے میں قیامت تک پڑھا

Marfat.com

جاتا رہے گا۔ اس کے بعد قرآن کا حق یہ ہے کہ اس کا ترجمہ پڑھا جائے اس کی تفسیر پڑھی جائے۔ قرآن پاک کو اللہ نے سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔ سورۃ قمر میں اللہ نے کئی بار فرمایا ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر. ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے کوئی ہے کہ سوچ سمجھے۔ قرآن پاک اللہ کی یاد دلاتا ہے اس کی ایک ایک آیت اپنی جگہ پر نشانی ہے آپ کو کسی دوست نے تحفہ دیا آپ نے اس کو سنبھال کر رکھ دیا۔ کافی عرصے کے بعد جب آپ کی اچانک اس پر نظر پڑتی ہے تو فوراً وہ دوست بھی یاد آجاتا ہے گویا کہ وہ چیز آپ کے دوست کی نشانی ہوتی ہے۔ اسی طرح جب ہم قرآن کی کوئی آیت پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں رب کی یاد دلاتی ہیے۔ ہم اپنی غفلت کی وجہ سے خدا کو بھول جاتے ہیں قرآن ہمیں رب کی یاد دلاتا ہے۔

پڑھنے سمجھنے کے بعد قرآن کا یہ حق ہے کہ اس پر عمل کیا جائے یہ آپ کے دلوں سے زنگ کو اتارے گا۔ آپ کے دلوں کو پاکیزگی عطا کرے گا ہم ہر چیز کو صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ ہر چیز کی صفائی کرتے ہیں حتی کہ واش روم کو بھی صاف کرتے ہیں تو کیا ہمارا دل صاف ستھرا نہیں ہونا چاہئے؟ اس کی صفائی نہیں ہونی چاہئے۔ اس کی صفائی پانی اور صابن سے نہیں ہوگی اس کی صفائی قرآن پاک سے ہوگی قرآن پاک ہمارے دلوں کو نورانی بنائے گا۔ دنیا میں سب سے زیادہ حق دار کتاب قرآن پاک ہے جس پر عمل کرنا چاہئے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

قرآن آپ کو جنت میں لے جائے گا۔

اس کے بعد قرآن پاک کا یہ حق ہے کہ اس کو پوری دنیا میں پھیلایا جائے۔

Marfat.com

اس کو غیر مسلموں تک پہنچایا جائے۔ صحابہ کرامؓ نے پہاڑوں پر صحراؤں میں قرآن کو پہنچایا۔ حتیٰ کہ سمندروں میں گھوڑے ڈال دیئے اور کہا کہ اے اللہ اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ آگے بھی تیری مخلوق ہے تو ہم اس تک بھی تیرا پیغام پہنچا دیتے۔ صحابہ کرام پوری دنیا میں پھیل گئے۔ قرآن کے پیغام کو پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ صحابہ کی تعداد سوا لاکھ سے بھی زیادہ ہے لیکن مکہ مدینہ میں دس بارہ ہزار صحابہ کی قبریں ہیں۔ باقی سارے صحابہ قرآن کے پیغام کو لے کر نکلے اور دنیا کے مختلف خطوں میں ان کی قبریں بنیں۔

اس کے بعد قرآن کا حق ہے کہ ہم اس کو نافذ کریں۔ سب سے پہلے تو ہم اپنی ذات پر اس کو نافذ کریں اس کے حلال کو حلال جانیں اس کے حرام کو حرام جانیں۔ اپنے گھر والوں پر اس کو نافذ کریں۔ اور جہاں ہمارا اختیار ختم ہو جاتا ہے وہاں ہم سے پوچھ بھی نہیں ہوگی۔ عوام پر نافذ کرنا حکمرانوں کا کام ہے اگر وہ اس میں سستی کریں گے تو وہ جانیں ان کا کام جانے۔ رب خود ہی ان سے پوچھ لے گا کہ کیا کر کے آئے۔

نبی کریم ﷺ نے قرآن پر سب سے پہلے خود عمل کر کے دکھایا۔ اس کو پھیلایا پھر اس کو نافذ کیا۔ صحابہ کرامؓ سو فیصد اس پر عمل کرنے والے تھے اپنی زندگیوں میں نافذ کرنے والے تھے اگر کسی سے کوئی غلطی ہوئی اور وہاں ان کو دیکھنے والا بھی کوئی نہیں تھا تو بھی اللہ کے نبی کے پاس حاضر ہو کر اپنی غلطی کا اقرار کیا تاکہ آخرت میں مواخذہ نہ ہو۔ یہ تھا حقیقت میں قرآن کا نفاذ، اسلام کا نفاذ، اللہ ہم سے بھی قرآن کی صحیح معنوں میں خدمت لے لے۔

Marfat.com

مسائل قرآن

سوال ۔ نماز میں تلاوت کے وقت قرآن پاک کی ترتیب کا خیال رکھنا واجب ہے ۔ لیکن یہ ایسا واجب ہے جس میں غلطی پر سجدہ سہو نہیں کرنا پڑتا۔ جبکہ کوئی اور واجب چھوٹ جائے یا کوئی اس کے برابر کی غلطی ہو جائے تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہوتا ہے عام روٹین میں بھی قرآن پاک کو ترتیب کے ساتھ پڑھا جاتا ہے ۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ چھوٹے بچوں کو سب سے پہلے تیسواں پارہ پڑھایا جاتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ بالکل پیچھے سے ۔ یعنی آخر سے شروع پارے کی طرف پڑھایا جاتا ہے اور خاص طور پر حفظ کرنے والے بچوں کو سورۃ الناس سے عم یتساء لون کی طرف پڑھایا جاتا ہے۔ اور اس طرح پارہ نمبر ۲۹ پھر ۲۸ اسی طرح سب سے آخر میں پہلا پارہ یاد کروایا جاتا ہے کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

جواب ۔ قرآن پاک کی یہ ترتیب نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے ۔ لیکن چونکہ چھوٹے بچے لمبی آیات اور لمبی سورتیں آسانی سے یاد نہیں کر سکتے اس لئے ان کو سب سے پہلے چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کروائی جاتی ہیں۔ تا کہ وہ آسانیسے یاد کر سکیں اور آہستہ آہستہ ان کا حفظ بھی بڑھتا جائے اور بڑی سورت آسانی سے یاد بھی رکھ سکیں ۔ پارہ نمبر ۳۰ میں ۳۷ سورتیں ہیں جبکہ اگر پہلے پارے کی طرف سے یاد کروائیں تو سورۃ بقرہ ہی ۴۰ رکوع کی ہے اور اڑھائی پاروں پر مشتمل ہے اور اس کی آیات بھی لمبی لمبی ہیں۔ جبکہ تیسویں پارے کی سورتیں بھی چھوٹی ہیں اور آیات بھی چھوٹی ہیں۔ اس لیے کہ بچوں کو آسانی سے یاد ہو جاتی ہیں۔

ایسا کرنا بالکل جائز ہے بالکل مناسب بھی یہی ہے ۔ اگر بچوں کو پہلے پارے

Marfat.com

کی طرف سے حفظ کروانے کی کوشش کرنے لگیں تو بہت سے بچے حفظ نہیں کر سکیں گے اور یہ بہت بڑی محرومی ہوگی۔

سوال۔ کیا قرآن پاک کو چومنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! قرآن پاک کو چومنا جائز ہے۔

سوال: ضعیف قرآن پاک اور بوسیدہ اوراق کا کیا کیا جائے؟

جواب: پھٹے پرانے قرآن پاک اور مقدس اوراق کو زمین میں دفن کر دیں جس طرح آدمی کو دفن کیا جاتا ہے اس طرح کہ گڑھا کھود کر اوراق کو رکھ کر اوپر کوئی لکڑی یا کوئی اور مناسب چیز رکھ دیں اور پھر اوپر مٹی ڈال دیں۔ یہ سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ کسی ویران کنویں میں ڈال سکتے ہیں یا دریا میں بہا دیں۔ مجبوری کی حالت میں ان کو جلایا بھی جاسکتا ہے اور راکھ کو پانی میں ملا کر کسی پاک جگہ پر ڈال دیا جائے تاکہ راکھ کی بھی بے حرمتی نہ ہو۔

سوال: اگر قرآن پاک کسی ایسی الماری میں رکھا ہوا ہو کہ جس کی طرف سونے کی حالت میں پاؤں ہوتے ہوں یا کسی صوفے یا بیڈ پر بیٹھتے لیٹتے وقت الماری میں رکھے ہوئے قرآن کی سطح نیچے کی طرف ہو تو ایسی صورت میں گستاخی تو نہیں ہوگی؟

جواب: اگر قرآن پاک الماری میں رکھا ہو تو اور اس کی طرف پاؤں ہو جائیں یا سطح اس کے برابر ہو جائے تو گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ قرآن تو الماری میں رکھا ہوا ہے۔ لیکن اگر پھر بھی کوئی احتیاط والی صورت نکال لی جائے تقوی کے بہت قریب ہے۔

سوال: کیا قرآن پاک کے اوپر کوئی کتاب رکھ کر یا کوئی کاپی رکھ کر کچھ تحریر کیا جاسکتا ہے؟

Marfat.com

جواب: یہ قرآن پاک کی بے ادبی ہے۔

سوال: کیا کوئی کتاب قرآن پاک کے اوپر رکھی جاسکتی ہے؟

جواب: کسی بھی کتاب کو قرآن پاک کے اوپر نہیں رکھا جاسکتا حتی کہ حدیث کی کتاب کو بھی۔ قرآن پاک پر صرف قرآن ہی رکھا جاسکتا ہے اور ان کو بھی الٹ پلٹ کر نہیں رکھنا چاہئے۔ کئی مساجد اور مدارس میں دیکھا گیا ہے کہ طلباء جلدی میں الٹ پلٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ قرآن پاک کو سیدھا کر کے ترتیب اور ادب کے ساتھ رکھنا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ بڑے سائز کے قرآن پاک الگ رکھے جائیں اور چھوٹے الگ۔ تاکہ ان سے گرنے کا احتمال بھی نہ رہے۔

سوال: آدمی کئی منزلہ مکان میں رہتا ہے یا کسی فلیٹ میں رہتا ہے تو کیا اس صورت میں نچلی منزل میں پڑے قرآن کی بے ادبی تو نہیں ہوگی۔ جب کہ اوپر والی منزلوں میں لوگ چلتے پھرتے ہیں؟

جواب: اس صورت میں بے ادبی نہیں ہوگی۔ اوپر والی منزل والے اپنی روٹین کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں۔

سوال: بعض لوگ تلاوت کے وقت ہونٹ نہیں ہلاتے۔ کیا اس صورت میں ثواب مل جاتا ہے؟

جواب: اگر ہونٹ نہ بھی ہلائے، صرف زبان ہلا کر تلاوت کر رہا ہے تو پھر بھی تلاوت کا ثواب مل جائے گا۔ اگر صرف قرآن پر نظر رکھ کر دل میں دوہرا رہا ہے تو اس طرح تلاوت کا ثواب تو نہیں ملے گا البتہ قرآن کی طرف دیکھنے اور دل کی توجہ کا ثواب ضرور ملے گا۔

سوال: کیا زوال کے وقت قرآن پاک کی تلاوت کر سکتے ہیں؟

جواب: زوال کے وقت صرف نماز نہیں پڑھ سکتے، سجدہ نہیں کر سکتے، باقی

Marfat.com

ذکراذکار کرسکتے ہیں،قرآن پاک پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: سورج کے طلوع اور غروب کے وقت اور عصر سے مغرب کے درمیان تلاوت کر سکتے ہیں؟

جواب: سورج کے طلوع اور غروب کے وقت سجدہ اور نماز منع ہے، تلاوت کی جاسکتی ہے۔عصر سے مغرب کا وقت تو بہت ہی مبارک ہے اس میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔اس وقت نوافل منع ہیں۔جبکہ تلاوت اور ذکراذکار کے لئے یہ وقت انتہائی بابرکت ہے۔

سوال: کیا ایسی دینی کتب میں جن میں بہت سی قرآنی آیات بھی درج ہوں ان کو بغیر وضو ہاتھ لگایا جاسکتا ہے؟

جواب: بالکل !لگایا جاسکتا ہے۔ یہ اعزاز تو صرف اصل قرآن پاک کو حاصل ہے کہ اس کو چھوتے وقت وضو کیا جائے۔کوئی بھی دینی کتاب بغیر وضو کے پڑھی جاسکتی ہے حتی کہ حدیث اور تفسیر کی کتاب بھی۔لیکن اگر ان کے ادب میں وضو کرلیا جائے تو بہت بہتر ہے۔اگر کسی کتاب میں قرآنی آیات ہوں اور آدمی کا وضو نہ ہو تو بہتر ہے قرآن کی آیت پر ہاتھ کہ رکھے ویسے پڑھتا رہے۔

سوال: کیا نابالغ بچے بغیر وضو قرآن کو پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: نابالغ بچوں پر وضو، نماز فرض نہیں وہ بغیر وضو کے بھی قرآن پاک کو پکڑ سکتے ہیں، پڑھ سکتے ہیں ۔لیکن عادت ڈلوانے کے لیے ان سے وضو کروایا جائے تو بہتر ہے۔

سوال: کیا لیٹ کر قرآن پاک پڑھا جاسکتا ہے؟

جواب: لیٹ کر زبانی قرآن پاک تو پڑھا جاسکتا ہے البتہ ہاتھوں میں لے کر اور پھر لیٹ کر تلاوت مناسب نہیں، یہ بے ادبی ہے۔

Marfat.com

سوال: کیا قبرستان میں قرآن پاک پڑھا جاسکتا ہے؟

جواب: قبروں پر زبانی قرآن پاک پڑھا جاسکتا ہے۔قرآن پاک ہاتھوں میں لے کر قبروں کے اردگرد بیٹھ کر پڑھنا بے ادبی ہے۔

سوال: کیا قرآن پاک پڑھوانے پر اجرت لینا جائز ہے؟

جواب: قرآن پاک پڑھنے پڑھانے پر اجرت لینا جائز نہیں۔اگر کسی نے قرآن پاک پڑھوایا تو ہرگز اجرت فکس نہ کی جائے، اور نہ ہی پڑھنے والا کوئی مطالبہ کرے، البتہ کوئی اپنی خوشی سے بعد میں خدمت کردے تو الگ بات ہے۔پہلے سے طے کرنا بالکل جائز نہیں۔اوراس طرح تلاوت کا ثواب نہیں ملے گا۔اورایصال ثواب بھی نہیں ہوگا۔آج اجرت لے کر قرآن پڑھا جاتا ہے اور قبرستان میں قبر کے اردگرد بیٹھ کر بھی پڑھا جاتا ہے، یہ سب ناجائز ہے۔

سوال: اگر کوئی آدمی تلاوت کررہا ہو تو اس کو سلام کرنا جائز ہے؟ اوراگر کسی نے کردیا تو کیا تلاوت کرنے والے کو جواب دینا ضروری ہوگا؟

جواب: تلاوت کرنے والے کو سلام نہیں کرنا چاہیئے اگر کسی نے سلام کردیا تو بہتر یہی ہے کہ تلاوت کرنے والا اپنی تلاوت جاری رکھے۔سلام کا جواب نہ دے، اسے کوئی گناہ نہ ہوگا۔

سوال: رموز اوقاف قرآن مجید کو ادا کرنا کیا ہر مسلمان پر ضروری ہے یا یہ صرف قاری حضرات کیلئے ضروری ہے؟

جواب: بہتر تو یہی ہے کہ ہر مسلمان ان رموز اوقاف کو سمجھے اوران پر عمل کرے، کیوں کہ محل وقوع کے لحاظ سے الفاظ کے معانی بدلتے رہتے ہیں۔قرآن کے لہجہ کو سمجھنا چاہیئے اس کے اشارے سمجھنے چاہیئے۔

اگر ایک آدمی کسی کو کچن میں کہتا ہے کہ پانی لاؤ تو صاف ظاہر ہے گلاس میں

Marfat.com

پانی لایا جائے گا۔ اگر واش روم کے پاس کہتا ہے تو لوٹے میں پانی لائے گا، اور اگر غسل خانے کے پاس کھڑا ہو کر کسی کو کہتا ہے کہ پانی لاؤ تو لانے والا گلاس یا لوٹے میں نہیں لائے گا یقیناً وہ بالٹی میں پانی لائے گا۔ اسی طرح قرآن کے لہجے اور رموز اوقاف سے بہت کچھ اخذ کیا جاتا ہے مثلاً اگر کوئی آدمی کسی کو کہتا ہے کہ رکو مت پانی لاؤ تو اس کے دو معانی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ رکو، مت پانی لاؤ۔ یعنی رک جاؤ اور پانی نہ لاؤ۔ اور دوسرا رکو مت پانی لاؤ۔ یعنی رکو مت پانی ضرور لاؤ۔ اب غور کرو الفاظ ایک ہی طرح کے ہیں لیکن حکم میں زمین آسمان کا فرق ہے اسی طرح رموز اوقاف سے بھی معنی میں فرق پڑتا ہے۔ البتہ چونکہ عوام کو ترجمے کا پتہ نہیں ہوتا، اس لئے ان کو گناہ نہیں ملتا۔ البتہ قاریوں اور علماء کو ان رموز اوقاف کو بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

سوال: کیا کوئی شخص جو ذاتی طور پر تلاوت کر رہا ہو اس کی تلاوت سننا ضروری ہے؟

جواب: جو آدمی اپنے طور پر تلاوت کر رہا ہو اس کو چاہیے کہ اپنی آواز آہستہ رکھے۔ کیوں کہ اگر اونچی آواز میں پڑھے گا تو دوسروں پر سننا ضروری ہو جائے گا۔ اگر سجدہ تلاوت آئے گا تو ان پر سجدہ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ اگر آدمی مسجد میں ہو تو اونچی آواز میں تلاوت کر سکتا ہے، اگر نمازی ہوں تو پھر آہستہ آواز میں تلاوت کرے۔ اونچی آواز سے پڑھنے والا یہ بھی خیال رکھے کہ کوئی بیمار، کوئی بوڑھا یا کوئی طالب علم اس کی اونچی آواز سے پریشان نہ ہو۔

سوال: ترجمہ والے قرآن پاک سے لوگ ترجمہ پڑھتے ہیں کیا اس طرح تلاوت کا ثواب ملے گا؟

جواب: تلاوت کا ثواب الگ ہے ترجمہ کا الگ، ترجمے کا ثواب تلاوت

Marfat.com

کے ثواب کے برابر نہیں ہوگا۔

سوال: ختم قرآن کے موقع پر خوشی کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے لیکن حدود میں رہے، فضول خرچی اور ریاکاری نہ کرے۔ ہمارے معاشرے میں جب بچے کا قرآن پاک مکمل ہوتا ہے تو آمین کروائی جاتی ہے اور خاص طور پر حفاظ کے لیے تو مستقل تقریب ہوتی ہے اس میں بھی کوئی خاص حرج نہیں، لیکن چند پہلو قابل غور ہیں۔ان تقاریب کو ضروری نہ سمجھا جائے، مدرسہ اور غریب طلبہ پر بوجھ نہ ڈالا جائے، لوگوں کو دکھانے کا ذریعہ نہ بنایا جائے جب کسی طالب علم کا قرآن مکمل ہونے والا ہوتا ہے تو اپنی تعداد بڑھانے کیلئے اور ...تار بندی کے لیے اپنے پاس لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حافظ صاحب کو کوئی اپنی خوشی سے تحفہ یا ہدیہ دے دے تو لے لیں ورنہ اپنے دل میں خواہش پیدا نہ کریں۔لوگوں میں مٹھائی وغیرہ بھی تقسیم کی جاسکتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سورۃ بقرہ مکمل کی تو اونٹ ذبح کیا تھا۔

سوال: ایک آدمی عربی زبان میں تلاوت کرتا رہتا ہے وہ صرف طوطے کی طرح پڑھے جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔یعنی مطلب کا پتہ نہیں۔کیا اسے ثواب ملے گا؟

جواب: یقیناً ملے گا، جو قرآن پاک کو رب کا کلام سمجھ کر پڑھ رہا ہے اسے ایک ایک حرف پر اجر ملے گا۔قرآن پاک کی تلاوت ایک مستقل وظیفہ ہے ایک مستقل عبادت ہے۔سمجھ لگے یا نہ لگے ثواب ضرور ملے گا۔قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنا، اس کو سمجھنا، اس پر عمل کرنا یہ الگ عبادتیں ہیں۔ان کا الگ ثواب ملے گا۔ ہر مسلمان کو قرآن پاک کی تلاوت کرنی چاہیے، اس ذریعے تو قران پاک کی حفاظت ہوگی۔اس کو سمجھا جائے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔

Marfat.com

سوال: کیا ایک دن میں قرآن پاک ختم کرنا جائز ہے؟

جواب: حدیث پاک میں تین دن سے کم میں ختم قرآن کرنے پر ممانعت آئی ہے، کیونکہ اس صورت میں تدبر نہیں ہو سکتا مطلقاً ممنوع نہیں۔ کیوں کہ بہت سے سلف سے ایک دن میں قرآن پاک مکمل کرنا ثابت ہے بلکہ ایک رات اور ایک رکعت میں قرآن پاک مکمل کرنا بھی ثابت ہے۔ بہت سے مردوں یا عورتوں کا ایک جگہ جمع ہو کر ایک ہی وقت میں قرآن پاک مکمل کرنا بھی درست ہے۔ مدرسہ کے طلباء سے بھی قرآن پاک ختم کروانا صحیح ہے۔

سوال: کیا قرآن پاک کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے؟

جواب: جو آدمی مستقل طور پر بچوں کو پڑھاتا ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی کام نہ ہو وہ فل ٹائم دیتا ہو اس کے لئے تنخواہ لینا جائز ہے تاکہ یکسوئی سے بچوں کو پڑھا سکے اور اس کی توجہ کسب معاش کی طرف نہ جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو آج کے دور میں بڑی مشکلات پیدا ہوں گی۔ اور بہت سے قاری مجبوری کی وجہ سے دوسرے دنیاوی کاموں میں لگ جائیں گے۔

سوال: اگر قرآن پاک ہاتھ سے گر جائے تو کیا کرے

جواب: توبہ استغفار کرلے، اگر دل کے اطمینان کے لیے کچھ صدقہ خیرات کرلے تو بہت اچھا ہے۔

سوال: کیا میت کے ساتھ قرآن پاک یا چند سورتیں یا کچھ دعائیں دفن کرنی چاہئیں؟

جواب: مردے کے ساتھ قرآن پاک سورتیں اور دعائیں ہرگز دفن نہیں کرنی چاہئیں، یہ ان کی بے ادبی ہے۔ کیوں کہ بہت سے مردے چند دنوں کے بعد پھٹ جاتے ہیں، ان میں بدبو پڑ جاتی ہے، ان کا گوشت گل

Marfat.com

سڑ جاتا ہے اور اس طرح ان مقدس اوراق کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

سوال: قرآن پاک کو کن حالتوں مین چھونا نا جائز ہے؟

جواب: بے وضو کے چھونا جائز نہیں، جنبی کیلئے چھونا جائز نہیں۔ حیض ونفاس والی عورتوں کا قرآن کو چھونا اور پڑھنا جائز نہیں۔

سوال: اگر بغیر وضو کے مجبوری کی وجہ سے قرآن کو چھونا پڑے مثلاً کسی بڑے نے کہا کہ قرآن پاک اٹھالاؤ، اب جلدی بھی ہے اور وضو بھی نہیں تو کیا کرے۔

جواب: کسی پاک کپڑے کے ساتھ پکڑ کر لے آئے اور یہ کپڑا اپنے جسم کے کپڑوں کے علاوہ ہو۔ اپنے کرتے کی آستین یا دامن سے پکڑنا جائز نہیں۔

سوال: قرآن پاک کی زبانی تلاوت کن کن حالتوں میں منع ہے؟

جواب: بلاغسل اور حیض ونفاس میں زبانی تلاوت بھی منع ہے۔

سوال: قرآن پاک کی تلاوت کس طرح کرنی چاہیے؟ سرًا یا جہراً یعنی آہستہ آواز میں یا اونچی آواز میں؟

جواب: دونوں طرح ٹھیک ہے لیکن موقعے کے مناسبت سے دو نمازوں میں تلاوت آہستہ آواز میں کی جاتی ہے جب کہ فجر، مغرب اور عشاء میں اونچی آواز سے کسی ایسی جگہ جہاں کوئی نہ ہو اونچی آواز میں تلاوت بہتر ہے۔ جہاں نمازی ہوں کوئی بیمار ہو یا کوئی سویا ہوا ہو، وہاں آہستہ آواز میں پڑھنا بہتر ہے۔

سوال: ایصال ثواب کے لیے اجرت پر قرآن پاک پڑھوانا کیسا ہے؟

جواب: پہلے سے طے شدہ اجرت پر ثواب نہیں ملے گا۔ گھر والے دوست احباب خود پڑھ کر ایصال ثواب کرتے رہیں۔ اگر اس طرح ہوسکے تو مدرسے کے بچوں سے پڑھوائیں اور ان کی خدمت اپنی مرضی سے کردیں۔ یا پھر کوئی ایسا آدمی تلاش کریں جو پہلے سے طے نہ کرے۔ بعد آپ اس کی خدمت کردیں۔

Marfat.com

سوال: مکان یا دکان کی برکت کے لئے قرآن پاک پڑھوانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: قرآن پاک کی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: قسم صرف اللہ کی کھانی چاہیے، اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہیں کھانی چاہیے، قرآن پاک کی قسم اٹھانا بھی مناسب نہیں۔ اگر کسی نے کھائی تو قسم ہو جائے گی۔ اور پھر اس کو توڑنے پر کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔

سوال: قرآن پاک کو تلاوت کے وقت تکیہ یا رحل پر رکھنا کیسا ہے؟

جواب؛ تلاوت کے وقت قرآن پاک کو اونچی جگہ پر رکھنا چاہیے، اس کیلئے پاک تکیہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر رحل ہو تو زیادہ مناسب ہے۔ قرآن پاک کو پنڈلیوں پر رکھنا یا زمین پر رکھنا سخت بے ادبی ہے۔ اور کسی کے ہاں بھی اس کی اجازت نہیں ہے۔

سوال: قرآن پاک پر چولی (کپڑا) چڑھانا کیسا ہے؟

جواب: قرآن پاک پر چولی چڑھانا بہت اچھا ہے اس سے جلد کی حفاظت ہوتی ہے اور یہ جلد ہی کے حکم میں ہے اس کو بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا۔

سوال: قرآن پاک کو یا چند سورتوں کو تعویذ کی صورت میں گلے میں لٹکانا کیسا ہے؟

جواب: اگر قرآن پاک کے آداب کا پاس اور رعایت ہوسکتی ہے تو جائز ہے۔

سوال: قرآن پاک کی طرف پشت کرنا کیسا ہے؟

جواب: خلاف ادب ہے۔

سوال: سوتے یا جاگتے وقت قرآن پاک کی طرف پاؤں کرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی بھی حالت میں جانتے ہوئے قرآن پاک کی طرف پاؤں کرنا

Marfat.com

درست نہیں، گناہ ہے۔

سوال: کیا قرآن شروع کرنے سے پہلے تعوذ اور تسمیہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! ضروری ہے۔ اگر درمیان میں کوئی چھوٹا سا کام ہو یا بات کرنی پڑے تو پھر تعوذ پڑھ کر شروع کرلے۔

سوال: تلاوت قرآن کے درمیان کوئی کام پڑجائے تو کیا کرے

جواب: بڑے ادب کے ساتھ قرآن پاک بند کرکے رکھ دے، کام کرکے پھر تلاوت شروع کردے۔

سوال: نماز کی کن حالتوں میں قرآن پاک پڑھنا ناجائز ہے؟

جواب: قیام کے علاوہ ہر حالت میں تلاوت قرآن ناجائز ہے۔

سوال: سجدہ تلاوت کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن مجید میں چودہ مقامات پر سجدے والی آیات ہیں جب ان میں سے کسی آیت کو پڑھا جاتا ہے تو سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی سن رہا ہو تو اس پر بھی سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔

سوال: آیت سجدہ کو بار بار پڑھنے سے کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

جواب: ایک آیت کو بار بار پڑھنے پر صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ مثلاً ایک حافظ قرآن پاک یاد کرتے ہوئے ایک ہی جگہ پر سو دفعہ بھی اس آیت کو پڑھے گا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اگر جگہ بدل لی تو پھر الگ سے سجدہ کرنا پڑے گا۔

سوال: سجدہ تلاوت کن اوقات میں ممنوع ہے؟

جواب: طلوع آفتاب غروب آفتاب اور زوال کے وقت، یعنی جن اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے، سجدہ تلاوت بھی منع ہے۔ اگر ان اوقات میں سجدہ تلاوت

Marfat.com

آجائے تو بعد میں ادا کرے۔

سوال: سجدہ تلاوت کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے تین بار سبحان ربی الاعلی پڑھ کر تکبیر کہہ کر سجدے سے اٹھ جائے۔ اگر دو سے زائد سجدے کرنے ہوں تو ہر دو سجدوں کے درمیان کھڑا ہونا ضروری ہے اگر تلاوت کرتے ہوئے سجدہ آجائے تو بہتر یہی ہے کہ تلاوت جاری رکھے تلاوت ختم کرنے پر سجدہ کرے۔ اگر درمیان میں رک کر بھی سجدہ کر لے تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: قرآن پاک کی تلاوت کے وقت کیا تصور ہونا چاہئے؟

جواب: تلاوت کے وقت یہ خیال ہونا چاہیے کہ یہ میرے رب کا کلام ہے۔ جو محض اس کی توفیق سے اور فضل سے میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ گویا میں اللہ تعالی سے ہم کلام ہوں اس کے ساتھ باتیں کر رہا ہوں اس لئے نہایت ادب ،حضور قلب اور پوری توجہ سے تلاوت میں مشغول ہونا چاہیئے۔

سوال: تلاوت کلام پاک کا معمول کیا ہونا چاہیے؟

جواب: حسب استطاعت جس قدر ممکن ہو اور جس وقت سہولت ہو مقدار اور وقت کا لحاظ کر کے معمول بنا لینا چاہیئے۔ اور حتی الامکان کوشش یہ ہو کہ ناغہ نہ ہو۔ کھانے اور سونے سے بھی زیادہ اس کو اہمیت دے۔ یعنی اگر تلاوت مکمل نہ ہو تو اس وقت تک کھانا نہ کھائے اس وقت تک بستر پر نہ آئے جب تک تلاوت مکمل نہ کر لے۔ اگر بہت ہی بڑی مجبوری آجائے جیسے بیماری، حادثہ، سفر یا فوتگی وغیرہ تو اس صورت میں دوسرے دن ضرور تلاوت پوری کر لے ایسا کرنے والے کو چھٹی کے دن کا بھی اجر ملے گا اور بے برکتی بھی نہیں ہوگی۔ تلاوت کے لئے بہترین وقت تہجد اور فجر کا ہے۔

Marfat.com

قصص القرآن

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں، مقام حبیب کے بعد مقام خلیل ہے ۔ہمارے نبی اللہ کے حبیب ہیں۔آپ کے بعد سب سے بلند درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اکیلے پوری امت جتنا کام کیا۔قرآن میں ہے۔ان ابراهيم كان امة ۔ابراہیم علیہ السلام (اپنی ذات میں) ایک امت تھے۔ایک وقت تھا پوری دنیا میں اکیلے ابراہیم علیہ السلام مسلمان تھے۔رب کو اکیلا ماننے والے رب کے احکامات ماننے والے ۔آپ اکیلے نمرود کی پوری بادشاہی سے ٹکرا گئے ۔آپ نے قوم کو بتوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا تو ان کے بت توڑ ڈالے اور کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا قوم نے پوچھا تو فرمایا کہ اس بڑے نے توڑے ہوں گے۔قوم نے کہا کہ یہ ایسا کام نہیں کرسکتا۔(یہ تو حرکت بھی نہیں کرسکتا۔) تو پھر ابراہیم نے فرمایا کہ پھر ان سے پوچھ لو کہ تمہیں کس نے توڑا۔ قوم کو مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ یہ بت بول نہیں سکتے ۔حضرت ابرہیم نے فرمایا جو اپنی حفاظت نہیں کرسکتے اور بول نہیں سکتے وہ تمہیں نفع نقصان کس طرح دیتے ہیں۔ تمہاری حفاظت کس طرح کرتے ہیں۔

نمرود اور اس کی قوم نے فیصلہ کیا کہ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈال دیا جائے ۔آگ میں ڈالنے کا دن مقرر کر دیا گیا۔عورتوں نے منتیں مان مان کر ایک جگہ پر لکڑیاں اکٹھی کرنی شروع کر دیں کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو ابراہیم کو جلانے والی لکڑیوں میں میں بھی اتنی لکڑیاں ڈالوں گی۔ایک مربع میل میں آگ جلائی گئی ۔اگر پرندہ اوپر سے گذرتا تو بھسم ہو کر آگ میں گر جاتا اگر کسی عام آدمی کو اس میں ڈالا جاتا تو آگ میں گرنے سے پہلے ہی جل بھن کر مر جاتا اور گرتے ہی

Marfat.com

ہڈیاں بھی جل جاتیں ۔ کوئی اس آگ کے قریب نہیں جاتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک جھولے یا منجنیق کے ذریعے آگ میں ڈال دیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جبرائیل آئے کہ میں آپ کی مدد کروں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ اللہ بھیجا ہے یا خود آئے ہو فرمایا میں اجازت لے کر آیا ہوں ۔ فرمایا مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے ۔ بارش کا فرشتہ آیا کہ بارش برسا کر ساری آگ بجھا دوں ۔ اس سے بھی یہی پوچھا۔ فرشتے نے کہا میں اجازت لے کر آیا ہوں اس کو بھی انکار کر دیا۔ ہواؤں کا فرشتہ آیا اسے بھی انکار کر دیا۔ پھر اللہ نے براہ راست آگ کو حکم دیا۔ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔ ابرہیم پر سلامتی والی اس لئے کہا کہ کہیں زیادہ ٹھنڈی ہو کر ابراہیم کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اس دن ساری دنیا کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی اور کوئی بھی پوری دنیا میں آگ سے فائدہ حاصل نہ کر سکا۔ اللہ نے آگ کے اندر ایک چشمہ جاری کر دیا ایک انار کا درخت لگا دیا حضرت ابراہیم اس سے انار کھاتے رہے پانی پیتے رہے۔ چالیس دن تک اس آگ میں رہے ۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی زندگی کے سب سے اچھے دن کون سے تھے ۔ فرمایا وہ دن جو میں نے آگ میں گزارے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم کا دوسرا امتحان لیا گیا کہ اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت کر جائیں۔ آپ نے اپنے رب کے حکم پر اپنے گھر بار ماں باپ اور اپنے وطن کو چھوڑ دیا۔ پھر ایک اور امتحان آ گیا۔ جب ستاسی سال کی عمر میں بیٹا پیدا ہوا تو اللہ نے حکم دیا کہ اس کو یہاں سے لے کر کوچ کرو۔ جبرائیل آئے اور ان کو لیکر چلے راستہ میں جہاں کہیں سرسبز جگہ آتی حضرت ابراہیم حضرت جبرائیل سے پوچھتے کہا یہاں رہنے کی اجازت ہے۔ جبرائیل فرماتے نہیں یہاں کا حکم نہیں

Marfat.com

ہے منزل آگے ہے۔ جب خشک پہاڑ اور گرم ریگستان آ گیا جہاں کسی وقت کعبہ کو تعمیر کرنا تھا اور مکہ شہر آباد ہونا تھا اس ریگستان میں آپ کو اترنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اللہ کا خلیل اپنے رب کی محبت میں مسرور و مگن اسی چٹیل میدان میں بیوی اور بچے کو لے کر ٹھہر جاتے ہیں لیکن یہ امتحان یہاں ختم نہیں ہوتا۔ حضرت ابراہیم کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ ان دونوں کو چھوڑ کر شام کی طرف کوچ کریں۔ اللہ کا خلیل حکم پاتے ہی اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور شام کی طرف روانہ ہو جاتا ہے تعمیل حکم میں اتنی دیر بھی گوارا نہیں کی کہ بیوی کو بتا ہی دیتے کہ مجھے خدا کا حکم ملا ہے اور میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ حضرت ہاجرہ نے جب آپ کو جاتے دیکھا تو پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ جواب ہی نہیں دیتے۔ بار بار پوچھنے پر جواب نہیں دیتے اور چل رہے ہیں آخر کار حضرت حاجرہ پوچھ لیتی ہیں کہ کیا آپ اپنے رب کے حکم پر ایسا کر رہے ہیں۔ آپ سر ہلا کر ہاں میں جواب دیتے ہیں یعنی زبان سے بتاتے بھی نہیں۔۔ اس پر وہ پاک بی بی پکار اٹھتی ہے کہ اگر آپ ہمیں اللہ کے حکم پر یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت ابراہیم چلے جاتے ہیں۔ پانی ختم ہو جاتا ہے بچہ پیاس کی وجہ سے بلکنے لگتا ہے۔ حضرت حاجرہ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگاتی ہیں کہ شاید کوئی قافلہ یا کوئی آدمی نظر آ جائے جس سے پانی مل جائے لیکن کوئی نظر نہیں آتا۔ جب بچے کے پاس آتی ہیں تو دیکھ کر حیران رہ جاتی ہیں کہ بچے کے ایڑیاں رگڑنے کی وجہ سے اس کے مقدس پاؤں سے چشمہ جاری ہو چکا ہے۔ حضرت حاجرہ پانی کا جوش دیکھ کر اسے کہتی ہیں زم زم یعنی رک جا رک جا پانی کا جوش دھیما پڑ جاتا ہے اب حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیل اس چشمے کے مالک ہو جاتے ہیں پانی کو دیکھ کر پرندے آتے ہیں۔ پرندوں کو دیکھ کر قافلے والے سمجھ جاتے ہیں کہ یہاں ضرور پانی ہے۔ پانی پا کر وہ حضرت حاجرہ

Marfat.com

سے اجازت لیتے ہیں کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم لوگ بھی یہاں رہائش اختیار کرلیں۔ حضرت حاجرہ اس شرط پر اجازت دیتی ہیں کہ اس چشمے کے مالک میں اور میرا بیٹا ہوں گے۔ قافلے والے خوشی سے مان لیتے ہیں، اور یوں ایک چھوٹی سی بستی بن جاتی ہے۔ حضرت اسماعیل بڑے ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم کبھی کبھار بیوی بچے کو ملنے کے لئے آتے ہیں جب بچہ بارہ سال کا ہو جاتا ہے تو حضرت ابراہیم بڑی محبت سے بیٹے کی طرف دیکھتے ہیں اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر ننانوے سال ہو چکی تھی۔ اللہ کی طرف سے پھر آزمائش آجاتی ہے۔ کہ خلیل تو میرا ہے اور محبت سے بیٹے کی طرف دیکھتا ہے اللہ خواب میں بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن پاک باپ بیٹے کے مکالمے کو اس طرح بیان کرتا ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (صٰفّٰت: ۱۰۲)

جب بچہ اس قابل ہو گیا کہ باپ کے ساتھ کام کام میں کچھ مدد کر سکے تو ابراہیم نے اس سے کہا اے بیٹے میں تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ تو بتلا کہ تیرا کیا خیال ہے۔ بیٹے نے عرض کیا ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے اس کو کر گذریے بے شک آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

حضرت ابراہیم بیٹے کو ساتھ لے کر ذبح کرنے کے لئے چل پڑتے ہیں۔ شیطان حملہ کرتا ہے کہ تو کیسا باپ ہے ایک خواب کی وجہ سے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے چلا ہے۔ آپ شیطان کو پتھر مارتے ہیں شیطان بھاگ جاتا ہے۔ پھر اسماعیل کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرا باپ تجھے ذبح کرنے لگا ہے اسماعیل نے شیطان سے پوچھا وہ کیوں؟ شیطان نے کہا کہ انہیں خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے۔

Marfat.com

حضرت اسماعیل نے فرمایا اگر خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے تو پھر ان کو اس پر ضرور عمل کرنا چاہیے۔ انہوں نے بھی پتھر مارے۔ پھر حضرت حاجرہ کے پاس پہنچا کہ ابراہیم تیرے بچے کو ذبح کرنے لگا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی باپ کس طرح اپنے بیٹے کو ذبح کرسکتا ہے اور وہ بھی ابراہیم جیسا رحم دل باپ۔ شیطان نے کہا کہ ان کو اللہ کی طرف سے ایسا کرنے کا حکم ہوا ہے حضرت حاجرہ نے بھی فرمایا تو پھر وہ ٹھیک کررہے ہیں انہوں نے بھی پتھر مارے۔ اللہ نے حاجیوں کے لئے اس سنت کو بھی ضروی قرار دے دیا کہ تینوں جگہوں پر شیطان کو پتھر مارے جاتے ہیں۔ صفاء اور مروہ کے درمیان سعی کو بھی حج اور عمرے میں ضروری قرار دے دیا۔ قربانی کو بھی صاحب نصاب پر واجب قرار دے دیا حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا اس کا طواف کیا اس کا حج کیا اللہ نے طواف کرنے والی حج کرنے والی ایک امت کھڑی کردی حضرت ابراہیم نے قربانیوں کی انتہا کردی۔ اللہ نے بھی عطا کی انتہا کردی قیامت تک حضرت ابراہیم کا نام زندہ رہے گا۔ ان کی سنتیں زندہ رہیں گی۔

حضرت ابراہیم نے بیٹے کے ہاتھ باند دیئے اس کے اوپر اپنا گھٹنا رکھ دیا اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی کہ اکلوتے بیٹے کی شکل دیکھ کر کہیں ترس نہ آجائے۔ کہیں شفقت پدری بیدار نہ ہوجائے بس آپ نے چھری چلادی لیکن اللہ نے حضرت اسماعیل کو بچالیا اور جنت سے ایک مینڈھا لاکر ذبح کروادیا۔

فرمایا یا ابرہیم قد صدقت الرؤیا۔ اے ابراہیم آپ نے خواب سچ کردکھایا۔

خواب مین چونکہ ذبح کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ لیکن اسماعیل ذبح تو نہیں ہوئے تھے اللہ نے قربانی مانگی تھی لی نہیں تھی ذبح کرتے ہوئے دکھایا تھا کروایا نہیں تھا۔ حضرت ابرہیم امتحان مین کامیاب ہوگئے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم اوعر حضرت اسماعیل نے حضرت آدم کے تعمیر کردہ خانہ کعبہ کی بنیادیں ڈھونڈ کر خانہ کعبہ کو نئے سرے سے تعمیر کیا اس کو آباد کیا۔ قیامت تک ان کا یہ اجر جاری رہے گا مکہ والوں کے لئے حضرت ابراہیم نے دعا کی

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ(۳۷)

اے میرے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے محترم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں اے میرے رب تا کہ وہ نماز کا اہتمام کریں آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیں اور انہیں پھل کھانے کو دیں تا کہ یہ تیرا شکرادا کریں۔

غور فرمائیں جس جگہ پر گھاس بھی نہیں اگتی تھی پانی بھی نہیں تھا حضرت ابراہیم نے اپنے گھر والوں کو وہاں آباد کیا اور دعا کی آج وہاں لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہر وقت موجود ہوتا ہے لوگ نمازوں میں اور طواف میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور دنیا بھر کا بہترین فروٹ وہاں پہنچتا ہے۔ ہماے ملک میں سے بھی سب سے اچی کوالٹی کا فروٹ عرب میں جاتا ہے۔ خاص طور پر مکہ شریف میں۔ یہ سب حضرت ابراہیم کی دعا کا نتیجہ ہے۔

سابقہ امتوں میں ایک طریقہ عبادت کا یہ بھی تھا کہ اپنی اولاد میں سے کسی بچے کو اللہ کی عبادت کیلئے مخصوص کر دیتے۔ اس سے دنیا کا کوئی کام نہ کرواتے۔ حضرت مریم کے والدان کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ ان کی والدہ نے دوران حمل یہ منت مان لی تھی کہ میں اس بچے کو خاص بیت المقدس کی خدمت کیلئے رکھوں گی دنیا کے کسی کام میں نہیں لگاؤں گی۔ مگر لڑکی پیدا ہوئی تو وہ پریشان

Marfat.com

ہو گئیں کہ میں یہ منت کس طرح پوری کروں گی مگر اللہ تعالی نے ان کے اخلاص کی برکت سے اس لڑکی کو ہی قبول فرمالیا۔ اوراس لڑکی کو سارے زمانے کی لڑکیوں سے افضل بنادیا۔ چونکہ حضرت مریم کے والد محترم (عمران) بیت المقدس کے امام تھے ۔ جب حضرت مریم کو بیت المقدس لایا گیا تو ہر عابد اور مجاور یہ چاہتا تھا کہ میں حضرت مریم کی پرورش کروں ان میں حضرت زکریا بھی شامل تھے ۔ جو حضرت مریم کے خالو تھے انہوں نے رشتے کی بنا پر کہا کہ میرا حق بنتا ہے۔ کہ میں مریم کی کفالت کریں، لیکن دوسرے نہیں مانے فیصلہ یہ ہوا کہ ہم سب اپنے قلم (جن سے تورات لکھتے تھے) پانی میں ڈالتے ہیں جس کا قلم تیرنے لگے گا وہ مریم کی کفالت کرے گا۔ سب کے قلم ڈوب گئے لیکن حضرت زکریا کا قلم تیرنے لگا۔ یوں حضرت مریم حضرت زکریا کی کفالت میں آگئیں۔

قرآن پاک میں اس کا ذکر اس طرح ہے ۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّاج كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ. وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًاج قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَاط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ(۳۷)

پھر قبول کیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول۔ اور اس کو اچھی طرح بڑھانا۔ اور سپرد کر دیا زکریا کو جس وقت آتے اس کے پاس زکریا حجرے میں پاتے اس کے پاس رزق۔ اے مریم کہاں سے آیا تیرے پاس یہ۔ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے ہے اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے حساب۔

حضرت مریم کی عمر جب بارہ سال ہوئی تو گھر والوں نے شادی کا ارادہ کیا ۔ حضرت مریم نے انتہائی خلوص اور دل کی گہرائی سے کہا کہ میری شادی نہ

Marfat.com

کریں۔میں ساری زندگی رب کی عبادت کرنا چاہتی ہوں۔ اللہ کو ان کی یہ بات اتنی پسند آئی اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں اس کو بغیر شادی کے بیٹا دوں گا۔اور اسے اوراس کے بیٹے کوتمام جہانوں کے لئے نشانی بناؤں گا۔فرمایاو جعلنا مریم وابنہا آیۃ للعالمین ۔ہم نے مریم کواوراس کے بیٹے کوتمام جہانوں کے لیے نشانی بنایا۔

اللہ نے حضرت مریم کو بغیر شوہر کے بیٹا عطا کیا ان کے بیٹے حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنا نبی بنایا۔ان کو کتاب دی، اپنا کلمہ بنایا، اپنی روح بنایا۔

مصر پر فرعون کی حکومت تھی اس کا نام رعمسیس ثانی تھا۔ اس نے ایک خواب دیکھا، نجومیوں سے اور درباریوں سے تعبیر پوچھی ،تعبیر یہ بتائی گئی کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری حکومت کو ختم کرے گا۔اور تو بھی اس کے نتیجے میں مرجائے گا ۔ بنی اسرائیل برسوں سے غلامی کی زندگی گزارر ہے تھے۔ فرعون نے حکم دے دیا کہ بنی اسرائیل میں جس کا بھی لڑکا پیدا ہواس کو قتل کردیا جائے۔ سپاہی مقرر کردیئے گئے۔ وہ گھر گھر جاکر بچوں کو قتل کرتے ، عورتیں مقرر کردی گئیں تھیں وہ گھر گھر جاکر دیکھتی تھیں کہ کسی عورت کو بچہ تو نہیں ہونے والا ۔ یہ رپورٹ پیش کرتی تھیں۔سپاہی بچے کو ذبح کرڈالتے تھے۔بہت عرصے تک بچے قتل ہوتے رہے۔آخرکار فرعون کے سپاہیوں نے کہا کہ اگر بنی اسرائیل اسی طرح قتل ہوتے رہےتو ان کی نسل ختم ہوجائے گی ۔ہماری غلامی کون کرے گا،ہمارے کھیتیوں میں کام کون کرے گا؟ فرعون نے حکم جاری کردیا کہ ایک سال بچوں کو چھوڑ دیا جائے ایک سال قتل کردیا جائے۔ چھوڑنے والے سال میں حضرت ھارون علیہ السلام پیدا ہوئے۔اس لیے وہ بچ گئے جس سال میں قتل کرنا تھا اس میں موسی علیہ السلام پیدا ہوئے ، جب موسی علیہ السلام پیدا ہونے والے تھے کسی کو

Marfat.com

محسوس بھی نہیں ہوتا تھا کہ ان کی والدہ کا بچہ ہونے والا ہے۔ جو عورتیں اس کام پر مامور تھیں وہ کئی دفعہ ان کے گھر آئیں لیکن ان کو شک تک بھی نہیں ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہونے والے تھے تو ان کی والدہ نے اپنی ایک سہیلی کو بلا بھیجا وہ دائی تھی، سہیلی کو اس لئے بلایا کہ وہ بات راز میں رکھے گی۔ جب اسے پتہ چلا کہ یہ معاملہ ہے تو اس نے رستے میں ہی پروگرام بنالیا کہ اگر بیٹا ہوا تو فوراً فرعون کو اطلاع دوں گی۔ انعام بھی ملے گا اور عزت بھی ہوگی۔ دائی نے جب بچے کو دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی وہ حیران تھی کہ اتنا خوبصورت بچہ بھی ہوسکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ کے نبی تھے۔ اللہ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ بس موسیٰ کو دیکھتے ہی دائی نے ارادہ بدل دیا اور موسیٰ علیہ السلام کو پیار کر کے وہاں سے چلی گئی اور ہرگز کسی کو بتایا نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو والدہ نے چند دن چھپا کر رکھا پھر اللہ کی طرف سے حکم آیا کہ اس بچے کو ایک لکڑی کے صندوق میں دریا میں ڈال دو۔ اب والدہ بڑی پریشان ہوئیں تو اللہ نے تسلی دی کہ آپ خوف نہ کریں، غم نہ کریں۔ میں آپ کے پاس اس کو لوٹا کر لاؤں گا۔ اور اسے رسول بناؤں گا۔ والدہ محترمہ جن کا نام یوکابد تھا۔ ایک بڑھئی کے پاس گئی اور اسے جا کر کہا کہ اس سائز کا ایک صندودق بنادو، وہ سمجھ گیا کہ معاملہ کچھ اور ہے صندوق میں جو سوراخ رکھنے کا کہا گیا ہے، ضرور اس میں بچے کو ڈالا جائے گا۔ وہ انعام کے لالچ میں فرعون کے دربار میں چلا گیا۔ دربانوں نے روک لیا، اس نے بڑی منت خوشامد کی کہ بہت ضروری کام ہے۔ مجھے فرعون کے پاس لے چلو۔ انہوں نے کہا کام ہمیں بتادو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں تو صرف فرعون کو ہی بتاؤں گا۔ مقصد یہ تھا کہ میں خود ہی انعام حاصل کرسکوں۔ بڑی مشکل سے دربان مانے اور اس بڑھئی کو فرعون کے پاس لے کر گئے۔ جب فرعون کے پاس پہنچا تو اس کی زبان بند ہوگئی بالکل گونگا ہوگیا۔ اب

Marfat.com

یہ اشارے کرنے لگا۔فرعون اوراس کے درباریوں کو اس کے اشاروں کی سمجھ نہ آئی،فرعون نے حکم دیا کہ اس کو باہر نکال دو۔جب باہر آیا تو زبان ٹھیک ہوگئی ۔فرفر بولنے لگا۔اب منتیں کرنے لگا مجھے ایک بار پھر لے کر جاؤ۔پھر لے کر گئے تو پھر زبان بند۔اشارے کرتا ہے تو کوئی اشارے سمجھتا نہیں۔فرعون نے حکم دیا کہ اسے نکال دو۔باہر آ کر پھر ٹھیک ہوگیا۔اب اس نے پھر بہت زیادہ منتیں کیں، مجھے ایک بار پھر لے جاؤ۔جب فرعون کے پاس گیا تو پھر گونگا ہوگیا، اشارے کرنے لگا۔فرعون نے کہا کہ یہ پاگل شخص ہے اگر یہ پھر اندر آنے کا کہے تو پوچھے بغیر اس کو وہیں قتل کر دینا۔اب یہ سن تو رہا تھا بس یہ سمجھ گیا کہ اس میں اللہ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہے وہاں سے واپس آ گیا، اور صندوق بنا کر دے دیا۔اب والدہ محترمہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں رکھا اور دریا میں ڈال دیا اور ساتھ اپنی بیٹی کو بھی بھیج دیا کہ یہ دیکھنا کہ صندوق کہاں جاتا ہے۔دریائے نیل میں سے ایک نہر نکل کر فرعون کے محل میں جاتی تھی۔دریا سے صندوق نہر میں چلا گیا۔جب محل کے پاس پہنچا تو محل کی چھت پر حضرت آسیہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھڑی تھیں۔انہوں نے فوراً حکم دیا کہ صندوق کو پکڑو اور دیکھو کہ اس میں کیا ہے۔غلاموں نے صندوق کو پکڑا۔جب کھولا تو اس میں چاند سے زیادہ خوبصورت بچہ تھا۔کنیزوں کی سردار نے حضرت آسیہ سے کہا میرا انعام؟ انہوں نے اپنا قیمتی ہار اتار کر اسے انعام کے طور پر دے دیا۔دوسری کنیزوں اور غلاموں کو بھی انعام دیں گئے۔حضرت آسیہ کے پاس اولاد نہیں تھی انہوں نے اپنا بیٹا بنالیا۔فرعون نے جب دیکھا تو اس وقت وہ پریشان ہوگیا اور ڈرنے لگا کہ کہیں یہ وہی بچہ نہ ہو حضرت آسیہ نے شرم دلائی کہ چھوٹے سے بچے سے ڈرتے ہو ضروری تو نہیں کہ یہ بنی اسرائیل کا بچہ ہو۔یہ پتہ نہیں کہاں سے آرہا۔ہوسکتا ہے یہ ہمیں نفع دے اور ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں قرآن

Marfat.com

نے اس کا اس طرح ذکر کیا ہے۔ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا فرعون نے کہا کہ یہ تمہیں ہی نفع دے گا مجھے کیا نفع دے گا۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ حضرت آسیہ کا تو فائدہ ہوگیا انہوں نے اللہ کے نبی کو پیار سے دیکھا اپنا بیٹا بنایا اللہ نے ان کو ایمان نصیب کردیا۔ لیکن فرعون نے نفرت سے دیکھا اگر وہ بھی محبت سے دیکھتا اور مان لیتا کہ یہ ہمیں نفع دے گا تو اللہ اسے بھی مسلمان کردیتا۔

اب موسی علیہ السلام کو دودھ پلانے کی باری آئی تو حضرت موسی کسی کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ اللہ نے ان کو روک دیا قرآن نے اس کا ذکر اس طرح کیا۔ وحرمنا علیہ المراضع اور ہم نے اس پر دودھ پینا حرام کردیا۔ حضرت موسی علیہ السلام کی بہن دیکھ رہی تھیں انہوں نے کہا میری نظر میں ایک عورت ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو لاؤں ہوسکتا ہے یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ انہوں نے کہا لے آؤ۔ حضرت موسی کی والدہ کو لایا گیا۔ اللہ نے ان کے دل سے حضرت موسی کی محبت واپس لے لی تاکہ ماں اپنے بچے کو دیکھتے ہی پیار نہ کرنے لگے۔ محبت کا اظہار نہ کرنے لگے۔ جب محبت واپس لے لی تو موسی کو گود میں ڈال کر بھی انہیں کچھ محسوس نہ ہوا اور بچے کو دودھ پلانے لگیں۔ بچے نے فوراً اپنی ماں کا دودھ پینا شروع کردیا، فرعون نے کہا بچے کو دودھ پلائیں، اچھا معاوضہ بھی دیں گے اور شاہی محل میں رہائش بھی لیکن آپ کی والدہ نے کہا کہ میرے اپنے گھر میں بھی بچے ہیں گھر کی مصروفیات ہیں اور بچے کو دودھ پلانے کی ضرورت آپ کی ہے، آپ چاہیں تو بچے کو میرے پاس بھیج کر دودھ پلاسکتے ہیں۔ فرعون نے فوجیوں کی ڈیوٹی لگادی کہ دو ٹائم بچے کو اس عورت کے گھر میں لے کر جائیں اور دودھ پلا کر واپس محل میں لائیں۔ اللہ کی شان ہے کہ جس خزانے سے تنخواہ دے کر بچوں کو قتل کروایا جاتا تھا اسی خزانے سے موسی کی والدہ کو بچے کو دودھ پلانے کی تنخواہ مل رہی تھی۔ اور جس بچے کو روکنے کے لیے

Marfat.com

ستر ہزار بچے قتل کر دیئے گئے وہ بچہ فرعون کے گھر میں پرورش پا رہا تھا۔ اور فرعون کی جرأت نہیں تھی کہ وہ آپ کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔ ایک دن فرعون نے حضرت موسی کو گود میں بٹھایا ہوا تھا کہ حضرت موسی نے اس کی داڑھی کو زور سے کھینچا۔ فرعون تکلیف سے بلبلا اٹھا اور کہنے لگا کہ یہ میرا دشمن ہے یہ مجھے نہیں چھوڑے گا اسکو قتل کر دو۔ حضرت آسیہ نے شرم دلائی کہ چھوٹا سا بچہ اس سے ڈر رہے ہو۔ اس کو تو ابھی سمجھ بھی نہیں۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اگر یہ سمجھ دار ہے تو اس کو سزا دی جائے گی اگر سمجھ دار نہیں ہے تو پھر چھوڑ دیا جائے گا۔ ایک طرف کوئلے رکھ دیئے گئے ایکطرف ہیرے جواہرات رکھ دئے گئے۔ درمیان میں بچے کو چھوڑ دیا گیا۔ اگر بچے نے ہیرے اٹھائے تو سمجھ دار ہے اگر کوئلے اٹھائے تو پھر ناسمجھ ہے حضرت موسی علیہ السلام جواہرات کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک جبرائیل نے ہاتھ پکڑ کر دوسری طرف کر دیا۔ حضرت موسی علیہ السلام نے جلدی سے کوئلہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ اس وجہ سے آپ کی زبان مبارک میں لکنت پیدا ہو گئی آپ رک رک کر بولتے تھے۔ اس واقعے کی وجہ سے فرعون مطمئن ہو گیا کہ بچہ ناسمجھ ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام تیس سال تک فرعون کے محل میں پلتے رہے۔ فرعون جانتا بھی تھا اور اپنی زبان سے کہتا بھی تھا کہ یہ میرا قاتل ہے یہ مجھے نہیں چھوڑے گا۔ لیکن اس کی مجال نہیں تھی کہ حضرت موسی علیہ السلام کا بال بھی بیکا کر سکے کیوں کہ مارنے والے سے بچانے والا (اللہ) زیادہ طاقت ور تھا۔ ایک دن حضرت موسی علیہ السلام محل سے باہر نکلے تو ایک قبطی (فرعونی) اور ایک اسرائیلی کی لڑائی ہو رہی تھی حضرت موسی علیہ السلام نے اسرائیلی کو مظلوم سمجھ کر اس کی حمایت کی اور فرعون کی قوم کے آدمی کو ایک مکا مارا تو ایک ہی مکے سے اس کا کام تمام ہو گیا یعنی وہ مر گیا۔ قرآن نے اس طرح اس کا ذکر کیا فوکزہ موسی فقضی علیہ۔ اس کو دیکھ کر اسرائیلی بھی بھاگ گیا اس کے علاوہ اس

Marfat.com

واقعے کو دیکھنے والا کوئی بھی نہ تھا۔ فرعون اور مقتول کے گھر والوں کو بہت دکھ ہوا لیکن کسی کو اصل واقعے کا علم نہ تھا حضرت موسی جب دوسرے دن باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی ایک دوسرے قبطی سے لڑ رہا تھا۔ حضرت موسی علیہ السلام کو اپنے کل والے عمل کا بھی افسوس تھا اب اس شخص کو دیکھ کر آپ کو غصہ آ گیا۔ آپ نے اسے کہا کہ کل بھی تم لڑائی کر رہے تھے آج بھی۔ وہ اسرائیلی بول پڑا کہ اے موسی کل تم نے ایک شخص کو مار ڈالا آج مجھے مارنا چاہتے ہو۔ یہ کہہ کر وہ بھاگ گیا جب کہ قبطی کو کل والے واقعے کا پتہ چل گیا۔ اس نے جا کر فرعون کو بتا دیا کہ ہمارے آدمی کو موسی علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔ فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے دیا تا کہ انہیں بدلے میں قتل کر سکیں۔ فرعون کے دربار میں ایک انتہائی مخلص آدمی تھا اس نے جب یہ سنا تو فوراً حضرت موسی علیہ السلام سے ملا اور ان سے کہا کہ آپ کے قتل کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں آپ فوراً اس علاقے سے نکل جائیں حضرت موسی علیہ السلام نے فوراً مدین کی راہ لی۔ راستے میں آپ کے جوتے ٹوٹ گئے پاؤں سوجھ گئے آپ تھکے ہوئے تھے بھوک پیاس کی شدت کی وجہ سے نڈھال ہو چکے تھے۔ ایک جگہ پر آرام کرنے لگے۔ دیکھا تو قریب ہی ایک کنویں پر لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلانے لائے۔ ساتھ ہی دو لڑکیاں انتظار کر رہی ہیں جبکہ مرد اپنی بکریوں کو پانی پلا کر جا رہے ہیں۔ یہ بڑا عجیب معاملہ ہے۔ ہونا تو یوں چاہیے تھا کہ لڑکیاں پہلے بکریوں کو پانی پلا کر چلی جائیں۔ حضرت موسی علیہ السلام ان کے پاس آئے اور آ کر کہا کہ آپ اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ لڑکیوں نے کہا کہ ہمارے والد محترم بوڑھے ہیں اور نابینا ہیں وہ آ نہیں سکتے ہم لڑکیاں مجبوراً بکریوں کو پانی پلانے کے لئے آتی ہیں۔ کنویں کا ڈول بڑا ہے ہم اسے نکال نہیں سکتیں جب سب لوگ پانی پلا کر چلے جاتے ہیں تو بچا ہوا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلاتی ہیں۔ اس کنویں کے ڈول

Marfat.com

کو دو طاقت ور مرد بڑی مشکل سے کھینچتے تھے۔ دو آدمی ڈول کو کھینچ رہے تھے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے ایک کو پکڑ کر ایک طرف پھینک دیا دوسرے کو دوسری طرف پھینک دیا اور خود اکیلے بڑی تیزی سے ڈول نکالنے دیا۔لوگ آپ کی طاقت کو دیکھ کر مرعوب ہو گئے۔ حضرت موسی ڈول پر ڈول نکالنے لگے جب سب بکریاں سیر ہو گئیں تو لڑکیاں اپنی بکریاں لے کر چلی گئیں۔

جب لڑکیاں جلدی گھر پہنچ گئیں تو والد محترم حیران ہوئے جلدی لوٹ آنے کی وجہ پوچھی تو لڑکیوں نے سب بات بتا دی لڑکیوں کے والد اللہ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس آدمی کو بلا کر لاؤ۔ حضرت موسی علیہ السلام اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ جب ان کو بلایا گیا تو وہ اللہ کی طرف سے مدد سمجھ کر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے والد محترم کو بتایا کہ یہ آدمی طاقت ور بھی ہے اور امین بھی ہے قرآن نے اس طرح ذکر کیا ھذالقوی امین۔ طاقت ور اس طرح کہ ڈول کو اکیلے ہی تیزی سے نکالتے رہے امین اس طرح کہ میں راستہ بتانے کے لیے آگے چل رہی تھی ہوا کی وجہ سے میرا دوپٹہ اڑنے لگا انہوں نے مجھے کہا کہ میرے پیچھے چلو اور راستے میں جس طرف مڑنا ہو وہاں سے ایک کنکر اٹھا کر اس طرف پھینک دینا زبان سے بتانے کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ آدمی انتہائی شریف نیک اور پاک ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسی علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ ہماری بکریاں چرائیں گے؟ اس صلے میں آپ کو رہائش اور کھانا بھی ملے گا اور آٹھ سال بکریاں چرانے پر ایک لڑکی کی شادی بھی آپ سے کر دی جائے گی اور اگر آپ دس سال چرائیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ حضرت موسی علیہ السلام نے قبول کر لیا۔ دس سال تک ان کی بکریاں چرائیں پھر حضرت صفورا کے ساتھ ان کی شادی کر دی گئی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو

Marfat.com

چند بکریاں دیں اور ان کو مصر جانے کی اجازت دے دی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے ۔ راستے میں زوجہ محترمہ کو دردزہ شروع ہوگئی سخت سردی تھی آگ کی ضرورت بھی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دور ایک پہاڑی پر آگ جلتی ہوئی دیکھی ۔ بیوی سے کہا کہ میں آگ لے کر آتا ہوں ۔ جب وہاں پہنچے تو حیران رہ گئے کہ آگ تو تھی نہیں ایک درخت سے نور کی لپٹیں نکل رہی تھیں اور اس میں سے آواز آرہی تھی انني انا الله لا اله الا انا فاعبدني واقم الصلوة لذكري ۔(طٰہٰ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہاں نبوت عطا کردی گئی اور آپ کو حکم ہوا کہ آپ فرعون کے دربار میں جاکر اسے دعوت حق دیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ میری بیوی جنگل میں اکیلی ہے ۔ دردزہ میں مبتلا ہے بھوک کی حالت میں ہے اس کا کیا بنے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے موسیٰ تم اس پتھر پر اپنا عصا مارو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر عصا مارا تو اس میں سے ایک اور پتھر نکلا اس پر عصا مارنے کا حکم ہوا تو اس میں سے ایک اور پتھر نکلا ، پھر تیسرے پتھر پر عصاء مارنے کا حکم ہوا تو اس میں سے ایک کیڑا نکلا اس کے منہ میں سبز رنگ کا پتہ تھا ۔ اللہ نے فرمایا کہ تین پتھروں کے اندر جو کیڑا ہے میں اس کو پالتا ہوں اس کا رزق اور اس کی حفاظت میرے ذمے ہے تم فرعون کے پاس جاکر اسے دعوت دو ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون کے لئے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نبوت عطا فرمادی ، دونوں بھائی مل کر فرعون کے دربار میں گئے ، اسے دعوت حق دی لیکن اس نے قبول نہیں کی بلکہ مقابلے پر اتر آیا موسیٰ علیہ السلام نے معجزات دکھائے تو اس نے کہا یہ جادو ہے ۔ ستر ہزار جادوگروں کو حضرت موسیٰ کے مقابلے میں بلایا ، جب جادوگروں نے حضرت موسیٰ کے معجزات دیکھے تو

Marfat.com

سب مسلمان ہو گئے،

حضرت موسی علیہ السلام نے بار بار معجزات دکھائے، بار بار دعوت دی، لیکن فرعون اور اس کی قوم مانی نہیں۔ آخر کار حضرت موسی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر مصر سے ہجرت کر گئے، فرعون نے سولہ لاکھ فوج کے ساتھ ان کا پیچھا کیا، بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی، یہ لوگ کمزور بھی تھے، یہ بہت گھبرائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی اور پانی پر اپنا اعصا مارا، بارہ رستے بن گئے، آپ اپنی قوم کو لیکر پار اتر گئے، جب فرعون اپنے لشکر سمیت وہاں پہنچا تو حیران رہ گیا کہ وہاں راستے بنے ہوئے ہیں فرعون وہیں رک گیا، ابلیس آ گیا، اس نے کہا رک کیوں گئے ہو، اپنی قوم کو کہو کہ یہ راستے میں نے ہی بنائے ہیں، یہ کہہ کر فرعون کے گھوڑے کی لگام کو کھینچا، فرعون نے اپنی قوم سے کہا یہ رستے مین نے ہی بنائے ہیں، آگے بڑھو اور بنی اسرائیل کو پکڑ لو، جیسے ہی پورا لشکر سمندر میں آ گیا، اللہ تعالیٰ نے پانی کو پھر مل جانے کا حکم دیا، اور راستے غائب ہو گئے، فرعون اور اس کا سارا لشکر غرق ہو گیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن پاک کے قصوں میں سے بہترین قصہ ہے قرآن پاک نے اسے احسن القصص قرار دیا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ خود نبی اور ان کے دادا اور پردادا نبی ہیں، یہ اعزاز حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم یوسف ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم ان کی چار پشتیں نبی ہیں ایک دفعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حضرت یعقوب علیہ السلام آئے آپ حضرت یعقوب کے ادب میں کھڑے نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج دیا کہ آپ اپنے والد اور میرے نبی کے ادب میں کھڑے نہیں ہوئے اس لئے آپ کی اولاد میں نبوت نہیں جائے گی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کو روک

Marfat.com

دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ ان کے پردادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر بھی قرآن کی ایک سورت ہے، اور ان کے نام پر بھی قرآن کی ایک سورت۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا نام مبارک قرآن پاک میں چھبیس مرتبہ آیا ہے، چوبیس مرتبہ سورۃ یوسف میں اور ایک مرتبہ سورۃ انعام میں ایک مرتبہ سورۃ غافر (مومن) میں،

قرآن پاک نے اس واقعہ کو احسن القصص اس لئے قرار دیا ہے کہ اس میں جس قدر عبرتیں، حکمتیں، مواعظ اور نصائح ہیں کسی دوسرے واقعے میں اس قدر یکجا نہیں ہیں، درحقیقت یہ واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب دلکش اور زمانہ کے عروج وزوال کی زندہ یادگار ہے، یہ ایک افراد کے ذریعے قوموں کے بننے اور بگڑنے، گرنے اور ابھرنے کی ایسی بولتی ہوئی تصویر ہے جو کسی تشریح وتوضیح کی محتاج نہیں،

یہ بدری قبیلہ کے ایک ایسے فرد یگانہ اور انمول موتی کی حیرت انگیز تاریخ ہے جس کو خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے اعجاز نے اس زمانہ کی بڑی سے بڑی متمدن قوم کی راہنمائی اور ان پر حاکمانہ اقتدار کے لئے چن لیا تھا، اور شرف نبوت سے نوازا تھا۔

قرآن پاک موجود تورات کی طرح داستان گوئی یا محض اشخاص واقوام کے تاریخی حالات کا مرقع نہیں ہے، بلکہ وہ جن تاریخی واقعات کو بیان کرتا ہے، اس کے سامنے ایک ہی مقصد ہوتا ہے وہ عبرت وعظمت اور تذکیر وپند مقصد وحید ہے۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں بے نظیر عبرتیں اور بصیرتیں پنہاں ہیں،

Marfat.com

مثلاً رشد و ہدایت کی اہمیت، ابتلاء اور آزمائش پر صبر، استقامت، رضا و تسلیم کے مظاہرے، افراد و اقوام کے عروج و زوال کے وقائع، خدائے ذوالجلال کے عدل و رحم کی کرشمہ سازیاں انسانی اور بشری لغزشیں اور ان کے انجام و مآل عزت اور ضبط نفس کی عجوبہ کاریاں، اس طرح یہ قصہ بلا شبہ احسن القصص ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بڑے بھائی تھے، اور ایک ان سے چھوٹے بنیامین، یہ کل بارہ بھائی تھے، حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین ایک ہی ماں راحیل بنت لابان کے بطن سے تھے، حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں سے تو کیا سارے زمانے سے زیادہ خوبصورت تھے، ان کی عادات اور اخلاق انتہائی اچھے تھے، بچپن ہی سے ان کے اندر کمال کی صفات تھیں، یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو سب سے زیادہ پیارے تھے، اور اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ ان کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا تھا، کہ یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی ہوں گے، بھائی ان سے حسد کرتے تھے، اور چاہتے تھے کہ کسی طریقے سے باپ کی محبت ان سے کم ہو جائے جب وہ اس محبت کو کم نہ کر سکے تو پھر انہوں نے ارادہ کرلیا کہ اب یوسف کو ہی درمیان سے ہٹا دیتے ہیں،

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، چاند اور سورج ان کو سجدہ کر رہے ہیں، حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منع کیا کہ یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا وہ تمہارے خلاف ہو جائیں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے سیر اور شکار کے لئے جانے لگے، تو اپنے والد محترم سے عرض کی کہ یوسف علیہ السلام کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دیں، حضرت یعقوب علیہ السلام نے بار بار نہ کی لیکن بیٹے ضد کرتے رہے، آخر کار حضرت یوسف کو اجازت دینی پڑی، بھائیوں نے قتل کا ارادہ کیا تو ایک بھائی نے کہا کہ ان کو اندھے کنوئیں میں ڈال دو، جب کنوئیں میں ڈال دیا تو پھر چھپ کر انجام کے بارے میں

Marfat.com

انتظار کرنے لگے، ایک قافلہ آیا تو انہوں نے جب کنوئیں میں ڈول پھینکا تو واپسی پر ڈول کیساتھ چاند سے زیادہ حسین بچہ پایا، بھائی جو چھپ کر دیکھ رہے تھے، باہر آگئے اور کہنے لگے کہ یہ تو ہمارا غلام ہے چند کھوٹے سکوں کے بدلے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا، اور رات کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس روتے ہوئے واپس آئے، اور کہنے لگے، کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا، اور حضرت یوسف علیہ السلام کا خون آلود کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دکھایا، حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ کتنا عقل مند بھیڑیا تھا کہ یوسف کو تو کھا گیا، لیکن قمیص کو پھاڑا تک نہیں، یعنی واضح اشارہ کر دیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نے ہرگز نہیں کھایا، یہ سب تمہارا ہی کیا دھرا ہے، اور پھر فرمایا انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ میں تو اپنی حاجت اور اپنا غم اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں، قافلہ والے حضرت یوسف علیہ السلام کو لیکر مصر کے بازار میں چلے گئے، حضرت یوسف علیہ السلام بکتے بکاتے عزیز مصر کے پاس پہنچ گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی ابتدائی زندگی میں کئی طرح کی آزمائشیں آئیں چھوٹی سی عمر میں والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا، باپ کی آغوش محبت تھی وہ بھی چھوٹ گئی وطن بھی چھوٹ گیا، دس بھائی دشمن بن گئے، ایک چھوٹا بھائی تھا اسے بھی جدا ہونا پڑا، آزادی کی جگہ غلامی نصیب ہوئی مگران تمام باتوں کے باوجود اتنی چھوٹی عمر میں کبھی بھی واویلا نہ کیا، رب کی ناشکرنہیں کی نہ ہی جزع وفزع کی، نہ ہی الحاح و زاری کی بلکہ خدا کے فیصلے پر راضی برضا رہے، فوطیفار نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ غلاموں والا رویہ نہ رکھا، بلکہ اپنی اولاد کی طرح عزت و احترام اور شفقت سے رکھا، حضرت یوسف علیہ السلام نے جب جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھا تو ایک بہت بڑی آزمائش سے سامنا کرنا پڑا، حضرت یوسف علیہ السلام انتہائی

Marfat.com

حسین تھے، حسن وخوبروئی کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جوان کے اندر موجود نہ ہو جمال و رعنائی کا پیکر مجسم، رخ روشن، شمس وقمر کی طرح منور، عصمت وحیا کی فراوانی سونے پر سہاگہ اور پھر ہر وقت کا ساتھ، عزیز مصر کی بیوی اپنے دل پر قابو نہ پاسکی، اور یوسف علیہ السلام پر پروانہ وار نثار ہونے لگی، مگر اللہ کے رسول کا پڑپوتا اسحاق علیہ السلام کا پوتا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا نور چشم خانوادہ نبوت کا چشم و چراغ اور منصب نبوت کے لئے منتخب، بھلا اس سے کس طرح ممکن تھا، کہ ناپاکی اور فحش میں مبتلاء ہو، اور عزیز مصر کی بیوی کے مذموم اور ناپاک عزائم کو پورا کرے۔

لیکن مصر کی اس حسین عورت نے جب اپنے حسن کا جادو چلتے نہ دیکھا تو ایک روز بے قابو ہو کر محل کے تمام دروازے بند کر دیئے، اور سات کمروں پر تالے لگا دیئے اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی،

حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے یہ وقت بہت بڑی آزمائش کا تھا، شاہی خاندان کی حسینہ اور جوان عورت شعلہ حسن سے لالہ رو محبوبہ نہیں بلکہ خود عاشق، آرائشِ حسن وزینت کی بے پناہ نمائش، عشوہ طرازیوں کی بارش، ادھر یوسف علیہ السلام بھی نوجوان اور حسن لازوال تمام دروازے بند نہ کوئی دیکھنے والا نہ پوچھنے والا نہ ہی کسی کا خوف اور ڈر، تمام اعمال کی ملکہ خود ذمے دار، تمام حالات سازگار مگر حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں زلیخا ہرگز جگہ نہ پاسکی اور آپ نے اس کو سمجھانا شروع کر دیا جب وہ بالکل نہ سمجھی نہ ہی سنبھلی تو پھر یوسف نے اپنا ایمان بچانے کے لئے بھاگنا شروع کر دیا، عقل تو یہ کہتی ہے کہ جب تالے لگے ہوئے ہوں تو پھر دروازے کی طرف بھاگنا اپنا سر پھوڑنا ہے، لیکن یوسف علیہ السلام نے ثابت کر دیا کہ میرا کام بھاگنا ہے دروازوں کو کھولنا رب کا کام ہے، حضرت یوسف علیہ السلام جیسے

Marfat.com

جیسے دروازوں کے پاس پہنچتے چلے گئے، تالے خود بخود ٹوٹتے چلے گئے، اور دروازے بغیر ہاتھ لگائے خود بخود کھلتے چلے گئے۔

جیسے ہی آخری دروازے پر پہنچے تو آگے عزیز مصر کھڑا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام آگے تھے، اور زلیخا پیچھے، معاملہ تو واضح تھا لیکن زلیخا بہر حال عزیز مصر کی بیوی تھی، بیوی نے شوہر کو دیکھتے ہی پینترا بدل دیا، اور الٹا حضرت یوسف پر الزام لگا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی بہت صفائی پیش کی لیکن فیصلہ ایک دودھ پیتے بچے کی گواہی پر ہوا کہ اگر یوسف علیہ السلام کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی ہے اور اگر کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو پھر عورت جھوٹی ہے، اور یوسف علیہ السلام سچے ہیں، جب کرتہ دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹا ہوا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور صفائی واضح ہو چکی تھی۔

مصر کی عورتوں نے چہ مگوئیاں شروع کر دیں کہ عزیز مصر کی بیوی زلیخا ایک غلام پر فریفتہ ہو گئی ہے، اور اسے اپنے دام میں پھنسانے کے تمام حیلے کر چکی ہے، اب زلیخا نے ان سے بدلہ لینے اور ان پر واضح کرنے کے لئے کہ یوسف کوئی عام آدمی نہیں ہے، تمام عورتوں کی دعوت کی اور ان کے ہاتھوں میں پھل پکڑا دیئے ساتھ ایک ایک چھری پکڑا دی، اور کہا کہ جب میں کہوں تب اسی وقت پھل کاٹنے شروع کر دینا، ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کی منت سماجت کی کہ آپ صرف ایک بار اس ہال میں سے گذر جائیں اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں لیکن میرا فائدہ ضرور ہو جائے گا، کہ جو طعنہ مجھے دیا جاتا ہے وہ ختم ہو جائے گا یوسف علیہ السلام مان گئے، حضرت یوسف کو پردے میں بٹھا دیا گیا، پھر وقت مقررہ پر ان کو حکم دیا گیا کہ آپ ہال میں سے گذریں جب یوسف علیہ السلام ہال میں داخل ہوئے تو تمام

Marfat.com

عورتیں دیکھتے ہی مبہوت رہ گئیں ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ساتھ ہی عورتوں کو پھل کاٹنے کا حکم دیا گیا، تمام عورتوں نے پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھوں پر چھریاں چلالیں اور ان کو محسوس بھی نہ ہوا حالانکہ سب کے ہاتھ زخمی ہو چکے تھے، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی وجہ سے ان کو تکلیف بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی، جب حضرت یوسف علیہ السلام ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تب عورتوں کو پتا چلا کہ ان کے ہاتھ زخمی ہو چکے ہیں، اور ہاتھوں سے خون جاری ہے، تب سب نے مان لیا کہ یوسف علیہ السلام کمال کے حسین ہیں اور زلیخا جو ان کے عشق میں مبتلا ہے وہ بھی طعن کے قابل نہیں۔

سب عورتیں پکار اٹھیں مَا هٰذَا بَشَرًا. اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (یوسف: ۳۱) یہ انسان نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے عزیز مصر کی بیوی کے علاوہ باقی سب عورتیں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق میں مبتلا ہو چکی تھیں، زلیخا نے بھی ارادہ کر لیا تھا کہ اگر یوسف علیہ السلام میری بات نہیں مانے گا تو پھر قید کر دیا جائے گا، عزیز مصر بھی چاہتا تھا کہ واقع کو دبانے کے لئے وقتی طور پر یوسف علیہ السلام کو منظر عام سے غائب کر دیا جائے،

آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی دعا مانگی،

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ. وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (۳۳) فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ. اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۳۴ یوسف)

اے میرے پروردگار جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں مجھے اس کے مقابلے میں قید خانہ زیادہ پسند ہے، اگر تو نے

Marfat.com

ان کے مکر سے مجھے نہ ہٹایا اور میری مدد نہ کی تو کہیں میں ان کی جانب جھک نہ جاؤں، اور جاہلوں میں سے نہ ہو جاؤں۔ پس اس کے رب نے اس کی دعا قبول فرمائی، اور اس سے ان کا مکر ہٹا دیا، بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

پس حضرت یوسف علیہ السلام قید کر دیئے گئے، وہاں لوگوں کو دعوت حق دیتے رہے نیکی کی طرف بلاتے رہے، توحید کا درس دیتے رہے، ایک دفعہ دو آدمیوں نے خواب کی تعبیر پوچھی تو پہلے ان کو توحید کا درس دیا، اور فرمایا

ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (یوسف: ۳۹) کیا بہت سے مختلف خدا بہتر ہیں یا ایک زبردست اللہ پھر ان کو خواب کی تعبیر بتائی پہلے کو کہا کہ تم اپنے سابقہ عہدے پر بحال ہو جاؤ گے اور دوسرے کو بتایا کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا، اور پرندے تمہیں نوچ نوچ کر کھائیں گے، کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا ہے اور پرندے اس میں سے کھا رہے ہیں،

تعبیر سن کر اس شخص نے کہا میں نے تو خواب دیکھا ہی نہیں خود سے گھڑ کر بات سنا دی، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تم نے خواب دیکھا ہے یا نہیں جو تعبیر میں نے بتا دی ہے وہ ہو کر رہے گی، پہلے شخص کو کہا کہ جب تم اپنے عہدے پر بحال ہو جاؤ تو بادشاہ کو میرے بارے میں یاد کروانا کہ ایک بے گناہ آدمی قید میں پڑا ہوا ہے، وہ شخص عہدے پر بحال ہو کر یوسف علیہ السلام کی بات بھول گیا، دوسرا قتل کر دیا گیا، جس کی لاش کو پھینک دیا گیا، پرندے اس کی لاش کو نوچ نوچ کر کھا گئے، حضرت یوسف علیہ السلام مزید کئی سال تک قید میں پڑے رہے، بہر حال حضرت یوسف علیہ السلام ابھی جیل ہی میں تھے کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی گائیں ہیں۔ دبلی گائیں موٹی کو نگل گئیں اور

Marfat.com

سات سرسبز وشاداب بالیاں ہیں اور سات خشک بالیاں ہیں، اور خشک بالیوں کنے سرسبز وشاداب کو کھالیا، بادشاہ بہت پریشان تھا اس نے درباریوں، وزیروں، مشیروں سے خواب کی تعبیر پوچھی، بڑے بڑے راہب اور معبر بلائے لیکن کوئی بھی ا س خواب کی تعبیر نہ بتا سکا، جب اس خواب کا چرچا ہوا اور اس ساقی تک جس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے آزاد ہونے اور اپنے عہدے پر بحال ہونے کی تعبیر بتائی تھی، بات پہنچی تو اس کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آ گئے، وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ سے اجازت لیکر پہنچا اور خواب کی تعبیر پوچھی آپ کی تعریف کی منت سماجت کی اور کہا کہ آپ سچائی اور تقدس کے پیکر ہیں، آپ ہی اس مسئلہ کو حل کر سکتے ہیں، اور اگر آپ نے اس مسئلہ کی تعبیر بھی بتا دی تو آپ کی قدر و منزلت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے کمال، صبر و استقلال اور جلالتِ قدر کا اندازہ کیجئے، ساقی کو نہ ملامت کی اور نہ برسوں تک بھولے رہنے پر جھڑکا، اور نہ ہی عطاءِ علم میں بخل کیا، اور نہ ہی یہ سوچا کہ جن ظالموں نے مجھ بے قصور کو کئی برس تک زندان میں ڈالے رکھا اگر وہ تباہ ہو جائیں تو بہتر ہے، اور اس خواب کا حل نہ پا کر برباد ہو جائیں تو اچھا ہے، ان کی یہی سزا ہے، ایسا کچھ بھی نہیں کیا بلکہ اسی وقت نہ صرف خواب کی تعبیر بتا دی بلکہ اس کا حل بھی بتا دیا، تاکہ یہ لوگ بروقت اس کا انتظام کر لیں اور ان سب کی جان بچ جائے،

خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ سات سال تک تو پیداوار ہوگی، اور پھر سات سال خوب قحط ہوں گے، ان سات سالوں میں سب کچھ ختم ہو جائے گا اگر پہلے بندوبست کر لیا تو لوگوں کی جانیں بچ جائیں گی ورنہ سب کچھ قحط کی نذر ہو جائے گا، اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ سات سال تک تو اپنے کھیتی کر وا اور اس

Marfat.com

میں سے صرف ضرورت کے مطابق کھاؤ اور زیادہ سے زیادہ بچانے کی کوشش کرو، ضرورت کے مطابق غلہ کھانے کا لے لو اور باقی بھوسے کے اندر ہی رہنے دو الگ نہ کرو تاکہ گلنے سڑنے خراب ہونے اور کیڑا لگنے سے محفوظ رہے، اس طرح ہر سال سٹاک کرتے رہو، لگاتار سات سال قحط ہو گا، ان سات سالوں میں وہ سٹاک کیا ہوا غلہ کام آئے گا، پھر ایک سال ایسا آئے گا کہ خوب بارشیں ہونگی کھیتیاں ہری بھری ہو جائیں گی لوگ پھلوں سے رس نکالیں گے، موٹی گائیں اور بالیاں خوشحالی کے سال ہیں، دبلی گائیں اور خشک بالیاں خشک سالی کے برس ہیں، جو خوشحالی کی پیداوار کو کھا جائیں گے۔

ساقی نے ساری تفصیل بادشاہ کو جا کر سنائی بادشاہ بہت خوش ہوا حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و دانش کا معترف ہو گیا، اور حکم دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لاؤ، جب بادشاہ کا پیامبر یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے سے باہر آنے سے انکار کر دیا، اور فرمایا کہ اس طرح تو میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوں البتہ بادشاہ سے جا کر کہو کہ پہلے ان عورتوں کے معاملے کے بارے تحقیق کرے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے، پہلے عورتوں کے مکر کے بارے بات صاف ہو جائے کہ انہوں نے کیسی مکاریاں کیں تھیں، تو پھر میں باہر آ جاؤں گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام آزادی کا مژدہ سن کر باہر اس لئے نہیں آئے کہ وہ خانوادہ نبوت کے چشم و چراغ تھے اور خود بھی برگزیدہ نبی و پیغمبر تھے، اسلئے غیرت و حمیت اور عزتِ نفس کے بدرجہ اتم مالک تھے، انہوں نے سوچا کہ اگر میں بادشاہ کی اس مہربانی پر رہا ہو گیا، تو یہ بادشاہ کا مجھ پر رحم و کرم سمجھا جائے گا، اور میرا بے قصور ہونا صاحب عصمت ہونا پردۂ اخفا میں رہ جائے گا۔

Marfat.com

اس طرح نہ صرف عزت نفس کوٹھیس پہنچے گی بلکہ دعوت وتبلیغ کے اس اہم مقصد کو بھی نقصان پہنچے گا جو میری زندگی کا نصب العین ہے پس اب بہترین وقت ہے کہ معاملہ کی اصل صورت سامنے آجائے اور حق واضح ہو جائے۔

صحیحین (بخاری ومسلم) کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے ضبط وصبر کو بہت سراہا اور تواضع اور کسر نفسی کی حدتک اس کو بڑھا کر یہ ارشاد فرمایا

لو لبثت فی السجن مالبث یوسف لاجبت الداعی (بخاری کتاب الانبیاء)

اگر میں اس قدر دراز مدت تک قید میں رہتا جس قدر یوسف رہے تو میں بلانے والے کی دعوت کو فورا قبول کر لیتا۔

پس معززین مصر کی بیویوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف میں یک زبان ہو کر کہا

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ.

بولیں ماشاء اللہ ہم نے اس میں برائی کی کوئی بات نہیں پائی۔

مجمع میں عزیز مصر کی بیوی زلیخا بھی موجود تھی اب وہ عشق ومحبت کی بھٹی میں خام نہ تھی بلکہ کندن بن چکی تھی وہ ذلت ورسوائی کے خوف سے آگے نکل چکی تھی اس نے جب یہ دیکھا تو وہ بھی بول اٹھی

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۵۱)

جو حقیقت تھی وہ اب ظاہر ہوگئی ہاں میں ہی وہ تھی جس نے یوسف علیہ السلام پر ڈورے ڈالے تھے کہ اپنا دل ہار بیٹھے بلاشبہ وہ سچے لوگوں میں سے ہے، بس

Marfat.com

جب ہر طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور سچائی ثابت ہوگئی تو حضرت یوسف علیہ السلام انتہائی عزت و وقار کے ساتھ زندان سے باہر آگئے، بادشاہ نے آپ کی حد سے زیادہ تکریم کی آپ کو عہدہ پیش کیا، آپ نے فرمایا

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ. اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ(۵۵)

آپ مملکت کے خزانوں پر مجھے مقرر کر دیجئے میں حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور میں اس کام کا جاننے والا بھی ہوں،

چنانچہ بادشاہ نے آپ کو وزیر خزانہ بنا دیا، یہ اللہ کی شان ہے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل سے نکلتے ہی انتہائی اہم عہدے سے سرفراز فرما دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے وزیر خزانہ بنتے ہی وہ تمام تدابیر شروع کر دیں جو چودہ برس میں مفید کار ہو سکتی تھی حضرت یوسف علیہ السلام نے بہت سا غلہ جگہ جگہ سٹاک کروالیا، جب قحط شروع ہوا تو قریب کے سارے علاقے بھی اس کی لپیٹ میں آگئے، کنعان میں بھی اس کے آثار ظاہر ہوئے، حضرت یوسف علیہ السلام نے ہر جگہ اعلان کروا دیئے تھے کہ مصر میں وافر مقدار میں غلہ موجود ہے جو کوئی لینا چاہے آ کر لے سکتا ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو بھیجا تا کہ وہ بھی غلہ لا سکیں، بھائیوں کے تصور میں بھی نہ تھا کہ چھوٹا بھائی جس کے ساتھ انہوں نے بہت سے ظلم کئے تھے آج وہ تخت پر بیٹھا ہوگا، جب بھائی غلہ لینے پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں فوراً پہچان لیا لیکن وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے، قرآن نے اس طرح ذکر کیا

وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ(۵۸)

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو غلہ دے دیا اور کہا کہ اگلی دفعہ

Marfat.com

اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لانا اگر اس کو نہ لائے تو غلہ نہیں ملے گا، اور بھائیوں نے جو غلے کی قیمت ادا کی تھی وہ ان کے غلے میں چھپا دی، تاکہ یہ احسان مند ہو کر دوبارہ بھی آئیں، اور اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لائیں، جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے انکے پاس پہنچے اور سامان کھولا اپنی پونجی کو سامان کے اندر موجود پایا تو بہت خوش ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بہت تعریفیں کیں اور یہ بھی بتایا کہ اگلی دفعہ غلہ اس صورت میں ملے گا جب بنیامین کو ساتھ لیکر جائیں گے، جب دوبارہ جانے کا موقع آیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام مانتے نہیں تھے، کہ بنیامین ان کے ساتھ جائے لیکن بنیامین کے بغیر غلہ مل نہیں سکتا تھا،

جب بنیامین کو ساتھ لیکر جائیں گے تو عزت بھی ہوگی غلہ بھی ملے گا اور بنیامین کا ایک اونٹ غلے سے بھرا ہوا مزید ملے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے پختہ عہدو پیمان لیکر بنیامین کو ساتھ بھیج دیا، حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں لیکن دوسرے بھائیوں کو اس بات کا علم نہ ہوسکا، حضرت یوسف علیہ السلام چاہتے تھے کہ کسی طریقہ سے بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیں مگر مصر کے قانون کے مطابق ان کو روکنا ممکن نہ تھا بس ایک بات تھی جس کے ذریعے ان کو روکا جا سکتا تھا، مصر کے لوگ چور کو اپنے پاس رکھ لیتے تھے، حضرت یوسف علیہ السلام نے سب بھائیوں کو غلے کے اونٹ بھر بھر کر دیئے اور اپنا پیالہ غلاموں کے ذریعے بنیامین کے غلے میں چھپا دیا، جب قافلہ روانہ ہو گیا تو پیچھے غلام بھیجے اور کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا پیالہ گم ہو گیا ہے، آپ لوگ ہمیں تلاشی دیں سب نے کہا کہ ہم اس طرح کے لوگ نہیں ہیں لیکن جب تلاشی لی گئی تو پیالہ بنیامین کے غلے میں سے نکل آیا، اور بنیامین کو وہیں روک لیا گیا، سب بھائی بادل نخواستہ واپس چل پڑے لیکن بڑا بھائی وہیں رک گیا کہ جب تک والد محترم حضرت

Marfat.com

یعقوب مجھے خصوصی طور پر نہیں بلائیں گے اس وقت تک میں واپس گھر نہیں جا
گا، یا پھر بنیامین بھی میرے ساتھ ہوگا تب میں گھر جاؤں گا، یا پھر خدا میر
بارے کوئی فیصلہ کر دے، باقی بھائی گھر پہنچے حضرت یعقوب کو ساری بات بتائی
کہا کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی تھی اس لئے وہاں روک لیا گیا، اگر ہماری با
کا یقین نہیں تو کسی آنے والے دوسرے قافلے سے پوچھ لیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ بنیامین چوری
ے، لیکن اب صبر کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ایسا صبر کہ بہتر سے بہتر ہو، خدا
تعالیٰ سے کیا بعید ہے کہ وہ ایک دن ان گم گشتگان کو پھر جمع کر دے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کی وجہ
آنکھیں سفید ہو گئیں تھیں یعنی نابینا ہو چکے تھے، اب بنیامین کی بھی جدائی پڑ گ
اب ان کا غم دوہرا ہو چکا تھا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ دیکھو ایک مرتبہ
مصر جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو، اور خدا کی رحمت سے مایوس نہ
کیونکہ رب کی رحمت سے ناامید تو کافر لوگ ہوتے ہیں، تلاش میں حضرت یوس
کا کہا تو بیٹے حیران ہو گئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں رب کی طرف
وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

غرض برادران یوسف علیہ السلام کچھ تو باپ کے اصرار پر اور کچھ قحط کی شد
کی وجہ سے پھر مصر جانے پر تیار ہو گئے،

جب شاہی دربار میں پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز مصر ہم کو اور ہمار
والوں کو قحط نے سخت پریشان کر رکھا ہے، اس مرتبہ ہم پونجی بھی تھوڑی لائے ہیں،
اب معاملہ خرید و فروخت کا نہیں، بلکہ احسان کا ہے، ہم پر احسان کیجئے اللہ صدقہ و

Marfat.com

خیرات کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے،

حضرت یوسف علیہ السلام نے والدین اور بھائیوں کی اس پریشانی کا حال سنا تو ان کا دل بھر آیا اور جب ان کی عاجزانہ درخواست اور نیاز مندانہ طلب پر غور کیا تو ضبط نہ کر سکے کہ اب مزید خود کو چھپا کر رکھیں اور اسی وقت خود کو ظاہر کر دیا،

اور فرمایا هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ (۸۹)

کیا تم جانتے وہ کہ تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا جب تم جاہل تھے،

بھائیوں نے جب اس موقع پر اس غیر متوقع گفتگو کو سنا تو چونک پڑے اور لب ولہجہ پر غور کر کے کہنے لگے،

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ.

کہا کیا تو واقعی یوسف ہی ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا

قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا. اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (۹۰)

ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا اور جو شخص بھی تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

اب برادران یوسف کے پاس ندامت شرمساری، خفت اور اعتراف جرم کے سوا کیا تھا، یوسف کے ساتھ تمام مظالم ان کی آنکھوں کے سامنے پھر رہے تھے، جس کو انہوں نے کنعان کے کنوئیں میں پھینک دیا تھا، وہ جو چاہتا سزا ان کو دے سکتا تھا لیکن حضرت یوسف نے کمال ہمدردی کے ساتھ ان سے فرمایا

Marfat.com

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ. يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ(۹۲)

آج کے دن تم پر کوئی مواخذہ نہیں اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو مصر بھیج دیا اور فرمایا کہ والد محترم اور سارے خاندان کو لیکر مصر آجاؤ، اور اپنا قمیص دیا کہ اسے والد محترم کی آنکھوں پر لگانا اس سے ان کی بینائی واپس آجائے گی، جب کاروان کنعان کی طرف چلا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اے خاندان یعقوب اگر تم یہ نہ کہو کہ بڑھاپے نے اس کی عقل ماردی ہے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مجھے یوسف کی مہک آرہی ہے، وہ سب کہنے لگے بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے خبط میں پڑے ہوئے ہیں، اب عرصہ دراز گذر چکا ہے یوسف علیہ السلام کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا لیکن آپ پھر بھی یوسف علیہ السلام ہی کی بات کررہے ہیں۔

یہ اللہ کی شان ہے کہ یوسف علیہ السلام کنعان کے کنویں میں پڑے ہوئے ہیں تو یعقوب علیہ السلام کو پتہ بھی نہیں لیکن جیسے ہی مصر سے کنعان کو قافلہ روانہ ہوا اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی خوشبو بھی محسوس کروادی اور اطلاع بھی دے دی۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی مبارک آنکھوں پر یوسف علیہ السلام کی قمیص لگائی گئی تو فوراً ان کی بینائی لوٹ آئی، آپ نے فرمایا میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جسے تم نہیں جانتے حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے سارے خاندان کو لیکر مصر روانہ ہوگئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑی بھاری فوج کے ساتھ اپنے خاندان کا شہر

Marfat.com

سے باہر نکل کر استقبال کیا، اپنے ماں باپ کی انتہائی تکریم کی ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا، جب دوسرے دن حضرت یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھے تو ماں باپ اور گیارہ بھائیوں نے ان کو سجدہ کیا اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا بچپن والا خواب یاد آیا اور انہوں نے اپنے والد محترم سے کہا کہ یہ تعبیر ہے میرے بچپن کے خواب کی، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خاندان کو جاگیریں عطا کیں اور وہ مستقل طور پر مصر میں ہی رہیں مگر غور فرمائیں چالیس سال الگ رہے، اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خاندان کی فکر کیوں نہ کی یہاں تک کہ اپنے والد محترم کو اپنے زندہ ہونے کی اطلاع تک نہ دی اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو اللہ کی طرف سے منع کر دیا گیا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ ان کو اپنے زندہ ہونے کی اطلاع بھی اس وقت تک نہیں دے سکتے جب تک اللہ کی طرف سے حکم نہ آجائے، جب اللہ نے اجازت دے دی تو پورے خاندان کو اپنے پاس بلا لیا۔

زلیخا کو اللہ نے پھر سے جوان کر دیا اور ان کا حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح ہو گیا، حضرت یوسف علیہ السلام کے دو بیٹے افرائیم اور منشاء بھی زلیخا سے پیدا ہوئے۔

زلیخا کی محبت اور ان کی دعائیں رنگ لائیں اور وہ دنیا اور آخرت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی بیوی بن گئیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ اہم ترین قصہ اپنے اندر کئی طرح کے اخلاقی مسائل رکھتا ہے، یہ قصہ صرف ایک واقعہ نہیں بلکہ فضائل اخلاق کی ایسی زرین داستان ہے جس کا ہر پہلو موعظت و بصیرت کے جواہر سے لبریز ہے۔

قوت ایمانی، استقامت، ضبط نفس، صبر، شکر، عفت، دیانت، امانت، عفو و درگذر، جذبہ تبلیغ، اعلاء کلمۃ اللہ کا عشق اور اصلاح و تقوی جیسے اخلاق فاضلہ اور

Marfat.com

صفات کاملہ کا ایک نادر سلسلہ ہے۔

اس واقعہ کا نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی سے بھی کافی جوڑ ہے۔ حضرت یوسف کے بھائیوں نے ہر موقع حضرت یوسف سے زیادتیاں کیں ظلم کئے حتی کہ ان کو اپنے وطن سے بھی الگ کر دیا لیکن جب حضرت یوسف کو ان پر مکمل کنٹرول حاصل ہو گیا تو آپ نے ان کو معاف کر دیا۔ بلکہ ان کو اپنے ساتھ رکھا جاگیریں عطا کیں۔

نبی کریم ﷺ کو بھی کفار مکہ نے ہر موقع پر تنگ کیا قتل کے ارادے کئے آپ کے صحابہ کو ہر طرح کی تکلیفیں دیں آپ کو ہجرت پر مجبور کیا آپ پر جنگیں مسلط کیں، یہود اور منافقین کے ساتھ ساز باز کرتے رہے، مدینہ میں بھی آپ کو سکون سے نہ بیٹھنے دیا، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کر لیا اب آپ کے تمام دشمن آپ کے سامنے سر جھکا کر کھڑے تھے لیکن آپ نے ان کی معافی کا اعلان کر کے سب کو اپنا غلام بنا لیا سب مسلمان ہو گئے، آپ نے ان سے ان کے گھر بار اور جاگیریں نہیں چھینیں بلکہ انہیں کو عطا کر دیں، اور مکہ کے عہدے بھی مکہ والوں کے پاس رہنے دیئے بس مکہ والے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کے غلام بن گئے۔

حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے پہلے نبی تھے، آدم کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں جن کو رسالت بھی عطا کی گئی، یعنی نئ شریعت عطا کی گئی، حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

نوح بن لامک بن متوشالح بن اخنوخ بن یارد بن مہلئیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم

قرآن پاک میں تینتالیس بار حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے،

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بت پرست تھی توحید کو بالکل نظر انداز کر چکی تھی ان کے پانچ بڑے بت تھے جن کی یہ پوجا کرتے تھے، ود، سواع، یغوث، یعوق، اورنسر

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو راہِ حق کی طرف بلایا اور سچے مذہب کی دعوت دی لیکن قوم نے نہ مانا اور نفرت وحقارت کے ساتھ انکار پر اصرار کیا، امراء و رؤساء قوم نے ان کی تکذیب وتحقیر کا کوئی پہلو نہ چھوڑا اور ان کے پیروؤں نے ان ہی کی تقلید و پیروی میں نوح کی ہر طریقے سے توہین کی انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ جس کو نہ ہم پر دولت وثروت میں برتری حاصل ہے نہ وہ انسانیت کے رتبہ سے بلند یعنی فرشتہ ہے۔ اس کو کیا حق ہے کہ وہ ہمارا پیشوا بنے اور ہم اس کے احکامات کی تعمیل کریں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو ماننے والے غریب لوگ تھے، امراء کہتے کہ پہلے ان لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دو تب ہم آپ کی بات سنیں گے، ہمیں ان غریبوں سے گھن آتی ہے، ہم اور یہ غریب لوگ ایک جگہ نہیں بیٹھ سکتے۔

بھلا حضرت نوح علیہ السلام خدا کے ان نیک اور مخلص بندوں کو کس طرح اپنے پاس آنے سے روک سکتے تھے، حضرت نوح نے ساڑھے نو سو سال تک عوام کو دعوت حق دی،

فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا. (العنکبوت ۱۴) وہ اپنی قوم میں پچاس کم ہزار سال رہے۔

آپ نے اپنی قوم کو دن رات تبلیغ کی

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا (۵)

نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی۔

Marfat.com

قوم آپ کو پتھر مارتی آپ زخمی ہو جاتے رات کو جبرائیل علیہ السلام آپ کے جسم مبارک پر اپنے پر پھیرتے آپ کے زخم ٹھیک ہو جاتے دوسرے دن پھر آپ ان کو تبلیغ کرنے لگتے حضرت نوح علیہ السلام نے بارہا ان لوگوں کو تنبیہ کی کہ مجھ کو اپنی اس دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں نہ تمہارے مال کی کوئی خواہش ہے، نہ جاہ و منصب کی نہ میں تم سے اجرت کا طلبگار ہوں، میں تو بس اپنے اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں، بہر حال حضرت نوح نے انتہائی کوششیں کیں کہ بد بخت قوم سمجھ جائے اور رحمت الٰہی کی آغوش میں آجائے مگر قوم نے نہ مانا اور جس قدر نوح علیہ السلام کی طرف سے دعوت حق میں تیزی آئی اس حساب سے قوم کی جانب سے بغض و عناد میں اضافہ ہوتا ان کے بڑوں نے صاف طور پر کہہ دیا

لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا (نوح ۲۳)

کہ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑنا آخر کار قوم نے زچ ہو کر کہا

قَالُوا يٰنُوحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (ہود: ۳۲)

وہ کہنے لگے اے نوح تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت جھگڑا کیا اب جس عذاب کا وعدہ تو نے ہمارے ساتھ کیا اس کو لے آ اگر تو سچا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ قوم ماننے والی نہیں ہے ایک دفعہ ایک آدمی اپنے بیٹے کو کندھوں پر بٹھا کر جا رہا تھا اس نے حضرت نوح علیہ السلام کو تبلیغ کرتے ہوئے دیکھا تو بیٹے سے کہا کہ ہم لوگ اس کو پتھر مارتے ہیں جب تو بڑا ہو جائے تو بھی اس کو پتھر مارنا، بیٹے نے کہا ابا مجھے نیچے اتاریں میں اس کو پتھر مارتا ہوں، اس لڑکے نے اسی وقت پتھر اٹھا کر حضرت نوح کو مارا، اس

Marfat.com

وقت نوح علیہ السلام نے سوچا کہ میں تو ان کی نسلوں کی ہدایت کی امید لگا کر بیٹھا تھا ان کی تو نسلیں بھی اسی طرح ہیں، اور اللہ کی طرف سے بھی واضح ہو چکا تھا، کہ ان کی نسلیں بھی ایمان نہیں لائیں گی، حضرت نوح نے پھر اللہ سے دعا کر دی

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا. اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (۲۶.۲۷ نوح)

اے پروردگار تو کافروں میں سے کسی کو بھی زمین پر باقی نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو یونہی چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو بھی گمراہ کریں گے اور ان کی نسل میں جو کوئی بھی پیدا ہوگا وہ گنہگار اور ناشکرا (کافر) ہی ہوگا۔

بس پھر اللہ نے عذاب کا ارادہ کر لیا اور حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دے دیا کہ ایک کشتی تیار کریں اور اپنے ماننے والوں کو اور ہر جاندار چیز کے ایک ایک جوڑے کو اس کشتی میں بٹھالیں اس کشتی میں سوار ہونے والے بچ جائیں گے، باقی سب غرق ہو جائیں گے، حضرت نوح نے اپنے ہاتھوں سے کشتی بنانی شروع کر دی یہ دنیا کی سب سے پہلی کشتی تھی جب قوم کے لوگ حضرت نوح کو کشتی بناتے دیکھتے تو خوب مذاق بناتے کہ اچھا اس کشتی میں بیٹھ کر آپ لوگ بچ جائیں گے اور ہم لوگ غرق ہو جائیں گے۔

حتی کہ عورتیں بھی مذاق بناتی تھیں، ایک تندور پر عورتیں بیٹھ کر مذاق بنا رہی تھیں کہ نوح کہتا ہے کہ ایک عذاب آئے گا اور سب غرق ہو جائیں گے یہ کیسے ہو سکتا ہے بس پانی کا پہلا فوارہ اسی تندور سے نکلا اور پھر ہر چیز سے پانی نکلنے لگا زمین میں سے جگہ جگہ چشمے ابلنے لگے آسمان موسلا دھار بارش برسانے لگا، بس دیکھتے ہی دیکھتے ہر چیز اس عذاب کے لپیٹ میں آ گئی، قرآن نے عذاب کی ابتداء کا اس طرح ذکر کیا

Marfat.com

حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ .(ھود)

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا تو تنور سے پانی ابل پڑا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ایمان والوں کو اور ہر جاندار کے ایک ایک جوڑے کو کشتی میں بٹھا لیا، تقریباً اسی بیاسی آدمی ایمان والے تھے، باقی ساری قوم غرق ہوگئی، حضرت نوح علیہ السلام کا جوان بیٹا کنعان تھا آپ نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانا اور کہنے لگا،

قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ.

کہا میں بہت جلد کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھے پانی سے بچالے گا

حضرت نوح علیہ السلام نے اسے کہا

قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ.

آج کے دن اللہ کے حکم سے کوئی نہیں بچ سکے گا، سوائے اس کے جس پر اللہ رحم کرے۔

کنعان پھر بھی نہیں مانا اور پہاڑ پر چڑھ گیا پانی وہاں تک پہنچ گیا، حضرت نوح علیہ السلام کے سامنے ان کا جوان بیٹا غوطے کھانے لگا تو شفقت پدری نے جوش مارا تو آپ اسے پکڑنے لگے تو فوراً اللہ کی طرف سے وحی آئی

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ. اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ . اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ(۴۶)

یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے کام اچھے نہیں ہیں، جس چیز کا تجھے علم علم نہیں ہے اس کا مجھ سے سوال نہ کر میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں سے نہ ہو جانا حضرت نوح فوراً رک گئے، اللہ سے معافی مانگی،

وَحَالَ بَیْنَھُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ(ھود:۴۳)

Marfat.com

اور ایک موج (لہر) ان کے درمیان حائل ہو گئی، اور وہ ڈوب گیا۔

مولانا طارق جمیل صاحب نے کئی مرتبہ ایک واقعہ بیان کیا ہے کچھ لوگ اس پر تنقید بھی کرتے ہیں لیکن عقل سے کام نہیں لیتے اگر عقل سے کام لیں تو بات ان کی سمجھ میں آجائے،

طوفان نوح میں جب ہر طرف پانی میں پانی ہو گیا تو تین آدمیوں نے سوچا ہم سب سے بڑے پہاڑ کی سب سے اونچی غار میں چلے جاتے ہیں، پانی وہاں ہرگز نہیں پہنچے گا وہ غار میں چلے گئے وہاں گئے تو اللہ نے ان کے پیشاب کو جاری کر دیا اب ان کا پیشاب رکتا ہی نہ تھا ساری غار پیشاب سے بھر گئی وہ تینوں پیشاب میں غوطے کھا کر مر گئے، ساری قوم تو پانی میں ڈوب کر مری یہ تینوں پیشاب میں غوطے کھا کھا کر مر گئے۔

اعتراض کرنے والے یہ تو کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کے ہاتھ میں مٹی سونا بن گئی۔ فلاں بزرگ کے ہاتھ میں مٹی کی گولیاں یاقوت بن گئیں، فلاں کے ہاتھ میں مٹی شکر بن گئی، تو کیا خدا اپنے منکرین کو عذاب دینے کے لئے ایسا نہیں کر سکتا، نوح کی قوم بھی کہا کرتی تھی کہ یہاں نہ تو کوئی دریا ہے نہ سمندر ہے، اتنا بڑا سیلاب کس طرح آئے گا، ہم سب کس طرح غرق ہو جائیں گے، پھر جب رب نے چاہا تو طوفان آیا ایک ایک درخت کے ایک ایک پتے سے بھی پانی ٹپکتا تھا رب نے سب کو غرق کر کے دکھا دیا، وہ قادر ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے، اس نے حضرت اسماعیل کے پاؤں سے چشمہ جاری کر دیا جو قیامت تک لوگوں کو نفع دیتا رہے گا، برکت دیتا رہے گا، اس نے موسیٰ کے عصا سے پانی کے بارہ چشمے جاری کر دیئے، موسیٰ کے عصا سے پانی میں بارہ رستے پیدا کر دیئے، ہمارا رب طاقتور ہے قدرت والا ہے۔

Marfat.com

تقریباً چالیس دن تک کشتی نوح پانی میں رہی ہر طرف پانی ہی پانی تھا، حضرت نوح علیہ السلام نے کوے کو بھیجا کہ کہیں سے خشکی کا پتہ چلا کر آ، کوا کھانے پینے اور آرام کرنے میں لگ گیا، پھر کبوتر کو بھیجا وہ صحیح پتہ کر کے آیا کوے کو بد عادی تو کوا آج تک حرام کھاتا ہے، کبوتر کو دعا کی کبوتر کو آج بھی پیار کیا جاتا ہے پیار سے پالا جاتا ہے، پیار سے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ آخر کار حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی خشکی پر اترے پانی بھی آہستہ آہستہ خشک ہونا شروع ہو گیا، اب نسل انسانی نئے سرے سے بڑھنی شروع ہو گئی، اسی لئے حضرت نوح کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

قوم عاد کی طرف حضرت ھود علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے، یہ بت پرست قوم تھی، ان کے قد بہت لمبے ہوتے تھے، ان کا پیدا ہونے والا بچہ تقریبا چھ فٹ کا ہوتا تھا، طاقتور اتنے کہ دو انگلیوں سے کھجور کے درخت کو جڑوں سمیت باہر کھینچ لیتے تھے۔

جب یہ زمین پر اچھلتے تو زیادہ وزنی ہونے کی وجہ سے تھوڑا سا زمین کے اندر دھنس جاتے جب کسی سے لڑتے تو پتھر تو کیا بڑی بڑی چٹانیں اٹھا کر مارتے تھے، نہ ان کے دانت گرتے تھے، نہ یہ بیمارے ہوتے تھے، نہ بوڑھے ہوتے تھے، بس چلتے پھرتے اچانک مر جاتے تھے، پھر بھی ان کی عمریں آٹھ، نو سو سال تک ہوتی تھیں،

اسی لئے تو کہتے تھے من اشد منا قوۃ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے۔

یہ لوگ بھی حضرت نوح علیہ السلام کے دور کے پانچ بڑے بتوں کی پوجا کرتے تھے، ان کے علاوہ بھی کئی بتوں کی پوجا کرتے تھے، یہ لوگ پہاڑوں کو کاٹ کر ان کے اندر گھر بناتے تھے، اور پھر گھروں کے اندر کئی کمرے ہوتے تھے،

Marfat.com

اللہ کو بھلا چکے تھے، بتوں کی پوجا میں غرق تھے، برائیوں کی عادت پڑ چکی تھی، حضرت ہود علیہ السلام ان کو سمجھاتے الٹا انہوں نے ہود کو بے وقوف اور جھوٹا کہنا شروع کر دیا،

اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ (اعراف: ٦٦)

ان کی طاقت اور خوشحالی نے ان کو بہت ہی مغرور بنا دیا تھا حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو بار بار نصیحتیں کیں اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا لیکن قوم پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا، انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے کہنے پر اپنے باپ دادا کے بتوں کو کس طرح چھوڑ دیں وہ طرح طرح سے حضرت ہود کا مذاق اڑاتے تھے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے ان سے کہا اے قوم اب بھی سمجھ اور عقل سے کام لے لے، قوم نوح کے حالات سے عبرت حاصل کرو، اور خدا کے پیغام کے سامنے سر نیاز جھکا دے، ورنہ قضاء وقدر کا ہاتھ ظاہر ہو چکا ہے، اور بہت قریب ہے وہ زمانہ کہ تیرا سارا غرور و گھمنڈ خاک میں مل جائے اور اس وقت ندامت سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا، حضرت ہود نے بار بار ان کو باور کرایا کہ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں تمہارا دوست ہوں میں تم سے مال و دولت اور ریاست کا طالب نہیں ہوں بلکہ تمہاری فلاح و نجاح چاہتا ہوں، میں اللہ کے پیغام کے بارے میں خائن نہیں بلکہ امین ہوں، وہی کہتا ہوں جو مجھے کہا جاتا ہے، میں جو کچھ بھی کہتا ہوں قوم کی سعادت اور حسن حال و مآل کے لئے کہتا ہوں بلکہ دائمی اور سرمدی نجات کے لئے کہتا ہوں تمہیں اپنی قوم کے ایک آدمی پر پیغام خدا نازل ہونے پر اچنبھا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ شروع سے ہی خدا کی یہ سنت جاریہ ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے انہیں میں سے ایک انسان کو چن لیا جاتا ہے۔

اور فطرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قوم کی رشد و ہدایت کے لئے انہیں میں

Marfat.com

سے ایک شخص کو چن لیا جائے جو بول چال میں انہیں کی طرح ہوتا کہ قوم اس بات کو سمجھ سکے۔

حضرت ہود علیہ السلام قوم کو عذاب سے ڈراتے رہے۔ آخرت کی یاد دلاتے رہے، قوم کے افراد نے اپنی قوم سے کہا

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ (المومنون: ۳۶) دور ہے دور ہے وہ بات جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے،

اور آخر کار انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہہ دیا

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (الاعراف: ۷۰)

وہ بات جس تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اس کو لے آ اگر تو سچا ہے۔

بس قوم پر پہلے قحط کا عذاب آیا اتنا شدید قحط تھا کہ یہ سارا غلہ کھا گئے، پھر ہر چیز کھا گئے پھر سارے جانوروں کو کاٹ کر کھا گئے، حتی کہ درختوں کے پتے اور گھاس تک کھا گئے، درختوں پر ایک پتہ تک نظر نہ آتا تھا، حتی کہ انہوں نے کتے اور بلے ذبح کر کے کھائے جب وہ ختم ہو گئے تو پھر چوہے تک ختم کر ڈالے لیکن قحط ختم نہ ہوا، حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو بار بار سمجھایا کہ اب بھی توبہ کر لو، لیکن قوم کی دشمنی دوبالا ہو گئی اور وہ حضرت ہود کے اور زیادہ خلاف ہو گئے، پھر اللہ نے اصل عذاب بھیج دیا ان پر تیز ہوا کو چھوڑ دیا،

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ(۷) فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ م بَاقِيَةٍ(۸) الحاقة

ان پر ہوا چلا دی سات رات اور آٹھ دن تک لگاتار۔

ہوا نے ان کو پٹخ پٹخ کر مارا ہوا ان کو اٹھا کر اوپر لے جاتی اور پھر زمین پر

Marfat.com

دے مارتی اڑا کر ایک پہاڑ پر مارتی پھر اٹھا کر دوسرے پہاڑ میں مارتی لگاتار سات رات اور آٹھ دن تک ایسا ہوتا رہا، ہوا ایسی عجیب تھی کہ جو پہاڑوں کے اندر اپنے غار نما گھروں میں چھپ گئے تھے ہوا ان کو بھی باہر نکال کر لاتی اور پھر زمین پر پٹخ پٹخ کر مارتی اتنی طاقتور اور لمبے قد والی قوم بے بس پڑی تھی ان کی لاشیں ایسی پڑی تھیں جیسے کھجور کے بڑے بڑے درخت پڑے ہوں، بس نیک لوگوں کے علاوہ ساری قوم تباہ ہوگئی اور عبرت کا نشان بن گئی۔

حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے، یہ بھی بڑی ماہر قوم تھی، پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر ان کے اندر گھر بناتی اور پھر گھروں کے اندر کئی کمرے ہوتے پتھروں پر عجیب طرح سے نقاشی کرتے، قرآن پاک نے ان کا تذکرہ اس طرح کیا

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ م بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا. (الاعراف)

اور تم اس وقت کو یاد کرو کہ تم کو خدا نے عاد کے بعد ان کے قائم مقام بنایا اور تم کو زمین پر جگہ دی کہ تم اس کی سطح اور اور نرم حصول پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر ان میں گھر بناتے ہو،

قوم ثمود بھی بت پرست تھی، خدائے واحد کی طرف بالکل ان کی توجہ نہ جاتی تھی حضرت صالح علیہ السلام بار بار ان کو سمجھاتے لیکن وہ بھی اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑنے پر تیار نہ تھے، یہ لوگ حضرت صالح علیہ السلام کا مذاق اڑاتے ان کو تنگ کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت صالح علیہ السلام ان کو تبلیغ کر رہے تھے کہ قوم نے مطالبہ کر دیا کہ اگر آپ اس پہاڑ کی چوٹی سے ایک زندہ اونٹنی نکال کر دکھادیں اور وہ نکلتے ہی

Marfat.com

بچہ بھی دیدے تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے، حضرت صالح نے کہا کہ واقعی ایسا ہوگا قوم نے وعدہ کیا حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کہ پہاڑ کی (چٹان) چوٹی پھٹ گئی اور اس میں سے زندہ اونٹنی نکل آئی اس نے نکلتے ہی بچہ بھی دے دیا، لیکن قوم مکر گئی اور ایمان لانے سے انکار کر دیا، اور اسے سراسر جادو قرار دیا۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو یہ نصیحت کی کہ اب اس اونٹنی کو نقصان نہیں پہنچانا اور اگر تم نے اسے یا اس کے بچے کو کوئی نقصان پہنچایا تو پھر اللہ کا عذاب آجائے گا، کیونکہ یہ اونٹنی اللہ کی نشانی ہے، قوم کی ایک مختصر سی جماعت اور وہ بھی غریب لوگ حضرت صالح پر ایمان لائے تھے، باقی امیر لوگ اور بڑے سردار مخالف ہی تھے، وہ لوگ کہتے کہ اگر ہم باطل پر ہوتے اور ہمارے خدا ہم سے خوش نہ ہوتے تو یہ دولت، سرسبز و شاداب باغات کی فراوانی، سیم و زر کی بہتات یہ عظیم الشان محلات میوہ جات اور پھلوں کی کثرت شیریں نہروں اور مرغزاروں کی فراوانی ہرگز نہ ہوتی اے صالح تو اپنی اور اپنے ماننے والوں کی مالی دیکھ اور پھر بتا کہ خدا کے پیارے اور محبوب کون ہیں، ہم یا تم؟

حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ تم اپنی اس دولت اور عیش سامانی پر شیخی نہ مارو اور خدا کے سچے رسول اور اس کے دین کا مذاق مت اڑاو اس لئے کہ اگر تمہارے کبر و غرور اور عناد کا یہی حال رہا تو پھر پل بھر میں یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا، پھر تم رہو گے یہ ہی تمہارا یہ ساز و سامان قوم کو کسی بات کی سمجھ نہ آئی انہوں نے اونٹنی کی بھی قدر نہ کی جو کہ اللہ کی نشانی تھی۔

اونٹنی اور اس کا بچہ جگہ جگہ پھرتے جہاں سے چاہتے چرتے رہتے شروع میں قوم کو یہ برا محسوس نہ ہوتا تھا یہ اونٹنی قد میں بہت زیادہ تھی عام جانور اس کو دیکھ کر ڈرتے تھے بھیڑ بکریاں اس کو دیکھ رک بھاگ جاتیں، جب یہ کنوئیں پر پانی

Marfat.com

پینے جاتی تو سب لوگوں کے جانور ادھر ادھر بکھر جاتے حضرت صالح علیہ السلام ان کی باری مقرر کر دی کہ ایک دن یہ اونٹنی اور اس کا بچہ کنوئیں پر پانی پینے جائیں گے اور دوسرا کوئی جانور نہیں جائے گا اور اس دن اس اونٹنی کا دودھ بستی والے مفت میں حاصل کریں گے اور یہ اونٹنی اتنا زیادہ دودھ دیتی تھی اور اس میں اتنی زیادہ برکت ہوتی تھی کہ پوری بستی کے لوگوں کو یہ دودھ کافی ہو جاتا تھا قوم کا اس میں نقصان ہر گز نہ تھا، دوسرے دن اونٹنی پانی پینے کیلئے نہیں جاتی تھی لوگ انی بھیڑ بکریوں اور دوسرے جانوروں کو پانی پلاتے تھے شروع میں تو سب نے برداشت کیا آخر کار چند بد بخت لوگ اونٹنی کے خلاف ہو گئے، اور سوچنے لگے کہ کس طرح اس اونٹنی سے چھٹکارا حاصل کریں، وہ لوگ دودھ کے فائدے کو بھی بھول گئے اور اس چیز کو بھی بھول گئے کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے، اس کو نقصان پہنچانے پر عذاب آجائے گا، دو عورتیں بہت زیادہ مویشی رکھتی تھیں مالدار بھی تھیں ان کے مویشی ایک دن پانی نہیں پی سکتے تھے، ان کو اس پر بہت زیادہ تکلیف محسوس ہوتی تھی، حسین و جمیل عورت صدوق پر مصدع نامی ایک شخص عاشق تھا یہ اس کے قابو میں نہیں آتی تھی، دوسری مالدار عورت عنیزہ تھی اس کی بیٹی کمال کی خوبصورت تھی اس پر قیدار نامی شخص عاشق تھا لیکن بے بس تھا،

صدوق نے مصدع کو کہا کہ اگر اونٹنی کو قتل کر دے تو میں خود کو تیرے حوالے کر دوں گی چاہے شادی کر لینا چاہے عیش کرتے رہنا۔

عنیزہ نے قیدار کو کہا کہ اگر تو اونٹنی کو قتل کر دے تو میری بیٹی تیرے حوالے تو جو کچھ مرضی اس سے کر قیدار بن سالف تیار ہو گیا قیدار اور مصدع نے ملکر پروگرام بنایا کہ دونوں ملکر اس اونٹنی کو قتل کر دیں گے، اور اپنی اپنی مراد پالیں گے، پس ان لوگوں نے اونٹنی کو قتل کر ڈالا اونٹنی کا بچہ چیختا چلاتا ہوا پہاڑی کی طرف چلا گیا

Marfat.com

اور غائب ہو گیا، حضرت صالح کو پتہ چلا تو انہوں نے فرمایا کہ اے بدبخت قوم تجھ سے صبر نہ ہو سکا اور آخر کار تو نے وہ کام کر دکھایا جس کا خطرہ تھا اب اللہ کا عذاب آ کر رہے گا اور ساری قوم تباہ ہو جائے گی۔

سید آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ قوم ثمود پر عذاب آنے کی علامات اگلی صبح ہی شروع ہو گئیں پہلے روز ان سب کے چہرے اس طرح زرد پڑھ گئے جیسے خوف کی ابتدائی حالت میں ہو جایا کرتا ہے، دوسرے روز سب کے چہرے سرخ ہو گئے، تیسرے روز سب کے چہرے سیاہ پڑھ گئے، ان کے چہروں پر تاریکی چھائی ہوئی تھی، یہ خوف دہشت کا تیسرا مقام تھا اس کے بعد موت ہی کا درجہ رہ جاتا ہے، اب ان لوگوں کو حضرت صالح کے سچا ہونے کا یقین ہو چکا تھا، لیکن بغض وحسن کی وجہ سے اب بھی ایمان لانے پر تیار نہ تھے، بہرحال ان تین دنوں کے بعد وقت موعود آ پہنچا اور رات کے وقت ایک ہیبت ناک آواز نے ہر شخص کو اسی حالت میں ہلاک کر ڈالا جس حالت میں وہ تھا، قرآن پاک نے اس ہلاکت آفرین آواز کو کسی جگہ صاعقہ (کڑک دار بجلی) کسی مقام پر رجفہ (زلزلہ ڈال دینے والی شئے) اور بعض جگہ طاغیہ (دہشتناک) اور بعض جگہ صیحۃ واحدۃ (ایک چیخ) فرمایا۔

یہ تمام تعبیرات ایک ہی حقیقت کی مختلف اوصاف کے اعتبار سے کی گئی ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدائے تعالیٰ کے اس عذاب کی ہولناکیاں کس قدر گوناگوں تھیں۔ آپ ایک کوندنے والی بجلی کا تصور کریں جو بار بار اضطراب کے ساتھ چمکتی کڑکتی، اور گرجتی ہو، اور اس طرح کوند رہی ہو کہ کبھی مشرق میں ہے تو کبھی مغرب میں اور جب ان تمام صفات کے ساتھ چمکتی کوندتی گرجتی لرزتی اور لرزاتی ہوئی ایک زبردست چیخ کے ساتھ گرے تو وہاں کے لوگوں کا کیا حال ہو گا،

Marfat.com

بس پوری قوم آن واحد میں ختم ہو چکی تھی، اللہ نے حضرت صالح اور ان کے چند ایک ماننے والوں کو بچالیا۔

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے حضرت لوط علیہ السلام کے والد کا نام ہاران تھا، حضرت لوط علیہ السلام کا بچپن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر سایہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے والے ابتدائی چند آدمیوں میں سے ہیں اس لئے آپ السابقون الاولون میں شامل ہیں۔

قرآن پاک میں ذکر ہے

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ. وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ. پس ایمان لایا لوط اس (ابراہیم) کے دین پر اور کہا میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف

اس میں دو طرح کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے ایک وطن کی ہجرت اور ایک روحانی ہجرت، وطنی ہجرت کہ اپنا علاقہ اللہ کے لئے چھوڑ دیا اور روحانی ہجرت اپنے باپ اور دادا کے دین کو چھوڑ کر دین حنیف کو اختیار کر لیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط کو حکم دیا تھا کہ آپ اردن کے علاقہ سدوم میں چلے جائیں اور وہاں جا کر دین حق کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو بھی نبوت عطا فرما دی، حضرت لوط نے اپنے فرض کو پورا کرنا شروع کر دیا،

قوم کی عجیب حالت تھی بت پرست تو تھی ہی ساتھ ہی ساتھ ان میں دنیا بھر کی برائیاں موجود تھیں اور نیک کام ایک بھی ان میں موجود نہ تھا،

تین برائیوں کی تو یہ قوم موجد ہے ایک غرور اور تکبر کی وجہ سے شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ دوسرا داڑھی منڈوانا اور مونچھیں بڑی رکھنا، تیسرا کام اغلام پرستی یعنی مرد کا مرد سے اپنی جنسی خواہش پوری کرنا، یہ ایک آسودہ حال قوم تھی ہر

Marfat.com

طرف باغات ہی باغات تھے لوگ ان بستیوں میں سیر کرنے کے لئے اکثر آیا کرتے تھے، یہ خوبصورت وادیاں پھلوں سے بھری ہوئی تھیں، موسم بھی انتہائی خوشگوار تھا، ادھر ادھر سے لوگ سدوم کی بستیوں میں سیر سپاٹے کے لئے آیا کرتے۔ شروع میں تو یہ لوگ تنگ دل نہ ہوئے آہستہ آہستہ ان لوگوں نے برا منانا شروع کر دیا، آخر کار شیطان (ابلیس) ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں بیٹھ گیا، اور کہا کہ تم لوگ ان مہمانوں کی وجہ سے تنگ دل نہیں ہوتے اس نے کہا بہت زیادہ تنگ دل ہوتے ہیں ابلیس نے کہا کہ میں تمہیں ایک مشورہ دیتا ہوں اگر تم اس پر عمل کر لو تو کوئی مہمان بھی دوبارہ لوٹ کر تمہاری بستیوں میں نہیں آئے گا بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی منع کرے گا، اس شخص نے پوچھا کہ وہ کیا، شیطان نے کہا جب کوئی شخص آئے تم اس سے بدفعلی کر ڈالنا، آدمی حیران ہوا اور کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، (اس سے پہلے ان لوگوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا) شیطان نے سارا کام سمجھا دیا اور وہاں سے چلا گیا، تھوڑی دیر بعد شیطان خود ہی ایک خوبصورت لڑکے کی شکل میں اس باغ میں آدھمکا، باغ کے مالک کی نیت بدل گئی اس نے اپنے غلط ارادے کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا، شیطان نے بھی مکمل طور پر اس کا ساتھ دیا، اب اس آدمی کو عملی طور پر اس کا طریقہ سکھا کر غائب ہو گیا، دو چار دن کے بعد ایک اور مہمان آیا، باغ کے مالک نے اس کے ساتھ بھی وہی عمل کر ڈالا وہ آدمی بہت شرمندہ ہوا اور وہاں سے بھاگ گیا، اور جہاں جہاں گیا وہاں لوگوں کو سدوم کی طرف رخ کرنے سے منع کرتا گیا۔

باغ کے مالک نے جب مزید دو چار آدمیوں سے یہ عمل کیا تو اس کی شرم بھی ختم ہو گئی، اور اس میں دوسروں کو بتانے کی جرأت بھی پیدا ہو گئی، اس نے پہلے اپنے ایک دوست کو بتایا پھر دوسرے کو اسی طرح جب دوسروں کو اس بات کا پتہ چلا

Marfat.com

تو انہوں نے بھی یہ عمل شروع کر دیا، آخر کار ان لوگوں کے ہاں مہمان آنے بند ہو گئے، اور قوم آپس میں ہی یہ کام کرنے لگی، بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ان لوگوں نے عورتوں کو یکسر بھلا دیا اور صرف اسی کام کو اپنا لیا۔

اور واقعہ بھی اسی سلسلے میں بیان کیا جاتا ہے کہ

ایک باغ سے ایک امرد لڑکا (جس کی داڑھی، مونچھیں نہ آئی ہوں) پھل چرایا کرتا تھا، مالک بہت تنگ تھا ایک دن مالک نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا، اس نے اسے مارنا شروع کیا اس لڑنے کے خود اسے کہا یا پھر ابلیس نے اسی کے ذہن میں یہ ڈالا کہ سزا کے طور پر اس لڑکے سے یہ عمل کرو، بس جب ایک دفعہ اسی نے یہ عمل کر لیا تو پھر اس کی حیا ختم ہو گئی، وہ اس لڑکے سے کہنے لگا روز آیا کرو اور خوب پھل کھایا کرو، اس کے بعد اس نے مزید چند لڑکوں سے دوستی لگائی اور پھر اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بتایا وہ بھی اس کام میں لگ گئے، آہستہ آہستہ قوم نے عورتوں کو بھلا دیا اور لڑکوں کو ہی زندگی کا مقصد بنا لیا حضرت لوط نے ان کو بہت سمجھایا لیکن ان کا نشہ نہ اترا، قرآن پاک میں اس کا تذکرہ اس طرح ہے،

وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَاسَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (۸۰) اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ. بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (۸۱) الاعراف

جب لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم ایسا برا کام کرتے ہو، جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی نہیں کیا ہے، تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، تم حد سے گذر جانے والی قوم ہو۔

قوم نے جواب دیا

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ. اِنَّهُمْ

Marfat.com

أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ(الاعراف: ۸۲)

لوط علیہ السلام کی قوم کا جواب اس کے علاوہ کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے کہ ان کو (لوط اور ان کے خاندان والوں کو) اپنے شہر سے نکال دو، بے شک یہ بہت ہی پاک لوگ ہیں۔

یہ ان لوگوں نے طنز کے طور پر کہا کہ اگر یہ لوگ ہماری ان باتوں کو پسند نہیں کرتے تو یہ علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں، اور کسی اور جگہ جا کر پاکی کی زندگی گذاریں، حضرت لوط علیہ السلام نے جب بار بار قوم کو اس عمل سے منع کیا تو قوم غصے سے تلملا اٹھی اور کہنے لگی بس یہ نصیحتیں اور عبرتیں ختم کر اور اگر ہمارے ان اعمال سے تیرا خدا ناراض ہے تو وہ عذاب لا کر دکھا جس کا تو بار بار ذکر کرتا ہے۔

فرمایا فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ(العنکبوت: ۲۹)

پس اس کی قوم نے جواب دیا کہ تو اللہ کا عذاب لیکر آ اگر تو سچا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں کچھ مہمان آئے ان کی بیوی مسلمان نہیں تھی اس نے قوم کو مہمانوں کی آمد کی اطلاع دے دی قوم کے لوگوں نے لڑکوں کی وجہ سے گھر کو گھیرے میں لے لیا اور کچھ تو دیواروں پر چڑھ کر مہمانوں کو گھورنے لگے، حضرت لوط نے ان کو بہت سمجھایا کہ میرے مہمانوں کے سامنے مجھے رسوا نہ کرو، خدا کا خوف کرو اور اس عمل سے باز آجاؤ، لیکن وہ لوگ ٹس سے مس نہ ہوئے، آخر کار مہمانوں نے کہہ دیا کہ اے لوط اللہ کے نبی ہم فرشتے ہیں آپ گھبرائیں نہیں آپ اپنے ماننے والوں کو لیکر بستی سے باہر نکل جائیں اور سب سے کہہ دیں کہ کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، ورنہ وہ بھی عذاب میں مبتلاء ہو جائے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں اور ایمان والوں کو لیکر بستی سے نکل

Marfat.com

گئے، اوران کے نکلتے ہی اللہ کا عذاب آ گیا، فرشتوں نے بستی کو آسمان پر لے جا کر الٹ دیا پھران پر پتھروں کی بارش شروع کر دی گئی، حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے پلٹ کر دیکھا تو پتھروں کی بارش ہو رہی تھی، اس نے چیخ کر کہا ہائے میری قوم ایک پتھراس کو بھی لگا اور وہ بھی وہیں مرگئی، حضرت لوط کی قوم پر آنے والا عذاب سب سے زیادہ سخت تھا، ان بستیوں کو آج بھی بحر مردار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، وہاں پر کوئی آبادی نہیں اور نہ ہی کوئی فصل وغیرہ ہوتی ہے۔ ہزاروں سال بعد بھی یہ علاقہ عبرت کا نشان بنا ہوا ہے۔

اغلام پرستی کرنے والوں کو اکثر لوگ لوطی کہتے ہیں یہ کہنا مناسب نہیں ہے، حضرت لوط علیہ السلام اللہ کے نبی تھے انتہائی پاکباز اور معزز ہستی تھے، اس عمل کو ان کے نام کے ساتھ جوڑنا مناسب نہیں ہے، کسی بھی نبی کی قوم کے جرم کو نبی کے نام کے ساتھ نہیں جوڑا جاتا پھر قوم لوط کے بدعمل کو ان کے نام سے کیوں جوڑا جاتا ہے، اس سے احتیاط کرنی چاہیئے اور اس عمل کو لواطت کی بجائے سدومی، اغلام پرستی یا کوئی اور نام دینا چاہیئے، یہ عمل انتہائی بُرا عمل ہے، بار بار اس کام کے کرنے والے پر لعنت بھیجی گئی، زنا سے بھی زیادہ برا عمل ہے، اس کی سزا بھی زیادہ سخت ہے، اس کی سزا میں لوگوں کو جلایا گیا، اور اونچی جگہ سے لوگوں کو دھکا دیکر مارا گیا، اور کسی پر دیوار گرادی گئی، آخرت میں بھی اس کی سخت ترین سزائیں ملیں گیں۔

اس بدعمل کی نحوست کا ایک عجیب واقعہ پیش خدمت ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اس نے اپنے آقا کو قتل کر دیا تھا اور اس نے اقرار بھی کر لیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ کیا واقعی تم نے اسے قتل کیا ہے، اس لڑکے نے جواب دیا، میں نے ہی اسے قتل کیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میرا آقا مجھ سے زبردستی بدفعلی کرتا تھا،

Marfat.com

میرے منع کرنے کے باوجود اس پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا، آخر کار مجھے موقع ملا میں نے اسے قتل کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہاری اس بات کا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے، تو اس لڑکے نے کہا کہ گواہ کہاں سے لاؤں وہ تو موقع دیکھ کر تنہائی میں میرے ساتھ یہ عمل کرتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا چونکہ تمہارے پاس گواہ نہیں ہے اس لئے ہم مجبور ہیں تمہیں اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا، اور پھر اس کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا اسی محفل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ صرف تین دن کے لئے اس لڑکے کو میرے حوالے کر دیں میں تین دن میں اس معاملہ کی تہہ تک پہنچ کر اس لڑکے کو آپ کے حوالے کر دوں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس لڑکے کو لیکر چلے گئے، اور تین دن کے بعد اس لڑکے کو اور چند مزید آدمیوں کو لیکر اس مقتول آدمی کی قبر پر گئے اور وہاں جا کر اس کی قبر کو کھودا تو سب حیران رہ گئے کہ قبر میں اس آدمی کی لاش موجود نہیں تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سب گواہوں کو لیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جو کوئی بھی قوم لوط کے عمل میں ملوث ہوگا، اور بغیر توبہ کے مر جائے گا تو تین دن کے اندر اس کی میت کو فرشتے اٹھا کر قوم لوط کے قبرستان میں پھینک دیں گے، یہ سب لوگ گواہ ہیں کہ ہم نے اس آدمی کی قبر کھودی ہے اس میں لاش نہیں ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص اس برے عمل میں ملوث تھا، اور یہ لڑکا سچ کہتا ہے یہ بے گناہ ہے آپ اسے بری کر دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً اس لڑکے کو آزاد کر دیا اور فرمایا آج اگر علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا، یعنی ایک بے گناہ کو سزائے موت دینے کا بوجھ میرے سر پر ہوتا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت مدین میں ہوئی، مدین دراصل ایک قبیلے

Marfat.com

کا نام تھا پھر اس شہر کا نام بھی مدین پڑ گیا۔

حضرت شعیب روتے بہت زیادہ تھے اللہ نے پوچھا کہ کیا آپ دوزخ کے ڈر سے روتے ہیں تو میں دوزخ سے نجات دے دیتا ہوں شعیب نے فرمایا نہیں ، اللہ نے پوچھا پھر اگر جنت کے شوق میں روتے ہیں تو جنت عطا کر دیتا ہوں، حضرت شعیب نے فرمایا یہ وجہ بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے پوچھا پھر رونے کی کیا وجہ ہے، حضرت شعیب علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں آپ کے اشتیاق میں روتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر روئے اس کا علاج ہی رونا ہے، حضرت شعیب روتے رہے، یہاں تک کہ ان کی بینائی چلی گئی پھر اللہ نے اپنے کلیم سے دس سال تک ان کی بکریاں چروائیں، موسیٰ علیہ السلام سے ان کی خدمت کروائی۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بت پرستی کے ساتھ ساتھ خدا کی نافرمان بھی تھی، مشرکانہ عقائد اور رسوم پر فریفتہ تھی، اور ان کا ایک بہت بڑا جرم ناپ تول میں کمی بیشی تھا، یہ لوگ جب لیتے تو پورا لیتے بلکہ اس سے بھی زیادہ لے لیتے جب دیتے تو کم دیتے وزن میں بھی کم اور ناپ میں بھی کم دیتے تھے، حضرت شعیب اپنی قوم کو بہت زیادہ سمجھاتے ان کے سمجھانے کا طریقہ بھی انتہائی دلنشین تھا، بڑے فصیح و بلیغ مقرر تھے، شیریں بیان حسنِ خطابت اور طرز بیان تو انتہائی تھا مفسرین حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ایک خدا کی عبادت کرو، اس کے علاوہ کوئی پرستش کے قابل نہیں اور خرید و فروخت میں ناپ تول کو پورا رکھو، لوگوں کے ساتھ معاملات میں کھوٹ نہ کیا کرو، آج تمہارے پاس خدا کی طرف سے نشانی، حجت اور حق آچکا ہے، اسے مت ٹھکراو، زمین میں فتنہ فساد برپا نہ کرو، اے میری قوم ذرا اس بات پر غور کرو کہ جن لوگوں ن ے خدا کی زمین پر فساد پھیلانے کا شیوہ اختیار

Marfat.com

کیا تھا ان کا انجام کس قدر عبرتناک ہوا اور اگر تم میں سے ایک جماعت محمد پر ایمان لائی ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی تو معاملہ اس بات پر ختم ہو جانے والا نہیں بلکہ تم انتظار کرو، ہمارے اور تمہارے درمیان رب جلد ہی فیصلہ کرنے والا ہے،

حضرت شعیب علیہ السلام نے نرم و گرم ہر طریقہ سے قوم کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر اس بدبخت قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور چند غریب اور کمزور لوگوں کے علاوہ کوئی ایمان نہ لایا الٹا حضرت شعیب سے کہتے کہ تم اور تمہارے ماننے والے کمزور اور غریب لوگ ہو اگر خدا ہمارے ساتھ ناراض ہوتا تو ہمیں تم لوگوں سے زیادہ مال و دولت اور طاقت کیوں دیتا۔

قوم کے سرداروں کو اپنی شان و شوکت اور طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا وہ حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کرتے تھے دو باتوں میں سے ایک ضرور ہو کر رہے گی، کہ ہم تجھ کو اور تیرے اوپر ایمان لانے والوں کو بستی سے نکال دیں گے، یا پھر تم ہمارے دین پر واپس آجاؤ۔

حضرت شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں دیکھو خدائے تعالی نے مجھ کو اس لئے بھیجا ہے کہ میں اپنے مقدور بھر تمہاری اصلاح کی سعی کرتا رہوں اور میں جو کچھ کہتا ہوں اس کی صداقت اور سچائی کے لئے خدا کی حجت دلیل اور نشانی بھی پیش کر رہا ہوں، مگر افسوس کہ تم اس واضح حجت کو دیکھ کر بھی سرکشی اور نافرمانی پر قائم ہو اور مخالفت کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جسے تم نے چھوڑ دیا ہو، پھر میں تم سے اپنی اس وعظ و نصیحت کی کوئی اجرت بھی تو نہیں مانگتا، اور نہ ہی کسی دنیوی نفع کا طالب ہوں میرا اجر تو اللہ کے پاس ہے، اور اگر تم اب بھی نہ مانو گے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں خدا کا عذاب تمہیں ہلاک نہ کر ڈالے خدا کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے اور کسی کی مجال نہیں جو اس کو روک سکے۔

Marfat.com

قوم کے سردار تیوری چڑھا کر بولے اے شعیب کیا تیری نماز ہم سے یہ چاہتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیں، اور جن دیوتاؤں کو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے ان کو پوجنا چھوڑ دیں۔

اور اگر کاروبار میں کھوٹ، اور ناپ تول میں کمی نہ کریں تو اپنے کاروبار کو ختم کریں اور مفلس اور قلاش ہو کر بیٹھ جائیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انتہائی دلسوزی سے فرمایا اے قوم مجھے یہ خوف محسوس ہو رہا ہے کہ تیری یہ بابے باکیاں اور خدا کے مقابلے میں نافرمانیاں کہیں تیرا بھی وہی انجام نہ کر دیں جو تجھ سے پہلے قوم نوح قوم ھود، قوم صالح اور قوم لوط کا ہو چکا ہے، اب بھی کچھ نہیں بگڑا توبہ کر لے خدا کے سامنے جھک جا اپنی بدکرداریوں کی بخشش طلب کر بے شک میرا پروردگار بخشنے والا اور بہت ہی مہربان ہے۔

بس قوم ہرگز نہ مانی بلکہ اور زیادہ ڈھیٹ ہوتی گئی حضرت شعیب نے دعا کی

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ (الاعراف: ۸۹)

اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

اللہ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ ہو گیا، حضرت شعیب کی قوم کو دو طرح کے عذاب نے گھیر لیا ایک زلزلے کا عذاب اور دوسرا آگ کی بارش کا عذاب یہ لوگ اپنے گھروں میں آرام کر رہے تھے کہ اچانک زلزلہ آ گیا پھر آگ کی بارش شروع ہو گئی، بس دیکھتے ہی دیکھتے یہ مغرور قوم ختم ہو گئی،

اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک فرشتے نے زور سے چیخ ماری تھی یہ

Marfat.com

آواز اتنی سخت تھی کہ پوری قوم کے کلیجے پھٹ گئے، اور یہ قوم صفحہ ءِ ہستی سے مٹ گئی۔

حضرت داؤد اللہ کے نبی بھی تھے اور ان کو اللہ نے بادشاہت بھی عطا کی تھی، حضرت داؤد کے بیٹوں میں سے حضرت سلیمان سب سے زیادہ عقل مند اور نیک تھے اللہ نے حضرت سلیمان کو بھی نبوت اور بادشاہت عطا فرمائی حضرت سلیمان نے دعا فرمائی تھی

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِیْ

اے میرے رب مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ اس جیسی حکومت کسی اور کو نہ ملے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو چرند پرند انسان جانوروں، جنات حتیٰ کہ ہواؤں پر بھی حکومت عطا فرمادی، آپ جیسی حکومت قیامت تک کسی اور کو نہیں ملے گی، اللہ نے آپ کو جانوروں کی بولیاں بھی عطا کی تھیں آپ ان کی باتوں کو سمجھ لیتے تھے ان سے گفتگو بھی کرتے تھے، ہواؤں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے تابع کر دیا تھا ان کے بہت بڑے تخت کو ہوائیں لیکر اڑتی تھیں۔ ہوا ان کے حکم کے اس طرح تابع تھی شدید تند و تیز ہونے کے باوجود ذرا سی بھی تکلیف دہ نہیں ہوتی تھی بلکہ اس سے راحت محسوس ہوتی تھی، رفتار اتنی تیز ہوتی تھی کہ فرمایا

وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَۃً تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖٓ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْھَا. وَکُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ (الانبیاء: ۸۱)

اور مسخر کر دیا سلیمان کے لئے تیز و تند ہوا کو اس کے حکم سے اس زمین پر چلتی تھی جس کو ہم نے برکت دی تھی اور ہم ہر شئے کے جاننے والے ہیں۔

وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّ رَوَاحُھَا شَھْرٌ. (سبا: ۱۲)

اور سلیمان کے لئے مسخر کر دیا ہوا کو کہ صبح کے وقت ایک مہینہ کی مسافت

Marfat.com

طے کراتی تھی اور شام کو ایک مہینہ کی مسافت طے کراتی تھی۔

ایک مہینہ کی مسافت سے مراد پیدل آدمی کے چلنے کی مسافت نہیں ہے بلکہ ایک شہسوار آدمی کے ایک مہینہ تک گھوڑے کے سفر کے برابر ہے۔ یعنی صبح کے وقت وہ اتنا سفر کراتی تھی جتنا سفر ایک تیز رفتار گھوڑ سوار ایک مہینے میں طے کرتا اور اتنا سفر شام کے وقت اس تخت کی سپیڈ بھی جہاز سے زیادہ تیز تھی سفر بھی آرام دہ تھا ۔ اور اس پر ایک ہی وقت میں ہزاروں آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ اور ہوائیں اس کو لیکر اڑ جاتی تھیں نہ اس میں انجن تھے نہ ہی مشینیں یا پرزے اور نہ ہی پٹرول کی ضرورت پڑتی تھی جہاں حضرت سلیمان حکم دیتے یا ارادہ کرتے تخت وہاں اتر جاتا تھا جب چاہتے ہوائیں اسے لیکر اڑنا شروع کر دیتی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے بہت سے خزانے عطا فرمائے تھے ہزاروں آدمی روزانہ ان کے دستر خوان سے مفت کھانا کھاتے تھے، ہزاروں کے حساب سے جانور ذبح کئے جاتے تھے اپنی ذات کے لئے شاہی خزانے سے ایک روپیہ بھی نہیں لیتے تھے بلکہ ٹوکریاں بنا کر بیچا کرتے تھے اس سے اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ راستے میں چیونٹیاں آگئیں چیونٹیوں کی ملکہ نے کہا

يَآيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ. لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (نمل : ١٨)

اے چیونٹیو اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہ کہیں سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں روند نہ ڈالے اور ان کو اس کا پتہ بھی نہ چلے۔

سلیمان علیہ السلام کو بھی چیونٹی کی یہ بات بہت پسند آئی کہ اس نے اپنی قوم کی فکر کی رب کو بھی یہ بات اتنی زیادہ پسند آئی کہ قرآن کی ایک سورۃ کا نام ہی نمل

Marfat.com

رکھ دیا انسانوں میں سے جو رب کی مخلوق کی فکر کرے گا اور خاص طور پر ان کی آخرت کی فکر کرے گا وہ رب کو کتنا پیارا لگے گا۔

سورۃ نمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سبا کا واقعہ کافی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یہ انتہائی دلچسپ اور نصیحت آموز واقعہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں انسانوں اور جنات کے علاوہ حیوانات اور پرندے بھی موجود رہتے تھے، اور ہد ہد تو خاص طور پر سفر میں بھی ساتھ ہوتا تھا۔ ہد ہد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ زمین میں تقریباً دس فٹ نیچے تک پانی دیکھ لیتا ہے، لشکر میں اس کو ساتھ رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جہاں پانی کی ضرورت ہوتی وہاں ہد ہد دیکھ کر بتا دیتا تھا وہاں کھدائی کر کے پانی نکال لیا جاتا۔ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے دربار لگایا تو سب کو موجود پایا لیکن ہد ہد دربار میں موجود نہ تھا

فَقَالَ مَالِیَ لَآ اَرَی الْهُدْهُدَ. اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ(۲۰) لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَا۟ اَذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ(۲۱) نمل

کہا کہ میں ہد ہد کو نہیں پاتا کیا واقعی وہ غائب ہے، ایسا ہے تو میں ضرور اس کو سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ میرے پاس اپنی غیر حاضری کی معقول دلیل پیش کرے گا۔

جب ہد ہد حاضر ہوا تو سلیمان علیہ السلام نے غصے میں اس سے دریافت کیا کہ تم کہاں غائب تھے اس نے کہا کہ میں آپ کے پاس ایک ایسی خبر لایا ہوں جس کا آپ کو پہلے سے علم نہ تھا۔ میں سبا کی ایک یقینی خبر آپ کے پاس لایا ہوں میں نے ایک قوم دیکھی ہے قبص پر ایک عورت حکمران ہے اور وہ لوگ سورج کی پوجا کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں عن قریب دیکھتا ہوں کہ تو سچ بولتا

Marfat.com

ہے یا جھوٹ، پھر ایک خط لکھا اور کہا کہ یہ خط ان کے پاس ڈال دو اور ملکہ سبا کے کمرے میں داخل ہو کر خط اس کے پلنگ پر ڈال دیا ملکہ سبا نے جب خط پڑھا تو بہت حیران ہوئی کہ اتنی سخت سیکورٹی میں یہ خط میرے کمرے میں کس طرح پہنچ گیا وہ سمجھ گئی کہ یہ کسی طاقتور اور بااختیار ہستی کی طرف سے ہے اس نے اپنے وزیروں، مشیروں اور فوج کے افسران کو خط دکھایا اور ان سے مشورہ چاہا۔ خط میں انتہائی کم الفاظ تھے مگر وزن بہت زیادہ تھا۔ خط یہ تھا

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۳۰) اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (۳۱) سورۃ نمل

یہ خط سلیمان کی جانب سے ہے، میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

تمہیں ہم پر سرکشی کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے اور تم میرے پاس (خدا کے) فرمانبردار بن کر آؤ۔

ملکہ سبا نے کہا کہ اے میرے ارکان دولت میں ہر معاملے میں تم سے مشورہ کرتی ہوں میں اب بھی تم سے مشورہ چاہتی ہوں۔

درباریوں نے کہا جہاں تک مرعوب ہونے کا تعلق ہے تو اس کی قطعا ضرورت نہیں کیونکہ ہم زبردست طاقت اور جنگی قوت کے مالک ہیں۔ فیصلہ تو آپ کے ہاتھ میں ہے آپ جو بھی حکم دیں گی ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ملکہ نے کہا کہ بے شک ہم طاقتور اور صاحب شوکت ہیں لیکن سلیمان علیہ السلام کے معاملے میں ہمیں عجلت سے کام نہیں لینا چاہیئے ہمیں پہلے ان کی طاقت کا اندازہ کر لینا چاہیئے پھر قدم اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ جس عجیب طریقہ سے ہمارے پاس یہ خط پہنچا ہے اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ سلیمان کے بارے میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیئے۔

Marfat.com

میرا ارادہ یہ ہے کہ چند قاصد تحائف دیکر بھیجوں تا کہ وہ سلیمان کی طاقت اور شان و شوکت کو سیکھ سکیں اور پھر اس کے مطابق ہم اقدام کر سکیں گے۔ اگر وہ واقعہ زبردست طاقت کا مالک ہوا تو پھر اس سے لڑنا فضول ہے اس لئے کہ طاقتور بادشاہوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جب کسی بستی پر حملہ کرتے ہیں تو اس شہر کو برباد کر دیتے ہیں اور اس کے باعزت شہریوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں اس لئے بلا وجہ بربادی مول لینے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ جب ملکہ کے قاصد حضرت سلیمان علیہ السلام کے شہر کے قریب پہنچ گئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی میل تک سونے کی اینٹوں کا فرش بچھوایا دونوں طرف جانوروں کو کھڑا کیا اور انہیں حکم دیا کہ پیشاب پاخانہ بھی سونے کی اینٹوں پر ہی کریں۔ جب قاصدوں نے یہ منظر دیکھا تو حیران رہ گئے اور سوچا کہ یہ تحائف تو ان کی شان کے خلاف ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ ان تحائف کے ذریعے ہمیں پھسلا نہیں سکتے۔ خدا نے ہمیں اس سے بہت ہی زیادہ عطا کر رکھا ہے تم اپنے ہدایا واپس لے جاؤ اور اپنی ملکہ سے کہو کہ اگر اس نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ سبا والوں کے پاس پہنچ جاؤں گا اور تم اس کے مقابلے سے عاجز رہو گے۔ اور پھر میں تمہیں ذلیل و رسوا کر کے شہر بدر کروں گا۔

قاصدوں نے ملکہ سبا کر تمام روئیداد سنائی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان و شوکت کا سارا منظر بیان کر دیا۔ اور بتا دیا کہ ان کی حکومت صرف انسانوں پر نہیں بلکہ حیوانات اور جنات پر بھی ہے۔ ملکہ نے جب سنا تو فوراً فیصلہ کر لیا کہ سلیمان کے تابع ہو جانا ہی بہتر ہے ان سے لڑنا خودکشی کے مترادف ہے۔

لہذا اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سفر شروع کر دیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اس کی اطلاع

Marfat.com

دے دی۔ تب حضرت سلیمان نے اپنے درباریوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بلکہ سبا کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت پہنچ جائے ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ میں آپ کے اس دربار کے برخاست ہونے سے پہلے اس تخت کو حاضر کر سکتا ہوں میرے پاس اس کی طاقت ہے اور میں امین بھی ہوں ہرگز کسی قسم کی خیانت نہیں کروں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی اس سے بھی جلدی لا سکتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا کہ میں اس تخت کو آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لا سکتا ہوں آپ نے اجازت دے دی۔ سلیمان علیہ السلام نے رخ ایک طرف کو پھیرا جب پلٹ کر دیکھا تو تخت حاضر تھا اسم اعظم جاننے کی برکت سے آصف بن برخیا نے تین ہزار کلومیٹر کا فاصلہ (پندرہ سو کلومیٹر جانے کا اور پندرہ سو کلومیٹر آنے کا) پلک جھپکنے میں طے کر لیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے ۔سلیمان نے اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر حکم دیا کہ اس تخت میں تبدیلی کر دی جائے۔

میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ملکہ سبا اپنے تخت کو پہچان سکتی ہے یا نہیں جب ملکہ سبا پہنچ گئی تو اس سے یہ دریافت کیا گیا۔ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔ عقلمند ملکہ نے جواب دیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہی ہے۔ یعنی تخت کی ساخت اور مجموعی حیثیت تو یہ بتا رہی ہے کہ یہ میرا ہی تخت ہے اور قدرے ہیئت کی تبدیلی اس یقین میں تردد پیدا کر رہی ہے اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ یقیناً یہ میرا ہی تخت ہے۔

ملکہ سبا نے کہا کہ مجھے آپ کی بے نظیر اور عدیم المثال قوت و طاقت کا پہلے ہی سے علم ہو چکا تھا اس لئے میں مطیع و فرمانبردار بن کر حاضر ہوئی ہوں اور اب تخت کا یہ محیّر العقول معاملہ تو آپ کی لاثانی طاقت کا تازہ مظاہرہ ہے۔ اور

Marfat.com

ہماری اطاعت و انقیاد کے لئے مزید تازیانہ اس لئے ہم پھر ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں اظہار وفاداری وفرمانبرداری کرتے ہیں۔

پھر ملکہ بلقیس کوشاہی محل میں قیام کرنے کا کہا گیا جب ملکہ محل کے سامنے بہتا ہوا پانی دیکھا اور اس سے بچنے کے لئے اس نے اپنی پنڈلیوں پر موجود کپڑے کو اوپر کی جانب کھینچ لیا۔ یعنی اپنے پانچے چڑھا لئے تا کہ کپڑے گیلے نہ ہوں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے سارے کا سارا محل اور اس کا خوبصورت صحن چمکتے ہوئے آبگینے (شیشے) کا بنا ہوا ہے۔

ملکہ کی ذکاوت و فطانت پر یہ سخت چوٹ تھی جس نے حقیقت حال سمجھنے کے لئے اس کے قوائے عقلی کو بیدار کر دیا اور اس نے سمجھ لیا کہ اب تک جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے یہ ایک زبردست بادشاہ کی طاقتوں کا مظاہرہ نہیں ہے بلکہ مجھ پر واضح کرنا مقصود ہے کہ سلیمان کو یہ بے نظیر طاقت اور معجزانہ قدرت کسی ایسی ہستی کی عطا کردہ ہے جو ہر چیز کی خالق اور مالک ہے چاند اور سورج کا بھی وہی مالک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے اس لئے سلیمان مجھے سے اپنے تابعداری نہیں بلکہ اس رب کی تابعداری کروانا چاہتے ہیں پس ملکہ بلقیس مسلمان ہوگئی اور حضرت سلیمان کے ساتھ اس کا نکاح ہوگیا۔

عرصہ کے بعد جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا دنیا سے جانے کا وقت قریب آیا تو حضرت سلیمان نے جنات کو حکم دیا کہ آپ بیت المقدس کی تعمیر نو کریں۔ جنات بڑے بڑے پتھر اٹھا کر لاتے، بڑی مشقت کرتے، حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے سامنے ایک لاٹھی کے سہارے کھڑے تھے جب بھی جنات سستی کرنے لگتے تو وہ حضرت سلیمان کو دیکھ کر فوراً تیزی سے کام کرنے لگتے۔ انہیں یوں محسوس ہوتا جیسے حضرت سلیمان تیز نظروں سے انہیں دیکھ رہے ہیں اس لئے انہوں نے

Marfat.com

کام کو انتہائی تیزی کے ساتھ مکمل کر دیا۔ جب کام مکمل ہو گیا تو ساتھ ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاٹھی ٹوٹ گئی جس کو دیمک کھا چکی تھی جیسے ہی چھڑی ٹوٹی حضرت سلیمان علیہ السلام گر پڑے، جنات حیران رہ گئے اور ان کو پتہ چلا کہ حضرت سلیمان تو کب کے وفات پا چکے ہیں اور ان کی آنکھیں کھلی تھیں اور ہمیں محسوس ہوتا تھا کہ وہ ہمیں تیز نظروں سے دیکھ رہے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ جنات کے پاس غیب کا علم نہیں ہے اگر ان کو حضرت سلیمان کی وفات کا پتہ چل جاتا تو وہ مشقت میں نہ پڑتے بلکہ بھاگ جاتے۔ اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے۔ وہ جب چاہے اور جس کو چاہے موت دے سکتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام انتہائی بڑے بادشاہ اور مقرب نبی تھے لیکن جب اللہ نے چاہا ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

انبیاء کرام کے پاک ناموں میں ایک مقدس نام حضرت ایوب علیہ السلام کا بھی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس بہت زیادہ دولت تھی بہت سے غلام اور تاحد نگاہ جاگیریں تھیں بہت سی بیویاں اور کافی تعداد میں بچے تھے، حضرت ایوب ہر وقت اللہ کا شکر کا ادا کرتے رہتے تھے، ایک دن اللہ کے فرشتوں کے سامنے ایوب کی شکر گزاری کی تعریف کی تو شیطان جل بھن کر رہ گیا اور رب سے کہنے لگا کہ تو نے ایوب کو اتنی نعمتیں عطا کی ہیں وہ شکر ہی کرے گا اگر اس سے یہ نعمتیں چھین لے تو میں دیکھوں کہ وہ کس طرح تیرا شکر ادا کرتا ہے۔ اللہ نے شیطان کو اختیار دے دیا کہ تو جو مرضی کر لے میرا بندہ پھر بھی میرا شکر ادا کرے گا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی جاگیروں پر زوال آیا ساری فصلیں تباہ ہو گئیں سارا مال ضائع ہو گیا، غلام یہ حالت دیکھ کر بھاگ گئے، حضرت ایوب کے اور ان کی بیوی رحمت کے علاوہ سارے اہل و عیال ایک مکان میں اکٹھے ہوئے تو شیطان نے اس چھت کو گرا

Marfat.com

دیا سب کے سب اکٹھے ہی مکان میں دب کر انتقال کر گئے، لیکن حضرت ایوب نے صبر کا دامن نہ چھوڑا پھر بھی رب کا شکرادا کرتے رہے آخر کار ان کی صحت کے بارے میں بھی آزمائش شروع ہوگئی، انتہائی دردناک بیماری میں مبتلاء ہو گئے، سب دوست ساتھی چھوڑ گئے۔ لیکن بی بی رحمت نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا ہر وقت آپ کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہتی تھی، حضرت ایوب علیہ السلام کئی سال تک اس بیماری میں مبتلا رہے کچھ تین سال کہتے ہیں اور کچھ لوگ سات سال۔ حضرت انس کی روایت کے مطابق تیرہ سال جبکہ زیادہ مشہور قول اٹھارہ سال کا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جسم مبارک میں کیڑے پڑ گئے تھے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء کرام کو ہر گز ایسی بیماری نہیں لگتی جس سے لوگ گھن کرتے ہوں انبیاء کرام تو اپنے زمانے کے انتہائی پاک وصاف، باوقار معزز اور خوبصورت لوگ ہوتے ہیں۔ انہیں ہرگز اس طرح کی بیماری نہیں لگتی یہ اسرائیلی روایات ہیں ان پر یقین نہیں کرنا چاہیئے فرض کریں اگر ایسا تھا بھی تو ہوسکتا ہے کہ یہ نبوت سے پہلے کا واقعہ ہو اور اس امتحان میں کامیاب ہونے پر اللہ نے ان کو ہر چیز لوٹا بھی دی ہو اور ساتھ ہی نبوت بھی عطا کر دی۔

بہرحال قرآن وحدیث میں صرف انکی بیماری کا ذکر ہے اور یہ بالکل نہیں بتایا گیا کہ ان کو کونسی بیماری لاحق ہوئی تھی۔ حضرت ایوب دن رات اللہ کا شکر ادا کرتے اتنے لمبے عرصے میں انہوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی صبر کا دامن نہ چھوڑا اگر کوئی ان سے کہتا کہ آپ اپنی صحت کے لئے دعا کریں تو فرماتے کہ میرا رب دیکھ رہا ہے جب چاہے گا مجھے شفا دے گا۔

اتنا لمبا عرصہ صبر اور شکر کے ساتھ گذار دینے کے بعد آپ امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ ایک دن آپ نے دعا کی

Marfat.com

اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (الانبیاء: ۸۳)

اے میرے رب مجھے تکلیف نے چھولیا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اس میں یہ ہرگز نہیں کہا کہ مجھے ٹھیک کر دے اور نہ ہی گلہ شکوہ کیا، بس اپنے رب کو اشارے سے کہہ دیا اللہ نے فوراً ان کی دعا کو قبول کیا اور فرمایا

اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ھٰذَا مُغْتَسَلٌ م بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (ص: ۴۲)

اپنے پاؤں سے ٹھوکر مارو (اس نے ایسا کیا) اور زمین سے چشمہ ابل پڑا تو ہم نے کہا یہ ہے نہانے کی جگہ ٹھنڈی اور پینے کی۔

یعنی اس پانی سے غسل کرو اور پی لو۔ بس ایسا کرتے ہی جسم کی ساری اندرونی بیرونی تکلیفیں ختم ہو گئیں اور آپ کا جسم بہت زیادہ خوبصورت ہو گیا جب آپ کی بیوی آئی تو آپ کو پہچان ہی نہ سکی۔ بس اللہ نے سب نعمتیں آپ کو پہلے سے زیادہ لوٹا دیں۔ دولت، غلام اور بیوی بچے عطا فرمائے قرآن میں اللہ فرماتا ہے

وَوَھَبْنَا لَہٗٓ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ رَحْمَۃً مِّنَّا وَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ (ص: ۴۳)

ہم نے اس کو اس کے اہل وعیال عطا کیے اور ان کی مانند اور زیادہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے مرے ہوے بیوی بچے اللہ نے زندہ کر دئے تھے، بہر حال یہ تو یقینی بات ہے کہ اللہ پہلے سے بڑھا کر تمام نعمتیں لوٹا دی تھیں پھر شیطان نے مان لیا کہ واقعی ایوب اللہ کا بندہ ہے اور ہر حال میں صابر اور شاکر ہے حضرت ایوب سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ آپ کی زندگی کے سب سے اچھے دن کون سے تھے فرمایا کہ بیماری والے دن پوچھا گیا وہ کیسے تو فرمایا اللہ صبح وشام پوچھتے تھے کہ اے ایوب تیرا کیا حال ہے۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اسی لذت میں

Marfat.com

وقت گذر جاتا تھا اور دوبارہ پوچھنے کا انتظار رہتا تھا۔

حضرت ایوب علیہ السلام دنیا میں لوگوں کے لئے ایک مثال ہیں اور قیامت کے دن حجت ہونگے اگر کوئی یہ کہے گا کہ میں نے نماز اس لئے نہیں پڑھی تو رب کہے گا کہ ایوب نے تو سخت بیماری کی حالت میں کبھی چھوڑی نہیں۔ آپ غریبوں اور امیروں کے لئے بھی حجت بن کر پیش ہوں گے۔ کہ انہوں نے انتہائی غربت اور بیماری میں بھی ناشکری نہیں کی کوئی غلط بات منہ سے نہ نکالی اس حال میں شکر ادا کیا۔ امیروں کے لئے اس طرح حجت کہ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے رب کو نہیں بھولے اس کے احکامات کو نہیں بھولے اس کی عبادت میں کمی نہیں ہونے دی۔

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نینویٰ میں نبی بنا کر بھیجا۔ آپ کو اٹھائیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ حضرت یونس علیہ السلام ایک عرصہ تک قوم کو توحید کا درس دیتے رہے بت پرستی سے منع کرتے رہے لیکن قوم پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا حضرت یونس علیہ السلام ان کو عذاب الٰہی سے ڈراتے تو قوم مذاق بناتی آخر کار آپ ان کو عذاب الٰہی کی بددعا دیکر بستی سے نکل گئے جب قوم نے دیکھا کہ حضرت یونس علیہ السلام بستی میں موجود نہیں ہیں تو ان لوگوں نے یقین کر لیا کہ اب عذاب آجائے گا، کیونکہ پہلی امتوں میں اسی طرح ہوتا آیا تھا کہ جیسے ہی نبی اور ان کے ساتھ بستی سے نکلتے تھے عذاب آجاتا تھا، بس پھر ساری قوم کی عقل ٹھکانے آگئی اور انہوں نے مل کر توبہ شروع کر دی اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور عذاب ٹل گیا۔ یہ واحد قوم ہے جس کو وارننگ کے بعد توبہ کی توفیق ہوئی اور ان پر سے عذاب ٹل گیا۔

قرآن پاک نے اس کا ذکر اس طرح کیا ہے:۔

Marfat.com

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ. لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ(۹۸) سورہ یونس

ادھر حضرت یونس علیہ السلام دریا کے کنارے پہنچے اور ایک کشتی کو مسافروں سے بھرا ہوا پایا یہ بھی اس میں سوار ہو گئے جب کشتی درمیان میں پہنچی تو بھنور میں پھنس گئی یا پھر توفان کی وجہ سے ڈگمگانے لگی۔ جب کشتی والوں کو یقین ہو گیا کہ کشتی ڈوب جائے گی تو انہوں نے اپنے عقیدے کے مطابق کہا کہ ہم میں سے کوئی اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے جب تک اس کشتی سے نہیں نکالا جائے گا کشتی کی نجات مشکل ہے۔ حضرت یونس نے جب یہ سنا تو فوراً ان کے دل میں خیال آیا کہ ایسا شخص تو میں ہی ہوں جو اپنے اللہ کی اجازت کے بغیر یا اس کی طرف سے وحی کے بغیر بستی سے نکل آیا ہوں انہوں نے خود ہی کہہ دیا کہ ایسا شخص میں ہوں تو کشتی والوں نے آپ کی پاکبازی اور وقار کی وجہ سے کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہے ہم آپ کو کشتی سے نہیں نکال سکتے ہم قرعہ اندازی کریں گے جس کا نام قرعہ میں آئے گا اسے دریا میں پھینک دیا جائے گا تا کہ دوسرے لوگ بچ سکیں، جب قرعہ اندازی کی تو اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ کشتی والوں نے آپ کو آپ کے اکرام کی خاطر چھوڑ دیا اور پھر قرعہ اندازی کی تو پھر آپ کا نام نکلا تو پھر انہوں نے چھوڑ دیا تیسری دفعہ قرعہ اندازی میں یونس کا نام نکلا تو پھر انہوں نے یا حضرت یونس نے خود ہی اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا اللہ کے حکم سے ایک بڑی مچھلی نے اپنا منہ کھول کر حضرت یونس کو نگل لیا اور اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو تکلیف نہ پہنچے یہ تیری خوراک نہیں ہیں۔ اب مچھلی کا معدہ دوسری چیزوں کو تو ہضم کر رہا تھا لیکن اس کی مجال نہیں تھی کہ حضرت یونس علیہ السلام کو ہضم کر سکے یا ان کو تکلیف پہنچا سکے۔ حضرت یونس علیہ السلام

Marfat.com

چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے آخر کار آپ نے ایک دعا پڑھی

لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ. اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء:۸۷)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے بیشک میں نے ہی خود پر یہ ظلم کیا ہے۔ اللہ نے مچھلی کو حکم دیا، مچھلی نے آپ کو اگل دیا یعنی باہر ساحل پر ڈال دیا وہاں آپ کدو کی ایک بیل کے نیچے بیٹھ گئے آپ کا جسم کمزور تھا جسم کے بال بالکل جھڑ چکے تھے۔ جب بیل سوکھ گئی تو آپ کو بہت دکھ ہوا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ایک بیل کے سوکھنے پر آپ کو دکھ ہوا اور ہم ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں کو ختم کر ڈالتے اس کا آپ کو دکھ نہ ہوتا کیا تم جتنے اس بیل پر مہربان تھے اتنے ہم ان لوگوں پر نہ ہوتے، آپ وحی کا انتظار کئے بغیر وہاں سے کیوں چل دیئے۔

حضرت یونس علیہ السلام کو حکم ہو کہ اپنی قوم میں جا کر دوبارہ انہیں وعظ و نصیحت کریں قوم میں رہ کر ان کی راہنمائی کریں۔ تاکہ خدا کی مخلوق آپ کے فیض سے محروم نہ ہو۔ حضرت یونس نینویٰ پہنچے قوم نے آپ کو دیکھ کر خوشیاں منائیں اور ان کی ہر بات ماننے کا پختہ عہد کیا اور پھر حضرت یونس کی راہنمائی میں دین و دنیا کی کامرانی حاصل کرتی رہی۔

سورہ قلم میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے حضرت سعید بن جبیر کے مطابق یہ واقعہ یمن کی ایک بستی خسروان میں پیش آیا جو صنعاء سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ اہل کتاب میں سے ایک شخص بہت مالدار تھا نیک بھی تھا اور انتہائی سخی بھی تھا، اس کا ایک بہت بڑا باغ تھا، جب یہ اس کی فصل حاصل کرنے لگتا تو غریبوں میں اعلان کر دیتا کہ اپنا حصہ آ کر لے جاؤ لوگ دور دراز سے آتے اور اپنا حصہ لے جاتے۔ جب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارا باپ تو عجیب آدمی تھا غریبوں میں بہت سا مال بانٹ دیتا تھا، اس طرح بہت

Marfat.com

سے مال سے ہم محروم ہو جاتے تھے، اس دفعہ ہم کسی کو کچھ نہیں دیں گے بلکہ سب کچھ آپس میں تقسیم کریں گے، پھر مشورہ کیا کہ جب ہم فصل کاٹنے لگیں گے تو غریب لوگ حاضر ہو جائیں ہم ان کو کس طرح بھگائیں گے مشورہ ہوا کہ ہم صبح سویرے جائیں اور ساری فصل کاٹ لیں گے اس طرح کسی کو علم بھی نہ ہوگا اور سارا مال بھی ہمارے پاس ہی رہے گا، ایک بھائی ان کو سمجھاتا رہا کہ اس طرح نہ کرو شاید ہم سب کسی مصیبت میں پھنس جائیں۔ لیکن کسی نے اس کی ایک نہ سنی، جب یہ لوگ مشورے کر رہے تھے ادھر اچانک اس باغ میں آگ لگ گئی اور سب کچھ جل کر خاکستر ہو گیا۔ یہ جب منہ اندھیرے باغ میں پہنچے تو وہاں کچھ بھی نہ تھا انہوں نے سمجھا کہ شاید ہم راستہ بھول گئے ہیں اور کسی اور جگہ آ گئے ہیں لیکن جب غور کیا تو سمجھ گئے کہ یہ ہمارا باغ ہی ہے۔ اور ہم اپنے باغ سے محروم ہو چکے ہیں۔ بس پھر فوراً افسوس کرنے لگے کہ ہمارے بخل کی وجہ سے ہمیں یہ سزا ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو دنیا میں بھیجتے وقت دو ہاتھ دو پاؤں اور دوسرے اعضاء دیتا ہے۔ اللہ کے ہاں کبھی کمی نہیں ہوئی کہ کبھی کہا گیا ہو کہ آج سے ہر ایک کو ایک ہاتھ یا ایک پاؤں ملے گا۔ لیکن اللہ نے رزق کے معاملے میں اونچ نیچ اس لئے رکھی ہے کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اس کے راستے میں خرچ کرتا ہے، کون اس کے ضرورت مند بندوں پر خرچ کرتا ہے۔

اگر سب امیر ہوتے تو پھر امتحان کس طرح ہوتا۔ سب غریب ہوتے تو پھر دنیا کا نظام کیسے چلتا۔ باغ والوں کو تو بخل کی وجہ سے دنیا میں سزا مل گئی کہ ان کا باغ جل گیا۔ لیکن اگر کسی بخیل کو دنیا میں سزا نہیں ملتی اس کا کاروبار تباہ ہونے کی بجائے اور بڑھ رہا ہے تو یہ اس کو رب کی طرف سے ڈھیل ملی ہوئی ہے۔ آخرت میں اسے سزا ملے گی۔ اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:۔

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ(۳۴) یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ. ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ(۳۵)سورۃ توبہ

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب کی خوشخبری ہے
قیامت کے دن اس سونے اور چاندی کو جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔
اور اس سے ہم ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ دیں گے یہ ہے وہ تمہارا خزانہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا پس اب مزا چکھو اس کا جس کو تم نے جمع کیا۔

ایک مرتبہ کفار مکہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ محمد ﷺ کا معاملہ بہت سنگین ہوتا جا رہا ہے اور ہم کسی طور پر بھی ان کو روک نہیں پا رہے، اب اگر کسی طریقے سے ہم ان کو جھوٹا ثابت کر دیں تو ان کو روکا جا سکتا ہے، اب ان کے پاس کوئی دلیل تھی ہی نہیں کہ نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) جھوٹا ثابت کر سکیں۔ مشورے میں طے پایا کہ مدینہ کے یہود کے پاس جا کر مشورہ کرتے ہیں۔ وہ اہل کتاب بھی ہیں اور اس معاملے میں بصیرت بھی رکھتے ہیں جب ان سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا آپ اس آدمی سے تین سوال پوچھیں اگر اس نے جواب دے دیئے تو وہ اللہ کا سچا نبی ہے اگر جواب نہ دیئے تو پھر سمجھ لیں کہ وہ اپنی طرف سے باتیں بناتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ پہلے دو سوالوں کے جواب تفصیل سے ہوں گے اور تیسرے سوال کا جواب بالکل مختصر ہوگا۔ اور ان سوالوں کے جواب نبی کے علاوہ کوئی اور نہیں دے سکتا

Marfat.com

ا...... ذوالقرنین کا واقعہ کیا ہے

۲...... اصحاب کہف کون تھے اور ان پر کیا گزری

۳...... روح کی حقیقت کیا ہے

قریش نے مکہ آتے ہی نبی کریم ﷺ سے سوال کر ڈالے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے جواب وحی آنے پر دے دیئے جائیں گے جب وحی نازل ہوئی تو آپ نے ان کے جوابات دے دیئے۔ ذوالقرنین اور اصحاب کہف کا جواب تفصیل سے روح کے متعلق جواب صرف اتنا تھا کہ

قل الروح من امر ربی کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ اس پر قریش مکہ خاموش ہو گئے۔

اصحاب کہف بادشاہوں کی اولاد تھے اور چند نوجوان تھے ان کی قوم ایک میلے میں اکٹھی ہوئی شہر سے باہر انہوں نے سالانہ اجتماع میں اپنے بتوں کی پوجا پاٹ کی ان کے لئے جانوروں کی قربانی دی۔ ان تمام لوگوں میں سے ایک جوان الگ ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا، تھوڑی دیر بعد ایک دوسرا جوان آ کر بیٹھ گیا اسی طرح کرتے کرتے یہ چند جوان اس درخت کے نیچے اکٹھے ہو گئے۔ کافی دیر تک یہ خاموش بیٹھے رہے آخر کار ایک جوان نے ہمت کر کے دوسرے سے پوچھا کہ آپ یہاں سب سے الگ ہو کر کیوں بیٹھ گئے اس نے ہمت کر کے بتا دیا ہماری قوم اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کو پوج رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر دوسرے کو حوصلہ ہوا اس نے بھی یہی الفاظ دہرا دیئے بس پھر سب بول اٹھے کہ ہم صرف ایک خدا کو ماننے والے ہیں ہم بتوں کی پوجا نہیں کر سکتے، درحقیقت اللہ نے ان سب کو اکٹھا کر دیا تھا جیسا کہ عالم ارواح میں جو روحیں ایک دوسرے کے قریب تھیں اللہ نے ان کو دنیا میں بھی ایک دوسرے کے قریب کر دیا اور جو ایک دوسرے

Marfat.com

سے دور تھیں وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے دور رہتی ہیں بہر حال اللہ نے ان پاک روحوں کو ایک خاص مقصد کے لئے اکٹھا کر دیا انہوں نے مل کر ایک عبادت گاہ بنائی اس میں وہ صرف اللہ کی عبادت کرنے لگے آخر کار قوم کو پتا چل گیا انہوں نے بات بادشاہ تک پہنچا دی۔ بادشاہ جس کا نام دقیانوس تھا بہت بڑا مشرک تھا اور قوم کو بھی بت پرستی پر ابھارتا تھا اس نے ان سب جوانوں کو اپنے دربار میں بلایا۔ اور ان سے حقیقت حال پوچھی سب نے توحید کا اقرار کیا اور بت پرستی سے انکار کر دیا۔ دقیانوس کو بہت زیادہ غصہ آیا لیکن اس نے یہ کہہ کر ان کو چند دن کی مہلت دے دی کہ تم لوگ ابھی جوان ہو مین تمہیں فوراً قتل نہیں کرنا چاہتا مہلت دیتا ہوں کہ ہمارے دین پر آجاؤ ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے ان جوانوں نے مشورہ کیا تو طے پایا کہ ہم توحید کو تو کسی صورت میں چھوڑیں گے نہیں اور بادشاہ ہم کو چھوڑے گا نہیں بہتر ہے کہ ہم روپوش ہو جاتے ہیں وقتی طور پر فلاں غار کے اندر چلے جاتے ہیں پھر یا کسی اور علاقے میں چلے جائیں گے یا اللہ ہمارے لئے کوئی اور سبب بنائے گا فی الحال ہمیں شہر چھوڑ دینا چاہیئے جب یہ جوان شہر سے نکلے تو ان کا کتا بھی ان کے پیچھے چلنے لگا انہوں نے بڑی کوشش کی لیکن وہ پیچھے نہیں ہٹا ان کے ساتھ ہی چلتا رہا آخر کار یہ لوگ غار میں پہنچ گئے تھکاوٹ کی وجہ سے جاتے ہی سو گئے اللہ نے ان پر گہری نیند طاری کر دی اور یہ لوگ تین سو نو سال تک سوتے رہے، قرآن پاک نے اس کا ذکر اس طرح کیا ہے

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا (الکھف: ۲۵)

وہ غار میں تین سو نو سال تک رہے

شمسی حساب سے پوری تین صدیاں اور بنتی ہیں۔ قمری حساب سے تین

Marfat.com

صدیاں اور نو سال کیونکہ شمسی سال قمری سال سے بڑا ہوتا ہے اور ہر سو سال کے بعد تین سال کا فرق پڑ جاتا ہے۔ اور دوسری طرف زمانہ ہی بدل گیا۔ دقیانوس مر گیا حکومتیں بدل گئیں۔ سکے بدل گئے، لوگ بدل گئے، اب ان پر ایک نیک بادشاہ حکمران تھا اس کا نام بیدروس یا بیدوسیس تھا اس کے دور میں عوام میں ایک بحث چل پڑی تھی کچھ لوگ کہتے تھے کہ آخرت ہے اور کچھ آخرت کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائیں گی تو پھر انسان کس طرح زندہ ہو جائے گا بادشاہ آخرت کو ماننے والا تھا۔ رب سے دعائیں مانگتا تھا کہ آخرت کے بارے کوئی زبردست ثبوت یا دلیل دے دے تاکہ میری ساری قوم آکرت کو مان لے اللہ نے اس نیک بادشاہ کی دعائیں قبول کر لیں اور اصحاب کہف کو اللہ نے نیند سے جگا دیا جیسے ہی یہ بیدار ہوئے ان کو بھوک لگی۔ انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو شہر سے کھانا لانے کے لئے بھیجا اس کا نام تملیخا تھا اس نے بازار سے سامان خریدا اور جب دوکاندار کو سکے دیئے تو وہ حیران رہ گیا اس نے دوسرے دوکاندار کو سکے دکھائے تو وہ بھی حیران ہوا کیونکہ یہ ان کے سکے نہیں تھے۔ بازار والوں نے تملیخا کو پکڑ لیا کہ یہ آدمی یا تو چور ہے یا اس کو کوئی بڑا خزانہ ہاتھ لگا ہے یا پھر یہ جاسوس ہے۔ مشورہ ہوا کہ یہ جو کچھ بھی ہے اسے بادشاہ کے پاس لے کر جاؤ جب اس کو بادشاہ کے پاس حاضر کیا گیا، تو یہ خود حیران رہ گیا کہ وہاں نہ دقیانوس تھا نہ دقیانوس کا دربار اور درباری بلکہ تخت پر ایک انتہائی نیک اور شریف حکمران بیٹھا تھا۔ تملیخا بھی سمجھ گیا کہ معاملہ کچھ اور ہے بادشاہ نے جب سوال جواب کئے تو سب کچھ واضح ہو گیا کہ وہی جوان ہیں جو بادشاہ کے خوف سے اپنا ایمان بچانے کے لئے روپوش ہو گئے تھے۔ دقیانوس نے تختیوں پر ان جوانوں کے نام اورر معلومات لکھوائی تھیں اور لکھا تھا کہ یہ اشتہاری مجرم ہیں جب پکڑے جائیں تو قتل کر دیئے

Marfat.com

جائیں اس لئے ان کو اصحاب رقیم بھی کہا جاتا ہے، یا پھر تختیوں والوں سے مراد یہ ہے کہ اس دور کے چند نیک لوگوں نے تختیوں پر ان کا تذکرہ لکھا تھا کہ چند نوجوان اپنا ایمان بچا کر روپوش ہو گئے تھے ان کے بھی لکھے تھے یہ بات اس بادشاہ کو بھی معلوم تھی اور عوام کو بھی۔

بادشاہ اس بات پر بہت ہی زیادہ خوش ہوا اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے آخرت کے حق ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ کہ جب آدمی تین سو سال تک سوئے رہنے کے بعد جاگ سکتے ہیں تو پھر زندہ کیوں نہیں ہو سکتے۔ اصحاب کہف آخرت کی زندگی کی تصدیق بن کر آئے تھے تملیخا نے بادشاہ اور عوام کو ساتھ لیا کہ میں آپ کو اپنے ساتھیوں سے ملواتا ہوں۔ غار پر پہنچ کر اس نے کہا کہ میں پہلے جا کر اپنے ساتھیوں کو اطلاع دیتا ہوں اور ساری صورت حال بتاتا ہوں تاکہ وہ اچانک سب کو دیکھ کر گھبرا نہ جائیں۔ تملیخا نے اپنے ساتھیوں کو ساری صورت حال بتائی تو سب جوان بادشاہ کے استقبال کے لئے غار سے باہر نکلے عوام اور بادشاہ ان کو دیکھ بہت خوش ہوئے ساری عوام نے آخرت کو مان لیا۔ بادشاہ نے جوانوں کو شہر میں آنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے معذرت کر لی اور غار کے اندر جا کر رب سے دعا مانگی کہ ہمیں اپنے پاس بلا لے اللہ نے ان سب کو اپنے پاس بلا لیا۔

ان جوانوں کو کوئی بڑا سمجھانے والا یا تبلیغ کرنے والا بھی نہیں تھا اس وقت اللہ کا کوئی نبی بھی ان کے پاس موجود نہیں تھا، ان جوانوں نے اپنے دل سے رب کی توحید کو پہنچانا اور بت پرستی سے بیزار ہوئے رب نے ان کو کامیاب کیا یہ ایمان بچانے والے تھے ایمان پھیلانے والے نہیں تھے یعنی یہ لوگ صرف اپنے ایمان کو بچا کر نکل گئے یہ مبلغ نہیں تھے انہوں نے کسی اور کو تبلیغ نہیں کی صرف اپنی فکر کی

Marfat.com

رب نے ان کو کامیاب کیا اور جو شخص دوسروں کی بھی فکر کرے گا انہیں تبلیغ کرے گا رب اس کے ساتھ کتنا خوش ہوگا اس کو کتنے بڑے درجات عطا کرے گا۔

اصحاب کہف کے ساتھ ان کا کتا بھی انسانی شکل مین جنت میں جائے گا کیونکہ اس نے کتوں والی عادات چھوڑ دیں تھیں اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر لی تھی، جب کہ کتوں والی عادات اختیار کرنے والے انسان کتوں اور خنزیروں کی شکل میں جہنم میں جائیں گے۔

ایک دفعہ حضرت موسیٰ اپنی قوم بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ اس وقت تمام انسانوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے حضرت موسیٰ نے جواب دیا مین ہوں۔ واقعی اس طرح تھا لیکن اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ انہوں نے اپنے منہ سے ایسا کیوں کہا ان کو چاہیئے تھا کہ یہ کہتے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ مجمع البحرین پر آپ کو ایک بندہ ملے گا وہ آپ سے زیادہ اعلم ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملنے کی درخواست کی تو اللہ نے کہا کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ چلے جائیں وہاں وہ آپ کو مل جائے گا۔ وہاں آپ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا ایک مچھلی اپنی زنبیل میں رکھ لیں جب وہ اچھل کر پانی میں چلی جائے وہیں پر آپ کو ہمارا وہ بندہ مل جائے گا، اور ساتھ اپنے خادم یوشع بن نون کو بھی لے لیا اور سفر شروع کر دیا دوران سفر موسیٰ علیہ السلام کو ایک جگہ پر نیند آئی، حضرت موسی سو گئے، مردہ مچھلی اچانک زندہ ہوئی اور چھلانگ لگا کر پانی میں چلی گئی اور جس جگہ مچھلی نے چھلانگ لگائی تھی وہان پانی رک گیا اور ایک سرنگ سی بن گئی حضرت یوشع بہت حیران ہوئے لیکن جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو یوشع بن نون اس واقعے کو بھول گئے اور موسیٰ کے کہنے پر سفر شروع کر دیا لگاتار ایک دن اور

Marfat.com

ایک رات سفر کے بعد حضرت موسیٰ تھک گئے اور کھانا مانگا اس وقت یوشع بن نون کو وہ واقع یاد آیا اور معذرت کی ، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ وہی تو ہماری منزل مقصود تھی بس وہاں سے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ اور جب اس جگہ پر پہنچے تو وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا تعارف کروایا اور فرمایا کہ مجھے وہ خاص علم سکھا دے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ اے موسیٰ علیہ السلام میرے پاس ایک علم ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے وہ آپ کے پاس نہیں اور ایک علم آپ کو دیا ہے (علم شریعت) وہ میں نہیں جانتا آپ میرے ساتھ اس شرط پر رہ سکتے ہیں کہ آپ صبر کریں گے، اور جب تک میں آپ کو نہ بتاؤں آپ میرے کسی عمل پر تنقید نہیں کریں گے حضرت موسیٰ نے فرمایا ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی کام میں آپ کی مخالفت نہیں کروں گا۔

جب دونوں حضرات دریا کے کنارے پر چلنے لگے تو ایک کشتی آ گئی تو کشتی والوں نے بغیر اجرت کے ان کو کشتی میں بٹھا لیا جب کشتی سے اترنے لگے تو حضرت خضر علیہ السلام نے کلہاڑے سے کشتی میں سوراخ کر دیا اس کا ایک تختہ ہی اتار دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیران ہوئے اور فرمایا عجیب بات ہے کہ ان لوگوں نے ہم سے اجرت بھی نہیں لی اور آپ نے ان کی کشتی خراب کر دی تا کہ غرق ہو جائیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ سفر نہیں کر سکیں گے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غور کیا کہ میں اپنا وعدہ بھول گیا تھا اس بھول پر آپ سختی نہ کریں۔ پھر جب کشتی سے اتر کر ساحل پر چلنے لگے تو وہاں دیکھا کہ چند بچے کھیل رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچے کو قتل کر دیا ، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے ایک معصوم بچے کی جان کو بغیر کسی جرم

Marfat.com

کے قتل کر دیا یہ تو آپ نے بڑا ہی گناہ کیا، حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اب میں نے اعتراض کیا تو آپ بے شک مجھے خود سے الگ کر دیں، پھر چلنا شروع کر دیا ایک بستی میں پہنچے تو سخت بھوک لگی ہوئی تھی تھکے ہوئے بھی تھے۔ گاؤں والوں سے درخواست کی کہ ہماری مہمان نوازی کریں تو انہوں نے صاف انکار کیا، حضرت خضر علیہ السلام نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی انہوں نے بڑی محنت مشقت سے اس دیوار کو دوبارہ تعمیر کر دیا اور کوئی اجرت بھی نہیں لی حضرت موسیٰ علیہ السلام پکار اٹھے کہ ان لوگوں نے ہماری مہمان نوازی بھی نہیں کی اور آپ نے بغیر اجرت کے ان کی دیوار تعمیر کر دی اگر آپ انس ے کچھ اجرت لے لیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا هذا فراق بيني و بينك اب میری اور آپکی مفارقت کا وقت آ گیا ہے۔

پھر انہوں نے تینوں واقعات کی حقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتادی، فرمایا کشتی میں سوراخ اس لئے کہا تھا کہ پیچھے ایک ظالم بادشاہ آ رہا تھا جو لوگوں سے زبردستی کشتیاں چھین رہا تھا میں نے کشتی میں سوراخ اس لئے کیا تا کہ بادشاہ اس کشتی کو عیبدار سمجھ کر چھوڑ دے میں نے تو ان کے احسان کا بدلہ دیا ہے۔ اب بادشاہ اس کشتی کو نہیں چھینے گا، بچے کو قتل اس لئے کیا کہ وہ بڑا ہو کر ابد معاش بنتا جبکہ اس کے والدین انتہائی شریف اور نیک تھے یہ لڑکا اپنے والدین کی ذلت و رسوائی اور بدنامی کا سبب بنتا، اب اللہ تعالیٰ ان کو ایک اور بیٹا دے گا جو بڑا ہو کر نیک بنے گا۔

جس بستی والوں نے ہماری مہمان نوازی سے انکار کیا میں نے اس بستی میں بغیر اجرت کے ایک دیوار اس لئے دوبارہ تعمیر کر دی کیونکہ اس دیوار کے نیچے

Marfat.com

ایک خزانہ دفن تھا خزانہ دفن کرنے والے مرد و عورت مر چکے تھے، ان کے یتیم بچے ابھی چھوٹے تھے اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا اور لوگ لوٹ لیتے بچے محروم رہ جاتے اب یہ دیوار اس وقت تک قائم رہے گی جب تک بچے بڑے ہو جائیں گے، تو وہ اپنے مال کو نکال لیں گے یہ بتا کر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا

ذالک تأویل مالم تسطع علیه صبرا

یعنی یہ ہے حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بج صحابہ کر یہ واقعہ سنایا تو فرمایا کہ جی چاہتا ہے کہ موسیٰ کچھ اور صبر کر لیتے تو ان دونوں کی کچھ اور خبریں ہمیں معلوم ہو جاتیں۔

یمن کے دارالحکومت صنعا سے کچھ فاصلے پر ایک شہر آباد تھا جس میں قوم سبا آباد تھی دو پہاڑوں کے درمیان وادی میں شہر آباد تھا، دونوں پہاڑوں کے درمیان اور سے اور پہاڑوں کے اوپر سے پانی آتا تھا، اور بعض اوقات سیلاب کی صورت اختیار کر لیتا تھا ان لوگوں نے بڑی محنت و مشقت سے ایک زبردست ڈیم بنایا اس جیسا ڈیم ان سے پہلے کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا، ڈیم بنانے پر ان کا عذاب نعمت میں بدل گیا، دریا اور بارشوں کا پانی ڈیم میں اکٹھا ہوتا رہتا جب کبھی ان کو ضرورت ہوتی تو ڈیم کے دروازے کھول کر پانی حاصل کر لیتے، پہلے اوپر والا دروازہ کھول لیتے اگر مزید ضرورت ہوتی تو درمیان والا دروازہ کھول لیتے آخری اور تیسرا دروازہ کھولنے کی نوبت کم آتی تھی اگر ضرورت پڑتی تو اسکو بھی کھول لیتے اس کے ختم ہونے سے پہلے یقینی طور پر ڈیم میں مزید پانی آجاتا تھا، ڈیم سے انہوں نے بارہ نہریں نکالیں تھیں، ہر ایک میں ایک ہی سپیڈ سے اور برابر پانی آتا تھا اگر ان نہروں میں چھڑیاں پھنک دی جاتیں تو وہ میلوں تک برابر رفتار سے چلتی رہتی تھیں ان کی نہریں ان کے تمام علاقوں کو سیراب کرتی تھیں ان کے باغات میں

Marfat.com

پھل اتنی کثرت سے ہوتے تھے کہ اگر ایک آدمی سر پر ٹوکرا رکھ کر باغ کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چلا جاتا تو بغیر توڑے ہوئے وہ ٹوکرا بھر جاتا تھا۔ تو آپ اندازہ لگائیں ان کو وہاں سے کتنی پیداوار ملتی ہوگی ان کے علاقے کا موسم انتہائی پیارا تھا گرمیوں میں ہرگز گرمی نہیں ہوتی تھی، ہر طرف ٹھنڈی ہوا اور ٹھنڈا پانی ہوتا تھا، سردیوں میں سردی شدید ہوتی تھی ان کے علاقے میں کثرت سے لوگ سیر کے لئے آتے تھے جو ایک دفعہ آجاتا تھا اس کا جانے کو دل نہیں کرتا تھا، تجارت بھی کمال کی تھی ہر آدمی خوشحال تھا پورے علاقے میں ایک بھی غریب آدمی نہ تھا چور ڈاکو بالکل نہ تھے جگہ جگہ پر سرائیں بنی ہوئی تھیں لوگ سفر کے دوران ان میں مفت رہائش اختیار کر سکتے تھے۔ راستے میں لگے ہوئے درخت سے پھل مفت میں کھاتے تھے، جب یہ لوگ سفر میں نکلتے تو باغ و بہار کی وجہ سے خواہش کرتے کہ یہ سفر لمبا ہو جائے کیوں سفر میں انہیں اتنی سہولیات میسر ہوتی تھیں اور اتنا مزا آتا تھا، حالانکہ سفر تو جہنم کا ایک ٹکڑا ہے چاہے ایک میل ہی کیوں نہ ہو، جہاز کے سفر میں آدمی تنگ آجاتا ہے لیکن یہ لوگ سفر میں بھی خوش ہوتے تھے ان کے علاقے میں مکھی، مچھر، کھٹمل ہرگز نہ تھے، اگر کسی مسافر کے کپڑوں یا بستر میں کھٹمل اس علاقے میں آجاتے تو یہاں آتے ہی مر جاتے تھے کمال کا علاقہ تھا۔ (البدایہ والنھایہ)

اللہ نے ان کے ہاں یکے بعد دیگرے تیرہ انبیاء کرام کو بھیجا انبیاء کرام نے انہیں اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا، قرم نے کہا کہ کس لئے شکر ادا کریں اور نافرمانی اور ناشکری میں پڑے رہے، انبیاء کی کوئی بات نہیں مانی آخر کار اللہ کے عذاب کا وقت آگیا، اسرائیلی روایات میں ہے کہ ڈیم کے اندر بڑے بڑے چوہے پیدا ہو گئے تھے انہوں نے جگہ جگہ سوراخ کر دیئے، چونکہ یہ چوہے اللہ کا عذاب بن

Marfat.com

کر آئے تھے اس لئے یہ اتنے موٹے ہو چکے تھے کہ ان کو روکنے کے لئے جب بلیاں چھوڑی گئیں تو وہ ان پر حملہ کرنے کی بجائے بھاگ جاتیں تھیں بلکہ بعض اوقات چوہے مل کر ان بلیوں پر حملہ کر دیتے تھے، بلیوں کو گھورتے تھے، حتی کہ آدمی بھی ان سے خوف کھاتے تھے، یا پھر دوسرا طریقہ یہ تھا کہ اچانک بند ٹوٹ گیا کیونکہ اللہ تو کسی سبب کا محتاج نہیں ہے جب اچانک بند ٹوٹ گیا تو اس نے سارے علاقے کو غرق کر دیا، پورا علاقہ ویران ہو گیا باغ اور فصلیں اجڑ گئیں، ان کی جگہ بے کار اور جنگلی قسم کے درخت اور جھاڑیاں اگ گئیں، تمام لوگ سوائے چند ایک کے غرق ہو گئے، قرآن پاک نے اس کا اس طرح ذکر کیا ہے

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ (١٦) ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا. وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (١٧) (سورة سبا)

پھر انہوں نے ان پیغمبروں کی نصیحتوں سے منہ موڑ لیا پس ہم نے ان پر بند توڑ کر سیلاب بھیج دیا اور ان کے دو عمدہ باغوں کے بدلے دو ایسے باغ اگائے جو بدمزہ پھلوں اور کچھ بیری کے درختوں کے جھنڈ تھے ہم نے ان کو ناشکری کی سزا دی اور ہم نے ناشکر قوم کو ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

ان لوگوں کی تمام تدبیریں غارت گئیں تمام منصوبے خاک میں مل گئے ان کے بڑے بڑے انجینئر ان کو عذاب سے نہ بچا سکے، ڈیم کو ٹوٹنے سے نہ بچا سکے، کیونکہ ڈیم کا ٹوٹنا اللہ کا عذاب تھا اور وہ اللہ کے عذاب نہیں روک سکتے تھے۔

قوم سبا میں ایک نیک آدمی بڑا مالدار تھا، اس کا خاندان بھی کافی بڑا تھا، اس آدمی نے یا چوہوں کو دیکھ لیا تھا یا اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ پا لیا تھا، کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی بیوی بہت بڑی کاہنہ تھی اس نے کسی طریقے سے عذاب کے

Marfat.com

آثار پالئے تھے، اور پھر اپنے شوہر کو اس کی اطلاع دے دی تھی، بہر حال عمر بن عامر الجہنی نے اپنے چھوٹے بیٹے کو علیحدگی میں بلایا اور اس سے کہا کہ کل میں بھری محفل میں تجھے کوئی کام کہوں گا تو انکار کر دینا میں بار بار کہوں گا تو میرا حکم نہ ماننا میں غصے میں آکر تجھے تھپڑ ماروں گا تو بھی جواب میں مجھے تھپڑ مار دینا اس کے بعد ساری کارروائی میں خور کروں گا، بیٹے نے کہا میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا کیونکہ وہ فرمانبردار اور نیک لڑکا اور نیک آدمی کا بیٹا تھا، باپ نے بیٹے کو سمجھایا کہ اس میں ہم سب کا فائدہ باپ کے بار بار اصرار کرنے پر بیٹا مان گیا دوسرے دن باپ نے بھری محفل میں بیٹے کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیا اس نے توجہ نہ دی بار بار کہا تو لڑنے نے جواب دے دیا باپ نے غصے میں آکر لڑکے کو تھپڑ مار دیا لڑکے نے بھی باپ کے تھپڑ رسید کر دیا، اب باپ غصے میں آگیا کہ میں اس کو قتل کروں، سب نے بہت سمجھایا کہ اتنی سی غلطی میں قتل نہیں کیا جاسکتا جب آدمی نے بہت زیادہ غصہ دکھایا تو لڑکے کے ماموں اٹھ کھڑے ہوئے اور کہ اگر تم اسے قتل کرو گے تم ہم تجھے قتل کر دیں گے اب یہ آدمی سست پڑ گیا اور فوراً قسم کھائی کہ اب ایں اس قوم میں اور اس علاقے میں نہیں رہوں گا، جس قوم میں باپ کی اتنی بھی وقعت نہیں ہے، اس میں رہنے کا کیا فائدہ آخر کار اس نے قوم میں اعلان کر دیا کہ میں اپنا گھر اور سارے باغ ابھی بیچنا چاہتا ہوں تاکہ اس علاقے کو چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے میں چلا جاؤں اور وہاں بھی گھر اور باغ وغیرہ خرید سکوں قوم نے فوراً اس کی ہر چیز خرید لی اس شخص نے اپنے سارے خاندان کو ساتھ لیا اور اپنے علاقے سے نکل گئے جیسے ہی یہ اپنے علاقے سے نکلے بند ٹوٹ گیا اور سارا علاقہ ڈوب گیا تمام لوگ غرق ہو گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں شرکت کرنے کے لئے مسلمانوں کو حکم

Marfat.com

دیا صحابہ کرام جوق در جوق نکلے تیس ہزار کا لشکر تیار ہو گیا تقریباً اسی منافقین اور تین مخلص صحابی پیچھے رہ گئے باقی سب لوگ اس غزوہ میں شرکت کے لئے نکل گئے، یہ بڑے سخت امتحان کی گھڑی تھی، سخت گرمی کا موسم تھا، کھجوریں پک چکی تھیں، باغ کھجوروں سے بھرے پڑے تھے، اگر صحیح وقت پر پھل کو نہ اتارا جائے تو سارا پھل ضائع ہو جانے کا اندیشہ تھا، اور مدینہ والوں کا تو سارا گزر بسر کھجور پر ہی ہوتا تھا، سال بھر اس فصل کا انتظار کرتے تھے، اور سال بھر اس کی وجہ سے چلتا تھا،

ان تین مخلص صحابہ میں سے ایک نوجوان صحابی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تھے، اور دوسرے دو بڑی عمر کے صحابی تھے، ایک مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور دوسرے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان دنوں انتہائی آسودہ حال تھے، دو سواریاں بھی موجود تھیں خود فرماتے ہیں میں ان دنوں صحت مند اور طاقتور بھی تھا، بس ارادہ کرتا رہا کہ اب نکلتا ہوں اب نکلتا ہوں لیکن غفلت کی وجہ سے جہاد کے لئے نہ نکل سکا اور لشکر روانہ ہو گیا جب کہ میں پیچھے رہ گیا، اور میں ارادہ کرتا رہا کہ اب روانہ ہو جاؤں گا اور لشکر میں جا کر مل جاؤں لیکن پھر بھی نہ نکل سکا کاش کہ میں ایسا کر لیتا لیکن نہ کر سکا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر کو لیکر مدینہ سے تشریف لے گئے تو میں مدینہ میں جہاں کہیں بھی جاتا مجھے میری جہاد میں عدم شرکت پریشان کرتی اور میں خود کو تنہا محسوس کرتا مجھے مدینہ میں صرف منافقین نظر آتے یا بیمار اور انتہائی ضعیف مجھے بڑی ندامت ہوتی ۔ میں نے ادھر ادھر سے پوچھا کہ اور کون کون پیچھے رہ گیا ہے، تو مجھے ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کا بھی بتایا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچ کر میرا پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ نہیں آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر سکوت فرمایا جب نبی

Marfat.com

کریم ﷺ لشکر کو واپس لیکر مدینہ آگئے تو مجھے بڑی فکر ہوئی اور قریب تھا کہ میں اپنی غیر حاضری کا کوئی عذر پیش کر دیتا اور حضور ﷺ اس کو قبول بھی کر لیتے، اور اسی طرح میں حضور اکرم ﷺ کی ناراضگی سے نکل جاتا لیکن پھر میرے دل میں یہ بات قرار پکڑ گئی کہ اگر میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے جھوٹ بولا تو اللہ اپنے رسول ﷺ کو حقیقت سے آگاہ کر دے گا اور اس طرح حضور ﷺ میرے ساتھ مستقل طور پر ناراض ہو جائیں گے، اور اگر میں نے سچ بول دیا تو وقتی طور پر اللہ کا نبی مجھ پر ناراض ہوگا، لیکن پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ اللہ اور اس کا رسول مجھے معاف کر دے گا، بس میں نے سچ بولنے کا عزم کر لیا کیونکہ سچ ہی کے ذریعے مجھے نجات مل سکتی تھی۔

منافقین جن کی تعداد اسی سے کچھ اوپر تھی حاضر ہوئے اور آکر جھوٹی قسمیں کھا کر جھوٹے عذر پیش کرنے لگے نبی کریم ﷺ نے ان کے ظاہری قول و قرار اور قسموں کو قبول کر لیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کر دی اور ان کے باطنی حالات کو اللہ کے سپرد کر دیا،

اسی حال میں میں بھی حاضر خدمت ہو گیا اور چلتے چلتے حضور اکرم ﷺ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا جب میں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے اس طرح محسوس کرایا کہ میں سمجھ گیا کہ نبی کریم ﷺ میرے ساتھ ناراض ہیں، (بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چہرہ انور کو دوسری طرف کر لیا)

میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں نے نفاق نہیں کیا نہ دین کے معاملہ میں کسی قسم کے شک وشبہ میں پڑا ہوں، نہ اس میں کوئی تبدیلی کی ہے، نبی کریم ﷺ نے پوچھا پھر جہاد میں کیوں نہیں گئے ہو؟ کیا تم نے سواری نہیں خرید لی تھی؟

Marfat.com

میں نے عرض کیا بے شک یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کے سوا دنیا کے کسی بھی شخص کے پاس بیٹھا ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں کوئی نہ کوئی عذر گھڑ کر اس کی ناراضگی سے بچ جاتا کیونکہ مجھے جدال اور بات بنانے بڑی مہارت حاصل ہے۔

لیکن اللہ کی قسم میں نے سمجھ لیا کہ اگر میں نے آپ کے سامنے کوئی جھوٹی بات کی تو وقتی طور پر آپ مجھ سے راضی ہو جائیں گے لیکن پھر اللہ آپ کو حقیقت سے بتادے گا، تو آپ میرے ساتھ ناراض ہو جائیں گے، اور میرے پاس اس ناراضگی سے بچنے کا کوئی حل نہیں ہوگا اور اب چونکہ میں سچ بول رہا ہوں اگر چہ آپ وقتی طور پر مجھ سے ناراض ہوں گے، تو آخر کار اللہ مجھے معاف کر دے گا، اور آپ بھی مجھے معاف کر دیں گے، صحیح بات یہ ہے کہ جہاد میں کسی دور میں بھی مالی لحاظ سے اتنا مضبوط اور جسمانی لحاظ سے اتنا طاقتور نہ تھا، جتنا اب ہوں لیکن بس میں نے غفلت کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کر سکا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص نے سچ بولا ہے اور مجھے فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ اللہ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کر دے۔

حضرت مرارہ کے تخلف کا سبب ان کا باغ بنا تھا فصل بالکل تیار تھی پھل نہ صرف پک چکا تھا بلکہ گرنے کے قریب تھا، حضرت مرارہ نے سوچا کہ میں نے تمام غزوات میں شرکت کی ہے اگر اس سال نہ گیا تو کوئی حرج نہں، پھر کسی وقت سہی، جب ان کو اپنے گناہ پر تنبیہ ہوئی تو اپنے باغ کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔

حضرت ہلال بن امیہ کا واقعہ یہ ہوا کہ ان کے اہل و عیال عرصہ سے متفرق تھے عین اسی موقع پر سب اکٹھے ہو گئے، حضرت ہلال کو خیال آیا کافی عرصہ بعد ہم لوگ اکٹھے ہوئے ہیں یہ موقع روز روز میسر نہیں آتا۔ میں اس دفعہ جہاد پر نہیں جاؤں گا تاکہ اپنے اہل و عیال میں رہ سکوں جہاد تو پھر کسی وقت میسر آ ہی

Marfat.com

جائے گا۔

بس جب ان کو اس غلطی کا احساس ہوا تو اپنے اہل و عیال سے بالکل علیحدگی اختیار کر لی،

ان دونوں حضرات کو بھی اللہ کے فیصلے کا انتظار کرنے کا کہا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو ان تینوں حضرات سے بول چال ختم کرنے کا حکم دے دیا، تمام صحابہ نے ان کے ساتھ تمام تعلقات ختم کر ڈالے حتی کہ کوئی ان کے سوال کا جواب بھی نہیں دیتا تھا،

ان حضرات کے گھر والوں نے بھی ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا تھا، اگر یہ حضرات کسی کو سلام کرتے تو سلام کا جواب بھی نہ ملتا تھا، یہ حضرات خود فرماتے ہیں کہ ہماری دنیا بالکل بدل گئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پہلے والے لوگ بھی نہیں ہیں، نہ ہی باغ اور مکان پہلے والے ہیں۔ سب اجنبی نظر آتے آنے لگے، حضرت کعب بن مالک کو اس کی زیادہ فکر تھی کہ اگر میں اس حال میں مر گیا تو حضور پاک ﷺ میرا جنازہ بھی نہیں پڑھائیں گے، اور اگر (معاذ اللہ) حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو پھر میں ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤں گا پھر کبھی بھی کوئی آدمی میرے ساتھ کلام نہیں کرے گا، صلح نہیں کرے گا، مرارہ اور ہلال تو ہر وقت گھر میں بیٹھے اور ہر وقت روتے رہتے استغفار کرتے رہتے۔ البتہ کعب بن مالک جوان آدمی تھے باہر نکلتے گھومتے پھرتے مسجد میں جا کر نماز پڑھتے نبی پاک ﷺ کے پاس جا کر ان کو سلام کرتے، آپ ایک روز اپنے چچا زاد بھائی قتادہ کے باغ میں گئے، یہ انکا سب سے اچھا دوست بھی تھا، ان کو جا کر سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب بھی نہ دیا، کعب نے قتادہ سے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، تین چار دفعہ کہا انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں، کعب رو پڑے، اور باغ

Marfat.com

سے نکل آئے، ایک دفعہ کعب مدینہ کے بازار میں پھر رہے تھے کہ ایک شامی جو غلہ فروخت کرنے کے لئے شام سے مدینہ آیا تھا اس کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کا پتہ کسی کو معلوم ہے، لوگوں نے مجھے دیکھ کر میری طرف اشارہ کر دیا، اس آدمی نے میرے پاس آ کر شاہ غسان کا ایک خط مجھے دیا جو ایک ریشمی رومال پر لکھا ہوا تھا، مضمون یہ تھا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے نبی نے آپ سے بے وفائی کی ہے اور آپ کو دور کر رکھا ہے اور اللہ نے آپ کو ذلت اور ہلاکت کی جگہ میں نہیں رکھا اگر تم ہمارے پاس آنا چاہتے ہو تو آجاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے۔

میں نے جب یہ خط پڑھا تو کہا کہ یہ ایک اور امتحان ہے یہ آزمائش اتنی سخت ہے کہ کفار مجھ پر طمع کرنے لگے ہیں اور وہ توقع کر رہے ہیں کہ میں ان سے مل جاؤں، میں نے اس خط کو آگ میں ڈال دیا، اب میں بھی رو رو کر اللہ سے معافیاں مانگنے لگا، آخرکار پچاس دن جب پورے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تینوں کی معافی کا اعلان وحی کی صورت میں آیا۔ قرآن پاک نے اس طرح ذکر کیا

کعب بن مالک فرماتے ہیں جب میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی معافی کا اعلان سن کر باہر نکلا تو لوگ جوق در جوق مجھے مبارک باد دینے لگے سب خوشیاں منا رہے تھے، جب میں مسجد نبوی ﷺ میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے کعب بشارت ہو تمہیں ایسے دن کی جو تمہاری عمر میں پیدائش سے لیکر آج تک سب سے بہتر دن ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تم نے سچ بولا تھا اللہ نے

Marfat.com

تمہاری سچائی کو ظاہر کر دیا، کعب نے نبی پاک ﷺ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس خوشی میں اپنا سب کچھ صدقہ کر دوں، بنی پاک ﷺ نے فرمایا نہیں کچھ مال اپنے پاس رکھو میں نے کہا آدھا صدقہ کرتا ہوں آپ نے اس سے بھی منع فرمایا، جب میں نے تہائی مال صدقہ کرنے کا کہا تو نبی پاک ﷺ نے اس کو قبول فرمایا لیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے اب میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا، میری زبان سے سچ کے علاوہ کوئی کلمہ نہیں نکلے گا۔

اسی طرح حضرت بلال اور مرارہ بھی بہت خوش ہوئے ان کو بھی لوگوں نے گلے لگا لیا، غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے لشکر کو پچاس دن لگے تھے، اللہ نے بھی ان تینوں حضرات کی توبہ کو پچاس دن مکمل ہونے پر قبول کیا۔

حضرت آدم اور حضرت حوا دنیا میں آئے تو توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہوا تو ہر ایک حمل سے ان کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوتے ایک لڑکا ہوتا ایک لڑکی ہوتی، حضرت شیث اکیلے پیدا ہوئے تھے۔ یہ لڑکا اور لڑکی آپس میں بھائی بہن ہوئے دوسرے جوڑے کیساتھ ان کی شادی کر دی جاتی، چونکہ حضرت آدم اور حوا کے علاوہ کوئی دوسرا جوڑا تھا ہی نہیں کہ اس جوڑے کے بچوں سے شادی ہوتی، اس لئے نسل انسانی کو پھیلانے کے لئے ان کے بچوں کی آپس میں شادی کو جائز قرار دے دیا،

قابیل کے ساتھ اقلما پیدا ہوئیں وہ بہت زیادہ خوبصورت تھیں جبکہ ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی خوبصورت نہ تھی شیطان نے قابیل کو ورغلایا کہ اقلیما خوبصورت ہے اور تمہارے ساتھ پیدا ہوئیں ہیں یہ تمہارا حق بنتا ہے کہ اس کے ساتھ شادی کرو، قابیل نے جب یہ خواہش ظاہر کی تو حضرت آدم کو بہت دکھ ہوا

Marfat.com

انہوں نے قابیل کو سمجھایا کہ یہ تمہاری بہن ہے اس کے ساتھ تمہاری شادی نہیں ہو سکتی، تمہاری شادی ہابیل کی بہن کے ساتھ ہوگی، قابیل مانا نہیں اور ضد پر اڑا رہا۔ حضرت آدم نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی پیش کرو جس کی قربانی قبول ہو جائے گی، اس کی شادی اقلیما کے ساتھ کر دیا جائے گی، ہابیل انتہائی نیک دل اور سخی تھا، اس نے ایک بہترین جانور قربانی کے لئے پیش کیا چونکہ وہ چرواہا تھا اس نے اپنے جانوروں میں سے ایک سب سے اچھا جانور قربانی کے لئے پیش کیا اور قابیل کاشتکار تھا اس نے پرانا اور گھٹیا سا غلہ قربانی کے لئے پیش کیا اس دور میں قربانی کے قبول ہونے کی دلیل یہ ہوتی تھی کہ آسمان سے ایک آگ آ کر اس چیز کو بھسم کر دیتی تھی، حضرت آدم کو یقین تھا کہ ہابیل ہی کی قربانی قبول ہوگی، چونکہ حق بھی اس کا تھا، اور وہ نیک اور سخی بھی تھا، جب دونوں نے اپنی چیزیں رکھ دیں تو آسمان سے آگ آئی اور ہابیل کے جانور کو کھا گئی، اس پر قابیل غصہ میں آ گیا اور ہابیل کو دھمکی دی لاقتلنک میں تجھے قتل کر دوں گا، جواب میں ہابیل نے کہا انما یتقبل اللہ من المتقین کہ اللہ تعالیٰ متقین لوگوں کے عمل کو قبول کرتا ہے، ہابیل نے طاقتور ہونے کے باوجود کہا کہ میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا، میں چاہتا ہوں کہ اپنا اور میرا گناہ تو اپنے ذمے ہی لے لے۔ آخر کار شیطان نے قابیل کو ورغلایا اور اسے قتل کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہابیل ایک جگہ پر پتھر پر سر رکھ کر سویا ہوا تھا قابیل نے اس کے سر پر ایک اور پتھر مارا اور ہابیل مر گیا۔ اب قابیل پریشان تھا کہ اس کو کیا کرے، پھر وہ کئی دنوں تک اس کی لاش کو اٹھائے پھرتا رہا آخر کار اللہ نے دو کوے بھیجے وہ آپس میں لڑے ایک نے دوسرے کو مار دیا اور پھر پاؤں سے زمین کو کھود کر اس میں اس کو دفن کر دیا اس وقت قابیل کو افسوس ہوا کہ میں تو اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ مجھے دفن کرنے کا طریقہ بھی نہ آیا اور مجھے اس کوے نے اس کا طریقہ سکھایا اور آخر

Marfat.com

کار اس نے ہابیل کو دفن کر دیا اور اپنے گھر کو چھوڑ دیا۔ شیطان نے اس پر دوسرا حملہ کیا کہ ہابیل کی قربانی اس لئے قبول ہوئی اس کو آگ نے اس لئے کھا لیا کہ وہ آگ کی پوجا کرتا تھا تو بھی آگ کی پوجا کر۔ اسطرح قابیل نے آگ کی پوجا شروع کر دیا اسلئے وہ کفر و شرک کرتا ہوا وہ دنیا سے چلا گیا۔ قیامت تک دنیا میں جتنے بھی لوگ قتل ہوں گے سب کا گناہ قابیل کو ملے گا، جہنم میں جو سب سے پہلا شخص ڈالا جائے گا وہ قابیل ہی ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی جب کبھی سفر میں جاتے تو قرعہ ڈال کر کسی زوجہ محترمہ کو ساتھ لیکر جاتے ۶ھ میں غزوہ بنی مصطلق پیش آیا تو سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ تھیں قافلہ ایک جگہ پر رکھا تو حضرت عائشہ قضائے حاجت کے لئے جنگل کی طرف چلی گئیں، جب وہ واپس آنے لگیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا ہے، وہ ہار کو ڈھونڈنے کے لئے دوبارہ اسی جگہ پر چلی گئیں، ہار ڈھونڈتے انہیں دیر ہوگئی تو قافلہ روانہ ہوگیا جب صدیقہ اس جگہ پر آئیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے۔ اب انہوں نے سوچا کہ اگر میں قافلے کا پیچھا کروں تو ہو سکتا ہے کہ راستہ بھول جاؤں یا پھر کوئی اور مسئلہ بن جائے، بہتر یہی ہے کہ میں یہیں بیٹھ کر انتظار کروں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلے گا کہ میں قافلے میں موجود نہیں ہوں تو ضرور اس جگہ پر آدمیوں کو بھیجیں گے اور میں اسی جگہ پر موجود ہونے کی وجہ سے لوگوں کو مل جاؤں گی، حضرت عائشہ اسی جگہ پر بیٹھ گئیں کافی وقت گذر گیا کوئی نہ آیا یہ تھک کر لیٹ گئیں اور تھوڑی دیر بعد ان کو نیند آگئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے ذمے یہ کام لگایا ہوا تھا کہ وہ قافلہ کے پیچھے پیچھے چلیں تاکہ کسی کا کوئی سامان وغیرہ پیچھے رہ جائے تو اس کو اٹھا لیں یہ انتہائی امانتدار اور نیک شخص تھے جب حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اس جگہ

Marfat.com

پر پہنچے تو کسی کو لیٹا ہوا پایا ان کو اندازہ ہو گیا کہ یہ حضرت عائشہ ہیں۔ انہوں نے پردے کے احکام سے پہلے ان کو دیکھا تھا، انہوں نے زور سے انا للہ وان الیه راجعون پڑھا یہ سن کر حضرت عائشہ اٹھ کر بیٹھ گئیں اس طرح یہ لوگ قافلے سے مل گئے، اس سفر میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بھی موجود تھا اس نے حضرت عائشہ صدیقہ پر الزام لگایا، منافقین نے تو اس کی بات پر یقین کر لیا، لیکن ساتھ ہی تین مخلص صحابی بھی غلط فہمی کا شکار ہو گے، آہستہ آہستہ جب منافقین نے اس بات کو ہوا دی اور اس بات کا چرچا ہو گیا تو بات نبی کریم ﷺ تک بھی پہنچ گئی آپ کو سخت صدمہ ہوا تمام صحابہ اس بات پر پریشان تھے اور کوئی بھی ہرگز اس کو ماننے کے لئے تیار نہ تھا، حضرت عائشہ صدیقہ کو اس بات کا بالکل پتہ تا نہ تھا ایک دن عورتوں کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے گئیں تو ایک بوڑھی عورت کو ٹھوکر لگی تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بددعا دی، حضرت عائشہ نے کہا کہ تم ماں ہو کر اپنے بیٹے کو بددعا دے رہی ہو انہوں نے کہا کہ میں مسطح کو اس لئے بددعا دے رہی ہوں کہ وہ بھی الزام لگا نے والوں میں شامل ہو گیا، حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا کونسا الزام اور کس پر، مسطح کی والدہ نے ان کو ساری بات سنا دی حضرت عائشہ پر تو یہ سن کر سکتہ طاری ہو گیا، حضرت عائشہ اپنے والدین کے گھر چلی گئیں، نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے مشورہ کیا، انہوں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے حضرت عائشہ سے شادی اپنی مرضی سے کی تھی یا اللہ کے حکم پر، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم پر، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے مشورے اور اللہ کے حکم میں گڑ بڑ کیسے ہو سکتی ہے، حضرت عائشہ کسی صورت میں اس طرح کے عمل میں ملوث نہیں ہو سکتیں، آپ انتظار فرمائیں اللہ خود ہی اس کے بارے میں فیصلہ فرما دے گا، حضرت عثمان سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا حضرت عائشہ پاک ہیں میں ان

Marfat.com

کے بارے میں کسی غلط بات کا سوچ بھی نہیں سکتا، حضرت علی سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک دفعہ آپ کے جوتے مبارک کے نیچے نجاست لگ گئی تو فورا جبرائیل تشریف لے آئے کہ آپ اس کو صاف کریں جب اللہ کو یہ منظور نہیں کہ آپ کے جوتے کے نیچے نجاست لگی ہوئی ہو، اور آپ کا جوتا ناپاک ہو تو وہ آپ کے گھر میں ناپاک عورت کو کیسے رکھ سکتا ہے۔ (یادرکھیں تمام انبیاء کی بیویاں پاک دامن تھیں کسی بھی نبی کے گھر میں ناپاک عورت نہیں رہ سکتی، اللہ کو یہ برداشت ہے کہ نبی کے گھر میں کافر عورت ہو جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں اور حضرت نوح کے گھر میں کیونکہ یہ نظریئے کا اختلاف ہے لیکن یہ برداشت نہیں کہ کسی نبی کے گھر میں ناپاک عورت ہو، خائن عورت ہو، حضرت لوط علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی بیویاں تھیں پاکدامن تھیں اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا تو اللہ فورا اپنے نبیوں کو وحی کے ذریعے اطلاع دیکر ان کو گھر سے نکلوا دیتا۔)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اس بات کو نہیں مانا حسان بن ثابت اور ایک صحابیہ حمنہ بنت جحش منافقین کی بات مان بیٹھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اے عائشہ اگر تم سے غلطی ہوگئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ لو وہ معاف کرنے والا ہے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دوں تو یہ خود پر بہتان ہوگا، جھوٹ ہوگا، اور اگر میں انکار کروں تو آپ مانیں گے نہیں، بہر حال میں اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتی ہوں اور اس وقت وہی کچھ کہتی ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہونے پر ان کے والد نے کہا تھا انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ

حضرت عائشہ صدیقہ شدت غم کی وجہ سے حضرت یعقوب کا نام بھی بھول گئیں، حضرت عائشہ ہر وقت روتی دھوتی رہتی تھیں اور اللہ سے دعائیں مانگتی تھیں،

Marfat.com

آخر کار تقریباً چالیس دن کے بعد نبی کریم ﷺ پر حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی کے ضمن میں آیات نازل ہوئیں،

إِنَّ الَّذِينَ جَآءُوْ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ. لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ(۱۱) لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ(۱۲) لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ. فَإِذْ لَمْ يَأْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَأُولٰٓئِكَ عِندَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ(۱۳) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَآ أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ(۱۴) إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهُ هَيِّنًا وَّهُوَ عِندَ اللّٰهِ عَظِيمٌ(۱۵) وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ(۱۶) ﴿سورۃ نور﴾

جب قرآن نازل ہوا تو سب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا حضرت عائشہ کی والدہ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ اٹھو اور اللہ کے رسول ﷺ کا شکریہ ادا کرو، حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں کسی کا شکریہ ادا نہیں کرتی بلکہ میں تو اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے مجھے اس الزام سے بری کیا، یہ سب لاڈ پیار کی باتیں ہیں، اللہ کے نبی سے اس طرح کی بات صرف ان کی زوجہ محترمہ ہی کرسکتی ہیں، اور کسی کی کیا مجال۔

کیونکہ ان کے لئے وہ ان کے نبی بھی تھے اور ان کے شوہر بھی پھر حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ کو اپنے گھر لے آئے۔

حضرت حسان بن ثابت، مسطح اور حمنہ بنت جحش کو بہتان لگانے کے جرم

Marfat.com

میں کوڑے مارے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب الزام لگا تو قارون نے جس عورت کو پیسے دیکر یہ کہا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہتان لگا دینا۔ اس عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پاکی بیان کر دی اور سب کے سامنے کہہ دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو پاکدامن ہیں، مجھے قارون نے پیسے دیئے تھے کہ سب کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگا دینا، گویا کہ وہ عورت خود ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وکیل بن گئیں،

حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگا تو اللہ نے دودھ پیتے بچے سے ان کی پاکدامنی کی گواہی دلوائی ان کا وکیل ایک دودھ پیتا بچہ بن گیا۔

جب حضرت مریم علیہا السلام پر الزام لگا تو ان کا اپنا بیٹا جو اس وقت پیدا ہوا تھا اپنی ماں کا وکیل بن گیا، اور انکی پاکدامنی اور اپنی نبوت کا اعلان سب کے سامنے کرنے لگا۔

لیکن جب حضرت عائشہ پر الزام لگا تو اللہ نے کسی انسان سے گواہی نہیں دلوائی کسی مرد، عورت یا بچے سے نہیں کہلوایا کہ حضرت عائشہ پاکدامن ہیں بلکہ اللہ خود وکیل بن گیا، گواہ بن گیا، اور اللہ نے یہ بھی کیا کہ بس اپنے نبی کو اطلاع دے دی اور معاملہ تمام کر دیا بلکہ اللہ نے اس واقعہ کو حضرت عائشہ کی پاکدامنی کو قرآن کا حصہ بنا دیا، جو قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا۔

کسی بھی فاسق فاجر انسان کی خبر پر فوری طور پر یقین نہیں کر لینا چاہیئے خاص طور پر کسی پر الزام تراشی کا بلکہ اس کی طرف توجہ ہی نہیں دینی چاہیئے، بے گناہ الزام لگانا سخت گناہ ہے، بلکہ پاکدامن پر زنا کی تہمت لگانے پر اسی کوڑے کی سزا مقرر ہے، اس لئے اس سے حتی الامکان بچنا چاہیئے تو اندازہ لگایئے کہ ان لوگوں نے کتنا بڑا جرم کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم پر الزام لگا دیا اور وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

سب سے زیادہ محبوب زوجہ حضرت عائشہ پر۔

منافقین نے تو نبی کریم ﷺ کی اور حضرت عائشہ کی رسوائی کا پروگرام بنایا لیکن اللہ نے اس واقع کو قرآن کا حصہ بنا کر اپنے محبوب نبی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عزت کا تاج پہنا دیا،

بنی اسرائیل کے لئے اللہ نے جمعہ کا دن عبادت کا مقرر کیا لیکن انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے ہفتہ کا دن متبرک بنا دیں ہم اس دن عبادت کیا کریں گے، اللہ نے ان کی بات مان لی انہیں کہا گیا کہ ہفتہ کے دن عبادت کیا کرو اور شکار نہ کرو، ان لوگوں کا زیادہ تر ذریعہ معاش مچھلی کا شکار تھا بیچتے بھی تھے اور خود بھی کھاتے تھے، کچھ عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا، اللہ کی طرف سے آزمائش آئی تو ایسا ہوا کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں کھلم کھلا پانی کے اوپر آجاتیں، اور اتنی کثرت سے ہوتی تھیں کہ ان کو ہاتھ سے بھی پکڑا جا سکتا تھا جبکہ عام دنوں میں بالکل غائب ہو جاتیں تھیں، جال اور کانٹے لگانے پینے سے بڑی مشکل سے قابو آتی تھیں، بس شکاریوں کو اکادکا مچھلی ہی ملتی تھی، یہ لوگ ہفتہ کے دن ہرگز نہ پکڑتے تھے، کیونکہ ان کو یقین تھا کہ اگر ایسا کیا تو اللہ کا عذاب آجائے گا کچھ عرصہ تک اسی طرح سلسلہ چلتا رہا، یہ تھوڑے ہی پر صبر کرتے رہے، ایک دن ایک آدمی کی کنیز نے ہفتہ کے دن ایک مچھلی پکڑی اور اس کو ایک گھڑے کے اندر ڈال دیا اتوار کے دن اس نے مچھلی کو نکالا اور پکا کر کھائی، شروع میں ڈرتی رہی کہ ابھی ہوسکتا ہے کہ اللہ کا عذاب آجائے، لیکن اسے کچھ بھی نہ ہوا، اگلے ہفتے وہ پھر دریا پر گئی سارا دریا مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا، اس نے ہاتھ کے ساتھ ہی ایک مچھلی پکڑ لی اور اس طرح اس کو بھی گھڑے میں ڈال دیا، اتوار کے دن پکڑ کر کھالی، جب دوسری دفعہ بھی اسے کچھ نہ ہوا تو اس کی جھجک ختم ہوگئی، یہ ہر ہفتہ کو مچھلی پکڑ کر لاتی، اتوار کو کھا جاتی آخر کار اس

Marfat.com

کے مالک کو پتہ چل گیا، اس نے اس سے ساری کارروائی پوچھی مالک نے تجربہ کے طور پر خود اس کو کہا کہ جاؤ مچھلی پکڑ کر لاؤ اور میرے سامنے کھاؤ، اس نے کہا اسے کچھ نہ ہوا، اب اس کے مالک نے چھپ کر ہفتہ کے دن بہت سی مچھلیاں پکڑیں ان کو گھڑوں میں ڈال دیا اتوار کو جی بھر کر مچھلیاں خود بھی کھائیں اور گھر والوں کو بھی کھلائیں سب کو کچھ بھی نہ ہوا اس کا خوف بھی جاتا رہا، اگلے ہفتہ کو اس نے پہلے سے بھی زیادہ مچھلیاں پکڑیں اور گھر میں گڑھے کھود کر ان میں پانی بھر دیا اور مچھلیوں کو ان میں چھوڑ دیا، اتوار کو خود بھی گھر والوں کے ساتھ کھائیں اور ان میں سے بیچیں بھی بس پھر اس نے یہ طریقہ اختیار کر لیا کہ ہفتہ کو مچھلیاں پکڑ کر اتوار کو بیچا کرتا تھا تھوڑے ہی عرصے میں یہ شخص مالا مال ہو گیا، لوگ اس کے امیر ہونے اور مچھلیوں کے اتوار کے دن دستیاب ہونے پر حیران تھے، آخر کار لوگوں کو پتہ چل گیا بس پھر قوم کے دوسرے لوگ بھی شروع ہو گئے، انہوں نے دریا میں نالیاں بنالیں ہفتہ کے دن رکاوٹ ہٹادیتے پانی ان نالیوں کے ذریعے تالابوں میں آجاتا جب پانی آجاتا تو یہ لوگ پانی بند کر دیتے اب مچھلیاں واپس نہیں جاسکتیں تھیں بلکہ انہیں تالابوں میں مقید ہو جاتیں تھیں بس پھر ان مچھلیوں کو یہ پورا ہفتہ کھاتے بھی تھے اور بیچتے بھی تھے، ان میں سے نیک لوگوں نے ان کو بہت منع کیا کہ ایسا نہ کرو اللہ کا عذاب آجائے گا لیکن ان پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا، اب قوم میں تین گروپ بن گئے ایک مچھلیاں پکڑنے والے ایک روکنے والے اور ایک خاموش رہنے والے حالانکہ ان لوگوں پر تبلیغ فرض نہیں تھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان پر ضروری نہیں تھا پھر بھی یہ لوگ ایک دوسرے کو سمجھاتے آخر کار نیک لوگوں نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی ان سے میل جول کھانا پینا حتی کہ بول چال بھی ختم کر دیا آخر کار ایک دن ایسا آیا کہ درمیان میں دیوار بنالی کہ ایک دوسرے

Marfat.com

سے بالکل الگ ہو جائیں، مچھلیاں پکڑنے والے اور نہ روکنے والے یعنی خاموش رہنے والے ایک طرف تھے منع کرنے والے دوسری طرف تھے چند دن کے بعد نیک لوگوں نے سوچا کہ دوسری طرف سے کوئی آواز نہیں آرہی تو کچھ لوگوں نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو بارہ ہزار یہودی بندر بن چکے تھے انکے بوڑھوں کو خنزیر بنا دیا اب یہ روتے تھے نیک لوگوں کے پاؤں میں پڑتے تھے آخر کار تین دن کے بعد مر گئے۔قرآن پاک میں اس کا ذکر اس طرح کیا ہے

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَأْتِيهِمْ. كَذٰلِكَ. نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ(١٦٣) وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَانِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا. قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ(١٦٤) فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ م بَئِيْسٍ م بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ(١٦٥) فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ(١٦٦)﴿سورة الاعراف﴾

سورہ مائدہ میں فرمایا

وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ(٦٠)

پہلی امتوں پر جب مسخ سورت کا عذاب آتا تھا تو یہ لوگ چند دنوں کے بعد مر جاتے تھے، نبی پاک ﷺ سے صحابہ کرام نے پوچھا کہ یہ موجود بندر انہیں بندروں کی نسل سے ہیں جو یہودی بندر بنا دیئے گئے تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو مسخ کرتا ہے تو پھر ان کو باقی نہیں چھوڑتا اور نہ ہی ان کی نسل چلتی ہے اور بندر اور خنزیر تو اس واقعہ سے قبل بھی موجود تھے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ مسخ شدہ انسان تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے نہ انہوں نے اس درمیان میں کھایا نہ پیا اور نہ ان کی نسل کا سلسلہ چلا،

حضرت مریم کی عمر مبارک جب تیرہ سال ہوئی تو گھر والوں نے ان کی شادی کا مشورہ کیا تو حضرت مریم نے دل کی گہرائی اور انتہائی پیار اور خلوص سے کہا کہ مجھے شادی کی ضرورت نہیں آپ مجھے صرف اللہ کی عبادت کرنے دیں اللہ کو ان کی یہ بات اتنی پسند آئی کہ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں اسے بغیر شادی کے بیٹا دوں گا اور اس کے بیٹے کو تمام جہان والون کے لئے نشانی بناؤں گا۔ بس ایک فرشتہ انسانی شکل مین آیا اور آکر انہیں بیٹے کی خوشخبری دی اور ساتھ ہی ایک پھونک ماری اس وقت ان کو حمل ہو گیا، اور جب بوجھ محسوس ہوا تو شہر کے باہر چلی گئیں، وہاں بچہ پیدا ہوا اب وہاں حکم ہوا کہ اس بچے کو لیکر بستی میں جاؤ، اگر کوئی پوچھے تو اشارے سے کہو کہ میں نے روزہ (چپ کا) رکھا ہوا ہے اور بچے کی طرف اشارہ کر دینا جب حضرت مریم بچے کو اٹھا کر بستی میں آئیں تو ہر طرف سے سوال ہونے لگے کہ اے مریم تو یہ کہاں سے لیکر آئی، تیرے ماں باپ تو اس طرح نہ تھے، حضرت مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا قوم نے کہا ابھی پیدا ہونے والا بچہ کیا جواب دے گا اس وقت بچہ بول پڑا،

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا(۳۰) وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا(۳۱) وَّبَرًّام بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا(۳۲) وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا(۳۳) ﴿سورة مریم﴾

کہا میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور

Marfat.com

اس نے مجھے مبارک بنایا ہے خواہ میں کسی حال اور کسی جگہ بھی ہوں اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اس نے مجھے اپنی ماں کا خدمت گذار بنایا ہے اور خودسر اور نافرمان نہیں بنایا اور اس کی جانب سے مجھے سلامتی کا پیغام ہے جس دن میں پیدا ہوا ہوں اور جس دن مروں گا اور جس دن دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا۔

قوم نے جب بچے کی زبان سے یہ حکیمانہ کلام سنا تو حیران رہ گئی اور ساری قوم کو یقین ہو گیا کہ مریم کا دامن بلاشبہ ہر قسم کی برائی سے پاک ہے، اور اس بچے کی پیدائش یقیناً اللہ کی طرف سے ایک نشانی ہے۔

یہ خبر ایسی نہیں تھی کہ پوشیدہ رہ جاتی، ہر جگہ اس کا چرچا ہونے لگا نیک لوگوں کو ان سے محبت ہوگئی جب کہ شریر لوگوں کو تکلیف ہونے لگی اور وہ اس پاک ہستی کو اپنے لئے خطرہ محسوس کرنے لگے۔ بس اللہ ان دونوں کی تربیت کرنے لگا اور ماں بیٹے کو اللہ نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو اس وقت ایک گندی عورت کے کہنے پر انتہائی دردمندی کیساتھ حضرت یحییٰ کا سر قلم کر دیا گیا اور طشت میں رکھ کر اس عورت کے حوالے کیا گیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تو صرف اسلئے قتل کیا گیا کہ وہ نہی عن المنکر کر رہے تھے، بادشاہ کو اپنی بھانجی کے ساتھ تعلقات سے منع کر رہے تھے اسی بھانجی نے فرمائش کر کے کہا کہ یحییٰ علیہ السلام کو قتل کروا کر اس کا سر میرے سامنے پیش کرو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبوت کا اعلان فرمایا تو قوم کے بہت سے لوگ اور بادشاہ آپ کے بھی دشمن بن گئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جگہ جگہ خود چل کر جاتے اور لوگوں کو تبلیغ کرتے اور فرماتے کہ لوگو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہاری اصلاح میرے سپرد ہے

Marfat.com

میں اس کی جانب سے پیغام ہدایت لیکر آیا ہوں اور تمہارے ہاتھ میں خدا کا قانون (تورات) ہے، اور جس قوم کوتم نے اپنی جہالت اور کج روی سے پس پشت ڈال دیا ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کی مزید تکمیل کے لئے خدا کی کتاب انجیل لے کر آیا ہوں یہ کتاب حق وباطل کا فیصلہ کرے گی اور آج سچ اور جھوٹ کے درمیان فیصلہ ہو کر رہے گا۔ سنو اور سمجھو اور اطاعت کے لئے خدا کے حضور جھک جاؤ کہ یہی دین و دنیا کی فلاح کی راہ ہے اللہ نے حضرت عیسیٰ کو معجزات عطا فرمائے آپ کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیرتے اس کا کوڑھ ٹھیک ہو جاتا مادرزاد اندھے کی آنکھ پر ہاتھ پھیرتے تو اس کو بینائی مل جاتی آدمی کو بتا دیتے کہ وہ کیا کھا کر آیا ہے اور کیا گھر میں چھوڑ کر آیا ہے مٹی کا پرندہ بناتے اس کو پھونک مارتے وہ زندہ ہو کر اڑ جاتا مردے کو قم باذن اللہ کہتے تو وہ مردہ زندہ ہو جاتا اتنے بڑے معجزات کو دیکھ کر بھی چند ایک آدمی ان پر ایمان لائے اور وہ بھی بالکل کمزور اور غریب تھے ان میں سے اکثر مچھلیاں پکڑنے والے اور دھوبی تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو ان کے حواری کہا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ شادی کی نہ ہی گھر بنایا وہ شہر شہر گاؤں گاؤں اللہ کا پیغام لوگوں کو سناتے، دین حق کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے اور جہاں کہیں رات آجاتی وہیں آرام کر لیتے۔ اور چونکہ ان کی ذات اقدس سے مخلوق خدا جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی شفا اور تسکین پاتی تھی اس لئے جہاں کہیں بھی وہ جاتے مخلوق خدا حسن عقیدت کی وجہ سے ان کے پاس جمع ہو جاتی تو والہانہ محبت کی وجہ سے ان پر نثار ہونے کو تیار ہو جاتی۔ یہود کو ان کی بڑھتی ہوئی دعوت حق ایک آنکھ نہ بھاتی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سخت نفرت کرتے، حسد کی آگ ہر وقت ان کے سینوں میں جل رہی ہوتی تھی وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بڑھتی ہوئی

Marfat.com

مقبولیت کو اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے تھے، اس لیے انہوں نے سوچا کہ حاکم وقت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کر دیا جائے قیصر روم کی طرف سے اسی علاقے میں پیلاطیس گورنر تھا یہودی پیلاطیس کے دربار میں پہنچے اور اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھڑکایا اور اسے بتایا کہ یہ جوان کسی بھی وقت انقلاب برپا کر دے گا اور پھر آپ لوگوں کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ غرض پیلاطیس نے ان کو اجازت دے دی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر لیں اور ایک مجرم کی حیثیت سے شاہی دربار میں پیش کریں بنی اسرائیل کے سردار کاہن اور فقیہ یہ فرمان حاصل کر کے بہت خوش ہوئے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دی کہ آخر کار ہماری سازش کامیاب ہو گئی اور تیر صحیح نشانے پر لگا۔

آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ خاص موقع کا انتظار کیا جائے اور کسی خلوت اور تنہائی کے موقع پر ان کو گرفتار کیا جائے تاکہ عوام میں ہیجان پیدا نہ ہو،

دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی یہود کی سرگرمیوں کا پتا چل گیا انہوں نے اپنے حواریوں کو ایک مکان میں اکٹھا کیا کہ ان کو کچھ نصیحتیں کر سکیں اور ایمان پر قائم رہنے کا کہہ سکیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو بتایا کہ اب امتحان کی گھڑی آچکی ہے اور میرا رب مجھے آسمانوں پر اٹھا لے گا۔ اس بارے میں بہت سی روایات ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک حواری کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتی جلتی تھی حضرت عیسیٰ کو جب آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تو یہود نے اس حواری کو پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا، ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے حواریوں سے پوچھا کہ کون یہ قربانی دیتا ہے کہ اس کی شکل میرے جیسی بن جائے اور اس کو مار دیا جائے اللہ کی طرف سے اس

Marfat.com

کو شہادت کا درجہ دیا جائے گا، اور وہ جنت میں چلا جائے گا، تو اس وقت ایک حواری کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میں اس قربانی کے لئے تیار ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں کی طرف اٹھا لئے گئے اور اس کو شہید کر دیا گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جو سردار اس کام میں زیادہ سرگرم تھا یعنی حضرت عیسیٰ کو صلیب پر لٹکانے کا سب سے زیادہ متمنی تھا اس نے کہا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر لاتا ہوں تو جب وہ مکان میں داخل ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا، اور اس آدمی کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی بنا دی گئی، اب یہ باہر نہیں نکلتا تھا، لوگ مکان کے اندر گھس گئے اور اس کو مارنے لگے عجیب طرح کی اذیتیں دینے لگے اور وہ پکارتا رہا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن کسی نے اس کی بات نہ سنی۔ ان میں سے چند ایک کو اس کی بات پر محسوس بھی ہوا کہ یہ صحیح کہہ رہا ہے پھر اچانک وہ بھی کہنے لگے کہ اگر تو عیسیٰ نہیں ہے تو پھر اصل عیسیٰ کہاں ہے ہم تجھے صلیب پر لٹکائیں گے آخر کار انہوں نے اسے مصلوب کر دیا۔ جب اس کا کفن دفن کرنے لگے تو غور کرنے پر معلوم ہو گیا کہ شکل تو حضرت عیسیٰ جیسی ہے لیکن جسم سارا اسی سردار کا ہے، لیکن انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ جسی کو نہ بتائیں اور لوگوں میں یہی مشہور رہنا چاہیئے کہ ہم نے عیسیٰ کو صلیب پر لٹکا دیا۔ اللہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ. وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (۵۴) ﴿آل عمران﴾

انہوں نے بھی تدبیر کی اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ سب سے اچھی تدبیر کرنے والا ہے۔

پھر فرمایا

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ. وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ. وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ

Marfat.com

مِّنۡهُ. مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ. وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًام(۱۵۷) بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ. وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا(۱۵۸) ﴿سورۃ نساء﴾

اور یہود کا یہ قول کہ ہم نے مسیح عیسیٰ علیہ السلام بن مریم پیغمبر خدا کو قتل کر دیا حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا بلکہ (خدا کی خفیہ تدبیر کی بدولت) معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا اور جو لوگ اس کے قتل کے بارے میں جھگڑ رہے تھے بلاشبہ وہ اس کی جانب سے شک میں پڑے وہئے ہیں ان کے پاس حقیقت حال کے بارے میں ظن کی پیروی کے سوا علم نہیں ہے، اور انہوں نے یقیناً اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنے پاس اٹھالیا، اور اللہ غالب ہے حکمت والا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کی رات چوتھے آسمان پر گئے تو وہاں حضرت عیسیٰ سے ملاقات ہوئی حضرت عیسیٰ قیامت کے قریب آئیں گے ان کی شادی ہوگی بچے ہونگے اور جب وفات پائیں گے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں ان کو دفن کیا جائیگا۔

یمن کا گورنر ابرہہ نامی ایک عیسائی تھا اس کے علاقے کے لوگ بھی مکہ شریف حج عمرے کے لئے جایا کرتے تھے، اس کو بہت سخت تکلیف ہوتی کہ یہ لوگ ادھر کیوں جاتے ہیں اس نے انتہائی عالیشان گرجا بنوایا اسے ہیرے جواہرات سے مزین کیا، اور لوگوں کو حکم دیا کہ کعبہ جانے کی ضرورت نہیں جس نے بھی عبادت کرنی ہو اس گرجا میں کیا کرے، کعبہ تو ایک سادہ سی عمارت ہے جبکہ جو گرجا میں نے بنوایا ہے اسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جاتے ہیں اس بے قوف کو یہ سمجھ نہ آئی کہ کعبہ تو اللہ کا گھر ہے لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت بسی ہوئی ہے اور اس محبت کو کسی بھی طریقے سے نکالا نہیں جاسکتا ایک قریشی یمن گیا ہوا تھا جب اسے اس بات کا پتہ چلا کہ یہ لوگوں کو حج عمرہ کرنے سے منع کر رہا ہے اور گرجا گھر

Marfat.com

آنے کی دعوت دے رہا ہے تو اس آدمی نے اس گرجا گھر کو پیشاب پاخانے سے آلود کر دیا۔

بس ابرہہ اس بات پر بگڑ گیا اور اس نے ارادہ کیا کہ اب وہ کعبہ کو گرا کر اس کا بدلہ لے گا اب اس کی بیوقوفی تھی کہ کعبہ سے بدلہ لینے کیا ضرورت تھی زیادہ سے زیادہ اس کو یہ کرنا چاہیئے تھا کہ اس آدمی کو تلاش کر کے کچھ سزا دیکر چھوڑ دیتا، اب یہ ایک بڑی فوج لیکر نکلا اس میں آگے آگے ہاتھی تھے، یہ فوج جہاں سے گذرتی لوگ ہاتھیوں کو دیکھ کر مرعوب ہو جاتے کچھ قبائل نے زحمت بھی کی لیکن وہ اس لشکر کا مقابلہ نہ کر سکے، آخر کار یہ لشکر مکہ شریف کے قریب پہنچ گیا، جو ہاتھی سب سے آگے تھا اس کا نام محمود تھا، یہ بڑے قد کاٹھ کا اور انتہائی طاقتور تھا، ابرہہ نے رعب ڈالنے کے لئے مکہ والوں کے جانور جو مکہ سے باہر چر رہے تھے اپنے قبضے میں لے لئے، حضرت عبدالمطلب کے دوسو اونٹ بھی چر رہے تھے وہ بھی قبضے میں لے لئے گئے جناب عبدالمطلب ابرہہ سے ملے اور کہا کہ آپ میرے اونٹ واپس دے دیں، ابرہہ حیران ہوا کہ آپ سردار ہیں اور خانہ کعبہ کے متولی بھی ہیں آپ اونٹوں کی فکر تو کر رہے ہیں لیکن کعبہ کی فکر نہیں کر رہے، میں تو کعبہ گرانے آیا ہوں انہوں نے فرمایا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں، میں اونٹوں کی حفاظت کروں گا ان کی فکر کروں گا۔ اللہ کعبہ کا مالک ہے اس کی حفاظت کرے گا انہوں نے اللہ کی مدد کی کوئی نشانی دیکھ لی تھی، اس لئے یہ کہا تھا اپنے اونٹ واپس لے کر جناب عبدالمطلب نے قوم کو حکم دیا کہ پہاڑوں پر چلے جائیں اللہ اپنے گھر کی حفاظت خود کرے گا، ابرہہ نے لشکر کو حکم دیا کہ کعبہ پر حملہ کر دیں سب سے بڑا ہاتھی چلتا ہی نہیں تھا، بار بار بیٹھ جاتا تھا مار مار کر اس کو کھڑا کیا جاتا جب یمن کی طرف یا کسی اور طرف اس کو چلایا جاتا تو چلنے لگتا تھا، کعبہ کی طرف جاتا نہیں تھا ابرہہ یہ دیکھ کر بھی

Marfat.com

سمجھا اور حملے کا حکم دے دیا۔ بس اللہ نے پرندوں کے جھنڈ بھیجے ہر پرندے کے پاس تین تین کنکر تھے، دو پاؤں میں ایک چونچ جس پر یہ کنکر پھینکتے، اس کا ستیاناس ہو جاتا یہ کنکر آدمی کو چیرتے ہوئے ہاتھی تک پہنچ جاتے پھر اس کو چیر کر زمین میں چلے جاتے یہ گولی سے بھی زیادہ سخت تھے بس ان پرندوں نے اس لشکر کا قلع قمع کر دیا اللہ نے دنیا کو دکھا دیا کہ میں نے ان کے لشکر کسی فوج کے ذریعے ختم نہیں کیا بلکہ چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعے وہ رب قدیر ہے، اس نے نمرود کے لشکر کو مچھروں کے ذریعے تباہ کر دیا اس واقعے کو ہاتھیوں والا واقعہ کہا جاتا ہے، جس سال یہ لشکر تباہ ہوا تھا اسی سال اللہ کے محبوب ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تھے، اس سال کا نام عام الفیل رکھا گیا ہے جس سورت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کو سورۃ الفیل کہتے ہیں۔

Marfat.com

واقعات قرآن

بہت ہی مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایک جگہ سے گزر رہے تھے ایک قبر میں مردے کو عذاب ہو رہا تھا حضرت عیسیٰؑ جب واپس اس جگہ سے گزرے تو کشف ہوا کہ مردے کا عذاب ہٹ چکا ہے اور وہ انتہائی اچھی حالت میں ہے۔ حضرت عیسیٰؑ بڑے حیران ہوئے اللہ سے ماجرا پوچھا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ یہ شخص ایک بیٹا چھوڑ کر مرا تھا جب اس کا بچہ تھوڑا سا بڑا ہو گیا تو اس کی والدہ نے بچے کو مکتب میں داخل کروا دیا بچے نے جب بسم اللہ پڑھی تو میں نے اس کے باپ کا عذاب ہٹا دیا کہ اس کا بچہ تو زمین پر میرا نام لے اور میں اس کو زمین کے نیچے (قبر میں) عذاب دوں۔

ایک عورت کا شوہر منافق تھا عورت پکی سچی مسلمان تھی عورت ہر عمل پر بسم اللہ کہتی تھی شوہر کو غصہ آتا تھا مرد نے سوچا کہ کسی بہانے سے اس کو سخت سزا دوں اور کوئی ایسا بہانہ بناؤں کہ یہ اپنی اس عادت کو چھوڑ دے۔ اس آدمی نے اپنی بیوی کو ایک تھیلی دی کہ اس کو سنبھال کر رکھو جب ضرورت ہوگی میں لے لوں گا۔ وہ چھپ کر دیکھتا رہا جب عورت اپنے کسی کام میں مصروف ہوئی تو شوہر نے خود ہی وہ تھیلی اٹھالی اور اندھے کنویں میں ڈال دی۔ اور گھر آ کر بیوی سے مطالبہ کیا کہ میری تھیلی لاؤ اس نے پورا پروگرام بنایا ہوا تھا کہ میں عورت کو خوب ماروں پیٹوں گا اللہ نے اپنی بندی کی مدد کی فرشتے کو حکم دیا کہ کنویں سے تھیلی نکال کر اس جگہ پر رکھ دو۔ عورت اسی جگہ پر گئی اور بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ ڈالا تو تھیلی اس کے ہاتھ میں آ گئی اس نے لا کر شوہر کو دے دی مرد کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس نے اپنے گناہ سے توبہ کی اور پکا سچا مسلمان بن گیا۔

ابو مسلم خولانی ایک چوٹی کے تابعی ہیں۔ اسود عنسی کذاب نے ان کو آگ میں ڈالا تو آگ نے ان پر کوئی اثر نہ کیا۔ ان کی ایک لونڈی عرصہ تک ان کو کھانے میں زہر ملا کر دیتی رہی لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا آخر کار تنگ آ کر اس نے خود ہی بتا دیا کہ میں ایک عرصہ سے آپ کو زہر دے رہی ہوں آپ پر اس زہر کا اثر کیوں نہیں ہوتا آپ نے

Marfat.com

اس سے پوچھا کہ تو ایسا کیوں کرتی رہی۔ اس نے کہا کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اور میں آپ سے آزادی چاہتی تھی۔ ابو مسلم خولانیؒ نے فرمایا کہ میں جب بھی کوئی چیز کھاتا پیتا ہوں تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھتا ہوں اس لئے مضر چیز مجھ پر اثر نہیں کرتی۔ پھر آپ نے اس کنیز کو اسی وقت آزاد کر دیا۔

بشر حافی ایک مشہور بزرگ ہیں چوٹی کے اولیاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ رتبہ کیسے ملا فرمایا کہ میں ایک گناہ گار آدمی تھا شراب بھی پیتا تھا ایک دن میں نشے کی حالت میں جا رہا تھا کہ میری نظر ایک کاغذ کے ٹکڑے پر پڑی جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا میں نے بڑے پیار اور ادب کے ساتھ اس کو اٹھا کر صاف کیا اس کو چوما پھر دو درہم کا عطر خرید کر اس پر لگایا اور اس کو ایک اونچی جگہ پر رکھ دیا۔ رات کو جب میں سویا تو ایک آواز آئی اے بشر تو نے میرے نام کو معطر کیا میں نے تیرے نام کو معطر کر دیا تو نے میرے نام کو اونچا کیا میں نے تیرے نام کو (دنیا و آخرت میں) اونچا کر دیا۔

منصور بن عمار کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے راستے میں ایک کاغذ ملا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی اس کو رکھنے کیلئے کوئی مناسب جگہ نہ ملی تو منصور اس کاغذ کو چبا گئے یعنی نگل لیا رات کو خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے اس کاغذ کے ادب و احترام کی وجہ سے اللہ نے تجھ پر حکمت کے دروازے کھول دیئے اتنے عمل کی وجہ سے قیامت تک ان کا نام زندہ رہے گا اور لوگ ان کا ادب کرتے رہیں گے

ایک مرتبہ سلطان غیاث الدین بلبن نے باغیوں کی سرکوبی کیلئے ایک مہم بھیجی باغی ایک انتہائی مضبوط قلعہ میں محصور تھے باغیوں کی قوت خوفناک شکل اختیار کر چکی تھی اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ قلعہ ناقابل تسخیر ہے۔ اس لئے سلطان غیاث الدین بلبن خود ایک عظیم الشان لشکر لیکر نکلا اس لشکر میں شمس الدین ترک بھی تھے سلطان نے کئی بار حملے کئے لیکن قلعہ فتح نہ ہوا محاصرہ طول کھینچتا چلا جا رہا تھا۔ سلطان متردد اور پریشان تھا اسی

Marfat.com

اثناء خیموں کی رسیاں بنانے کیلئے سوت کی ضرورت پڑی سوت کی تلاش میں فوجی دیہات میں بھیجے گئے وہاں ایک اللہ والے مل گئے انہوں نے ایک نلکی دی اور کہا کہ دیہات والوں کو تنگ نہ کرو یہ نلکی لے جاؤ اس سے جتنا مرضی سوت نکال لو۔ یہ ختم نہ ہوگی اسی طرح ہوا ساری ضرورت پوری ہوگئی جب بادشاہ تک یہ خبر پہنچی تو بادشاہ بھی ان کا معتقد ہوگیا۔ خود حاضر ہوکر عرض کی کہ لشکر کی فتح کیلئے دعا کردیں۔ اس بزرگ نے کہا یہ بہت بڑا کام ہے میرے بس سے باہر ہے۔ آپ کے لشکر میں ایک آدمی ایسا موجود ہے اگر وہ دعا کردے تو فتح حاصل ہو جائے گی۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کون ہے اور اس کا کیا نام ہے انہوں نے کہا کہ جس وقت آندھی چلے تو اس وقت غور کرو کہ جب سب لوگوں کے چراغ بجھ جائیں گے تو اس کا چراغ جلتا رہے گا۔ بادشاہ نے آدمی مقرر کر دیئے جب آندھی چلی تو سب کے چراغ بجھ گئے ایک خیمے سے روشنی آرہی تھی دیکھا تو ایک بزرگ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے آدمی صبح ان کے خیمے میں گیا تو موجودہ نہ تھے پیچھا کیا تو ایک تالاب سے وضو کر رہے تھے۔ جب اس آدمی نے پانی میں ہاتھ ڈالا تو پورے تالاب کا پانی گرم تھا۔ اس آدمی نے ساری بات جا کر بادشاہ کو بتادی۔ بادشاہ خود چل کر شمس الدین ترکؒ کے پاس گیا بادشاہ کی تعظیم میں بزرگ کھڑے ہونے لگے تو انہوں نے روک دیا کہ مجھے بے حد مسرت ہے کہ میرے لشکر میں آپ جیسے عظیم اور خدا رسیدہ بزرگ شامل ہیں۔ حضرت دعا کریں کہ یہ قلعہ فتح ہو جائے۔ شمس الدین ترکؒ نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعا کی اور کہا جا کر حملہ کیجئے فتح ہوگی۔ سلطان خوش بھی ہوا اور اس کا حوصلہ بھی بلند ہوگیا۔ قلعہ پر دھاوا بول دیا پہلے ہی حملے میں قلعہ فتح ہوگیا۔

ایک عورت مسلمان ہوگئی کافی عرصہ تک اپنے شوہر سے اپنا اسلام چھپا کر رکھا لیکن آخر کار اس کو پتہ چل گیا شوہر نے اس کو بہت سمجھایا لیکن عورت کے دل میں ایمان پیوست ہو چکا تھا مرد نے دھمکیاں بھی دیں لیکن فائدہ نہ ہوا آخر کار اس نے سوچا کہ کوئی بہانہ بنا کر اس کو ماروں پیٹوں گا یا پھر گھر سے نکال دوں گا۔ اگر بات آگے بڑھی تو پھر قتل کر دوں گا۔

Marfat.com

اس نے اپنی بیوی کو ایک بہت قیمتی انگوٹھی دی اور کہا اسے سنبھال کر رکھنا۔ عورت نے بسم الرحمٰن الرحیم پڑھ کر انگوٹھی رکھ دی مرد کو جگہ کا پتہ تھا اس نے وہ انگوٹھی اٹھا کر دریا میں پھینک دی کہ اب تو کسی صورت میں مل نہیں سکے گی اور پھر میں عورت کا برا حشر کروں گا سوچا دو چار دن کا وقفہ ڈال لوں پھر بات کروں گا ایک دن بازار سے گزر رہا تھا کہ دل میں مچھلی کھانے کی طلب پیدا ہوئی ایک مچھلی خرید لی اس دور میں رواج تھا کہ مچھلی سالم ہی ملتی تھی اور اس کو گھر میں جا کر صاف کرتے تھے اس نے مچھلی لا کر بیوی کو دے دی بیوی نے جب پیٹ چاک کیا تو وہی انگوٹھی مچھلی کے پیٹ سے نکل آئی عورت حیران ہوئی کہ یہ تو بالکل اس انگوٹھی جیسی ہے جا کر دیکھا تو پہلے والی انگوٹھی غائب تھی اس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس کو اسی جگہ پر رکھ دیا اور شوہر کو نہیں بتایا۔ جب شوہر نے انگوٹھی مانگی تو عورت نے لا کر دے دی شوہر کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں وہ خود ہی پکار اٹھا کہ یہ انگوٹھی تمہارے پاس کیسے آ گئی عورت نے کہا کہ پہلے آپ صحیح بات بتائیں مرد نے اقرار کر لیا کہ اس انگوٹھی کو تو میں نے دریا میں پھینک دیا تھا تا کہ تمہارے اوپر ظلم کر سکوں۔ بیوی نے کہا کہ میرے رب نے میری مدد کی اور یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت ہے کہ میں جب بھی کوئی کام کرتی ہوں تو یہ ضرور پڑھتی ہوں آپ مچھلی لائے تھے اس کے پیٹ سے یہ انگوٹھی نکلی میں نے اس کو پھر اسی جگہ پر رکھ دیا اس کا شوہر یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔ اور پکا سچا مسلمان ثابت ہوا۔

ایک آدمی نے کرائے پر مکان لیا جب رات کو کمرے میں سویا تو دن کو باہر نہ نکلا اکیلا آدمی تھا اس کے ایک دوست کو فکر ہوئی کہ وہ کام پر نہیں آیا گھر پتہ کیا تو کمرے میں بیہوش پڑا ہوا ملا اور انتہائی زخمی حالت میں پایا گیا اسے ہسپتال پہنچایا گیا۔ جب ہوش میں آیا تو پوچھا گیا کہ کیا معاملہ ہوا اس نے بتایا کہ جب میں کمرے میں لیٹ گیا تو تھوڑی دیر بعد ایک دس سال کا بچہ میرے کمرے میں داخل ہوا میں نے اس کو کہا کہ تم کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئے ہو یہاں سے نکل جاؤ اس نے الٹا مجھے کہا کہ یہاں سے نکل جاؤ یہ میرا گھر ہے۔ جب میں نے انکار کیا تو اس نے مجھے مارنا شروع کر دیا۔ میں نے

Marfat.com

مقابلہ کرنا چاہا تو وہ شدید غصے میں آ گیا اس نے مجھے پکڑ پکڑ کر دیواروں میں مارا میں حیران تھا کہ اس میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی تھوڑی دیر میں میں بے ہوش ہو گیا اس کے بعد مجھے پتہ نہیں کیا ہوا۔ سب نے مشورہ کیا کہ سابقہ کرائے دار سے مل کر پوچھا جائے جب اس سے رابطہ ہوا تو اس نے کہا کہ میں نے تو آج تک کسی بچے کو دیکھا نہیں وہ یقیناً جن ہوگا اور میری عادت تھی کہ میں روزانہ ہر حال میں آیۃ الکرسی پڑھ کر سوتا تھا نہ مجھے کبھی کسی نے مارا نہ گھر سے نکالا اور نہ ہی مجھے اس طرح کی کبھی کوئی چیز نظر آئی حتیٰ کہ مجھے اس گھر میں کبھی ڈر بھی نہیں لگا۔ جب زخمی آدمی کو بتایا گیا تو اس نے بھی مان لیا کہ وہ واقعی جن تھا اسی لئے تو میں اس کے سامنے بے بس تھا اب میں کبھی بھی اس کمرے کا رخ نہیں کروں گا اور نہ ہی اس مکان میں داخل ہوں گا۔

حضرت ابی ابن کعبؓ کی قوم کا ایک غلے کا ڈھیر تھا جس پر ابی بن کعبؓ کو نگرانی کیلئے مقرر کیا گیا۔ ابیؓ نے محسوس کیا کہ غلہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ آخر کار انہوں نے ایک لڑکا دیکھا کہ وہ غلہ چرا کر لے جا رہا ہے آپ نے اسے پکڑ لیا جب اس کا ہاتھ دیکھا تو وہ کتے کی طرح تھا اور اس پر بال بھی تھے۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں جن ہوں آپ نے پوچھا تم لوگوں سے محفوظ رہنے کا کیا طریقہ ہے اس نے کہا کہ آیت الکرسی پڑھنا۔

ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ اس نے مجھے اتنی قیمتی بات بتائی اسلیئے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو یہ واقعہ نبی پاک ﷺ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس خبیث نے یہ بات تو سچ کہی ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں ایک بہت بڑے قاری تھے ان کا نام عبید اللہ تھا لیکن مشہور قاری لالہ کے نام سے تھے۔ ان سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ کیا آپ نے اپنے سے بڑا بھی کوئی قاری دیکھا تو انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ دیکھا تھا میں دکن کو جا رہا تھا راستے میں ایک گاؤں میں رکنا پڑا لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی قاری ہے۔ لوگوں نے کہا کہ قاری کا تو پتہ نہیں لیکن ایک نابینا حافظ صاحب بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے ہیں میں

Marfat.com

ان سے ملنے چلا گیا جب ان کے پاس بیٹھا تو ان سے عرض کی کہ قرآن پاک سنایئے انہوں نے کہا کہ پہلے آپ سنایئے۔ میں نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا تو فوراً بول پڑے کیا تم قاری لالہ ہو میں نے کہا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہا کہ اس وقت پورے ہندوستان میں اس شد و مد کے ساتھ پڑھنے والا قاری لالہ کے علاوہ کوئی اور ہے ہی نہیں۔ اس کے بعد حافظ جی نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا کیا کمال کی آواز تھی کیا زبردست قرات تھی۔ جیسے ہی پڑھنا شروع کیا سامنے رکھے ہوئے برتن کا سرپوش حرکت کرنے لگا اور تھوڑی دیر میں گز بھر اونچا ہو گیا۔ جب تلاوت ختم کی تو وہ پھر واپس آ گیا۔ مجھے بہت حیرت ہوئی انہوں نے کہا کہ آج شام کو آپ کو میں کچھ اور بھی دکھاؤں گا۔

غرض مجھے لے کر بستی سے باہر نکل گئے وہاں ایک کنواں تھا کہا آؤ وضو کریں۔ اور پھر نماز پڑھیں میں نے کہا بہت اچھا میں رہٹ کھینچتا ہوں آپ وضو کریں کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تم سورۃ یٰسین کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو کر پڑھو میں نے پڑھنا شروع کیا تو پانی نے جوش مارا اور کناروں پر آ گیا ہم نے وضو کر کے نماز پڑھی پھر سیر کرتے ہوئے دوسرے کنویں پر پہنچ گئے۔

حافظ جی نے کہا کہ تم سورۃ رحمٰن پڑھ کر انگلی پر دم کرو اور تین بار رہٹ کی طرف اشارہ کر کے چکر دے دو میں نے ایسا ہی کیا تو رہٹ خود بخود چلنے لگا جب پانی پی کر چل دیئے تو کھیت والا ہمارے پیچھے دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ کیا کر چلے رہٹ تھمتا ہی نہیں میرا کھیت ڈوب جائے گا۔ حافظ جی نے کہا جاؤ اسی طرح سورۃ رحمٰن پڑھ کر انگلی پر دم کر کے الٹے تین چکر دے دو رہٹ رک جائے گا۔ میں نے بغیر پڑھے رہٹ کو روکنے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ میں تو کیا اس کو ہاتھی بھی نہیں روک سکتا۔ میں نے ان کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا تو رہٹ فوراً رک گیا۔

حافظ صاحب نے مجھے بھی سورۃ ضحیٰ سے والناس تک کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ امتحان کے وقت ان کا بھی یہی اثر ہو گا۔ میں نے اس کا تجربہ کیا واقعی اثر پایا ارادہ کیا کہ حج کے بعد دوبارہ ان سے ملوں گا اور ان کے پاس رہوں گا لیکن جب بیت

Marfat.com

اللہ سے واپس آیا تو پتہ چلا کہ انکا انتقال ہو چکا ہے۔

برصغیر کی تقسیم کا اعلان ہو چکا تھا مسلمان آہستہ آہستہ پاکستان کی طرف ہجرت کر رہے تھے۔ جبکہ ہندو اور سکھ ہندوستان جا رہے تھے۔ سندھ میں کافی ہندو تھے جن میں سے بہت سے جا چکے تھے اور کچھ جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ایک گھرانہ صرف میاں بیوی پر مشتمل تھا ان کے اردگرد سب مسلمان تھے یہ میاں بیوی بھی اخلاق کے اچھے تھے جب یہ جانے کا ارادہ کرتے تو مسلمان کہتے کہ آپ نہ جائیں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ لیکن آدمی جس کا نام نندلعل تھا کمزور دل کا مالک تھا کہتا کہ آپ تو کچھ نہیں کہیں گے اگر حالات خراب ہوئے تو کہیں اِدھر اُدھر سے مسلمان آ کر ہمیں مار نہ ڈالیں۔ اس لئے ہم یہاں رہیں گے نہیں۔

نندلعل کا ایک مسلمان دوست احمد تھا وہ اس کو سمجھاتا کہ ہمارے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن نندلعل کا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ اس نے اپنی بیوی موہنی سے کہہ دیا کہ ہم بھارت ضرور جائیں گے تم تیاری رکھنا اسلئے انہوں نے کافی سامان اِدھر اُدھر کر دیا کچھ بیچ دیا کافی دن تیاریاں ہوتی رہیں۔ ایک دن نندلعل کے برادر نسبتی کا خط آیا کہ ہم انڈیا جا رہے ہیں اگر آپ لوگوں نے جانا ہو تو ہمیں ضرور اطلاع دیں۔ نندلعل کا سالا کافی دور رہتا تھا اس نے اپنی بیوی اور احمد سے مشورہ کیا احمد نے کہا کہ آپ اپنے سالے کے پاس جا کر پروگرام طے کر آئیں میں آپ کے گھر کا خیال رکھوں گا نندلعل نے کہا ٹھیک ہے اور بیوی کو کہہ دیا کہ تم مکمل تیاری رکھنا اور خود روانہ ہو گیا۔ نندلعل کی بیوی موہنی بہت خوبصورت تھی عمر بھی کم تھی بچے نہ ہونے کی وجہ سے مزید کم عمر اور خوبصورت لگتی تھی ایک عرصے سے احمد اس پر نظر رکھتا تھا لیکن بے بس تھا زبان سے تو کیا غلط بات کا اشارہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ جب نندلعل چلا گیا تو احمد کی حالت ہی بدل گئی اس نے اپنے شیطانی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کا مکمل بندوبست کر لیا۔ ایک شام کو وہ ہانپتا کانپتا موہنی کے گھر پہنچا۔ زور سے کہا کہ جلدی جلدی تیاری کرو بھائی صاحب آٹھ بجے والی گاڑی سے آ رہے ہیں اور ان کے ساتھ آپ کے بھائی بھی

Marfat.com

ہونگے۔ انہوں نے یہاں سے فوراً کھوکھرا پار جانا ہے مجھے اطلاع بھجوائی ہے کہ موہنی کو فوراً اسٹیشن پہنچاؤ۔ بھابھی تم اپنے ساتھ نقدی زیورات اور چند قیمتی کپڑے لے لو موہنی نے فوراً ایسا کیا اور باقی جو تھوڑا سا سامان تھا وہ احمد کو دے دیا احمد سامان قبضے میں لے کر تالا لگا دیا۔ موہنی جو کہ احمد کو کافی عرصے سے جانتی تھی اور گھر میں انڈیا جانے کی باتیں بھی ہر روز ہوتی رہتی تھیں اسلیئے وہ بلا جھجک تانگے پر بیٹھ گئی تانگہ چل پڑا جب کافی دیر تانگہ چلتا رہا تو اچانک ویرانہ شروع ہو گیا اگرچہ موہنی کو اس رستے کا پتہ نہیں تھا لیکن وہ سمجھ گئی کہ یہ رستہ سٹیشن کو نہیں جاتا۔ اس نے احمد سے کہا بھائی تم کہاں جا رہے ہو اسٹیشن کا رستہ یہ تو نہیں احمد عیار آدمی تھا کہنے لگا کہ بازار والے رستے سے اس لئے نہیں گئے کہ کہیں لوگوں کو شک نہ ہو اسلیئے ہم نے یہ رستہ اختیار کیا ہے۔ موہنی خاموش ہو گئی کافی دیر کے بعد اچانک تانگہ رک گیا۔ اِدھر اُدھر گھنا جنگل تھا یہ دیکھ کر موہنی کانپ گئی اچانک احمد بول اٹھا اب تانگے سے اتر بھی آؤ میں تو برسوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں لیکن کبھی موقع نہیں ملا۔ اب اگر موقع ملا ہے تو دیر نہ کرو۔ موہنی نے کہا شرم کرو میں تمہیں بھائی سمجھتی ہوں اور تم بھی مجھے بھابھی کہتے ہو اس مقدس رشتے کی لاج رکھو۔ مگر احمد پر شیطان سوا تھا اس نے موہنی کو پکڑ لیا موہنی بے بس تھی اور تو کچھ کر نہ سکتی تھی اس نے پوری قوت کے ساتھ احمد کے کندھوں پر دانت جما دیئے۔ احمد درد سے بلبلا اٹھا موہنی بھاگ کھڑی ہوئی آخر کہاں تک بھاگتی احمد نے پھر اسے دبوچ لیا وہ خدا رسول کے واسطے دیتی رہی لیکن احمد کو کچھ اثر نہ ہوا آخر کار موہنی نے احمد سے کہا کہ یہ سب زیور اور روپے لے لو لیکن مجھے چھوڑ دو اس نے کہا کہ یہ سب تو ویسے بھی میرا ہے لیکن میں یہ موقع کیوں کر ضائع کروں جو بڑی مشکل سے مجھے ملا ہے۔ موہنی نے پھر خدا رسول کے واسطے دیئے تو احمد نے کہا کہ یہ موقع مجھے خدا نے ہی تو دیا ہے۔ آخر کار موہنی نے اپنے گلے میں موجود ایک تعویذ جو سونے کی زنجیر کے ساتھ تھا اس زنجیر کو توڑ کر تعویذ احمد کے سامنے کر دیا کہ اس میں تمہارا قرآن پاک ہے میں تمہیں اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ مجھے چھوڑ دو۔ احمد نے وہ تعویذ پکڑ کر دور پھینک دیا اور مکمل طور پر موہنی کو قابو کر لیا اچانک احمد کی چیخ نکلی اور پھر اس کے

Marfat.com

ہاتھوں کی پکڑ کمزور پڑتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ وہ ایک طرف ڈھلک گیا۔ موہنی نے حیران ہو کر دیکھا تو ایک تین فٹ لمبا سیاہ ناگ جھاڑیوں میں چلا گیا اور احمد ٹھنڈا ہو گیا۔ تانگے والا بھاگ کر آیا اس نے اس تعویذ کو اٹھایا چوما پھر آنکھوں سے لگایا پھر وہ موہنی کے قدموں میں گر گیا اور کہا کہ تم میری بہن ہو مجھ سے جو غلطی ہوئی مجھے معاف کر دو اس نے اپنا صافہ اتارا اور موہنی کے سر پر ڈال دیا اسے بڑی عزت کے ساتھ تانگے پر بٹھایا اور گھر کو روانہ ہو گیا۔ راستے میں تعویذ کے بارے میں پوچھا تو موہنی نے بتایا کہ میری شادی کو سات سال ہو چکے ہیں میرے بچے نہیں ہیں میری ایک سہیلی نے مجھے یہ تعویذ لا کر دیا کہ اس میں سورۃ یٰسین اور اس کے علاوہ پانچ آیات ہیں ان کی برکت سے اللہ تمہیں بچے دے گا میں نے اس تعویذ کو پہن لیا۔ اور جب میں نے سمجھ لیا کہ اب مجھے دنیا کی کوئی طاقت اس آدمی سے نہیں بچا سکتی تو پھر میں نے قرآن کا سہارا لیا۔ اس نے مسلمان ہو کر قرآن کی قدر نہیں کی تو اللہ نے فوری طور پر اس کو سزا دے دی۔ اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے۔ باتیں کرتے کرتے یہ جب گھر پہنچے تو رات کے تین بج چکے تھے۔ نند لعل گھر پہنچ چکا تھا۔ اس نے موہنی اور احمد کو ہر جگہ تلاش کیا تھا لیکن وہ نہیں ملے۔ موہنی نے نند لعل کو ساری بات بتائی۔ دوسرے دن یہ دونوں میاں بیوی انڈیا کو بھول چکے تھے۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ ہم مسلمان ہو جاتے ہیں کیوں کہ ہم نے قرآن کی صداقت اور عظمت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ دونوں مسلمان ہوئے اسلامی نام محمد علی اور عائشہ رکھے گئے۔ قرآن کی برکت سے اللہ نے ان کو اولاد سے بھی نواز دیا۔ ان کے چار بچے پیدا ہوئے اور انہوں نے سکھ چین سے پاکستان میں ہی زندگی گزار دی۔

قاضی سید علی محمد اہل اللہ کی صف میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ ان کو اطلاع ملی کہ بیجاپور میں ایک دولت مند شخص نے اپنے مکان کے ساتھ والی مسجد پر قبضہ کر لیا ہے اور جلد ہی مسجد کو شہید کر کے گھر کے ساتھ ملانے والا ہے۔ اور کسی میں ہمت نہیں ہے کہ اس کو روک سکے قاضی صاحب نے فوری طور پر اس کو خط لکھا اور خط میں یہ آیت لکھی:

Marfat.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا

اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس نے اللہ کی مساجد میں رکاوٹ ڈالی کہ ان میں خدا کا نام ذکر کیا جائے اور ان کو اجاڑنے کے در پے ہو۔

اس آیت کا یہ اثر ہوا کہ اس شخص نے اسی وقت مسجد کو اپنے گھر سے الگ کر دیا اور سب کو مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔

پروفیسر عبدالسلام فاروقی سیالکوٹ والے اپنے ایک عزیز کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک عزیز پہلے دہلی میں ہی رہے پھر بڑی مشکل سے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے اور لاہور جانے کیلئے ریل گاڑی میں سوار ہو گئے۔ ان کے پاس صرف ایک بیگ تھا اور ایک قرآن پاک جس کو انہوں نے سینے سے باندھ رکھا تھا۔ گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی بلکہ رینگ رہی تھے اس نے امرتسر پہنچنے میں تین دل لگا دیئے۔ راستے میں کئی جگہ پر ہندوؤں اور سکھوں نے حملے کئے لیکن گاڑی چلتی رہی۔ امرتسر کے اسٹیشن پر گاڑی رات کے وقت پہنچی تو ایسی رکی کہ صبح کے نو بج گئے اور گاڑی کے گارڈ اور دوسرے عملے کا کوئی پتہ ہی نہیں تھا۔ ڈرائیور بھی نہیں تھا گاڑی کیسے چلتی آخر کار ہندو اور سکھ فوج مسلح بلوائیوں کے ساتھ اسٹیشن پہنچ گئی انہوں نے ہر طرف سے مسلمانوں پر فائر کھول دیا ایک طرف نہتے مسلمان تھے جبکہ دوسری طرف اسلحہ سے لیس جنونی فوجی اور مسلح بلوائی۔ مسلمان اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتے تھے صرف ایک طریقہ تھا کہ لیٹ جائیں اور سیدھی آنے والی گولیوں سے بچ جائیں۔ لیکن اللہ کا یہ بندہ جس نے قرآن اپنے سینے پر باندھ رکھا تھا زمین پر نہ لیٹا کہ کہیں قرآن پاک کی بے حرمتی نہ ہو۔ حالانکہ اس صورت میں اگر لیٹ جاتا تو اسے گناہ نہ ملتا لیکن اس کے ایمان نے گوارا نہ کیا اس نے سوچا جان جاتی ہے تو جائے لیکن میں قرآن کو جھکنے نہ دوں گا۔ اگر آج بچ بھی گیا تو ایک دن مرنا ضرور ہے۔ یہ سوچ کر وہ ریل گاڑی کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ لگا تار دو گھنٹے فائرنگ ہوتی رہی لیکن اللہ کے اس بندے کو ایک گولی بھی نہ لگی آخر کار ہندو اور سکھ وہاں سے چلے گئی تو اس مرد قلندر نے اپنے آنکھوں سے دیکھا کہ گاڑی کے تمام شیشے ٹوٹ چکے ہیں گاڑی

Marfat.com

اس مرد قلندر نے اپنے آنکھوں سے دیکھا کہ گاڑی کے تمام شیشے ٹوٹ چکے ہیں گاڑی چھلنی ہو چکی ہے۔ ہر طرف گولیوں کے نشان لگے ہوئے ہیں صرف وہی جگہ بچی ہوئی ہے جس جگہ وہ کھڑا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی ماہر نشانہ باز نے صرف اسی جگہ پر نشان لگا کر اس کو چھوڑ دیا ہو اور باقی ہر جگہ پر فائر کرتا رہا ہو۔

لوگ بھی اس جگہ کو اور قرآن کے معجزے کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے تھے۔ اس واقعے میں لیٹنے والے بھی بہت سے افراد مارے گئے لیکن اللہ نے قرآن پاک کی برکت سے کھڑے ہوئے آدمی کی حفاظت کی۔

کراچی کی ایک نیک خاتون عائشہ واقعہ بیان کرتی ہیں کہ میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی کہ میرا چھ سالہ بیٹا محمد شفیع کار کا دروازہ بند کرنے لگا تو اس کی ایک انگلی دروازے کے اندر آ گئی اور اس طرح کٹ گئی کہ بالکل الگ نہیں ہوئی صرف دھاگے کی طرح ساتھ لٹکنے لگی۔ میرے شوہر نے فوراً اسی گاڑی میں بچے کو بٹھایا اور قریبی ڈاکٹر کے پاس لے گئے اس نے کہا فوراً سول ہسپتال لے جائیں وہاں جا کر ڈاکٹروں کو دکھایا تو انہوں نے کہا کہ یہ انگلی کاٹنی پڑے گی اتنی دیر میں میں بھی وہاں پہنچ گئی میں نے ڈاکٹروں سے ضد کی کہ میرے بیٹے کی انگلی نہ کاٹیں اس کو ساتھ جوڑ کر ٹانکے لگا دیں۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کو کاٹنا ضروری ہے ورنہ ہاتھ کو بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ بہر حال میں نے ضد کر کے ٹانکے لگوا دیئے۔ جب دو دن گزرے تو انگلی میں سے سخت بدبو آنے لگی اور زہر آگے سرایت کرنے لگا۔ جب ڈاکٹروں نے دیکھا تو کہا کہ اب ہاتھ کاٹنا پڑے گا ہم وہاں سے لے کر دوسرے سرجنوں کے پاس چلے گئے جہاں بھی جاتے یہی جواب ملتا آخر کار کراچی کے سب سے بڑے سرجن کے پاس پہنچ گئے اس ڈاکٹر نے بھی کہا کہ سب سرجن ٹھیک کہتے ہیں کہ ہاتھ کاٹنا پڑے گا اگر آپ نے آج ہاتھ نہ کٹوایا تو ہو سکتا ہے کل تک بازو کہنی تک کاٹنا پڑے کیوں کہ زہر آگے سرایت کرتا جا رہا ہے۔ اب میں یہ کس طرح برداشت کر سکتی تھی کہ میرے بیٹے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ ہم نے ڈاکٹر سے ایک دن کی مہلت مانگی کہ آپ کل تک رک جائیں ہم کل

Marfat.com

آپ کو بتائیں گے۔ سرجن نے نہ چاہتے ہوئے بھی اجازت دے کر چلا گیا اب میں نے مصلیٰ بچھالیا اور رب سے دعا مانگی کہ میں تیرا کلام پڑھ رہی تھی تو میرے بچے کے ساتھ حادثہ پیش آیا اب میں تجھ سے ہی مانگتی ہوں کہ میرے بچے کو شفا دے میں اس وقت تک یہاں سے ہلوں گی نہیں جب تک میرا بچہ ٹھیک نہیں ہو جائے گا۔ بس پھر قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی لگا تار اٹھارہ گھنٹے میں قرآن پاک مکمل کر لیا صبح جب سرجن آیا تو اس نے سب سے پہلے اسی مریض کو بلایا تا کہ اس کے بارے سب سے پہلے فیصلہ کرے۔ جب اس نے انگلی کو دیکھا تو حیران رہ گیا کہ وہ بالکل صحیح طریقے سے جڑ چکی تھی۔ اور اس کی بدبو بھی ختم ہو چکی تھی۔ جب اس کو مزید چیک کیا گیا تو پتہ چلا کہ اس کا زہر بھی نہ صرف رک چکا ہے بلکہ ختم ہو چکا ہے۔ سرجن نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ ہماری سرجری کسی صورت میں اس ہاتھ کو بچا نہیں سکتی تھی ماں کی دعاؤں اور قرآن پاک کی برکت سے اس کا ہاتھ بچ گیا انگلی جڑ گئی۔ محترمہ عائشہ کہتی ہیں کہ یقین کریں میرے بچے کی کٹی ہوئی انگلی کا نشان تک مٹ چکا ہے۔

کرنل محمد نواز سیال 1965ء کی جنگ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ 10 ستمبر 1965ء کی شام جب جنگ عروج پر تھی سرحدی گاؤں کے تین چار آدمی اور ایک بوڑھی عورت میرے ہیڈ کوارٹر میں آئے یہ سب ہڈیارہ کے بے شمار باشندوں کے ساتھ گاؤں میں محصور ہو گئے تھے۔ دشمن کے فوجی ان کے ساتھ ہر طرح کا ناروا سلوک کر رہے تھے انہوں نے سنایا کہ آٹھ ستمبر کی شام سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے بھارتی افسروں اور سپاہیوں نے بہت سے مردوں عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کو پکڑ کر عید گاہ کے قریب میدان میں جمع کر دیا مردوں کے ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھ دیئے گئے تھے تا کہ یہ لوگ کسی بھی صورت میں حملہ یا دفاع نہ کر سکیں۔ ان لوگوں کی نیتیں بہت خراب تھیں آخر کار وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔ بھارتی فوجی لڑکیوں کی طرف بڑھے مرد بے بس تھے لڑکیاں چیخ و پکار کر رہی تھیں۔ کئی عورتیں اور لڑکیاں سجدے میں پڑی تھیں دعائیں مانگ رہی تھی کہ اے اللہ عائشہؓ، زینبؓ اور حضرت فاطمہؓ کے واسطے ہماری حفاظت فرما۔ یا اللہ اپنے قرآن

Marfat.com

کے نام پر ان مسلمان لڑکیوں کی آبرو کو بچا۔ لڑکیوں کی چیخ وپکار نے عرش کو ہلا دیا اچانک ان کے قریب دھماکے ہوئے اور زمین نے شعلے اگلنے شروع کر دیئے۔ تین چار بھارتی سپاہی وہیں پر تڑپنے لگے ایک منٹ بعد پھر دھماکے ہوئے اور بھارتی ٹرک جو اسلحے سے بھرا ہوا تھا اس میں آگ لگ گئی اور مزید چند بھارتی تڑپنے لگے۔ میدان گرد و غبار اور دھوئیں سے بھر گیا۔ بھارتیوں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ چیخنے چلانے لگے۔ کہ بھاگو پاکستانی توپ خانہ فائر کر رہا ہے۔ بھاگو۔ بھارتی درندے عورتوں اور لڑکیوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ معجزہ یہ ہوا کہ دھماکے اور شعلے ان بھاگتے ہوئے فوجیوں کا تعاقب کرتے رہے ان میں سے کچھ مارے گئے باقی سب بھاگ گئے۔ عورتوں نے بندھے ہوئے مردوں کے ہاتھ کھول دیئے۔ دھماکوں کی سیاہی اور دھوئیں نے ان کے درمیان رکاوٹ ڈال دی تھی۔ وہ ایک دوسرے کی نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ بس پھر سب مسلمان مرد عورتیں اور لڑکیاں وہاں سے بخیر و عافیت نکل آئے۔

اب کرنل صاحب نے ان کو بتایا کہ مجھے ہرگز یہ پتہ نہیں تھا کہ آپ لوگ ان کی قید میں ہیں اور ہماری بچیاں ان کے قبضے میں ہیں۔ یہ تو رب نے قرآن کا معجزہ دکھایا آپ نے اس کو قرآن کے واسطے دیئے حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کے واسطے دیئے اس لئے اس نے ہماری بچیوں کی عزت و آبرو کو بچالیا۔

میرا توپ خانہ وہاں سے چار پانچ میل دور تھا میرے پاس نہ کوئی اطلاع تھی اور نہ ہی کسی قسم کا وہم و گمان کہ ہمارے مسلمان بھائی مصیبت میں ہیں میرے پاس صرف نقشہ تھا میں نے گولہ باری اس لئے کروائی تھی کہ میرے خیال کے مطابق دشمن نے ابھی ہڈیارہ نالہ عبور نہیں کیا تھا میں نے سوچا ہو سکتا ہے دشمن یہاں پر اپنا اسلحہ ساز و سامان اور فوج اکٹھی کر رہا ہو چنانچہ میں نے جنگی سوجھ بوجھ کو استعمال کرتے ہوئے اپنی چند توپوں کا رخ اس طرف کر کے فائر کرنے کا حکم دے دیا تاکہ اگر وہاں دشمن جمع ہو چکا ہے تو بکھر جائے اگر جمع نہیں بھی ہوا تو متنبہ ہو جائے۔ یہ گولہ باری میں نے صرف اللہ پر توکل کر کے کروائی تھی اور گولے عین بھارتیوں پر گرے۔ ہمارے مسلمانوں پر نہیں یہ بھی

Marfat.com

رب کی قدرت ہے۔ اس کے بعد میں نے دوسری بار اس سے ذرا آگے فائرنگ کروائی۔ تیسری اس سے ذرا آگے اور چوتھی اس سے بھی ذرا آگے میرا مقصد یہ تھا کہ دشمن کے سارے علاقے کو (جسے ہم فوجی زبان میں گہرائی کہتے ہیں) زد میں لے لوں یہ تھے وہ دھماکے اور شعلے جو بھاگتے ہوئے بھارتیوں کا تعاقب کر رہے تھے یہ ایک معجزہ تھا جو رب نے اپنے پاک کلام اور اپنی پاکدامن بندیوں کی برکت سے دکھایا۔

جالندھر کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھنے والی ایک مہاجر عورت کی داستان اس کی زبانی ملاحظہ ہو:

ہمیں بچپن ہی سے بڑی سختی کے ساتھ قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی تھی۔ کسی بچے کی مجال نہ تھی کہ وہ مسجد میں جا کر قرآن نہ پڑھے اگر کوئی بچہ نہ جاتا تو اسے سزا دی جاتی تھی یہاں تک کہ وہ قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیتا۔ میں نے جب قرآن پاک ناظرہ پڑھ لیا تو اتنا سکون محسوس ہوا کہ اب حفظ کا ارادہ کر لیا۔ جذبہ اتنا بڑھ چکا تھا کہ پختہ عہد کر لیا کہ اس وقت تک نیا سوٹ نہیں سلواؤں گی جب تک حفظ نہ کر لیا۔ یعنی دھلا ہوا کپڑا تو پہنوں گی مگر نیا نہیں پہنوں گی۔ بس پھر ایک دن آ گیا جب میں مکمل حافظہ قرآن بن گئی۔ زندگی اچھی گزر رہی تھی کہ اچانک تقسیم ہند کے دن آ گئے ہم پاکستان آ رہے تھے کہ قافلہ پر سکھوں اور ہندوؤں نے حملہ کر دیا۔ میرے گھر والے سب شہید ہو گئے میں بے ہوش ہو گئی آخر کار مجھے جب ہوش آیا تو میں ایک کمرے میں نرم و گداز بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کمرے میں کچھ نیم عریاں تصاویر تھی بعض میں گرنتھ پڑھتے ہوئے دکھایا گیا تھا میں سمجھ چکی تھی کہ یہ سکھوں کا گھر ہے۔ اچانک زور سے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان سکھ اور ایک بوڑھی عورت کمرے میں داخل ہوئے آتے ہی اس نوجوان نے اس بوڑھی عورت سے کہا ماں یہ تیری بہو ہے کیا یہ تجھے پسند ہے۔ وہ عورت ہنس کر بولی ہاں مجھے پسند ہے۔ پھر وہ عورت باہر چلی گئی اس نوجوان نے الماری کھولی اور اس میں سے دو بوتلیں شراب کی نکالیں اور بے تحاشا پینے لگا۔ میں رب سے دعائیں مانگ رہی تھی کہ اے میرے اللہ میں نے تیرا کلام حفظ کیا ہوا ہے مجھے اس کی برکت سے ہر طرح کی

Marfat.com

مصیبتوں سے محفوظ رکھنا اور خاص طور پر اس نوجوان سے چھٹکارے کی دعا مانگتی رہی آخر کار وہ نوجوان زیادہ پینے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا میں یہاں سے بھاگنے کی تیاری کرنے لگی۔ میں پروگرام بنا رہی تھی رات کے دو بج چکے تھے میں چارپائی سے اتر کر کوئی چیز تلاش کرنے لگی کہ میری نظر اچانک ایک چمکتی ہوئی چیز پر پڑی جب اسے اٹھایا تو وہ کرپان تھی۔ بس میں نے ہمت کی اور خود کو سمجھایا کہ یہ تو بے ہوش پڑا ہے اس کا گلا کاٹ دے۔ آخر کار میں نے ہمت کر کے اس کے گلے پر کرپان چلا دی۔ ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ مر گیا میں نے دروازہ کھولا اِدھر اُدھر دیکھا کوئی بھی نہ تھا۔ میں وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی راستے میں کافی مشکلات پیش آئیں لیکن آخر کار اللہ کی مدد سے میں واہگہ بارڈر پر پہنچ گئی۔ جب سبز ہلالی پرچم کو دیکھا تو میں بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

جب میں ہوش میں آئی تو میرے بھائیوں نے مجھ سے گزری داستان سنانے کو کہا تو میں نے اپنی بغل سے قرآن نکالا جو اب بھی میرے پاس تھا۔ میں کہا کہ میں صرف اس کی وجہ سے بچ کر آئی ہوں اور اپنی عزت اور ایمان بچانے کیلئے میں نے ایک قتل بھی کیا ہے۔

مامون الرشید پر معتزلہ اور جہمیہ کی ایک جماعت کے نظریات کا غلبہ ہو چکا تھا ان لوگوں نے مامون کو حق کے راستے سے ہٹا کر باطل کے راستے پر لگا دیا تھا۔ اس کے سامنے خلق قرآن کے مسئلے کو خوشنما بنا کر اس کو اپنا ہمنوا بنا لیا تھا۔ مامون نے اپنی وفات سے کچھ ہی مہینے پہلے 218ھ میں طرطوس سے بغداد اپنے عامل اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو ایک خط لکھا اس میں حکم دیا کہ لوگوں کو خلق قرآن کے نظریئے کی دعوت دے اسحاق نے خط پہنچتے ہی وقت کے ائمہ حدیث کی ایک جماعت کو بلوایا جس میں احمد بن حنبل کے ساتھ ساتھ چوٹی کے علماء قتیبہ، ابوحیان، علی بن ابی مقاتل، بشر بن ولید کندی اور محمد حاتم بھی شامل تھے۔ اسحاق نے ان سب کو خلق قرآن کے نظریے کی دعوت دی ان سب نے انکار کیا اس پر اسحاق نے انہیں سخت مار پیٹ اور وظائف کی بندش کی دھمکی دی اس پر اکثر حضرات نے رخصت شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے مجبوری کی وجہ سے اس

Marfat.com

بات کو مان لیا۔ لیکن دو حضرات نے عزیمت سے کام لیتے ہوئے صاف انکار کر دیا۔ وہ تھے حضرت امام احمد حنبلؒ اور محمد بن نوحؒ۔ اسحاق نے مامون کے حکم پر ان دونوں کو بغداد سے طرطوس خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔ دونوں کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں ایک ہی اونٹ پر کجاوہ کے دونوں طرف دو دھڑوں کی شکل میں سوار تھے۔ راستے میں ایک جگہ پر جابر بن عامر نامی ایک صالح و عابد اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے ان دونوں حضرات کو رقت آمیز الفاظ میں نصیحت کی۔ آپ لوگوں کے قاصد اور نمائندے بن کر جا رہے ہیں منحوس ثابت نہ ہونا آج آپ تمام لوگوں کے سردار اور مقتدا ہیں جس غلط نظریہ کی طرف وہ لوگ آپ کو بلا رہے ہیں آپ ہرگز اس پر لبیک نہ کہنا۔ ورنہ سب لوگ ان کی دعوت پر لبیک کہہ دیں گے اور قیامت کے دن ان سب کے گناہوں کا بوجھ آپ کو اٹھانا پڑے گا۔ اگر آپ اللہ کی ذات سے محبت کرتے ہیں تو اپنے صحیح نظریے پر ڈٹے رہنا اور صبر سے کام لینا کیوں کہ تمہارے اور جنت کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے کہ تم شہید ہو جاؤ یعنی شہید ہوتے ہی جنت میں چلے جاؤ گے۔ اگر تم شہید نہ ہوئے تو سوچو کہ ایک دن تو ضرور مرو گے اگر آپ لوگ حق پر ڈٹے رہے اور بچ بھی گئے تو ہر دلعزیز ہو جاؤ گے ہر کوئی آپ کی قدر کرے گا۔

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ اس شخص کی نصیحت سے میرے عزم کو بہت تقویت ملی جب یہ دونوں حضرات خلیفہ کے لشکر کے قریب پہنچ گئے تو خلیفہ کا ایک ملازم اپنے آنسو پونچھتا ہوا آیا اور کہنے لگا اے ابو عبداللہ میں سخت کوفت میں ہوں آج مامون نے تلوار اس زور سے سونتی ہے کہ اس سے پہلے کبھی بھی اس زور سے سونتی نہیں تھی۔ اور اس نے قسم کھائی ہے کہ اگر آپ دونوں نے خلق قرآن کے نظریے کی حمایت نہ کی تو آپ دونوں کی گردن اڑا دے گا۔ شاہی ملازم کی یہ بات سن کر احمد حنبلؒ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی اے میرے مولا اس بدکار بادشاہ کو تیری بردباری نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے حتیٰ کہ اب وہ تیرے اولیاء کو مارنے اور شہید کرنے کی جسارت کرنے لگا ہے۔ اے اللہ اگر قرآن تیرا غیر مخلوق ہے تو تو ہمیں اس کی سزا سے بچا اور ہمیں مامون کے

Marfat.com

ساتھ اکٹھا ہونے سے بھی بچا کہ نہ وہ ہمیں دیکھ سکے اور نہ ہم اسے دیکھ سکیں۔ چنانچہ اس رات کے آخری حصے میں ان دونوں نے مامون کی موت پر چیخ و پکار اور رونے کی آوازیں سن لیں اس طرح اللہ نے ان دونوں حضرات کو مامون کے سامنے پیش ہونے سے مامون رکھا۔ مامون کی وفات کے بعد ان دونوں حضرات کو واپس بغداد بھیج دیا گیا۔ راستے میں محمد بن نوحؒ وفات پا گئے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مامون کے بعد اس کا بھائی معتصم خلیفہ بن گیا۔ اس نے امام کو بغداد کی جیل میں قید کروادیا۔ آپ اٹھارہ یا تیس ماہ تک جیل میں ہی رہے۔ وہاں آپ کو ایک ڈاکو ابن الہیثم ملا اس نے امام سے کہا کہ میں نے مختلف جرائم میں مختلف اوقات میں تقریباً اٹھارہ ہزار کوڑے کھائے ہیں لیکن میں نے اپنی بری عادات نہیں چھوڑیں آپ تو حق پر ہیں آپ ہرگز ہمت نہ ہارنا چاہے جان چلی جائے امام فرماتے ہیں کہ اس آدمی نے میرے ایمان کو غیر متزلزل کر دیا اور مجھے انتہائی پکا کر دیا جب بھی امام کو ابن الہیثم یاد آتا تھا امام اس کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے امام کو ہر وقت بیڑیوں میں جکڑ کر رکھا جاتا تھا نماز بھی اسی حالت میں پڑھتے تھے معتصم نے حکم دیا کہ امام کو میرے سامنے حاضر کرو پہلے سے زیادہ وزنی بیڑیوں میں جکڑ کر امام کو معتصم کی طرف روانہ کیا گیا۔ امام سے چلا بھی نہیں جاتا تھا لیکن ان لوگوں کو ترس نہ آیا۔

جب میں خلیفہ کے دربار میں پہنچ گیا تو خلیفہ نے مجھے دیکھ کر اپنے درباریوں سے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ وہ جوان آدمی ہے یہ تو ایک ادھیڑ عمر بوڑھا آدمی ہے اس نے میرا اکرام کیا اور مجھے بیٹھنے کا کہا اور کہا کہ اگر تم مجھ سے پہلے خلیفہ کے قبضے میں نہ ہوتے تو میں تمہیں آزاد کر دیتا۔ پھر عبدالرحمٰن نامی ایک سرکاری ملاں سے امام کا مناظرہ کروایا گیا امام ہر بات پر اسے لاجواب کر دیتے تھے۔ پھر ابن ابی داؤد سے مناظرے ہوئے وہ انتہائی جاہل ثابت ہوا۔ ہر بار مناظرہ ہار جاتا اور پھر کوئی نیا شوشہ چھوڑ دیتا لیکن ہر بار اسے منہ کی کھانی پڑتی۔ امام اکیلے تھے باقی سارا دربار ایک طرف تھا لیکن خلیفہ پھر بھی امام کے بارے نرم پہلو رکھتا تھا آخر کار اسحاق بن ابراہیم نائب بغداد بول پڑا یہ بات

Marfat.com

خلافت کی تدبیری اور انتظامی امور کے شایان شان نہیں کہ آپ ان کا راستہ یوں ہی چھوڑ دیں اور وہ اس طرح اپنے نظریہ کے لحاظ سے برابر دو خلیفوں پر غالب آجانے کا ڈھونگ رچاتے پھریں یہ بات سن کر خلیفہ گرم ہو گیا اور وہ شدید غصے میں آ گیا۔ سخت اور غلط الفاظ استعمال کئے اور حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتار کر اس کو زمین پر گھسیٹو ایسا ہی کیا گیا۔ پھر امام کو کوڑے مارے گئے خلیفہ خود جلادوں کو حکم دیتا رہا کہ زور سے مارو۔ زور سے مارو ارے تمہارے ہاتھ ٹوٹیں زور سے مارو۔ اگر یہ کوڑے کسی ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ بھی بلبلا اٹھتا آخر کار امام بار بار بے ہوش ہو جاتے جب انہیں خطرہ ہوا کہ یہ مر جائے گا تب چھوڑ دیا آخر کار خلیفہ نے ان کو رہا کر دیا۔

جب واثق باللہ کا دور آیا تو پھر سے اس فتنہ نے سر اٹھایا یہ بھی عجیب امتحان اور آزمائش کا دور تھا خلیفہ اپنے پیش رو کے رویہ کے مطابق اس مسئلہ میں بڑی سختی برت رہا تھا ادھر مجاہد عظیم امام اہلسنت شیخ احمد بن نصر الخزاعی بڑی ہمت اور استقامت کے ساتھ اس نظریہ کی تردید پر ڈٹے ہوئے تھے یہاں تک کہ اہل بغداد کی ایک کثیر تعداد شیخ احمد بن نصر کے گرد اکٹھی ہو گئی شیخ کی گرفتاری کا حکم ہوا تو ان کے ساتھ ان کے چوٹی کے ساتھیوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور پھر خلیفہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ خلیفہ نے قاضی ابن ابی داؤد کے سامنے اس مسئلہ کو چھیڑا شیخ احمد نے خلیفہ کی سوچ کے بالکل برعکس باتیں کیں خلیفہ غصہ میں آ گیا اور حاضرین سے پوچھا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو قاضی ابن ابی داؤد اور اس کے حامیوں نے کہا کہ یہ شخص حلال الدم ہے یعنی اس کا خون بہانا جائز ہے۔ بس بادشاہ نے اسی وقت تلوار منگوا کر اپنے ہاتھ سے شیخ کو شہید کر ڈالا ان لوگوں کا نظریہ تھا کہ جس طرح ہر چیز پیدا ہوئی ہے اسی طرح قرآن بھی پیدا ہوا ہے یعنی مخلوق ہے اور جس طرح ہر مخلوق مر جاتی ہے ختم ہو جاتی ہے اسی طرح ایک دن قرآن بھی ختم ہو جائے گا۔ علماء حق کہتے تھے کہ قرآن مخلوق نہیں ہے یہ اللہ کا کلام ہے یہ اللہ کے اندر سے نکلی ہوئی چیز ہے۔ جس طرح اللہ ہمیشہ باقی رہے گا اس کا کلام بھی ہمیشہ باقی رہے گا کبھی زوال پذیر نہیں ہوگا۔ علماء کرام اور بزرگان دین نے خلفاء کو بہت سمجھایا عقلی

Marfat.com

اور نقلی دلیلیں دیں لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

بس علماء کرام اور بزرگان دین کی دعائیں رنگ لائیں اور امام احمد بن حنبلؒ کی فکر اور محنت کو اللہ نے قبول کرلیا جو بادشاہ ان کی زبردست دلیلوں کو نہ سمجھ سکے اور ان پر ظلم کرتے رہے۔ واثق باللہ نے اپنے ہاتھوں سے شیخ احمد کو شہید کر ڈالا۔ وہی واثق باللہ دریا میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک مسخرہ روتا ہوا آیا وہ زبردست چیخ و پکار اور واویلا کر رہا تھا کہ ہم اجڑ گئے ہم برباد ہو گئے خلیفہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس نے حکم دیا کہ اس کو روکو لیکن وہ مسخرہ رکا نہیں آگے بڑھتا گیا اور واویلا اور زیادہ کرتا گیا کہ ہم اجڑ گئے ہم برباد ہو گئے۔ واثق باللہ نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ ہوا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ قرآن مر گیا ہے۔ اب ہم تراویح میں کیا پڑھیں۔ نماز میں کیا پڑھیں گے تلاوت کس طرح کریں گے اپنے مردوں کو ایصال ثواب کس طرح کریں گے۔ بس اس بات نے بادشاہ کو سوچنے پر مجبور کر دیا اور اس نے مسخرے سے کہا کہ تم کیا بکواس کر رہے ہو قرآن کس طرح مر سکتا ہے اس نے کہا کہ تم خود تو اس کا پرچار کرتے ہو کہ قرآن مخلوق ہے ہر مخلوق ختم ہو جائے گی قرآن بھی مخلوق ہونے کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔ ایک دن تو قرآن نے مرنا ہی تھا کل مرنے کی بجائے آج مر گیا تو تمہیں اس میں حیرت کیوں ہو رہی ہے۔ اس نے پھر چیخنا شروع کر دیا واثق نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے غیر مخلوق ہے۔ جو شخص اس کو مخلوق کہے اسے قتل کر دیا جائے۔ بس جو معاملہ تین خلفاء کے دور میں موضوع بحث رہا بہت سے علماء کو قتل کیا گیا ظلم کیے گئے بس اتنی سی بات پر پانسہ پلٹ گیا۔ واثق نے احمد بن حنبلؒ کی تکریم کی انتہا کر دی کہ یہ مرد مجاہد برسوں تک ظلم برداشت کرتا رہا لیکن اپنی بات پر ڈٹا رہا اگر یہ پھسل جاتا تو سارے مسلمان پھسل جاتے اس نے امت مسلمہ کو سہارا دیا اس نے منت سماجت کر کے امام کو اپنے محل میں دعوت پر آنے کا کہا امام نہیں مانے۔ اس کی ماں نے کہا کہ خود چل کر جاؤ اور ساتھ لاؤ امام بڑی مشکل سے آئے خلیفہ خود چیزیں اٹھا اٹھا کر پیش کرتا رہا امام نے بالکل تھوڑا سا کھایا اور اس وقت اجازت لے کر واپس آ گئے جب تک امام زندہ رہے واثق باللہ ان کی حد سے زیادہ قدر کرتا رہا۔ بس واثق نے پابندی کیا

Marfat.com

لگائی یہ نظریہ دم توڑ دیا اس وقت سے لیکر آج تک ایک بھی قرآن کو مخلوق کہنے والا باقی نہ رہا۔ امام احمد بن حنبل کی قربانیوں اور ان کی قدر کا اندازہ اس چیز سے لگائیں کہ جب امام فوت ہوئے تو تقریباً پچیس لاکھ مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ ادا کی حالانکہ اس وقت آبادی بھی کم تھی اور لوگ دور دور رہتے تھے لوگ لمبے لمبے سفر طے کر کے امام کا جنازہ پڑھنے آئے اس جنازے کو دیکھ کر بیس ہزار یہودی عیسائی ایک دن میں مسلمان ہو گئے۔

ایک حافظہ بوڑھی عورت حجاج کے پاس آئی اور اپنی حاجت پیش کی حجاج نے اس کی ضرورت پوری نہ کی اس پر اس بوڑھی عورت نے کہا اے حجاج تو دنیا سے اس طرح غائب ہو جائے (مرجائے) جس طرح قرآن کے پہلے پندرہ پاروں سے کلاّ کا لفظ غائب ہے حجاج نے تھوڑی دیر سر جھکایا اور پھر سر اٹھا کر کہا اے بڑھیا تو صحیح کہتی ہے قرآن کے پہلے پندرہ پاروں میں ہرگز کلاّ کا لفظ نہیں ہے اگر ایک بار بھی ہوتا تو میں اس وقت تیری گردن اتار دیتا۔ اس واقعہ سے حجاج اور بوڑھی عورت دونوں ہی کا کمال حفظ قرآن پاک ثابت ہوتا ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ نساء کا دوسرا رکوع یوصیکم اللہ کہلاتا ہے یہ بہت مشکل رکوع ہے بڑے بڑے حافظ اس میں غلطیاں کرتے ہیں اور وہ حافظ جو بغیر سوچے سمجھے پڑھتے ہیں یہاں آ کر وہ بھی سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں یہاں صرف رٹا کام نہیں دیتا بلکہ دماغ حاضر رکھنا پڑتا ہے۔ صرف دو آیتیں ہیں لیکن متشابہات اور ملتے جلتے الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مثلاً

اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ، فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ، يُّوْصِيْ بِهَآ، يُّوْصِيْنَ بِهَآ، تُوْصُوْنَ بِهَآ، يُّوْصٰى بِهَا

پانی پت میں ایک عورت نے اعلان کیا کہ جو شخص مجھے یوصیکم اللہ والا رکوع اس طرح سنا دے کہ میں جہاں سے ایک لفظ پڑھوں آگے وہ پڑھنا شروع کر دے اور غلطی

Marfat.com

بالکل نہ کرے تو میں اس شخص سے شادی کرلوں گی اس پر کئی بڑے بڑے حافظ اور قاری آئے لیکن کسی نہ کسی جگہ غلطی کر جاتے یا رک جاتے حتیٰ کہ کافی عرصے کے بعد ایک حافظ نے یہ رکوع بالکل صحیح سنا دیا جہاں سے ایک لفظ پڑھا انہوں نے آگے سے بالکل صحیح پڑھا جب عورت نے بار بار سن کر تسلی کرلی تو ان سے نکاح کرلیا۔

1995ء کے اخبارات میں ایک سات سالہ بچے عرفان الحق کے بارے بہت سی تعجب انگیز سرخیاں اور مضمون شائع ہوئے یہ بچہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا میں 35 سال سے درس و تدریس کی خدمت سرانجام دینے والے جید عالم علامہ صدیق کشمیری صاحب کا نواسا تھا عرفان الحق بالکل امی تھا سات سال کی عمر میں اس نے ابھی سکول مدرسہ جانا بھی شروع نہیں کیا تھا۔ الف با بھی نہیں پڑھی تھی عربی تو کیا اردو بھی نہیں جانتا تھا۔ صرف اپنی مادری زبان کشمیری بول سکتا تھا۔ اس بچے کے بارے اس کے والد صاحب نے کئی باتیں بتائیں جب یہ بچہ پیدا ہونے والا تھا تو اس کی والدہ نے خواب دیکھا کہ اسے کسی نے ایک سنہرا قلم دیا ہے۔ جب یہ بچہ پیدا ہوا تو گھر میں ایک عجیب اور سرور بخش روشنی سی محسوس ہوئی۔ جب یہ بچہ دس ماہ کا ہوا تو رات کو اس کی والدہ نے تلاوت کلام پاک کی آواز سنی ارد گرد دیکھا تو کوئی نہ تھا جب غور کیا تو یقین ہو گیا کہ دس ماہ کا بچہ سورۃ یٰسین پڑھ رہا تھا اس بچے کے دادا باہر عبادت کر رہے تھے ان کو بلایا وہ بھی سن کر حیران رہ گئے ماں اور دادا اس کی تلاوت کے گواہ ہیں۔

جب یہ بچہ بڑا ہوا تو اس نے ضد کر کے کاغذ قلم لیا اور قرآن پاک لکھنا شروع کر دیا۔ یہ سارا قرآن لکھ لیتا ہے اعراب شد مد بالکل صحیح لگاتا ہے جب اسے ختم قرآن کی دعا لکھنے کا کہا گیا تو اس نے بڑی مشکل سے لکھی لیکن اس پر اعراب نہیں لگائے گویا کہ اللہ کی طرف سے اشارہ تھا کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں۔ یہ بچہ صرف قرآن لکھ سکتا ہے اور کوئی کتاب نہیں لکھ سکتا لکھائی اتنی اچھی ہے کہ لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں اور جب ماہر خطاط دیکھتے ہیں تو اس میں سے باریکیاں نکالتے ہیں اور اس کے فن کی داد دیتے ہیں۔ کچھ لوگ یقین نہیں کرتے تھے تو جا کر تجربہ کرنے پر بچہ کے ہاتھ چوم لیتے تھے اور مان

Marfat.com

لیتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے قرآن پاک کا اعجاز ہے۔

ایک مرتبہ ایک انگریز حاکم شہر سہارنپور انڈیا مدرسہ مظاہر العلوم میں گیا اور بچوں کو تعلیم القرآن اور حفظ قرآن میں مشغول پایا۔ حاکم نے ایک قاری صاحب سے پوچھا کہ کسی بچے کو پورا قرآن حفظ ہے۔ استاد نے بہت سے بچوں کی طرف اشارہ کیا اسے بڑا تعجب ہوا۔ اس نے کہا کہ میں خود تجربہ کرنا چاہتا ہوں اس نے بہت سے بچوں سے جگہ جگہ سے قرآن سنا سب بچوں نے فرفر سنا دیا اس نے حیران ہو کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جس طرح قرآن کی حفاظت کی گئی ہے اس طرح کسی کتاب کی نہیں کی گئی۔

ایک چھوٹے سے بچے کے سینے میں مکمل قرآن پاک محفوظ ہو جانا یہ قرآن ہی کا معجزہ ہے۔

قاری عبداللہ حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث کے بڑے بھائی تھے۔ قرآن پاک کی یادداشت کا یہ عالم تھا کہ ایک روز سوتے سوتے تلاوت کر رہے تھے کہ متشابہ لگ گیا حضرت محدث نے بتایا تو جاگ گئے اور پوچھا کیا ہوا انہوں نے غلطی بتائی تو فرمایا میں تو سویا ہوا تھا مجھے تو تلاوت کا معلوم نہیں حضرت محدث نے فرمایا میں نے جاگتے ہوئے تمہارے کئی پارے سنے۔ (فضائل حفاظ قرآن صفحہ 658)

حضرت قاری فتح محمد صاحب کثرت سے تلاوت کرتے تھکاوٹ کی وجہ سے کئی دفعہ اونگھ آجاتی اور جب چوکس ہوتے تو قدرتی طور پر اس جگہ سے شروع کرتے جہاں سے چھوڑا تھا بعض اوقات پڑھتے پڑھتے گہری نیند میں چلے جاتے جب بیدار ہوتے تو پھر اسی جگہ سے شروع کر دیتے کبھی بھی اس کے خلاف نہیں ہوا یعنی جہاں سے تلاوت رکی تھی وہیں سے دوبارہ شروع ہوئی یہ بندے کا کمال نہیں ہے رب کا کمال ہے۔

مشہور زمانہ قاری رحیم بخش صاحب کے دادا حافظ رحم علیؒ اپنے کنویں پر سویا کرتے تھے اور رات کو سوتے وقت تلاوت کیا کرتے تھے کئی بار چور بیل وغیرہ کھولنے آئے اور آپ کو تلاوت کرتے ہوئے پا کر واپس چلے گئے۔ کئی بار ایسا ہوا تو آخر کار ایک چور دن کے وقت آیا اور آ کر پوچھا کہ حافظ صاحب آپ ساری رات تلاوت ہی کرتے رہتے

Marfat.com

ہیں سوتے بالکل نہیں انہوں نے کہا کہ بات کیا ہے تو چور نے بتایا کہ کئی دفعہ آپ کے ہاں چوری کرنے آئے آپ کو تلاوت کرتے ہی پایا انہوں نے کہا کہ پہلے تو میں سوتے ہوئے تلاوت کرتا تھا اب جاگ کر تلاوت کروں گا۔ (فضائل حفاظ القرآن 658)

قاری رحیم بخش صاحب بچپن میں اپنے استادوں کو پورا قرآن سنانے کے بعد اپنی مرضی سے 20 تا 22 پارے روزانہ پڑھتے تھے۔

حافظ گل محمد قصاب کھیتی باڑی کرتے تھے صبح گھر سے بیلوں کو لے کر نکلتے تو تلاوت شروع کر دیتے سارا دن محنت ومشقت کرتے ساتھ تلاوت جاری رہتی جب تک قرآن پاک مکمل نہ ہو جاتا اس وقت تک کسی سے بات نہ کرتے تھے۔

حافظ مشیت اللہ پانی پتی جوتے بیچا کرتے تھے جوتیاں لے کر دیہاتوں میں نکل جاتے سارا دن معاش کے فکر کے ساتھ تلاوت جاری رہتی گھر واپس آنے پر قرآن پاک مکمل کر چکے ہوتے اگر کچھ پارے رہ گئے ہوتے تو شہر کی فصیل پر بیٹھ کر مکمل کرتے اس وقت تک گھر میں قدم نہ رکھتے تھے جب تک قرآن پاک مکمل نہ ہو جاتا تھا۔

عبداللہ بن یزید مقری کی عمر جب نوے سال سے زیادہ ہوئی تو فرمایا کہ میں نے اکہتر سال قرآن پاک پڑھایا ہے چھتیس سال بصرہ میں اور پینتیس سال مکہ مکرمہ میں قرآن پاک کی تعلیم دی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ کوفہ کے نواح میں جا رہے تھے کہ ایک جگہ فساق کا مجمع ایک گھر میں جمع تھا ایک گویا جس کا نام زاذان تھا گا رہا تھا اور سارنگی بجا رہا تھا ابن مسعودؓ نے اس کی آواز سن کر ارشاد فرمایا کیا ہی اچھی آواز تھی اگر قرآن کی تلاوت میں ہوتی۔ یہ کہہ کر وہ اپنے سر پر کپڑا ڈال کر (گانے کی آواز نہ آئے) وہاں سے گزر گئے۔ زاذان نے ان کو بولتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون تھے اور کیا کہہ رہے تھے لوگوں نے بتایا مشہور صحابی رسول ﷺ عبداللہ بن مسعودؓ تھے اور فرما رہے تھے کہ کیا ہی اچھی آواز ہے اگر قرآن پاک کی تلاوت میں ہوتی۔ زاذان پر ان الفاظ کی کچھ ایسی ہیبت چھائی کہ وہیں سب

Marfat.com

آلات توڑ کر عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مل گیا اور اچھا قاری اور علامہ وقت ہوا۔

ایک مرتبہ قاری مصلح الدین صاحب اپنے فرزند قاری لالہ کو ساتھ لے کر اپنے دوست قاری نسیم صاحب سے ملنے کیلئے رام پور گئے۔ قاری نسیم صاحب نے دریافت کیا کہ مدینہ منورہ سے واپسی پر پانی پت میں قرآن پاک کی کتنی خدمت کی۔ قاری مصلح الدین صاحب نے جواب دیا کہ اس بیٹے اور اسکی بہن کے علاوہ پانچ سات آدمیوں کو قرآت سکھائی ہے۔ قاری نسیم چونک پڑے اور کہا کہ آپ نے تو عمر بے کار ضائع کر دی۔ میں تو اس مدت میں سینکڑوں آدمیوں کو حافظ اور قاری بنا چکا ہوں۔ قاری مصلح الدین خاموش ہو گئے دوسرے دن قاری صاحب نے رام پور کے معززین کو اکٹھا کیا اور قاری لالہ کو کہا کہ تلاوت کیجئے تا کہ آپ کے والد کی محنت کا پتہ چل سکے۔ قاری لالہ نے جب تلاوت شروع کی تو سب پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی کسی کو تلاوت کے علاوہ کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔ قاری نسیم صاحب اٹھے اور قاری لالہ کو سینے سے لگا لیا اور کہا کہ آج تک میں سمجھتا تھا کہ میں نے قرآن کی بہت خدمت کی ہے۔ لیکن آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ قرآن کی اصل خدمت تو قاری مصلح الدین نے کی ہے۔ اور میری زندگی بے کار گئی ہے۔ میں نے سینکڑوں آدمیوں کو تعلیم دی لیکن اپنے جیسا یا قاری لالہ جیسا ایک بھی قاری نہ بنا سکا جبکہ قاری مصلح الدین نے اپنے بیٹے پر اتنی محنت کی کہ وہ ہم سب پر بازی لے گیا۔

حبیب عجمی ایک چوٹی کے ولی اللہ ہیں پہلے یہ سود کا کاروبار کرتے تھے لوگ ان کو حبیب سود خور کہا کرتے تھے اچانک انہوں نے توبہ کی تو ہر دلعزیز ہو گئے بچے تک کہتے کہ راستہ چھوڑ دو حبیب تائب آ رہے ہیں۔ چونکہ یہ عجم کے رہنے والے تھے اس لئے حبیب عجمی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ایک تو عجمی تھے دوسری بات یہ کہ بڑی عمر میں دینداری کی طرف آئے تھے اس لئے قرآت قواعد وضوابط کے ساتھ نہیں کر سکتے تھے یعنی تجوید کا علم نہیں رکھتے تھے۔ ایک بار حبیب عجمی بصرہ تشریف لائے حضرت حسن بصری جو چوٹی کے ولی امام صوفی قاری اور عالم ہیں وہ حبیب سے ملنے کیلئے آئے۔ اس

Marfat.com

وقت حبیب فجر کی نماز پڑھا رہے تھے چونکہ قرأت صحیح نہ تھی اور تجوید کا تو سرے سے پتہ ہی نہ تھا اس لئے حسن بصری بدظن ہو کر واپس آ گئے کہ جس شخص کو صحیح طریقے سے قرآن پاک پڑھنا نہیں آتا وہ ولی کیسے ہو سکتا ہے۔ رات کو سوئے تو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی تو پوچھا کہ میرے لئے سب سے اچھا عمل کون سا ہے۔ جس سے میں آپ کا قرب حاصل کر سکوں۔ تو جواب ملا کہ حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھنا اور اگر آج صبح تم اس کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تو تمہاری زندگی کی تمام نمازوں سے وہ نماز بہتر ہوتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ اللہ کا پسندیدہ بندہ ہو اور خود کو بڑا نہیں سمجھنا چاہیے کہ کہیں کسی فخر و غرور والی بات پر اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ حبیب عجمی اگرچہ قرأت اچھی آواز اور اصولوں کے مطابق نہیں کرتے تھے لیکن وہ اللہ کے مخلص اور پیارے بندے تھے اور ان جیسے بندوں کی قدر کرنی چاہیے۔

فقہا کی ایک جماعت ایک شیخ صاحب کی زیارت کو گئی جب ان کی پیچھے نماز پڑھی تو ان کو قرأت میں غلطیاں کرتے ہوئے پایا۔ سب کا اعتقاد بدل گیا۔ رات کو سوئے تو کچھ حضرات کو غسل کی حاجت ہو گئی وہ لوگ کسی نہر یا دریا پر غسل کیلئے گئے۔ جب کپڑے اتار کر اس میں اترے تو ایک شیر آیا اور کپڑوں پر بیٹھ گیا اب کسی کی مجال نہیں تھی کہ باہر نکلتا اور کپڑے پہنتا بس ٹھٹھر رہے تھے اور ڈر رہے تھے اچانک شیخ آ گئے اور شیر کے کان کو مروڑ کر کہا کہ میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کو نہ ستانا جب شیر کو چھوڑا تو وہ بھاگ گیا شیخ نے فرمایا تم اصلاح ظاہری ہو تو شیر سے ڈرتے ہو ہم اصلاح باطن ہیں اور شیر ہم سے ڈرتا ہے۔ یعنی تم لوگ تو الفاظ ٹھیک کر رہے ہو اور ہم لوگ اپنے اعمال ٹھیک کر رہے ہیں اسلئے ہمیں اللہ کے علاوہ کسی چیز کا ڈر نہیں ہے۔

مولانا یعقوبؒ فرماتے ہیں مجھے جالندھر کے ایک بزرگ کی بات بہت پسند آئی۔ میری نوعمری تھی ایک بڑے شیخ نے مجھ سے پوچھا کیا پڑھا ہے؟ میں انکسار سے کہا میں کچھ زیادہ علوم دینیہ نہیں پڑھے بس قرآن پاک یاد کیا ہے انہوں نے فرمایا اپنے الفاظ کو بدلو تم نے سب علوم پڑھ لئے جس نے قرآن پاک کو پڑھ لیا اس نے بہت کچھ پڑھ لیا

Marfat.com

کیوں کہ سارے علوم قرآن پاک ہی سے نکلے ہیں اور کوئی ایسا علم نہیں جس کا ذکر قران پاک میں نہ ہو۔ حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ کا فرمان حافظ قرآن کے متعلق ہے:

ان علوم النبوۃ ادرجت بین جنبیہ

کہ علوم نبوت حافظ کے دو پہلوؤں کے درمیان میں درج کیے گئے ہیں۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے اپنے لڑکے کو ایک قاری کے پاس قرآن پاک پڑھنے کیلئے بٹھایا۔ جب لڑکے نے ایک منزل ختم کر لی تو آپ نے استاد کو سو دینار عطا کیے۔ استاد نے کہا اتنی بڑی رقم دے رہے ہیں میں نے اتنا بڑا کام نہیں کیا۔ آپ نے اپنے لڑکے کو دوسرے استاد کے پاس بھیج دیا کہ یہ آدمی قرآن کی قدر سمجھنے والا نہیں ہے اس کی بے توقیری کرنے والا ہے۔

حضرت زید بن ثابت کاتبین وحی میں شامل ہیں چوٹی کے عالم اور بزرگ ترین صحابہؓ میں شامل ہیں۔ ایک مرتبہ جب وہ اپنی سواری پر سوار ہوئے تو حضور اکرم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس نے ان کی سواری کی لگام تھام لی۔ حضرت زیدؓ نے منع فرمایا تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ ہم اپنے علماء کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں (یعنی قرآن کی وجہ سے قدر) پس زید بن ثابت نے فوراً ان کا ہاتھ چوم لیا اور فرمایا کہ ہم بھی اپنے اشراف (نبی ﷺ کے رشتہ دار) کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں۔

شیخ ابو معاویہ الاسود یمانی طرطوسی نابینا ہو چکے تھے۔ ان کے پاس ایک دوست آئے اور ایک سوال کیا کہ حضرت آپ تو نابینا ہیں لیکن آپ کے حجرے میں قرآن پاک پڑا ہوا ہے انہوں نے وعدہ لیا کہ میں تمہیں ایک سچی بات بتاتا ہوں میری زندگی میں کسی کو نہ بتانا جب عہد و پیمان ہو گیا تو فرمایا میں واقعی نابینا ہو چکا ہوں لیکن جب قرآن پاک کھولتا ہوں تو میری بینائی لوٹا دی جاتی ہے۔ جب بند کر دیتا ہوں تو پھر نابینا بن جاتا ہوں۔ (صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۲۴۶۔ اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے ص ۲۲۸)

1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں نے پانی پت والوں کی معافی ضبط کر لی تو

Marfat.com

قاری لالہ صاحب قسطنطنیہ چلے گئے۔ ماہ شعبان کے آخری دن تھے۔ سلطان عبدالحمید خان نے شیخ الاسلام سے فرمایا کہ جامع مسجد تک جانے کی مجھ میں ہمت نہیں (بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے) کوئی قاری تجویز کرو جو شاہی محل میں ہمیں تراویح میں قرآن سنائے۔ شیخ الاسلام نے اعلان کر دیا کہ جو یہ سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے آ کر امتحان دے اول تو کسی کی ہمت نہ ہوئی چند ایک نے ہمت کی تو شیخ الاسلام نے معذرت کر لی۔ قاری لالہ نے ہمت کی اور خود کو پیش کر دیا بادشاہ خود بھی حافظ تھا جب قاری لالہ کی تلاوت سنی تو عش عش کر اٹھا فرمایا کہ ہم آپ سے پورا قران سنیں گے اور پھر واقعی پورا قرآن سنا۔ سلطان نے ختم قرآن پر آپ کو بہت زیادہ رقم پیش کی قاری لالہ نے فرمایا کہ میں تو قرآن سنانے کا کچھ بھی لیتا نہیں ہوں۔ اور ترکی تو میں اس لئے آیا ہی نہیں میرے آنے کا مقصد کچھ اور ہے۔ سلطان نے پوچھا تو بتادیا کہ انگریز نے ہماری معافی ضبط کر لی ہے کیوں کہ پانی پت والے بھی غدر میں شریک تھے۔ آپ ہماری معافی بحال کروادیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ سلطان نے کہا کہ آپ کا کام ہو جائے گا آپ ہمارے ہدیے کو قبول کر لیں۔ سلطان نے اسی وقت ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھ دیا۔ اور ایک نقل قاری صاحب کو دے دی تاکہ وائسرائے کو دکھا سکیں اس طرح پانی پت والوں کی معافی قرآن کی برکت سے بحال ہوگئی۔ (سیارہ ڈائجسٹ قرآن پاک نمبر)

امام نافع مدنی چوٹی کے قاری تھے ان کے منہ سے ہر وقت کستوری کی خوشبو آتی تھی کسی نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی آپ نے میرے منہ کے ساتھ منہ لگا کر قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے اسی وقت سے میرے منہ سے خوشبو آنی شروع ہوگئی۔ انہوں نے ستر سال تک مسجد نبوی میں قرآن پاک کی تعلیم دی تھی۔

امام قالونؒ بہرے تھے اونچی آواز بھی نہیں سن سکتے تھے لیکن قرآن پاک کی آواز سن لیتے تھے ابن ابی حاتم کہتے کہ وہ بہرے ہونے کے باوجود قرآن پاک پڑھاتے تھے اور حفاظ کی غلطیاں بھی نکالتے تھے۔ (طبقات)

Marfat.com

سلطان ناصر الدین قباچہ اور اورنگزیب عالمگیر بیت المال سے کچھ بھی نہیں لیتے تھے بلکہ قرآن پاک لکھ کر بغیر اپنا نام بتائے (تا کہ کوئی زیادہ رقم نہ دے) بازار میں بھیجتے اور جو ہدیہ اس سے ملتا وہ اپنی ضروریات میں لگا دیتے تھے۔

گجرات کے سلطان محمود بیگڑا نے ایک دفعہ بڑے پردرد لہجے میں کہا کہ ہماری اولاد میں سے کوئی حافظ نہ ہو سکا جس کی وجہ سے ہم فضائل سے محروم رہ گئے ان کے جوان بیٹے خلیل خان نے سنا تو ایک سال چند ماہ میں حفظ کر لیا اور سولہ تراویح میں سولہ قرآن پاک سنا دیئے۔ باپ نے ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھا دیا اور خود عبادت میں مصروف ہو گیا۔ خلیل خان نے مظفر شاہ کا لقب اختیار کیا فرض تو کیا کبھی مستحب بھی نہیں چھوڑتا تھا۔ اس کا انتہائی پیارا گھوڑا بیمار ہوا تو کسی نے چند گھونٹ شراب پلا دی جب سلطان کو پتہ چلا تو ہمیشہ کیلئے اس گھوڑے پر سواری چھوڑ دی۔

سلطان مظفر بڑے اچھے خطاط بھی تھے ہر روز ایک رکوع بہ خط نسخ لکھتے جب قرآن پاک مکمل ہو جاتا تو حرمین شریفین بھیج دیتے تا کہ لوگ پڑھتے رہیں اور ان کو بھی اجر ملتا رہے۔ ایک دن ایک صفحہ بڑی محنت اور پیار سے لکھ کر اسے دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اتنے میں لطیف الملک خورجی جو سلطان کے پیچھے تلوار لے کر کھڑا تھا افیون کے نشے کی وجہ سے سلطان پر گر پڑا سلطان کے ہاتھ سے قلم گرا اور چند سطریں کالی ہو گئیں سلطان کو غصہ آیا لیکن خاموش رہا اور اسی صفحے کو دوبارہ لکھنا شروع کر دیا لطیف الملک کو لوگوں نے دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ وہ باہر کھڑا روتا رہا اور کہتا رہا کہ میرا ہاتھ کاٹ دو یا ہاتھی کے پاؤں کے نیچے دے کر مجھے مروا ڈالو سلطان نے کہا مجھے کیا ضرورت کہ ایسا کروں۔ ہاں البتہ تم آئندہ کیلئے افیون سے توبہ کر لو تو معافی بھی ہو سکتی ہے۔ اور عہدہ بھی بحال ہو سکتا ہے اس نے سچی توبہ کی اور عہدہ بحال کر دیا گیا۔

ایک کاتب تھا لکھائی بہت ہی پیاری جبکہ عقل کا پورا تھا کام ملتا رہتا تھا لیکن ایک عادت بہت خراب تھی اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ لکھ دیا کرتا تھا۔ جو بات پسند نہ آتی اس کو بدل کر اپنی پسند کی بات لکھ دیا کرتا تھا۔ ایک آدمی آیا اور آ کر کہا کہ میں نے آپ سے

Marfat.com

قرآن پاک لکھوانا ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ یہ اللہ کا کلام ہے اپنی طرف سے کچھ نہ لکھنا۔ قرآن تو بدلے گا نہیں لیکن تم جہنمی ہو جاؤ گے۔ کاتب کہنے لگا کہ میری کیا مجال کہ میں اس میں تبدیلی کروں۔ کام شروع کیا پھر مکمل کر دیا جب آدمی لینے کیلئے آیا تو دیکھا کہ بہت پیارا لکھا تھا اس نے بہت تعریفیں کیں اور ساتھ ہی پوچھ لیا کہ کچھ تبدیل تو نہیں کیا اس نے کہ کچھ بھی نہیں مگر مجھے ایک بات اچھی نہیں لگی کہ اتنی پاکیزہ کتاب اور اس میں کہیں فرعون کا نام لکھا ہے کہیں قارون کہیں شیطان کا نام لکھا ہے اس لئے میں نے فرعون کے نام کی جگہ تمہارا نام لکھ دیا قارون کے نام کی جگہ تمہارے باپ کا نام اور شیطان کے نام کی جگہ پر تمہارے دادا کا نام لکھ دیا ہے۔ (از خطبات حکیم الاسلام)

امام ابوالقاسم شاطبی بہت بڑے قاری تھے اور نابینا تھے ان کے ہاں بچے اپنے نمبر پر سبق سنایا کرتے تھے ایک لڑکا سبق سنانے لگا تو کہا کہ دوسرا لڑکا سبق سنائے پہلے لڑکے کو بڑی شرمندگی ہوئی اٹھ گیا ساتھ ہی خیال آیا کہ رات کو غسل کی حاجت ہوئی تھی گہری نیند کی وجہ سے پھر سو گیا تھا صبح غسل کرنا یاد نہیں رہا۔ فوراً جا کر غسل کیا اور آ کر کلاس میں بیٹھ گیا ابھی استاد کو بتایا بھی نہیں ان کے پاس جا کر بیٹھا بھی نہیں تو استاد نے آواز دے دی کہ سب سے پہلے والا لڑکا آ کر سبق سنائے۔ یہ ہے اللہ والوں کی کرامت اللہ اپنے نیک بندوں کو خوشبو اور بدبو (خاص قسم کی) سونگھا دیتا ہے جسے ہر آدمی نہیں سونگھ سکتا۔

اسی طرح ایک قاری صاب کی کلاس میں ایک لڑکا بغیر غسل کے آ گیا اب استاد اسے شرمندہ بھی نہ کرنا چاہتا تھا استاد صاحب نے سب لڑکوں کو کہا کہ آج ہم نہر پر جا کر نہائیں گے سب لڑکے خوش ہو گئے وہاں جا کر جب سب نہانے لگے تو فرمایا کہ اب غسل کی نیت بھی کر لو اور غسل کے فرائض بھی پورے کر لو۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ ناغہ نہ ہو اسلئے اب سبق بھی پڑھ لو پھر سب لڑکوں کو سبق پڑھایا بھی اور ان سے سبق سنا بھی۔

1965ء کی جنگ میں ہندوؤں کی بمباری سے ایک ٹینک مکمل طور پر تباہ ہو گیا جب کہ اس میں پڑے ہوئے دو قرآن پاک بالکل محفوظ رہے اگلے دن جب سکھ آئے

Marfat.com

اور مسلمانوں کو بتایا کہ ٹینک کے پرخچے اُڑ گئے سب آدمی بھی مارے گئے اردگرد کی چیزیں جل گئیں لیکن قرآن محفوظ رہے یہ قرآن کا معجزہ ہے۔

ضیاء الحق شہیدؒ کا معمول تھا کہ ہمیشہ قرآن پاک جیب میں رکھتے تھے جب طیارے کا حادثہ ہوا تو ان کی جیب والا قرآن پاک بالکل محفوظ رہا اسی طرح کے سینکڑوں واقعات ہیں کہ ہر چیز جل گئی لیکن قرآن پاک محفوظ رہا۔

فضیل بن عیاض بہت بڑے ڈاکو تھے لیکن قرآن کی ایک آیت کی وجہ سے چوٹی کے ولی اللہ بن گئے:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ

کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ ایمان لانے والوں کے دل اللہ کے ذکر کیلئے جھک جائیں۔

اسی طرح عبداللہ بن مبارک اور دیگر بہت سے بزرگ بھی اسی آیت کی وجہ سے اللہ والے بنے۔

ایک عالی مرتبہ بزرگ خاتون کو ایک مرد اور عورت کے ہمراہ گواہی دینے کیلئے جانا پڑا۔ قاضی نے دونوں عورتوں کے بیانات جدا جدا لینے چاہے بزرگ خاتون نے الگ گواہی دینے سے قرآن کی اس آیت کی بنا پر انکار کر دیا:

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی

اور قاضی سے کہا کہ اللہ نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس غرض سے قرار دی ہے کہ اگر ایک عورت کوئی بات بھول جائے تو دوسری اس کو یاد کروا دے اور ظاہر ہے کہ جدا جدا گواہی سے یہ مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔ قاضی نے اس قرآنی استدلال کو قبول کیا اور دونوں خواتین کی گواہی ایک ساتھ لی۔ یہ بزرگ خاتون امام شافعی کی والدہ محترمہ تھیں۔

طی بن حکم اندلسی زبردست ادیب اور فصیح و بلیغ آدمی تھا خود کہتا تھا کہ ایک مرتبہ میں نے سورۃ الاخلاص کے مقابلے میں کچھ لکھنا چاہا میں نے ارادہ کیا ہی تھا کہ مجھ پر

Marfat.com

ایک زبردست ہیبت طاری ہوگئی اوراچانک ایسا گداز پیدا ہوا کہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور میں نے اسی وقت توبہ کرلی۔

انگریز نے جب برصغیر کے لوگوں پر ناجائز ٹیکس لگائے تو قاری لالہ صاحب ترکی چلے گئے اور جا کر سلطان سے پانی پت والوں کی سفارش کا کہا سلطان نے ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھ دیا پانی پت والوں سے ایک روپے کی بجائے صرف ایک پیسہ لگان لینے کا حکم جاری کر دیا گیا۔یعنی سو روپیہ کی بجائے صرف ایک روپیہ لگان لیا جاتا یہ قرآن کی برکت تھی جو قاری لالہ اپنے انداز میں پڑھتے تھے۔

ایک قاری صاحب بچوں کو پڑھا رہے تھے اچانک ایک لڑکے کو بلایا اور پوچھا کہ کیا پڑھ رہے تھے۔اس نے کہا کہ میں تو قرآن پاک پڑھ رہا تھا انہوں نے جب قرآن پاک دیکھا تو اس میں سے ایک نحو کی کتاب نکل آئی۔شاگرد کو مار کر کلاس سے نکال دیا پھر بلا کر کلاس میں بیٹھنے کو کہا اور پیسے بھی دیئے۔شاگرد نے پوچھا قاری صاحب آپ کی کو کیسے پتہ چلا کہ میں قرآن پاک نہیں کوئی اور کتاب پڑھ رہا ہوں۔استاد نے کہا کہ جو قرآن پڑھتا ہے اس کے چہرے پر ایک خاص قسم کا نور ہوتا ہے جو اس وقت تمہارے چہرے پر نہیں تھا اس لئے مجھے یقین ہو گیا کہ تم قرآن پاک نہیں پڑھ رہے تھے۔

ایک بزرگ بالکل امی تھے قرآن و حدیث اور عام گفتگو کا بتا دیتے تھے کہ یہ قرآن کی آیت ہے یہ حدیث ہے اور یہ عام گفتگو یا شعر ہے۔لوگ پوچھتے تھے کہ آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے فرماتے کہ قرآن میں ایسا نور ہے جو اور کسی میں نہیں حدیث کا نور الگ ہے اور عام گفتگو اور شعر میں نور نہیں ہوتا اسلیئے مجھے پتہ چل جاتا ہے۔

Marfat.com

سائنس اور قرآن

قرآن پاک سائنس کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ سائنز Sighns نشانیوں کی کتاب ہے۔ اس کا موضوع نصیحت ہے انسان کی دونوں جہاں کی کامیابی ہے لیکن پھر بھی اس میں ہر طرح کے علوم پائے جاتے ہیں سائنس تو کیا سائنس کی کوئی شاخ بھی ایسی نہیں ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں نہ ہو۔

یہ اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم اور محیر العقول کلام ہے جو گزشتہ صدیوں سے ہر طبقہ فکر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے بلکہ ان کے ذہن وفکر کی الجھنوں کو کھول رہا ہے۔ اور گتھیوں کو سلجھا رہا ہے۔ اور اس کتاب نے آج سے چودہ سو سال قبل وہ اسرار و رموز واشگاف کر دیئے گئے تھے جسے آج کی سائنس نہ صرف قبول کر رہی ہے بلکہ حیران بھی ہے۔ سائنسدان کئی برسوں کی تحقیق اور اربوں ڈالر خرچ کرنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچتے ہیں ان میں سے کئی باتوں کا ذکر قرآن پاک میں پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ اس باب میں چند ایک باتوں کا ذکر کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان اور دوسری زندہ مخلوقات کو پیدا کیا اور ان کے بارے میں فرمایا:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

ہم نے تمام جاندار چیزوں کو پانی سے پیدا کیا۔

آپ غور فرمائیں انسان جانور اور نباتات حتیٰ کہ ہر چیز کی بنیاد پانی ہی ہے۔ اگر پانی کو ہٹا دیں تو کوئی چیز پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔

پھر انسان کے بننے یعنی رحم مادر میں جنین کی جو صورتیں ہوتی ہیں وہ جو قرآن نے چودہ سو سال پہلے بیان کیں حالانکہ اس وقت نہ آلات تھے نہ الٹرا ساؤنڈ مشینیں نہ ہی مائیکروسکوپ تھی وہ آج کے دور میں مشینوں کے ذریعے درست ثابت ہو چکی ہیں۔

قرآن پاک نے فرمایا:

Marfat.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے (جوہر) سے بنایا۔ ہم نے اس کو حفاظت کی جگہ (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم نے اس نطفے کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اس لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اس کو ایک نئی صورت میں (انسان بنا کر) اٹھا کھڑا کیا۔ تو اللہ بڑا ہی برکت والا ہے سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

آج سائنس نے ترقی کر کے مختلف قسم کے آلات اور مشینیں ایجاد کر لی ہیں آج جنین (Feotus) کی وہ تمام صورتیں صحیح ثابت ہو چکی ہیں جو قرآن نے بتائی ہیں۔

اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو زمین پر زلزلے آتے تھے یہ ہر وقت ہلتی رہتی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو مضبوط کرنے کیلئے اس پر کیل لگا دیئے۔ جب ہم کوئی چیز بناتے ہیں تو اس پر کیل لگا کر اس کو مضبوط کر دیتے ہیں۔ پیٹی یا صندوق کی چادر لچکدار ہوتی ہے جب اس پر کیل لگا دیئے جاتے ہیں تو یہ مضبوط ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کو مضبوط کرنے کیلئے اس پر پہاڑ گاڑ دیئے یہ میخوں کا کام دیتے ہیں فرمایا:

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا

اور ہم نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا۔ (سورۃ النباء ۶۔۷)

سمندروں کے مختلف قسم کے پانیوں اور ان کے درمیان میں آڑ کے بارے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا

اور اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو چلایا ایک میٹھا پیاس بجھانے والا اور ایک کھارا (کڑوا) اور دونوں کے درمیان ایک رکاوٹ اور آڑ بنا دی۔

سمندروں میں کئی جگہ پر دو طرح کے پانی چلتے ہیں ایک طرف میٹھا اور دوسری

Marfat.com

طرف کھاری یہ دونوں پانی سینکڑوں میل تک الگ الگ چلتے رہتے ہیں اور آپس میں مکس نہیں ہوتے۔ قرآن پاک نے بیان فرمایا کہ ان کے درمیان ایک پردہ/ آڑ/ جھلی ہوتی ہے آج سائنس نے آلات کے ذریعے یہ ثابت کر دیا کہ مختلف قسم کے پانی صاف اور گدلا میٹھا اور کھاری گرم اور ٹھنڈا آپس میں اس لئے نہیں ملتے کہ ان کے درمیان ایک باری سی جھلی ہوتی ہے جو ان پانیوں کو آپس میں ملنے نہیں دیتی یہ جھلی اتنی باریک ہوتی ہے کہ انسانی آنکھ سے نظر نہیں آتی اور اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ سینکڑوں میل تک چلتی رہتی ہے اور ٹوٹتی نہیں پھٹتی نہیں۔

انسان کی جلد مزا محسوس کرتی ہے تکلیف محسوس کرتی ہے کیوں کہ Pain Receptos جلد کے اندر ہی ہوتے ہیں یعنی تکلیف محسوس کرنے والے خلیئے گوشت میں تکلیف نہیں ہوتی۔ قرآن پاک نے جہنمیوں کو سزا دینے کیلئے فرمایا:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَ هَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ (نساء ۵۶)

ہم ان کی جلدوں کو دوسری جلدوں سے بدل دیں گے تا کہ عذاب کا مزا چکھتے رہیں۔

ہر جہنمی کی سزا الگ الگ ہوتی کسی آدمی کی کھال روزانہ ستر مرتبہ بدلی جائے گی کسی کی سینکڑوں دفعہ تو کسی کی ہزاروں دفعہ پہلی جلد جل جائے گی گل جائے گی تو فوراً دوسری جلد اس کی جگہ لے لے گی۔

ایسا اس لئے ہوگا تا کہ آدمی کو زیادہ سے زیادہ تکلیف ہو۔ اس آیت کو جب فرانس کے عظیم سرجن ڈاکٹر موریس بوکائے نے پڑھا تو پھڑک اٹھے اور حیران رہ گئے کہ جس بات کا ہمیں آج بڑی تحقیقات کے بعد پتہ چلا قرآن نے کس طرح صدیوں پہلے اس کا ذکر کر دیا۔ ڈاکٹر اس آیت کی وجہ سے مسلمان ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کر دیا۔

Marfat.com

پھر قرآن پاک آسمان کے دھواں ہونے کا ذکر کرتا ہے:

ثم الستویٰ الی السماء وھی دخان

پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو دھواں تھا۔

آج سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ ہماری اس موجود کائنات سے پہلے صرف دھواں ہی دھواں تھا یعنی مختلف قسم کی گیسیں تھی پھر اچانک ان میں دھما کہ ہوا اور یہ گیسیں ایک دوسرے سے الگ ہوگئیں اور چکر لگانے لگیں بس پھر ان سے زمین و آسمان بن گئے۔ جس بات کو قرآن نے صدیوں پہلے بیان کیا آج سائنس دانوں نے بڑی سخت جستجو کے بعد اس کو معلوم کیا اور قرآن کے نظریے کی تصدیق کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن میں انسان کو پیدا کرنے اور زمین و آسمان کو پیدا کرنے کا ذکر کیا ہے کچھ لوگوں کو شوق تھا کہ وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ ہر چیز خود بخود پیدا ہو رہی ہے کائنات ازلی ہے اور ہر چیز ایک لگے بندھے قانون کے تحت خود بخود چل رہی ہے۔

پروفیسر ماؤنٹ ولسن ایک ماہر فلکیات ہیں لکھتے ہیں کہ شاید آپ یہ خیال کرتے ہوں کہ تخلیق کائنات کے مسئلے سے پیچھا چھڑایا جاسکتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے اس سے پیچھا صرف اس طریقے سے چھڑایا جاسکتا ہے کہ جب ثابت کر دیا جائے کہ کائنات کا سارا مادہ ازلی ہے لیکن ایک تجرباتی اور عملی دلیل سے ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو آج کائنات میں ہائیڈروجن کا نام ونشان تک باقی نہ رہتا۔ پھر ایسا کیوں ہے کہ کائنات قریب قریب تمام ہی ہائیڈروجن سے بھرپور ہے اگر مادہ ازلی ہوتا تو ایسا ہونا ناممکن تھا۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ کائنات جیسی کچھ ہے اس کے لحاظ سے تخلیق کائنات کے نظریے سے مفر نہیں۔

بیسویں صدی کے شروع تک سائنسدان اس بات پر متفق تھے کہ نہ مادے کی تخلیق کی جاسکتی ہے اور نہ ہی مادے کو تباہ کیا جاسکتا ہے۔ سائنس کا یہ بنیادی قانون سکولوں اور کالجوں کے طلباء کو رٹایا جاتا تھا۔ اور اس قانون کے بارے سائنسدان یہ یقین

Marfat.com

رکھتے تھے کہ یہ قانون کبھی غلط نہیں ہوگا۔ لیکن آج سائنسدان کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں کہ مادے کی تخلیق نہ صرف ممکن ہے بلکہ ہر آن ہو رہی ہے اور ہر وقت جاری ہے۔

آج ساری دنیا جانتی ہے کہ ہماری کائنات وسیع ہو رہی ہے اس کو نظریہ اضافت کہتے ہیں اس نظریے کے تحت ہماری کائنات اس طرح بڑھ رہی ہے جیسے کسی غبارے میں ہوا بھری جا رہی ہو تو وہ بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے سائنسدانوں نے بڑی دوربینوں کے ساتھ کائنات کو بڑھتے ہوئے بار بار دیکھا ہے۔ کوہ پیلومر پر رکھی ہوئی دوربین کے ساتھ اس چیز کو دیکھا جا سکتا ہے۔ قرآن پاک نے فرمایا:

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ

ہم نے آسمانوں کو اپنی قدرت سے بنایا اور ہم ان کو وسعت دینے والے ہیں۔

سورۃ اعلیٰ کے شروع میں فرمایا:

الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى

جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا اور پھر راستہ بتایا۔

آج سائنس اس چیز کو مانتی ہے کہ انسان ہو یا کوئی بھی دوسری مخلوق جس کو جس طرح پیدا کیا گیا ہے وہ بالکل اسی طرح صحیح ہے اور حکمت پر مبنی ہے اگر اس میں تھوڑی سی کمی بیشی ہوتی تو پھر اس چیز کا مقصد فوت ہو جاتا اس کی افادیت ختم ہو جاتی۔ اور ہماری یہ کائنات ہرگز موجودہ صورت میں نہ ہوتی۔

صدیوں تک اس چیز کی بحث ہوتی رہی کہ سورج ساکن ہے یا متحرک ایک وقت آیا سب سائنس دانوں نے سورج کو ساکن مان لیا مسلمان اس بات پر پریشان تو ہوئے لیکن کر کچھ بھی نہیں سکتے تھے آخر کار سائنس نے مان لیا کہ سورج متحرک ہے۔ یہ اپنے مدار پر چوبیس ہزار کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہا ہے۔

قرآن پاک نے اس طرح فرمایا:

وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا. ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (یٰسین ۳۸)

اور سورج اپنے ٹھکانے پر چلتا رہتا ہے یہ زبردست علم رکھنے والے کا باندھا ہوا اندازہ ہے۔

Marfat.com

پھر یہ بھی یہ ساری دنیا مانتی ہے کہ ستارے حرکت کر رہے اور اپنے اپنے مدار میں چل رہے ہیں قرآن فرماتا ہے:

وَ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ (یٰسین ۶۰)

یہ سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں

یہ کبھی بھی اپنے دائرے سے باہر نہیں نکلتے۔

سائنس دانوں کا خیال ہے کہ جب زمین بنی تھی تو یہ بہت زیادہ گرم تھی پھر آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہوتی چلی گئی۔ تب یہ اس قابل ہوئی کہ اس پر جاندار اشیاء رہ سکیں پہلے درخت اگے پھر جانور پیدا کئے گئے پھر انسان کو پیدا کیا گیا۔ سانسدانوں کا خیال ہے کہ زمین اب بھی آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہو رہی ہے اور یہ پکا اصول ہے کہ جو چیز ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے وہ سکڑتی جاتی ہے سائنسدانوں کا کہنا یہ ہے کہ ساری کائنات پھیل رہی ہے جبکہ ہماری زمین سکڑ رہی ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا (رعد ۴۱)

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کے اطراف سے سکیڑتے چلے آ رہے ہیں۔

ایران اور روم کی جنگ ہوئی مسلمان روم والوں کے حق میں تھے کیوں کہ روم والے عیسائی تھے اہل کتاب تھے جبکہ مشرکین مکہ ایرانیوں کے حق میں تھے کیوں کہ یہ بھی مشرک اور وہ بھی مشرک

شروع میں ایرانی فتح یاب ہوئے اور رومی مغلوب ہو گئے۔ قرآن نے پیشین گوئی کی کہ عنقریب رومی فتح حاصل کر لیں گے اور ایرانی مغلوب ہو جائیں گے۔ قرآن پاک نے یہ الفاظ ادا فرمائے سورۃ روم کی ابتدائی آیات ہیں:

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ

رومی قریبی زمین میں (نچلی زمین میں) مغلوب ہو گئے اور اپنی اس مغلوبیت کے چند

Marfat.com

سال بعد دوبارہ غالب آجائیں گے۔

قرآن پاک نے اس زمین کے لئے ادنیٰ کا لفظ استعمال کیا ہے ادنیٰ کے معنی گھٹیا اور نچلی کے ہوتے ہیں آج جب زمین کی تحقیق کرنے والے سائنسدانوں نے سب سے اونچی اور (سطح سمندر) سب سے نیچی زمین کے بارے تحقیق کی تو ثابت ہو گیا کہ سب سے نیچی زمین وہی ہے جہاں پر رومیوں اور ایرانیوں کی لڑائی ہوئی تھی۔

جیالوجی کے ماہرین مانتے ہیں کہ یہی سب سے نیچی سرزمین ہے اور اس کی اطلاع دینے والا رب ہی ہوسکتا ہے۔ اور یہ کلام بھی رب ہی کا کلام ہے۔

(قرآن اور جدید سائنس۔ ڈاکٹر محمد انس ندوی)

سمندروں کے اندر اندھیرے ہوتے ہیں جتنا گہرا سمندر ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کے اندر اندھیرا ہوگا۔ قرآن پاک نے اس کا ذکر اس طرح کیا ہے:

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ م بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ

یا وہ (کافر) ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر میں اندرونی اندھیرے کہ اس کو ایک لہر نے ڈھانپ لیا ہو اور اس کے اوپر ایک اور لہر ہو اور اس کے اوپر بادل غرض اوپر تلے اندھیرے ہی اندھیرے (اور کوئی اس حالت میں) اپنے ہاتھ نکالے تو اسے دیکھ نہ سکے۔ اور جسے اللہ ہی روشنی نہ دے تو اس کیلئے کوئی روشنی نہیں۔

نبی پاک ﷺ نے کبھی بھی سمندر کا سفر نہیں کیا تھا اور جو لوگ اس دور میں سمندر کا سفر کرتے تھے ان کو بھی معلوم نہیں تھا کہ سمندر کے اندر اندھیرے ہوتے ہیں آج سائنسی آلات اور آکسیجن سلنڈروں کی مدد سے جب سمندروں کی تہہ تک لوگ گئے تو پتہ چلا کہ جوں جوں گہرائی میں جاتے ہیں توں توں اندھیرا ہوتا چلا جاتا ہے۔

۲۰۰ میٹر سے اندھیرا شروع ہو جاتا ہے اور ہزار میٹر سے آگے تو روشنی کا گزر ہو ہی نہیں سکتا۔ یعنی ایک کلومیٹر کے بعد گھپ اندھیرا ہوتا ہے۔ جبکہ سمندر کئی کلومیٹر

Marfat.com

گھرے ہوتے ہیں۔

منکرین خدا اور منکرین آخرت ہر دور میں رہے ہیں نبی پاک ﷺ کے دور مبارک میں بھی بہت سے منکرین آخرت تھے وہ کہتے تھے جب ہڈیاں چورا چورا ہو جائیں گی تو پھر انسان کس طرح دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔

قرآن پاک نے فرمایا:

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَهٗ (۳) بَلٰی قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ (قیامہ ۳-۴)

کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے کیوں نہیں ہم تو اس کی انگلیوں کے پور پور تک ٹھیک بنا دیں گے۔

عربی میں بنان ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کے اطراف (کناروں/سروں) کو کہتے ہیں دوسرے الفاظ میں پور کو کہتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہڈیاں اور انگلیاں تو کیا ہم ایک ایک پور اکٹھا کر دیں گے۔ اب پور کا ذکر کرنے کا خاص مقصد آج کے دور میں ظاہر ہوا پہلے کسی کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ ہر انسان کے پور یعنی فنگر پرنٹس الگ الگ ہوتے ہیں۔ اس لئے آج کے دور میں شکل کے ساتھ ساتھ فنگر پرنٹس کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ کسی بھی انسان کی شکل تو دوسرے کے ساتھ مل سکتی ہے لیکن فنگر پرنٹس ہر حال میں الگ الگ ہوتے ہیں۔

قرآن پاک نے حکم دیا کہ مائیں اپنے بچوں کو دو سال تک دودھ پلائیں۔ یہ ان کیلئے ہے جو دودھ پلائی کی مدت کو پورا کرنا چاہیں۔

وَالۡوَالِدٰتُ یُرۡضِعۡنَ اَوۡلَادَهُنَّ حَوۡلَیۡنِ کَامِلَیۡنِ لِمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ

آج ساری دنیا کے ڈاکٹر مانتے ہیں کہ بچے کیلئے ماں کا دودھ ہی سب سے بہترین غذا ہے اور بچے کا حق ہے کہ اسے دو سال تک دودھ پلایا جائے۔ اس سے ماں اور بچے دونوں کو فائدے حاصل ہوتے ہیں دونوں کی صحت ٹھیک رہتی ہے بچے کا وزن بڑھتا ہے تو ماں کا وزن کنٹرول رہتا ہے یعنی بڑھتا نہیں۔ ماں کا دودھ پینے والے بچے

Marfat.com

ذہین اور تابعدار ہوتے ہیں۔

قرآن نے شہد کو شفا قرار دیا۔

فیه شفاء للناس (سورۃ النحل)

اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے۔

اب اس شفا کو ساری دنیا مانتی ہے۔ دہریے بھی اس کو شفا مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مکھی کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ ان سے کوئی چیز چھین کر چلی جائے تو یہ اس سے واپس نہیں لے سکتے۔ فرمایا:

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ (الحج ۷۳)

اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو یہ اس سے واپس نہیں لے سکتے۔

اب اس آیت میں اللہ نے شیر چیتے یا ہاتھی کی مثال نہیں دی بلکہ ایک کمزور سی مخلوق کی مثال دی ہے اس پر بہت زیادہ تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ مکھی چیز کو منہ ڈالتے ہی ہضم کر جاتی ہے وہ چیز اس کا جزو بدن بن جاتی ہے۔ شیر چیتے کے منہ سے یا معدے سے تو چیز نکالی جاسکتی ہے مکھی کے منہ سے یا معدے سے ہرگز نہیں نکالی جاسکتی۔ اس طرح کی باتوں سے سائنسدان بھی حیران رہ جاتے ہیں۔ (قرآن اور جدید سائنس)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

سُبْحٰنَ الَّذِىْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے ان چیزوں کے جن کو زمین اگاتی ہے اور خود ان کی اپنی جنس کے اور ان چیزوں کے بھی جنکو یہ جانتے بھی نہیں۔

آج سائنس نے ثابت کر دیا کہ واقعی ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا گیا ہے۔ پودوں اور درختوں میں بھی نر و مادہ ہوتے ہیں پودے اور درخت ہوا اور پرندوں کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے ہیں۔ قرآن پاک کی ایک سورۃ کا نام الحدید ہے۔ حدید عربی میں لوہے کو کہتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

Marfat.com

و انزلنا الحدید فیه باس شدید و منافع للناس (حدید۲۵)

اور ہم نے لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لئے کئی منافع ہیں۔

اس آیت میں انزلنا کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی اتارنے کے ہیں آج کے دور میں سائنسدانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ لوہا زمین کی پیداوار نہیں یہ کسی اور سیارے یا ستارے سے آیا ہے یعنی اتارا گیا ہے کیوں کہ لوہا بننے کیلئے ہزاروں لاکھوں درجے سینٹی گریڈ درجہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے اور لوہے میں سختی بھی ہے اس سے جنگ کی چیزیں بھی بنتی ہیں یعنی اسلحہ وغیرہ اور اس کے بہت سے مزید فائدے بھی ہیں۔ اللہ نے فائدوں کا ذکر کر دیا لیکن مسلمانوں نے فائدہ نہ اٹھایا۔ اسلحہ بنایا تو غیر مسلموں نے مشینیں بنائیں تو غیر مسلموں نے۔ تھوڑا سا لوہا گاڑی کی صورت میں ڈھال کر لاکھوں روپے وصول کر لیتے ہیں۔ مشین کی صورت میں ڈھال چند ہزار روپے کا لوہا لاکھوں میں بیچتے ہیں۔ مسلمانوں کو کوئی پرواہ ہی نہیں۔ نہ اسلحہ بنایا نہ ہی کوئی کارآمد چیز بنائی۔

سورۃ الذاریات کی آیت نمبر ۲۰ اور ۲۱ میں اللہ فرماتے ہیں:

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ. اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

اور یقین لانے والوں کیلئے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی اور کیا تم دیکھتے نہیں۔

زمین میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی نشانیاں رکھی ہوئی ہیں وقت کے ساتھ ساتھ ان کا اندازہ ہو رہا ہے۔ بہت سے خزانے رکھے ہیں جیسے جیسے انسان پیدا ہوتے چلے جائیں گے خزانے کھلتے چلے جائیں گے۔ انسان کا جسم بھی ایک عجوبہ ہے اس میں ہزاروں لاکھوں نشانیاں پائی جاتی ہیں انسان میں کھربوں کے حساب سے خلیے پائے جاتے ہیں کروڑوں روزانہ ختم ہوتے ہیں کروڑوں نئے بن جاتے ہیں۔ کمال کی بات ہے کہ ایک خلئے سے شروع ہونے والا جسم ایک باکمال انسان بن جاتا ہے اور اس میں رب کے وجود اور رب کی قدرت کی ہزاروں لاکھوں نشانیاں پائی جاتی ہیں۔

قرآن پاک میں ہے

Marfat.com

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ

مرد عورتوں پر حاکم بنائے گئے ہیں۔

آپ غور کریں انسان تو کیا جانوروں میں بھی نر کو فوقیت حاصل ہوتی ہے نر بڑا اور طاقتور ہوتا ہے جو جانور غول کی شکل میں رہتے ہیں ان کا سردار نر ہی ہوتا ہے شکار شیرنیاں کرتی ہیں لیکن جب نر شیر آ جاتا ہے تو سب بھاگ جاتی ہیں جب وہ کھا کر سیر ہو جاتا ہے تو پھر آ کر بچا کھچا کھاتی ہیں۔ انسانوں میں بھی اسی طرح ہے مرد طاقتور ہوتا ہے اس کی ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں دماغ بڑا ہوتا ہے قد میں مرد بڑا ہوتا ہے خون میں سرخ خلئے زیادہ ہوتے ہیں اور خون کا رنگ بھی زیادہ سرخ ہوتا ہے۔ مرد زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے جسمانی اور طاقت والے کاموں کو مرد زیادہ اچھے طریقے سے کر سکتا ہے۔ جن فیکٹریوں میں مشقت والے کام کئے جاتے ہیں وہاں اگر کوئی سخت کام درپیش ہوتا ہے تو فوراً مرد کو بلایا جاتا ہے کیوں کہ عورتیں بہت زیادہ مشقت والا کام نہیں کر سکتیں۔ اور زیادہ وزنی چیز نہیں اٹھا سکتیں۔ دماغی صلاحیت بھی مردوں کی زیادہ ہوتی ہے دنیا میں دیکھ لیں اکثر جگہوں پر مرد ہی حکمران ہوتے ہیں اور اکثر اداروں کے سربراہ بھی مرد ہی ہوتے ہیں۔ کھیل کے میدان میں بھی عورت بہت پیچھے ہے عورت جلدی تھک جاتی ہے حادثے اور مصیبت کے وقت عورت زیادہ گھبرا جاتی ہے۔ کمزور دل ہوتی ہے اچانک مصیبت کے وقت اس کے ہاتھ پاؤں ھ پھول جاتے ہیں خدا نے تو مرد کو فوقیت دی ہے اب اگر یورپ امریکہ اور ان کی اتباع کرنے والے عورت کو بڑا مان لیں تو پھر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

نبی پاک ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پانچ سال پہلے ابوجہل اور ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اگر آپ چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ سے دعا کی چاند کو اشارہ کیا چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور عصر اور مغرب کے درمیانی وقت کے برابر دو ٹکڑے الگ الگ رہے۔ کفار مکہ نے جادو کہہ کر ٹھکرا دیا۔ آج سائنسدانوں نے اس کی تصدیق کر دی ہے کہ چاند میں ایک دراڑ سی پڑی ہوئی ہے جو

Marfat.com

چاند کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے انہوں نے اس کا نام عرب کی دراڑ رکھا ہے۔ انہوں نے اس پر تجربات کیئے تو پتہ چلا کہ یہ دراڑ آج سے چودہ سو سال پہلے پڑی تھی۔ ہندوستان کی قدیم تاریخی کتابوں میں بھی اس کا ذکر ہے۔ کہ مالا بار کا راجہ اپنے محل کی چھت پر لیٹا ہوا تھا اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر کافی دیر کے بعد دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔ راجہ نے اس بات کی تحقیق کروائی جب حقیقت کا پتہ چلا تو راجہ مسلمان ہو گیا۔

قرآن پاک میں آتا ہے:

تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَاءِ بُرُوجًا وَّ جَعَلَ فِیْھَا سِرَاجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا (الفرقان)

وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور ایک چراغ اور چمکتا ہوا چاند بنایا۔

قرآن نے بتایا کہ سورج ایک چراغ ہے ایک بھڑکتا ہوا انگارہ ہے یہ خود بخود روشن ہے جب کہ چاند کو منیر کہا کہ یہ روشن ہے اور اس کی روشنی اپنی نہیں ہے۔ آج سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ سورج کے اندر زبردست دھماکے ہوتے ہیں یہ آگ کا ایک سمندر ہے۔ آگ کا ایک بہت بڑا گولہ ہے جب کہ چاند کی اپنی روشنی نہیں ہے۔ یہ سورج کی روشنی کی وجہ سے منور ہے اسی لئے سورج کی روشنی زرد ہوتی ہے اور گرم ہوتی ہے جبکہ چاند کی روشنی سفید اور ٹھنڈی ہوتی ہے۔

پہلے دور میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جب انسان بلندی کی طرف جائے تو اسے زیادہ اور تازہ ہوا ملتی ہے۔ جبکہ قرآن پاک نے فرمایا:

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ (انعام ۱۲۵)

پس یہ حقیقت ہے کہ اللہ جسے چاہے ہدایت بخشنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان کی

Marfat.com

طرف جا رہا ہو۔

غور فرمائیں قرآن نے واضح فرما دیا ہے کہ جب آدمی بلندی کی طرف جاتا ہے تو اسے گھٹن محسوس ہوتی ہے اس کا سینہ تنگ ہوتا ہے۔ آج سائنس نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ آدمی جوں جوں بلندی کی طرف جاتا ہے توں توں آکسیجن کی کمی ہوتی جاتی ہے اور آدمی کو گھٹن محسوس ہوتی ہے جو جہاز زیادہ بلندی پر پرواز کرتے ہیں یعنی ۵۰ ہزار فٹ سے زائد بلندی پر تو وہ آکسیجن ماسک ساتھ ضرور رکھتے ہیں۔ کوہ پیما اپنے پاس گیس سلنڈر ضرور رکھتے ہیں اور گیس ماسک استعمال کرتے ہیں کیوں کہ پہاڑوں کی بلندی پر آکسیجن کی کمی ہوتی ہے اور یوں گھٹن محسوس ہوتی ہے اور سانس لینے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔

دنیا کے سارے مذاہب جنات فرشتوں اور غیبی مخلوقات کو مانتے ہیں جبکہ کچھ لادین قسم کے سائنسدان جنات اور فرشتوں کو نہیں مانتے تھے اب ان میں سے بھی بہت سے ماننے لگے ہیں سائنس نے ثابت کیا ہے کہ جس چیز کی رفتار روشنی کی رفتار کے برابر یا اس سے زیادہ ہوتی ہے یعنی وہ ایک سیکنڈ میں تین لاکھ کلومیٹر سفر کر سکتی ہو تو چاہے وہ ہماری نظروں کے سامنے سے گزرے تو بھی وہ ہمیں نظر نہیں آتی اس طرح ثابت ہو گیا کہ جن اور فرشتے موجود ہیں لیکن وہ اپنی تیز رفتاری اور لطیف جسم ہونے کی وجہ سے ہمیں نظر نہیں آتے۔ ایک وقت تھا کہ لوگ حضرت سلیمان کے تخت کا مذاق بنایا کرتے تھے لیکن جہاز کی ایجاد نے ان کے منہ بند کر دیئے لوگ اس بات کو بھی نہیں مانتے تھے کہ چھوٹے چھوٹے ابابیل کس طرح ہاتھیوں کے لشکر کو ختم کر سکتے ہیں لیکن گولی کی ایجاد نے ان کے منہ بند کر دیئے۔ سائنسی ایجادات تو بہت سے اسلامی نظریات کو سچا ثابت کر رہی ہیں اور مستقبل میں بھی کرتی رہیں گی۔

اسلام نے بہت سی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اس میں بہت سی حکمتیں پائی جاتی ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ نے دنیا میں ہمارا امتحان لینا ہے وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میری مرضی کون مانتا ہے اور اپنی مرضی پر عمل کون کرتا ہے۔ بات کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے ہمارا کام ہے اللہ کی منع کی ہوئی باتوں سے رک جانا۔

Marfat.com

حرام چیز دنیا و آخرت کے نقصان کا سبب ہے۔ یہ ہمارے جسم اور روح دونوں کو نقصان پہنچاتی ہے اگر روح آلودہ ہوگئی ناپاک اور خراب ہوگئی تو کیا بنے گا یہ تو کبھی ختم بھی نہیں ہوگی اللہ نے بے شمار چیزیں حلال قرار دی ہیں چند ایک حرام قرار دی ہیں چند دن کی زندگی میں آدمی ان سے رک کر خود کو جہنم کی آگ سے بچا سکتا ہے۔

اللہ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اس کے روحانی اور دینی نقصانات تو ہیں لیکن ہم یہاں صرف جسمانی نقصان بیان کریں گے اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے شراب کو سختی سے حرام قرار دیا اور اس پر سزا بھی مقرر کی شراب کے نشے میں آدمی کا ذہن ماؤف ہو جاتا ہے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے آدمی اچھے برے کی تمیز نہیں کر سکتا۔ یہ نظام انہضام کو خراب کرتی ہے معدے کو تباہ کرتی ہے گردوں کو نقصان پہنچاتی ہے آنتوں کو نقصان پہنچاتی ہے خاص طور پر بارہ انگشتی آنت کو۔ جگر وہ عضو ہے جو شراب کے ایک ایک قطرے سے متاثر ہوتا ہے۔ شراب کا استعمال جگر کے تمام افعال کو تباہ کرتا ہے شراب غصہ دلاتی ہے اور غصے میں آدمی مار پٹائی اور قتل تک کر دیتا ہے اور پھر اس کی سنگین سزائیں بھگتتا ہے۔

سور کا گوشت حرام ہے اور اس کا ذکر اللہ نے چار بار قرآن پاک میں کیا ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (بقرہ ۱۷۳)

اس سے ملتے جلتے الفاظ سورۃ مائدہ آیت ۳، انعام ۱۴۵، نحل ۱۱۵ میں ہیں۔

سور ایک غلیظ جانور ہے گندی چیزیں کھاتا ہے گلی سڑی چیزیں حتیٰ کہ پاخانہ تک کھا جاتا ہے اور جو آدمی جس طرح کا گوشت کھاتا ہے اس طرح کے اس پر اثرات بھی ہوتے ہیں اسی لئے انگریز ہر گندی اور ناپاک چیز کھا جاتے ہیں۔ سور ایک بے غیرت جانور ہے ہر جانور اپنی مادہ کی حفاظت کرتا ہے اس کیلئے لڑتا ہے جبکہ سور کے اندر غیرت نہیں ہوتی وہ اپنی مادہ کیلئے خود دوسرے سور اکٹھے کر کے لاتا ہے اس کا گوشت کھانے کی وجہ سے انگریزوں کے اندر بھی غیرت ختم ہو جاتی ہے اس کا گوشت کھانے کی وجہ سے جسم

Marfat.com

میں کئی طرح کی الرجی پیدا ہوتی ہے سور کے گوشت میں کئی طرح کے جراثیم اور خطرناک وائرس ہوتے ہیں جن کی وجہ سے کئی طرح کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔

جو لوگ سور کا گوشت کھاتے ہیں دوسروں کی نسبت ان میں دل کے امراض زیادہ پائے جاتے ہیں خنزیر ایسا جانور ہے جو بہت سی بیماریوں کا شکار رہتا ہے اس لئے اس کے گوشت کو استعمال کرنے والے بھی ان اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اسلام نے خون کو حرام قرار دیا ہے خون انسان کے معدے میں ہضم نہیں ہوتا بلکہ دوسری چیزوں کو ہضم کرنے سے روکتا ہے خون چونکہ بہہ جانے کے بعد فوراً لوتھڑا (Clot) بن جاتا ہے اسلئے یہ معدے کو زبردست نقصان پہنچاتا ہے۔ اس سے انسان کی زندگی کو سخت نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ معدہ میں جم کر نظام انہضام کو ناکارہ بنادے گا اور انسان کی موت واقع ہو جائے گی۔ اسلام نے گلا گھونٹے ہوئے بلندی سے گرے ہوئے لاٹھی سے مارے ہوئے یا ٹکر کھائے ہوئے جانور کو حرام قرار دیا۔ مردار کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ اسلام نے اسلامی طریقے سے ذبح کئے ہوئے حلال جانور کو حلال قرار دیا ہے۔ اور اس میں بہت سی حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ جو جانور اسلامی طریقے سے ہٹ کر ذبح کئے جاتے ہیں جھٹکا دے کر بجلی لگا کر، سر میں ہتھوڑا مار کر یا کسی بھی اور طریقے سے مارے جاتے ہیں ان کے جسم کے اندر خون باقی رہ جاتا ہے اور اسی طرح گوشت کے اندر بدبو باقی رہ جاتی ہے خون باقی رہ جاتا ہے اس طرح کے گوشت کا ذائقہ صحیح نہیں ہوتا۔ زہریلے مادے اور جراثیم اندر رہ جاتے ہیں گوشت جلدی خراب ہو جاتا ہے اسلامی طریقے سے ذبح کرنے پر جانور کو تکلیف بھی کم ہوتی ہے جسم کا سارا خون نکل جاتا ہے کیوں کہ جب سانس کی نالیاں اور شہ رگ کٹتی ہے تو جانور پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور اسے تکلیف کم ہوتی ہے اور چونکہ حرام مغز کا دماغ کے ساتھ رابطہ برقرار ہوتا ہے اسلئے جانور ٹانگیں مارتا ہے اس طرح جسم کا سارا خون گردن کی طرف اکٹھا ہو کر باہر نکل جاتا ہے جب کہ جھٹکے کی صورت میں چونکہ فوراً حرام مغز اور دماغ کا رابطہ منقطع ہو جاتا ہے اس لئے صرف وہی خون جسم سے نکلتا ہے جو گردن کے قریب ہوتا ہے باقی سارا خون

Marfat.com

گوشت میں پھیل جاتا ہے بہت سے لوگوں نے اس بات کا تجربہ کیا ہے کہ جھٹکے والے جانور کے گوشت کا ذائقہ اور اسلامی طریقے سے ذبح کیے ہوئے جانور کے گوشت کا ذائقہ بالکل جدا جدا ہوتا ہے اسلامی ذبیحے کا ذائقہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ گوشت کا رنگ سفید اور دلکش ہوتا ہے جبکہ جھٹکے والے جانور کا گوشت بدذائقہ اور سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔

اللہ نے مسلمانوں پر روزے فرض قرار دیئے فرمایا:

یا ایها الذین امن کتب علیکم الصیام

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں

روزہ رکھنے سے نظام انہضام کو سکون ملتا ہے آدمی ایک نوالہ بھی کھالے یا پانی کا ایک گھونٹ بھی پی لے تو سارا نظام انہضام حرکت میں آجاتا ہے روزہ سارے نظام انہضام پر ایک طرح کا آرام طاری کر دیتا ہے اور خاص طور پر اس کا اثر جگر پر بہت ہی اچھا پڑتا ہے روزہ رکھنے کی وجہ سے جگر کو چار سے چھ گھنٹے تک مکمل آرام مل جاتا ہے۔ روزے کے علاوہ یہ کسی صورت میں ممکن نہیں کیوں کہ اگر ایک گھونٹ پانی کا بھی پی لیا جائے تو جب نظام انہضام حرکت میں آئے گا تو جگر کو بھی کام کرنا پڑے گا دوسری چیزیں تو وقتی طور پر کام کریں گی لیکن جگر کو مستقل طور پر کام کرنا پڑے گا۔ روزے کی وجہ سے نظام دوران خون پر اچھا اثر پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے دل کو بھی سکون ملتا ہے۔ اعصابی نظام کو آرام ملتا ہے جسم کیلئے ضروری ہے کہ اگر سارا سال ہم اس کو کام میں لگائے رکھتے ہیں تو ایک ماہ کیلئے اس کو آرام بھی کرنے دیں اس طرح ہمارے جسم اور روح کی صفائی ہوتی ہیں جسم بھی ڈھل جاتا ہے روح بھی پاکیزہ ہوجاتی ہے۔

بہت سے جانور کھا پی کر سو جاتے ہیں شیر کھا پی کر اٹھارہ گھنٹے تک سویا رہتا ہے گویا کہ یہ روزے کی حالت میں ہوتا ہے درخت بھی خزاں میں تقریباً روزے کی کیفیت میں ہوتے ہیں انسان کو بھی چاہیے کہ گیارہ ماہ اپنی مرضی کرتا ہے تو ایک ماہ رب کی مرضی مان لے تاکہ اس کے اندرونی اعضاء کو سکون ملے اور اس کی روح کو طاقت ملے موت ایک حقیقت ہے یہ آکر رہے گی زندگی ہر کسی کو پیاری ہوتی ہے اور موت سے دنیا کے

Marfat.com

اکثر افراد بھاگتے ہیں۔ شروع سے اب تک انسان اس بات پر غور کرتا چلا آیا ہے کہ موت کیا چیز ہے یہ کیوں آجاتی ہے سائنس دان بھی اس پر بہت زیادہ تحقیقات کر چکے ہیں ایک سائنسدان چودہ سال تک تجربات کرتا رہا کہ انسان مرکیوں جاتا ہے چودہ سال کے بعد اس نے یہ ثابت کیا کہ انسان کے جسم کے اندر ایک ایسی چیز ہے جو نیند کی صورت میں نکل جاتی ہے تو انسان وقتی طور پر ایک عارضی موت کی وادی میں چلا جاتا ہے لیکن جب انسان کے جسم سے وہ چیز زبردستی نکال لی جاتی ہے اور پھر انسان مرجاتا ہے۔ اس نے جب اپنی تحقیق کا اعلان کیا تو اسے ایک مسلمان نے کہا کہ یہ بات تو چودہ سو سال سے پہلے ہمارے قرآن نے ذکر کی ہے۔ اور قرآن پاک لاکر اس کو دکھا دیا اور ترجمہ بھی پڑھا دیا وہ سائنسدان ششدر رہ گیا کہ میں نے چودہ سال محنت کی تب مجھے پتہ چلا اور قرآن نے چودہ سو سال پہلے اس کا ذکر کر دیا۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی

قرآن پاک نے فرعون کی لاش محفوظ ہونے کا تذکرہ کیا۔ کفار مشرکین مسلمانوں کو کہتے کہ فرعون کی لاش کہاں ہے۔ آخر کار ۱۹۰۷ میں اللہ نے فرعون کی لاش پوری دنیا کو دکھا دی اس پر نمک کی تہہ جمی ہوئی تھی اس پر سائنسی تجربات کئے گئے سب نے مان لیا کہ یہ فرعون موسیٰؑ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا تھا۔ قرآن پاک نے بار بار جنت دوزخ کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک اگلی دنیا یعنی آخرت کا یقین دلایا ہے اب سائنس بھی مانتی ہے کہ ایک اور دنیا بھی ہے جس میں مخلوق ہے اور سب کچھ ہماری دنیا سے لاکھوں گنا بڑھ کر ہے اس لئے تو یہ تلاش کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ کبھی چاند پر جاتے ہیں کبھی مریخ پر جانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر آخرت پر قرآن وسنت کی روشنی میں ایمان لاکر عمل صالح کریں تو جنت میں جاسکتے ہیں۔

چودہ سو سال پہلے قرآن پاک نے جو باتیں بیان کیں آج سائنسدان ان کی تصدیق کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

Marfat.com

یہ کائنات کوئی الل ٹپ یا اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ اسکا ایک خالق اور رب ہے جو اس کے تمام اسرار و رموز سے واقف ہے۔ خالق کائنات نے چونکہ اپنی تخلیقات کے اندرونی رازوں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے چودہ صدیاں پہلے ہی ان کو اپنی کتاب میں محفوظ کر دیا جن کی تصدیق آج سائنس کر رہی ہے۔ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کلام ہمارے رب ہی کا کلام ہے۔

Marfat.com

اشعار قرآن

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو معلوم نہیں
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نور خدا کفر کی حرکت پہ ہے خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلادی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گرہ کشا رازی نہ صاحب کشاف
تیرے وجود پہ نہ ہو جب تک نزول کتاب

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصرت عنہ افہام الرجال
تمام علوم قرآن میں ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں ان تک پہنچ نہیں پاتیں

Marfat.com

عظمت قرآن پر نظم

وہ کہاں شعرائے دنیا کی سخن دانی میں ہے
جو مزا جو کیف آیات قرآنی میں ہے
حضرت لدھیانوی نے عظمت قرآن پر
ایک مفصل وعظ فرمایا جو یوں ہے باثر
اس کلام پاک کے حامل نہ ہو پائے جبل
واسطے حد واسطے مومن کا دل ٹھہرا محمل
جس کے دل میں کوئی حصہ بھی نہیں قرآن کا
دل ہے مثل خانہ ویران اس انسان کا
جو یہ کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح قرآن کو
رٹنے سے کیا فائدہ ان کو یہ تعلیم دو
ہے یہ فرمان نبی سن لو ذرا اس کا بیان
ملتی ہیں قرآن کے ہر حرف پر دس نیکیاں
لفظ شیطان کی تلاوت پر ہے جب نیکی پچاس
کس لئے قرآن رٹنے کی نہ ہو ہم کو پیاس
اک پارے کی تلاوت کا رکھیں معمول ہم
آخری دس سورتیں تو یاد کرلیں کم سے کم
اپنے بچوں کو بھی ہم قرآن کا حافظ بنائیں
وہ پڑھیں قرآن اور ہم مفت کی نیکیاں کمائیں
قبر کی وحشت کو یارب انس سے تبدیل کر
اور قرآن کو بنا نور و امام و رہبر
از طفیل پاک قرآن رحم فرما دے اے رحیم
اس کو میرے واسطے جنت بنادے اے کریم

Marfat.com

عظمت قرآن

یہی ہے وہ کتاب حق جسے قرآن کہتے ہیں
جسے برہان کہتے ہیں جسے فرقان کہتے ہیں
یہی ہے کہ جس کا منتظر سارا زمانہ تھا
رسولوں کی زبان پر جس کا نغمہ تھا ترانہ تھا
یہ ہے ام الکتاب اتری ہے یہ امی پیغمبر پر
یہ تکمیل ہدایت ہے ہدایت ہے ختم اس پر
نرالی شان رکھتی ہے نرالی ہے زمانے سے
سبھی جن و بشر عاجز ہیں اس کی مثل لانے سے
نہ کچھ تحریف کا خطرہ نہ خدشہ کچھ خیانت کا
خدائے پاک خود ضامن ہے جب اس کی حفاظت کا
تعارف یہ کراتی ہے خداوند تعالیٰ کا
رسولوں کا قیامت کا حبیب حق تعالیٰ کا
اس نے بھید کھولا ہے نبوت کا خلافت کا
اسی نے راز بتلایا ہے قوموں کی امامت کا
ہے لاثانی معانی میں فصاحت میں بلاغت میں
وضاحت میں صداقت میں ہدایت میں قیادت میں
یہ تذکیر مبارک ہے یہ دستور ہدایت ہے
یہ دستاویز رحمت ہے یہ منشور شفاعت ہے
شفا دیتی ہے بندوں کو یہی امراض قلبی سے
اندھیروں کو اجالوں میں بدل دیتی ہے جلدی سے
ہے بہتر وہ بشر تم میں یہ فرمان رسالت ہے

Marfat.com

کہ جس کا مشغلہ اس کی تلاوت ہے اشاعت ہے
صلہ اس کی تلاوت کا حفاظت کا اشاعت کا
ملے گا اذن حافظ کو قیامت میں شفاعت کا
جو یاں اس جوئے کوثر سے تمتع یاب ہوں گے
وہ آب کوثر سے بہت سیراب ہوں گے
کتاب پاک کا جو حافظ بچوں کو بنائیں گے
سنہری تاج ان کے سروں پر جگمگائیں گے
عمل یہ قرآن کا خدا کے ہاں بڑا ہوگا
کہ ہر آیت پر حافظ کو نیا درجہ عطا ہوگا
کراؤ حفظ بچوں کو اگر یہ مرتبہ چاہو
اسی اعزاز عظمت سے سرِ محشر جزا پاؤ
رہا محروم جو نور ہدیٰ سے دار دنیا میں
بصد ذلت وہ اندھا ہی اٹھے گا دارِ عقبیٰ سے
تصور اس کی عظمت کا کسی سے ہو نہیں سکتا
کوئی اس کی جلالت کا تحمل کر نہیں سکتا
نبی کا قلب کرتا ہے تحمل اس کی عظمت کا
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اسکی شان رفعت کا
اگر ہوتا نزول اس کا پہاڑوں پر تو دب جاتے
خدا کے خوف و خشیت سے لرز جاتے پھٹ جاتے
مگر افسوس و حسرت اس دل بے حس و مردہ پر
کہ نہ لرزے خوف و ہیبت سے کلام پاک جو سن کر
اگر چاہو بسر ہو زندگی اسلام پر رہ کر
نہیں ممکن نہیں ممکن مگر قرآن پر رہ کر

Marfat.com

خدا نے جو عنایت کی کتاب زندگی تم کو
دوامی دے دیا اس نے نصاب زندگی تم کو

قرآن سب سے اچھا ہے

قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا
قرآن دل کی قوت قرآن ہے سہارا
قرآن سب سے اچھا قرآں سب سے پیارا
اللہ تعالیٰ کا خط ہے جو ہمارے نام آیا
قاری جی پڑھاؤ جلدی مجھے سیپارہ
پہلے تو ناظرے سے آنکھیں کروں گا روشن
پھر ترجمہ سکھانا جب پڑھ چکوں گا میں سارا
مطلب نہ آئے سمجھ جب تک کیوں کر عمل ہے ممکن
بے ترجمے کے ہرگز اپنا نہیں گزارا
یا رب تو رحم کرکے ہم کو سکھا دے قرآن
ہر دکھ کی یہی دوا ہو ہر درد کا چارہ
دل میں ہو میرے ایمان سینے میں ہو نور فرقان
بن جاؤں پھر تو سچ مچ میں آسمان کا تارا
قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا
قرآن دل کی قوت قرآن ہے سہارا
اللہ تعالیٰ کا خط ہے جو ہمارے نام آیا

Marfat.com

قرآن ہمارا رہبر ہے

قرآن حیات انسان ہے قرآن ہمارا رہبر ہے
مت پوچھ تو رتبہ اس کا سن ہر شے سے عظمت برتر ہے
قرآن حیات انسان ہے قرآن ہمارا رہبر ہے
کیا شان یہ رب نے دے ڈالی ہر نطق پر قرآن ہے جاری
بوڑھے ہوں جواں ہوں یا بچے یہ یاد سبھی کو ازبر ہے
قرآن حیات انسان ہے قران ہمارا رہبر ہے
قرآن ہوا ہے نازل واں محبوب نبی مرسل پر
آ دیکھ ذرا تو مسکن کو سینہ نبی انور ہے
قرآن حیات انسان ہے قران ہمارا رہبر ہے
منشور ہدایت قرآن ہے دستور اطاعت قرآن ہے
حق بات کی دعوت قرآن ہے تو مان لے اس کی یہ بہتر ہے
قرآن حیات انسان ہے قران ہمارا رہبر ہے
برکت ہے نزول قرآن کی بدلی ہیں رتیں اب انسان کی
بدلا ہے جہاں کا ہر ذرہ بس امن و امان کا یہ گھر ہے
قرآن حیات انسان ہے قران ہمارا رہبر ہے
ہر سمت جہالت کی ظلمت اس نور خدا نے توڑی ہے
روشن یہ جہاں قرآن سے ہے اس کرن سے چمکا در در ہے
قرآن حیات انسان ہے قران ہمارا رہبر ہے
اصحاب نبوت کے تارے قرآن سے روشن ہیں سارے
قرآن بھی اس پر شاہد ہے قرآن ہر جہان سے بہتر ہے
قرآن حیات انسان ہے قران ہمارا رہبر ہے

Marfat.com

قران سے جو تعلق توڑے نہ پوچھ تو اس کی بدبختی
عقبیٰ میں ملے گی رسوائی حیوان سے وہ انسان سے بدتر ہے
قرآن حیات انسان ہے قران ہمارا رہبر ہے
قرآن سے ہو رشتہ ایسا کہ پڑھتا ہی رہوں میں قرآن کو
بن جائے جو عامل اس کا قرآن تو اس کا زیور ہے
قرآن حیات انسان ہے قران ہمارا رہبر ہے

قرآن وہ کتاب ہے

جو فکر کا چراغ ہے جو علم کا نصاب ہے
جو تیرگئ جہل میں مثل آفتاب ہے
قرآن کا نظام ہی جہاں میں کامیاب ہے
قرآن وہ کتاب ہے جو درس انقلاب ہے
سمجھ کر گر کوئی پڑھے تو نور علیٰ نور ہے
بلا سمجھ کر بھی پڑھے تو باعث سرور ہے
کلام پاک سر بہ سر ثواب ہی ثواب ہے
قرآن وہ کتاب ہے جو درس انقلاب ہے
کلام رب دو جہاں سے اپنے منہ کو موڑنا
شعار دین کا چھوڑنا خدا کا حکم توڑنا
بہت بڑا گناہ ہے جو باعث عذاب ہے
قرآن وہ کتاب ہے جو درس انقلاب ہے
ہے کس میں تاب اس کتاب سی کتاب لا سکے
ہے کس میں دم کہ اس جیسی ایک سورۃ بنا سکے

Marfat.com

فصاحت عرب بھی اس کے آگے لاجواب ہے
قرآن وہ کتاب ہے جو درس انقلاب ہے
کہیں سورۃ قلم کی نکتہیں ہیں جلوہ گر
کہیں پہ طور و نور کہیں پہ شمس و قمر
یہ رشک آفتاب ہے یہ رشک ماہتاب ہے
قرآن وہ کتاب ہے جو درس انقلاب ہے
یہ وہ کتاب ہے کہ جسے بادبان اوج ہو
کوئی مریض قلب ہو کوئی مریض روح ہو
علاج شافی ہر مرض کا اس میں دستیاب ہے
قرآن وہ کتاب ہے جو درس انقلاب ہے
نہیں ہے کہ کتاب فقط قسمیں اٹھانے کیلئے
نہیں ہے یہ کتاب طاقوں میں سجانے کیلئے
ناقدری کلام پاک اِک سیاہ باب ہے
قرآن وہ کتاب ہے جو درس انقلاب ہے
جو فکر کا چراغ ہے جو علم کا نصاب ہے
قرآن وہ کتاب ہے جو درس انقلاب ہے

Marfat.com

قرآن کی فریاد

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اسی طرح پڑھایا جاتا ہوں اسی طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسہ میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں سو بار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو یاد نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

Marfat.com

عظمت قرآن

قرآن کی عظمت ہم دنیا کو دکھا دیں گے
قرآن کی دنیا میں دھوم مچا دیں گے
قرآن زمانے میں مٹنے کو نہیں آیا
قرآن کی عظمت کو نبی نے ہے بتایا
قرآن دین و دنیا ہے ہم سب کو پڑھا دیں گے
قرآن علم بھی ہے قرآن عمل بھی ہے
قرآن کی لذت ہم دنیا کو چکھا دیں گے
قرآن جو پڑھتے ہیں یہ اللہ کے پیارے ہیں
یہ چاند ہیں چودھویں کے اور عرش کے تارے ہیں
تمام قاری قرآن کو اللہ ہی جزا دیں گے
قرآن کا منکر لاریب وہ کافر ہے
قرآن کی عظمت پر ہر مسلم حاضر ہے
قرآن کے دشمن کو اللہ سخت سزا دیں گے
قرآن زمانے میں دبنے کو نہیں آیا
جھکنے کو نہیں آیا بکنے کو نہیں آیا
قرآن کا دنیا میں ہم ڈنکا بجا دیں گے
قرآن جو پڑھتے ہیں یہ اللہ کے مہمان ہیں
یہ صاحب عظمت ہیں اور افضل انسان ہیں
آقا قاری قرآن کو سینے سے لگا لیں گے
قرآن کی عظمت ہم دنیا کو دکھا دیں گے
قرآن کی دنیا میں ہم دھوم مچا دیں گے

Marfat.com

قرآن کی ہدایت بھول گئے

قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے

میدان میں نکلنا چھوڑ دیا دشمن کو کچلنا چھوڑ دیا
گر گر کر سنبھلنا چھوڑ دیا جنگوں کی مہارت بھول گئے
افسوس کہ ہم رفتہ رفتہ احکام شریعت بھول گئے
قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے

بجلی نے چمکنا چھوڑ دیا بادل نے گرجنا چھوڑ دیا
شاہین نے جھپٹنا چھوڑ دیا سب شیر شجاعت بھول گئے
افسوس کہ ہم رفتہ رفتہ احکام شریعت بھول گئے
قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے

کیوں آپ نے خنجر پھینک دیا کیوں آپ نے نیزہ توڑ دیا
کیوں آپ مسلمان ہو کر بھی شمشیر سے رغبت بھول گئے
افسوس کہ ہم رفتہ رفتہ احکام شریعت بھول گئے
قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے

کیوں ساری فصیلیں ٹوٹ گئیں کیوں دشمن سر پر آن پہنچا
کیوں آپ بنے آرام طلب کیوں شوق شہادت بھول گئے
افسوس کہ ہم رفتہ رفتہ احکام شریعت بھول گئے
قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے

میدان میں جانا سنت ہے تلوار چلانا سنت ہے
اور زخم بھی کھانا سنت ہے کیوں آپ یہ سنت بھول گئے
افسوس کہ ہم رفتہ رفتہ احکام شریعت بھول گئے
قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے

Marfat.com

مسلمان بہنوں ماؤں کی فریاد سنے تو کون سنے
اس دیس کے لیڈر تو اپنے آلہ سماعت بھول گئے
افسوس کہ ہم رفتہ رفتہ احکام شریعت بھول گئے
قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے

دعا

اللہ مجھے حافظ قرآن بنادے
قرآن کے احکام پہ مجھ کو چلا دے
ہو جائے سبق یاد مجھے جلد الٰہی
یا رب تو میرا حافظہ مضبوط بنادے
اللہ مجھے حافظ قرآن بنادے
قرآن کے احکام پہ مجھ کو چلا دے
سستی ہو میری دور اٹھوں صبح سویرے
میرے اللہ مدرسے میں میرا دل لگادے
ہو مدرسے کا مجھ سے نہ نقصان کبھی بھی
اللہ یہاں کے آداب تو مجھ کو سکھا دے
چھٹی نہ کروں مدرسہ سے بھول کر بھی میں
اوقات کا بھی تو مجھ کو پابند بنادے
استاد ہوں موجود یا باہر کہیں مصروف
عادت تو میری شور مچانے کی مٹادے
خصلت ہو شرارت کی میری دور الٰہی
سنجیدہ بنادے مجھے سنجیدہ بنادے
اللہ مجھے حافظ قرآن بنادے

Marfat.com

قرآن کے احکام پہ مجھ کو چلا دے
استاد کی کرتا ہوں ہر دم میں اطاعت
ماں باپ کی عزت کی توفیق خدا دے
فلموں سے ڈراموں سے دے نفرت تو الٰہی
بس شوق مجھے نعت و تلاوت کا خدا دے
میں ساتھ جماعت کے پڑھوں ساری نمازیں
اللہ عبادت میں میرے دل کو لگادے
سنت کے مطابق ہر کام کروں کاش
یارب مجھے سنت کا مبلغ بھی بنادے
اللہ مجھے حافظ قرآن بنادے
قرآن کے احکام پہ مجھ کو چلا دے
میں جھوٹ نہ بولوں کبھی گالی نہ نکالوں
ہر ایک مرض سے گناہوں کے شفادے
میں فضول باتوں سے رہوں ہمیشہ دور
چپ رہنے کا اللہ مجھے سلیقہ سکھا دے
اخلاق ہوں اچھے کردار ہو اچھا
محبوبؐ کا صدقہ تو مجھے نیک بنادے
ماں باپ ہوں بہن بھائی ہوں ساتھ
یوں حج کو چلیں اور مدینہ بھی دکھادے

Marfat.com

شکر اے حافظو اس کا رہو کرتے ادا
حفظ قرآن کیلئے اللہ نے تم کو چنا

دس عزیزوں کی سفارش کا تمہیں مژدہ ملا
اس سے بڑھ کر کسی چیز کا بھلا کیا ہو صلہ
مل گیا رب سے دس بے آسروں کو آسرا
حفظ قرآن کیلئے اللہ نے تم کو چنا

ہے یہ قرآن کے فضائل میں روایت معتبر
نیکیاں دس دس ملیں گی تم کو ہر ہر حرف پر
کرتے رہنا تم تلاوت اب صبح و شام
حفظ قرآن کیلئے اللہ نے تم کو چنا

حفظ قرآن کے الفاظ تم نے کر لئے
لعل و گوہر سے دامن تم نے بھر لئے
اب عمل کے موتی چننے کا آیا ہے مرحلہ
حفظ قرآن کیلئے اللہ نے تم کو چنا

ابو امی کو خدا وہ تاج کل پہنائے گا
جس کے آگے چاند سورج کو گرہن لگ جائے گا
شرط یہ ہے کہ نہ ہو قول و عمل میں فاصلہ
حفظ قرآن کیلئے اللہ نے تم کو چنا

تائب خستہ بھی ہے دعا گو تمہارے واسطے
تم بھی کرنا دعائیں اب اس بے چارے کے واسطے
دے بھی سکتے ہیں کیا بھلا ہم دعاؤں کے سوا
حفظ قرآن کے واسطے اللہ نے تم کو چنا

Marfat.com

شکر اے حافظو اس کا کرتے رہو ادا
حفظ قرآن کے واسطے اللہ نے تم کو چنا

کرشمہ قرآن

اللہ تو دکھادے کرشمہ قرآن کا
بندوں کے واسطے ہے سہارا قرآن کا
سن لے تجھے بتاتا ہوں طاقت قرآن کی
تو جانتا نہیں ہے حقیقت قرآن کی
ملتان میں رہتی تھی اک اللہ کی پیاری
اور اس کے ساتھ رہتی تھی اس کی ننھی نواسی
ہر روز کرتی تھی وہ تلاوت قرآن کی
وہ حافظہ قرآن تھی نانی کی جان تھی
بخشا تھا اسے اللہ نے تحفہ قرآن کا
اللہ تو دکھا دے کرشمہ قرآن کا
ماں باپ کی دولت اسے ورثے میں ملی تھی
تھے اس کے تین چچا ان کی نیت بری تھی
اک رات ان کے گھر میں چپکے سے آگئے
اور اس کا منہ دبا کر وہ جنگل میں لے گئے
بچی کو ظالموں نے زمین پر پٹخ دیا
بولے کہ تیرے ماں باپ کو بھی قتل ہم نے کیا
اب تیری قبر کھود کر تجھے سلائیں گے
اور تیری جائداد پر قبضہ جمائیں گے

Marfat.com

بچی نے یہ سنا تو کہنے لگی چچا
میں حافظہ قرآن ہوں ایمان ہے میرا
آئی ہے میری موت تو مالک کی ہے رضا
ورنہ تم نہ کر سکو گے میرا بال بھی بیکا
شیطان ہو تم لوگ بگاڑو گے کیا میرا
تم مارنے والوں سے بڑا ہے خدا میرا
بچی کی بات سن کر چچا تینوں ہنس دیئے
تلوار لے کر مارنے اس کی طرف بڑھے
پڑھنے لگی وہ قرآن کی آیتوں کو بار بار
کرنے لگی اللہ کی رحمت کا انتظار
جیسے ہی وار کرنے کو تلوار تھی اٹھائی
ویسے ہی ایک شیر نے ان پر کی چڑھائی
بد دینوں کو چیر پھاڑ کر ختم کر دیا
وہ شیر کی شکل میں فرشتہ تھا خدا کا
وہ کیا مٹے جس پر ہو سایہ قرآن کا
اللہ تو دکھا دے کرشمہ قرآن کا

برکت کا سرچشمہ

برکت کا سرچشمہ بھی ہے رحمت کا فیضان بھی
ماہ نزول قرآن بھی ہے یہ، یہ ماہ رمضان بھی ہے
جس کے دل میں ایمان بھی ہے سینے میں قرآن بھی ہے
سچ بولو تو رشک کے قابل ایسا عظیم انسان بھی ہے

Marfat.com

ماہ نزول قرآن بھی ہے یہ، یہ ماہ رمضان بھی ہے
جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ بھی محفوظ نہیں
از روئے ارشاد آقاؐ ایسا دل ویران بھی ہے
ماہ نزول قرآن بھی ہے یہ، یہ ماہ رمضان بھی ہے
یاد تو کوئی کر کے دکھا دے چھوٹی سی ایک کتاب
آسانی سے حفظ کا ہونا اعجاز قرآن بھی ہے
ماہ نزول قرآن بھی ہے یہ، یہ ماہ رمضان بھی ہے
اس جیسی ایک سورت ہی سب مل کر بنا لائیں
قرآن کا چیلنج بھی ہے قرآن کا یہ اعلان بھی ہے
ماہ نزول قرآن بھی ہے یہ، یہ ماہ رمضان بھی ہے
جس کے اک اک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں ہم کو
کیا کہیے کہ وہ کتنا عالی رتبہ عالی شان بھی ہے
ماہ نزول قرآن بھی ہے یہ، یہ ماہ رمضان بھی ہے
شعر لطیفے قصے کہانی تجھ کو ازبر ہیں لیکن
یہ بھی بتادے حفظ تجھے مولا کا کچھ قرآن بھی ہے
ماہ نزول قرآن بھی ہے یہ، یہ ماہ رمضان بھی ہے
طاعت کر کے رب کو منالے توبہ میں اب دیر نہ کر
جنت کے دروازے کھلے ہیں بخشش کا سامان بھی ہے
ماہ نزول قرآن بھی ہے یہ، یہ ماہ رمضان بھی ہے

Marfat.com

قرآن ہمارا زندہ باد

دنیا کے شاعروں کا دیوان پڑھ کر دیکھو
پھر اس کے بعد رب کا قرآن پڑھ کر دیکھو
قرآن ہمارا زندہ باد فرقان ہمارا زندہ باد

آنکھیں بھی ہونگی روشن دل بھی بنیں گے گلشن
تم صرف اک سورۃ رحمٰن پڑھ کر دیکھو
قرآن ہمارا زندہ باد فرقان ہمارا زندہ باد

قرآن کیا ہے رب کا بندوں کے نام خط ہے
بندو تم اپنے رب کا فرمان پڑھ کر دیکھو
قرآن ہمارا زندہ باد فرقان ہمارا زندہ باد

کیف و سرور اور لذت نہ پاؤ تم تو کہنا
تجوید کے ساتھ قرآن پڑھ کر دیکھو
قرآن ہمارا زندہ باد فرقان ہمارا زندہ باد

قرآن کی سفارش مقبول ہوگی ضرور
بخشش کا یہ بنے گا سامان پڑھ کر دیکھو
قرآن ہمارا زندہ باد فرقان ہمارا زندہ باد

Marfat.com

صحابہ کرام اور قرآن

حضرات صحابہ کرامؓ نبی پاک کی مبارک زندگی آپ کے اخلاق اور قرآن کو دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ صحابہ کے سامنے قرآن پاک نازل ہوتا تھا اور نازل ہوتے ہی صحابہ کی زندگیوں پر براہ راست اثر انداز ہوتا تھا قرآن پاک کی جو بھی آیت اترتی تھی صحابہ کرام اس کو لکھ لیتے یاد کرتے جو بھی حکم نازل ہوتا سو فیصد صحابہ اس پر عمل کرنے والے ہوتے۔

نبی پاک ﷺ اپنے صحابہ کو قرآن پر محدود رکھ کر ایک واضح اور قطعی مقصد کیلئے کام کر رہے تھے۔ آپ کے پیش نظر اس معاشرے کی تشکیل تھی جو قرآن کے اثرات کے سوا ہر قسم کے اثرات سے بے نیاز ہو صحابہ کی تنظیم تاریخ میں بے مثال ہے۔ اس تنظیم نے دین کا فہم قرآن پاک سے حاصل کیا۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ تورات پڑھ رہے تھے نبی کریم ﷺ نے ناگواری ظاہر کی حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو فوراً بند کر کے نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور معذرت کی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر آج موسیٰ بن عمران بھی ہوتے تو میری پیروی کرتے (یعنی قرآن پر عمل کرتے)

حضرات صحابہ کرامؓ قرآن پاک کے حروف معلومات حاصل کرنے یا ادبی لطف اٹھانے کیلئے نہیں پڑھتے تھے وہ قرآن اس لئے پڑھتے تھے کہ اللہ کے احکامات کو ٹھیک ٹھیک طریقے سے جان سکیں اور اپنے اعمال اور معاشرے کو اس کے مطابق ڈھال سکیں۔

ہر صحابی میدان جنگ کے سپاہی کی طرح اللہ کے احکامات پر بلا چون و چرا عمل کرنا شروع کر دیتا۔ اگر جنگ کا حکم آ جاتا تو سب جنگ کیلئے تیار ہوتے۔ پورا شہر خالی ہو جاتا آپ بدر میں غور کریں کہ کس طرح یہ لوگ بے سرو سامانی کی حالت میں اپنے سے کئی گنا زیادہ اور کیل کانٹے سے لیس لشکر کے سامنے ڈٹ گئے اور پھر فتح یاب بھی ہوئے احد اور خندق میں بھی اسی طرح تبوک میں جب حکم آیا تو فصل تیار تھی سال بھر کی محنت سامنے تھی اگر کھجور کو وقت پر نہ توڑتے تو وہ گر کر ختم ہو جاتی لیکن ان مقدس حضرات نے کسی چیز کی

Marfat.com

پرواہ نہ کی صرف اللہ اور رسول کے حکم کو دیکھا ور سب کے سب مدینہ سے نکل گئے۔ مدینہ شریف میں صرف عورتیں بچے اور بوڑھے رہ گئے۔تیس ہزار کا لشکر انتہائی سخت گرمی میں سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے دشمن کے ساتھ لڑنے کیلئے تبوک کے مقام پر پہنچ گیا۔

اگر شراب کی حرمت کا حکم آتا ہے تو سب صحابہ کرام اس کو اسی وقت چھوڑنے والے بن جاتے ہیں۔ جیسے ہی حکم نازل ہوا جس نے جس وقت سنا اسی وقت شراب ترک کر دی حتیٰ کہ اگر کسی نے جام بھر لیا تھا تو اسی وقت انڈیل دیا۔کسی نے پیالہ بھر لیا تو اسی وقت گرا دیا۔توڑ دیا۔حرام ہوتے ہی مدینے کی گلیوں میں شراب کو بہا دیا گیا اور جگہ جگہ کیچڑ بن گیا۔ایک صحابیؓ اپنے سارے سرمائے کی شام سے شراب لا رہے تھے راستے میں پتہ چلا کہ شراب حرام ہوگئی ہے تو اسی وقت ساری شراب بہادی یہ بھی نہیں سوچا کہ میرا اور میرے بچوں کا کیا بنے گا۔ میں پھر سے اتنا سرمایہ کس طرح اکٹھا کروں گا ایک دفعہ نبی پاک ﷺ سے مل کر ان سے مشورہ تو کرلوں ہو سکتا ہے کہ کوئی درمیانی راستہ نکل آئے اگر مسلمانوں کو نہیں تو کفار کو ہی یہ شراب بیچ دوں گا نہیں کچھ بھی نہیں سوچا بلکہ اسی وقت ساری شراب کو انڈیل دیا کہ جب اللہ اور اس کے رسول نے منع کر دیا تو پھر ہم ابھی اور اسی وقت رک گئے۔ یہ لوگ قرآن کو صحیح معنوں میں سمجھنے والے اور عمل کرنے والے تھے۔

طائف کے قبیلہ ثقیف کا ایک خاندان بنو عمر بن عمیر تھا اور قبیلہ بنو مخزوم کا ایک خاندان بنو مغیرہ تھا ان دونوں خاندانوں کے درمیان زمانہ جاہلیت سے سودی لین دین کا معاملہ جاری تھا فتح مکہ کے بعد دونوں خاندان مسلمان ہو گئے اس وقت بنو عمر بن عمیر کا سود بنو مغیرہ کے ذمہ واجب الادا تھا۔ چنانچہ بنو عمر بن عمیر نے بنو مغیرہ سے اپنے سودی بقایاجات کا مطالبہ کیا بنو مغیرہ نے آپس میں مشورہ کیا اور طے شدہ فیصلہ کے مطابق کہا کہ ہم اسلام لانے کے بعد اپنی اسلامی کمائی میں سے سود ادا نہیں کریں گے۔اس پر جھگڑا بڑھا۔بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے قرآن پاک کی آیات لکھ کر بھیج دیں:

يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ فَاِنْ لَّمْ

Marfat.com

تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور بقایا سود چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ اس حکم کو سنتے ہی بنو عمر بن عمیر فوری طور پر اللہ کا حکم ماننے کیلئے تیار ہو گئے اور کہا کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بقایا سود چھوڑتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۲۴۹)

جب تحویل قبلہ کا حکم آیات و نبی کریم ﷺ نماز پڑھا رہے تھے جیسے ہی نبی پاک نے قبلہ کی طرف رخ کیا سب صحابہ نے ادھر ہی کر لیا۔ کسی ایک نے بھی یہ نہیں سوچا کہ نبی پاک سے پوچھ کر ہم بھی کعبہ کی طرف منہ کر لیں گے۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوا بلکہ سب کے سب اسی وقت کعبہ کی طرف منہ کرنے والے بن گئے اور جس جس جگہ پر جس جس وقت یہ حکم پہنچا ہر کسی نے اسی وقت اس حکم کو مان لیا نماز میں تھے تو نماز میں کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔ جماعت ہو رہی تھی تو پوری جماعت نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا ایک جگہ پر فجر کی جماعت ہو رہی تھی جیسے ہی نبی پاک کے منادی نے آواز دی پوری جماعت کعبہ کی طرف پھر گئی۔

پردے کا حکم آ رہا ہے تو تمام صحابیات پردہ کرنے والی ہیں ایک صحابیہ نے پردے کا حکم سنا تو اسی جگہ بیٹھ گئیں اور ایک بچے کو اپنے گھر بھیجا کہ چادر لے کر آئے جب چادر آ گئی تو گھر گئیں۔ شوہر نے کہا کہ تم نے تو وہاں حکم سنا ایک دفعہ گھر آ جاتیں اور پھر چادر لے کر پردہ شروع کر دیتیں انہوں نے فرمایا اگر راستے میں میری موت آ جاتی تو میں اللہ کے حکم خلاف چلنے والی ہوتی۔ جب پردے کا حکم آ گیا تو پہلی ہی نماز میں ہر طرف پردہ دار عورتیں تھیں ایک عورت بھی ایسی نہ تھی جس نے پردہ نہ کیا ہو۔ ایک صحابیہ مسجد میں آ چکی تھی ان کو پتہ چلا کہ پردے کا حکم آ چکا ہے۔ انہوں نے گھر سے چادر منگوائی اور پردہ کیا جب ان سے کہا گیا کہ اب تو آپ آ چکی تھی گھر سے چادر منگوانے کی کیا ضرورت تھی تو فرمایا کہ میں ایک قدم بھی بغیر پردے کے نہیں اٹھا سکتی۔

جب چوتھے پارے کی پہلی آیت اتری:

Marfat.com

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

کہ تم ہرگز نیکی نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو۔

تو صحابہ نے اپنی پسندیدہ چیزیں اللہ کے رستے میں دے دیں۔ کسی نے اپنا پسندیدہ باغ دے دیا کسی نے پسندیدہ کنیز آزاد کردی کسی نے پسندیدہ گھوڑا کسی ضرورت مند کو دے دیا۔ یہاں تک کہ جب حدود کے احکامات نازل ہوئے تو اگر کسی سے غلطی ہوئی تھی تو اپنے آپ کو سزا کیلئے پیش کر دیا کہ ہم اپنے اللہ کے پاس گناہوں سے پاک ہو کر پیش ہونا چاہتے ہیں۔ ایسی تابعداری کسی قوم میں نہیں پائی جاتی اور اتنا عمل کسی بھی کتاب پر ہرگز نہیں کیا گیا جتنا صحابہ نے قرآن پر کر کے دکھا دیا۔

Marfat.com

پیغام قرآن

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسٰهُمْ أَنفُسَهُمْ (حشر)

ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا کو بھلا دیا۔ تو خدا نے ان لوگوں کو ایسا بنا دیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔

انسان کا سب سے زیادہ تعلق اپنی ذات سے ہوتا ہے تمام دلچسپیوں کا مرکز انسان کی اپنی ذات ہی ہوتی ہے۔ انسان جس سے محبت کرتا ہے اپنی ذات کیلئے کرتا ہے جس سے نفرت کرتا ہے اپنی ذات کیلئے کرتا ہے جس سے انسان کو نفرت ہو چاہے اس میں کتنی ہی خوبیاں کیوں نہ ہوں اس سے دلی لگاؤ پیدا نہیں ہوتا۔ اور جس سے محبت ہو جائے اس کے عیب بھی انسان کو نظر نہیں آتے یا پھر وہ خود ہی نظر انداز کر دیتا ہے۔ جان بوجھ کر اندھا بن جاتا ہے۔ انسان اس دنیا میں دن رات محنت کرتا ہے اپنی ذات کے لئے بیوی بچوں کیلئے اس ساری تگ و دو میں اگر انسان رب کو بھول جائے تو پھر وہ حقیقت میں خود کو بھول جاتا ہے کیا واقعی انسان اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اور اس کو اپنی فکر نہیں ہوتی کیا واقعی اس کو اپنا ہوش نہیں ہوتا اور ہر بات کا ہوش ہوتا ہے اس کو سارے جہاں کی فکر ہوتی ہے مگر اپنی فکر نہیں ہوتی۔ یہ خود فراموشی خدا فراموشی کی سزا ہوتی ہے۔ زندگی کا انہماک بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ساری زندگی انسان کے گرد چکر لگاتی نظر آتی ہے مگر انسان کسی اور چکر میں ہوتا ہے۔ عظیم مقاصد نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور انسان حقیر دنیا کے پیچھے ہر وقت بھاگتا رہتا ہے۔ بلکہ اکثر اوقات تو اس کی دوڑ دھوپ اپنی ذات کیلئے نہیں ہوتی بلکہ دوسروں کیلئے ہوتی ہے۔ میں نے ایک بڑے آدمی کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن میرے خیال میں آیا کہ میں جو دنیا کما رہا ہوں اس میں سے میرا اپنا کتنا حصہ ہے تو جب ایک مہینہ کی آمدنی اور اپنی ذات پر خرچ کا حساب کیا تو صرف تین فیصد میری ذات پر خرچ ہو رہا تھا باقی میں دوسروں پر لگا رہا تھا۔ اس طرح بہت سے لوگوں کا یہی معاملہ ہے کہ لاکھوں روپے ماہانہ کماتے ہیں خود پر دسواں حصہ بھی نہیں لگا سکتے سب

Marfat.com

کچھ بیوی بچوں کیلئے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ساری زندگی خدا کو بھی بھولے رہتے ہیں آخرت کو بھی بھولے رہتے ہیں یہ ہے اصل خود فراموشی کہ تھوڑی سی دنیا کیلئے اور پھر دوسروں کی دنیا کیلئے رب کو ناراض کرتے ہیں اپنی آخرت تباہ کرتے ہیں۔

قرآن کا تو موضوع ہی انسان کی دونوں جہان کی کامیابی ہے انسان تو دنیا میں آیا ہی امتحان دینے کیلئے ہے آخرت بنانے کیلئے ہے۔ جنت بنانے کیلئے آیا ہے یہ انسان خدا کو بھول کر آخرت کو بھول کر کہاں جائے گا۔ آخرت میں اگر جنت نہیں تو پھر جہنم ضرور ملے گی اگر خدا کی رضا نہیں ملی تو پھر ناراضگی ضرور ملے گی۔ پوری دنیا کو دیکھ لیں خدا فراموشی میں ڈوبی ہوئی ہے انسان صرف پیسے کا پجاری بن چکا ہے۔ جہاں بیٹھو وہاں پیسے ہی کی بات سنو گے۔ انسان کو چاہیے کہ خدا کو پہچانے آخرت کو پہچانے اور آخرت کی تیاری کرے کیوں کہ وہاں ہمیشہ کیلئے رہنا ہے۔

انسان خدا کی طرف بھاگے خدا سے نہ بھاگے۔ قرآن پاک میں اللہ فرماتا ہے:

فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ ‏ ‏ ‏ ‏ اللہ کی طرف دوڑو

یعنی اللہ کی طرف آ جاؤ۔ اس کے بندے بن جاؤ اس کو فراموش نہ کرو اگر تم نے اسے فراموش کر دیا تو پھر خود کو فراموش کر دیا۔ اپنی آخرت کو فراموش کر دیا۔

Marfat.com

حقیقت قرآن

قرآن پاک ایک زندہ کتاب ہے قرآن پاک وہ عظیم کتاب ہے کہ جس کے الفاظ معجزہ آیات معجزہ اس کی سورتیں معجزہ قرآن کے معانی معجزہ ان معانی میں چھپے ہوئے علوم و معارف معجزہ دنیا کے ہر شعبہ کے ماہرین اس کے علوم میں غوطہ زن ہو کر اس کے اسرار و رموز سے اثرات اور برکات حاصل کرتے ہیں حتیٰ کہ کفار بھی اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

قرآن پاک کو نازل ہوئے چودہ صدیاں گزر چکی ہیں پھر بھی اس کے علوم اس کے انوار و برکات کھلتے چلے جا رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اس کی تلاوت روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے کہ جس کو پڑھنے والے اکتاتے نہیں۔ اس کو ہزاروں بار پڑھیں تو بھی انسان اس سے اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ کوئی کتاب ہو اس کو دس بار پڑھیں بیس بار پڑھیں پھر دل بھر جائے گا لیکن اس سے دل بھرتا نہیں جتنا زیادہ پڑھو اتنا زیادہ پڑھنے کو دل کرتا ہے کوئی اس کو جتنا زیادہ پڑھے ساری زندگی پڑھے لیکن وہ اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں نے قرآن پر عبور حاصل کر لیا آج تک کوئی اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکا اور قیامت تک کوئی اس کا دعویٰ کرے گا بھی نہیں۔

یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کو کوئی عبور نہیں کر سکتا۔ اتنا ضرور ہے کہ ہر انسان اس میں سے اپنی بساط کے مطابق موتی نکال لیتا ہے۔ یہ اللہ کا پیغام ہے انسانوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ ہے یہ کتاب انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتی ہے۔ بھولے بھٹکوں کو سیدھا رستہ دکھاتی ہے رب سے روٹھے ہوئے لوگوں کو رب سے ملانے والی ہے۔ یہ خدا کا سچا کلام ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا

اللہ سے سچی بات کس کی ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا

اور اللہ سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے۔

پھر اللہ نے فرمایا:

قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ

کہہ دیجئے کہ اللہ نے سچ کہا

جس ذات کا یہ کلام ہے وہ سب سے زیادہ سچی ذات ہے اس کلام کو لانے والا جبرائیل ہے جس کی تعریف خود اللہ نے کی ہے:

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ

امین امانت دار کو کہتے ہیں اور امانتدار وہ ہوتا ہے جو امانت کو من وعن ہو بہو اسی طرح آگے پہنچا دیتا ہو۔

لہٰذا اللہ نے جبرائیل امین کی خود گواہی دی ہے۔ اور جس ذات پر یہ قرآن اترا ہے وہ رب کے بعد سب سے بڑی ذات ہے۔ سب سے زیادہ سچی ذات ہے۔ وہ اپنے رب کی مرضی کے بغیر بولتے ہی نہیں تھے۔ اللہ نے خود گواہی دی:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

وہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں جو کچھ وہ بولتے ہیں وہ وحی ہی ہوتی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے اللہ کی اس امانت (وحی) کو اللہ کے بندوں تک پہنچا دیا۔

اور اس وحی (قرآن) کی تفسیر بھی بیان کر دی۔

قرآن پاک میں نماز کا حکم تو بار بار ہے لیکن طریقہ نہیں بتایا گیا۔ وہ نبی پاک ﷺ نے بتا دیا بلکہ عملی طور پر کر کے دکھا دیا اسی طرح ہر چیز کی تفصیل بیان کر دی اور صحابہ کرامؓ نے ساری امت کو یہ تفسیر بتا دی اب ہر آدمی کو اس میں اپنی مرضی نہیں کرنی چاہیے صرف ترجمہ پڑھ کر یا چند ایک تفسیریں پڑھ کر اپنی طرف سے رائے زنی نہیں کرنی چاہیے بلکہ بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنا چاہیے ان کی رائے کو ترجیح دینی چاہیے۔ صحابہ کرام کی اپنی زبان عربی تھی لیکن وہ قرآن پاک کو سمجھنے کیلئے رسول اللہ کے پاس

Marfat.com

رجوع کرتے تھے۔ام المومنین حضرت عائشہؓ اس امت کی سب سے بڑی فقیہہ تھیں اور علوم نبوت کو حاصل کرنے والی تھیں وہ نبی پاک ﷺ سے قرآن پاک کی تفسیر پوچھا کرتی تھیں ایک مرتبہ پوچھا کہ من یعمل سوء یجز بہ جس نے براعمل کیا اس کو اس کی سزا ملے گی کیا واقعی ایسا ہوگا کیوں کہ ہم سے کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے چھوٹی موٹی غلطی نہ ہوئی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں کسی بندہ کو جو پریشانی یا مصیبت آتی ہے یا بیماری آجاتی ہے تو وہ اس بندے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔تب حضرت عائشہؓ کا مغالطہ دور ہوا مطلب یہ کہ حضور پاک ﷺ کے انتہائی قریب رہنے والی عظیم شخصیت اور واحد زوجہ محترمہ جن کے بستر پر وحی نازل ہوتی تھی ان کو بھی قرآن پاک کی تفسیر کے لئے نبی کریم ﷺ سے پوچھنے کی ضرورت پیش آتی تھے آج ہم عربی پڑھ کر قرآن دانی کا دعویٰ نہیں کرسکتے لاکھوں کے حساب سے یہودی عیسائی ایسے ہیں کہ جن کی مادری زبان عربی ہے اور وہ عرب علاقوں میں رہتے ہیں لیکن وہ قرآن پاک کو سمجھ نہیں سکتے۔قرآن کے بارے میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (قمر)

ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے

قرآن کو نصیحت کیلئے دعوت و تبلیغ کیلئے آسان کر دیا گیا ہے یہ باتیں ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس کو حفظ کیا جاسکتا ہے۔اور جہاں تک اس کے فقہی اور دوسرے علوم کا تعلق ہے تو وہ انتہائی محنت طلب ہیں وہ ہر کسی کو سمجھ نہیں آسکتے ان کے لئے علماء سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔اس طرح ان کے مسائل میں اپنی رائے قائم کرنا مناسب نہیں ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ قران پاک پڑھیں گے اور بہت تکلف سے پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔قرآن پاک کو پڑھنا اور چیز ہے اور اس کو سمجھنا اور عمل کرنا اور چیز ہے۔

جب قرآن پاک کی تلاوت کریں تو یہ تصور کریں کہ ابھی قران نازل ہو رہا ہے اس میں گم ہو جائیں اور دل میں یہ بات لکھیں کہ اللہ مجھ سے مخاطب ہے اللہ مجھ سے

Marfat.com

باتیں کر رہا ہے۔ آیات عذاب پر رونے کی کوشش کرے اگر رونا نہ آیا تو رونے والی شکل ہی بنا لے یعنی خود پر یہ خوف طاری کرے اس طرح قرآن عملی زندگی میں آئے گا۔ قرآن پاک کے مطالعہ کے دوران اگر کوئی چیز سمجھ میں آ جائے تو یوں کہے کہ میری ناقص سمجھ میں اس طرح آیا ہے۔ اس طرح ہرگز نہ کرے کہ میں نے اس بات سے یہ مطلب نکالا ہے بس یہ اسی طرح ہی ہے۔ معاذ اللہ کیا آج تک کوئی اور قرآن کو اتنی گہرائی سے نہ سمجھ سکا۔ بلکہ صحابہ کرام اور بزرگان دین کے حوالے سے بات کی جائے۔

اگر تفسیر میں آج کے دور کے مطابق کوئی بات کرنی پڑے تو پھر یوں کہے کہ میرے خیال کے مطابق اس طرح ہے اس پر اصرار نہ کرے اور اس کو سو فیصد حتمی قرار نہ دے قرآن پاک کے سلسلے میں اس آدمی کی بات نیا پن یا تازگی نہیں ہوگی اگر کسی کو ہزار سال کی عمر بھی مل جائے تو بھی وہ قرآن پاک کو کامل طریقے سے سمجھ نہیں سکتا کیوں کہ یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔

قرآن پاک کے ہر دور میں معانی اور عجائبات کھلتے رہتے ہیں ایک آدمی ان سارے معانی علوم اور عجائبات کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں کہ ہم سب قرآن پاک پر ایمان رکھتے ہیں اس کو اللہ کا کلام اور نبی پاک کا معجزہ مانتے ہیں لیکن ہر آدمی یہ نہیں جانتا کہ قرآن مجموعی طور پر بھی معجزہ ہے اور جزوی طور پر بھی معجزہ ہے یعنی اس کی ایک ایک آیت معجزہ ہے اس کا اعجاز مختلف زمانوں میں اور مختلف حالات میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ قرآن پاک کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ ایک مرتبہ نہیں سو مرتبہ نہیں ہزاروں مرتبہ پڑھا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک آج ہی نازل ہوا ہے اور یہ بات حضرت ابوبکرؓ کو پیش آئی کہ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرام میں ہلچل مچ گئی مایوسی کی لہر دوڑ گئی صحابہ اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ نبی ﷺ دنیا سے تشریف لے جائیں گے۔ صحابہؓ کا تو یہ ذہن بن چکا تھا کہ جب تک ساری دنیا مسلمان نہیں ہو جاتی نبی پاک ﷺ دنیا میں رہیں گے لیکن جب آپ اللہ کے پاس چلے گئے تو حضرت علیؓ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے تلوار نکال لی کہ جو کوئی کہے گا کہ اللہ کے نبی

Marfat.com

وفات پا چکے ہیں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ بہت سے صحابہؓ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ صحابہؓ سوچ رہے تھے کہ اب دین کا کیا بنے گا۔ اس امت کا کیا بنے گا۔ لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے جب خطبہ شروع کیا اور اس میں یہ آیت پڑھی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا

محمد اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں اگر آپ وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا آپ الٹے پاؤں پھر جائیں گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہیں کرے گا۔

تو صحابہ حیران رہ گئے اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے حالانکہ آیت تو پہلے نازل ہوئی تھی۔ اور صحابہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بارے کبھی سوچا بھی نہ تھا اب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ آیت اسی موقع کیلئے نازل ہوئی تھی اللہ نے اس آیت کی وجہ سے سارے صحابہؓ کے دلوں کو مطمئن کر دیا اور انہوں نے تسلیم کر لیا کہ اللہ حبیب ﷺ اپنے اللہ کے پاس چلے گئے۔

قرآن مجید کے بعض مقامات کا سمجھ میں نہ آنا خود اس کے معجزہ ہونے کی دلیل ہے۔ اس کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میں پہلے اپنے قصور فہم کے باعث قرآن مجید کے بعض کلمات اور قدسی آیات کے سمجھنے میں تردد رکھتا تھا اور انکی تطبیق و مطابقت میں عاجز ہو جاتا تھا بہت سے وسوسوں کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس سے بہتر کوئی علاج نہ پاتا تھا کہ میں اپنے آپ سے کہتا تھا کہ تو اس نظم قرآن کو حق مانتا ہے اس کو اللہ کا کلام مانتا ہے یا نہیں۔ اگر ایمان نہیں رکھتا تو تو کافر ہے اور مبحث سے خارج ہے۔ اور اگر تو اس کو مانتا ہے اس پر ایمان رکھتا ہے تو پھر تیری اپنی سمجھ کا قصور ہے نہ کہ نظم قرآن کی میں جو زمین و آسمان کے خالق اور عقل و ادراک کے پیدا کرنے والے کا کلام ہے جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کلام ربانی کے حق ہونے کا ایما حاصل تھا تو اس طرح یہ تردد اور وسوسہ نیست و نابود ہو جاتا تھا اور اس تردد سے نجات مل

Marfat.com

جاتی تھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ نظم قرآن میں جہاں کہیں قصور ادراک کے باعث تردد اور خدشہ کی گنجائش ہے وہی مقام قرآن مجید کے ساتھ ایمان کے زیادہ ہونے کا باعث ہے۔ اور وہی خدشہ فرقان حمید کے اعجاز کے ظاہر ہونے کا واسطہ ہے۔

قرآن پاک ایک صاف شفاف آئینہ ہے جس میں افراد اور قومیں اپنا چہرہ دیکھتی ہیں اور مقام پہچانتی ہیں۔ اس بارے میں علی میاں ندوی کہتے ہیں کہ میں نے قرآن مجید کو اس نظریے سے پڑھا تو قرآن پاک کو ایک زندہ کتاب اور بولتا ہوا مرقع یا آئینہ پایا۔

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک ایک مرتبہ حضرت ابوحازمؒ سے ملا اور ان سے پوچھا حضرت یہ بتائیں کہ اللہ کے پاس حاضری کس طرح ہوگی۔ ابوحازمؒ نے فرمایا کہ نیک آدمی رب کے پاس اس طرح حاضر ہوگا جس طرح ایک آدمی لمبے عرصے کے بعد سفر سے واپس گھر آتا اور ساتھ بہت سے تحائف اور مال بھی لاتا ہے اس کے گھر آنے پر سب خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح نیک آدمی اللہ سے ملے گا اللہ بھی خوش ہو جائے گا اور نیک آدمی بھی۔

اور برا آدمی اللہ کے سامنے اس طرح پیش ہوتا جیسے بھاگا ہوا غلام پکڑا جائے اور اسے زنجیروں میں جکڑ کر مالک کے سامنے پیش کیا جائے اور مالک سخت غصے میں ہو تو غور کریں کہ اس وقت اس غلام کا کیا حال ہوگا۔ سلیمان بن عبدالملک یہ سن کر رو پڑا اور کہا کہ حضرت کس طرح معلوم ہو کہ اللہ نے ہمارے لئے کیا صورت تجویز کی ہے۔ ابوحازمؒ نے فرمایا کہ اپنے ایمان کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو تو پتہ چل جائے گا۔ سلیمان نے دریافت کیا کہ کس آیت سے پتہ چلے گا ابوحازمؒ نے فرمایا یہ پڑھ لو:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ

بے شک نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور برے لوگ جہنم میں ہونگے۔

سلیمان بن عبدالملک نے کہا کہ اللہ کی رحمت تو بڑی ہے اور وہ بدکاروں پر بھی حاوی ہے۔ ابوحازم نے فرمایا کہ قرآن فرماتا ہے

Marfat.com

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ

بے شک اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے۔

اب ہر آدمی غور کر سکتا ہے کہ وہ کس کھاتے میں ہے۔ قرآن پاک کی آیت:

لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتَابًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الانبیاء)

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

اس آیت کے بارے میں ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ قرآن ایک صاف شفاف سچا اور دیانتدار آئینہ ہے جس میں ہر شخص اپنے خدوخال دیکھ سکتا ہے۔ معاشرہ میں اپنا مقام پہچان سکتا ہے اور خدا کے نزدیک اپنا مرتبہ پہچان سکتا ہے کیوں کہ قرآن انسانوں کے اخلاق واوصاف بیان کرتا ہے اور اس میں انسانیت کے اعلیٰ اور ادنیٰ درجے کے نمونے کی تصویریں موجود ہیں۔ فِیْہِ ذِکْرُکُمْ یعنی اس کتاب میں تمہارا بیان ہے۔ تمہارے حالات واوصاف موجود ہیں۔

سلف قرآن پاک کو ایک زندہ کتاب زندگی سے لبریز اور بولنے والی کتاب تصور کرتے تھے ان کے نزدیک قرآن پاک کوئی تاریخی یا آثار قدیمہ کی کتاب نہیں تھی جو صرف ماضی اور اگلے وقتوں کے لوگوں سے بحث کرتی ہو اور اس کا زندہ لوگوں سے بدلتی ہوئی انسانی زندگی اور انسانیت کے ان بے شمار نمونوں سے جو ہر زمان ومکان میں موجود رہتے ہیں کوئی تعلق نہ ہو۔ ہمارے اسلاف اپنے اخلاق واوصاف کو اور اپنے اندر کو بخوبی جانتے تھے وہ قرآن پاک سے رہنمائی لیتے تھے اس پیاری کتاب میں اپنے چہرے تلاش کرتے تھے اور اخلاق واطوار کی سچی اور صحیح تصویر تلاش کرتے تھے اور اس کتاب کے ذریعے سے خود کو پہچان لیتے تھے اگر ذکر خیر ہوتا تو شکر کرتے تھے اگر کہیں کچھ اور ہوتا تو استغفار کرتے اور فوراً اپنی اصلاح کر لیا کرتے تھے۔ (قرآن افادات)

احنف بن قیس ایک بہت بڑے عرب سردار تھے مشہور تھا کہ اگر احنف کو غصہ آجائے تو ایک لاکھ آدمیوں کو غصہ آجاتا ہے اور ایک لاکھ تلواریں نکل آتی ہیں۔ یہ نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کی زیارت تو نہ کر سکے مگر صحابہؓ کی زیارت ضرور کی۔ یہ تابعی ہیں حضرت علیؓ کے بہت زیادہ معتقد اور ان کے ساتھ بہت زیادہ مخلص تھے ایک دن کسی قاری نے تلاوت کی:

لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتَابًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الانبیاء)

عربی ان کی زبان تھی چونک پڑے اور کہا کہ ہمارا تذکرہ، قرآن لاؤ ہم بھی تو دیکھیں کہ ہمارا تذکرہ کس طرح کا ہے اور میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں۔ قرآن پاک لایا گیا انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ مختلف لوگوں کی صورتیں ان کے سامنے سے گزرنے لگیں۔ ایک گروہ آیا جس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی تھی:

کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ (۱۷) وَبِالْاَسْحَارِھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (۱۸) وَفِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (ذٰریات ۱۷ تا ۱۹)

وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخر شب میں استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سائل اور محروم کا حق تھا۔

پھر کچھ لوگ ایسے آئے جن کا حال یہ تھا

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (الم سجدہ ۱۶)

ان لوگوں کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں وہ لوگ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔

پھر کچھ ایسے آئے

یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّداً وَّ قِیَاماً (فرقان)

اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

پھر ایک قافلہ گزرا جس کی شان یہ تھی:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ. وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران ۱۳۴)

Marfat.com

خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور غصے کے ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

پھر کچھ لوگوں کی تعریف آئی جن کا عالم یہ تھا

وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ. وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (حشر ۹)

دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ضرورت مند ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے وہ کامیاب ہے۔

پھر ایک اور نمونہ سامنے آیا:

وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ (شوریٰ ۳۷۔۳۸)

حضرت احنف نے فرمایا خدا میں تو ان میں سے کہیں بھی نظر نہیں آیا انہوں نے پھر پڑھنا شروع کیا طرح طرح کے آدمی نظر آئے ایک بھیڑ نظر آئی:

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسْتَکْبِرُوْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (صٰفٰت ۳۵۔۳۶)

جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر اور دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

تھوڑا اور آگے بڑھے تو کچھ ایسے لوگ ملے:

وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ

جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل منقبض ہو جاتے ہیں اور جب ان کے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے تو اس وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں (زمر۔۴۵)

پھر کچھ بدقسمت ایسے ملے کہ جن سے کہا گیا

Marfat.com

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَر (المدثر)

تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا۔

تو جواب یہ تھا:

لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ حَتّٰی اَتٰنَا الْیَقِیْنُ (مدثر ۴۳۔۴۷)

ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے نہ غریبوں کو کھانا کھلاتے تھے اور باتیں بنانے والوں کے ساتھ خود بھی مشغول ہو جاتے تھے۔ اور آخرت کا انکار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آ گئی۔

احنف یہ صورتیں دیکھ کر گھبرا گئے کہنے لگا خدایا ایسے لوگوں سے تیری پناہ میں ان سے بے زار ہوں اور مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں وہ اپنے متعلق نہ تو دھوکے میں تھے نہ ہی بدگمان کہ اپنے کو باغیوں میں سمجھیں وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی دولت عطا فرمائی ہے۔ انہوں نے سوچا کہ میرا مقام بلند نہ سہی لیکن میں مسلمانوں میں سے تو ہوں انہوں نے پھر اپنی صورت تلاش کرنی شروع کر دی۔ ایسی صورت کہ جو ان کی اپنی ہو۔ ان کو اپنے ایمان پر کامل یقین بھی تھا اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا بھی علم تھا۔ اللہ رحمت اور مغفرت پر بھروسا بھی تھا اور اپنی نیکیوں پر غرور نہ تھا۔ نہ ہی خدا کی رحمت سے مایوسی تھی نہ ہی اپنے اچھے اعمال پر گھمنڈ۔ ان کو ملی جلی صورت کی تلاش تھی اور ان کو یقین تھا کہ وہ صورت اس جامع و مکمل اور اس زندہ و تازہ کتاب میں ضرور ملے گی۔

احنف قرآن پڑھتے گئے اور اس آیت پر پہنچے:

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا. عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ. اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (توبہ ۱۰۲)

اور کچھ لوگ ہیں جن کو اپنی خطاؤں کا اقرار ہے انہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے امید ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے کہا کہ بس بس میں مل گیا۔ میں نے اپنے آپ کو پالیا مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ میں نے خدا کی توفیق سے نیک اعمال بھی کئے ہیں میں ان کی ناقدری اور ناشکری نہیں کرتا مجھے خدا کی رحمت سے ناامیدی نہیں۔

وَ مَنْ يَقْنُطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (حجر ۵۶)

اور رب کی رحمت سے تو گمراہ لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں۔

احنفؒ نے بھی فرمایا ان سب سے مل جل کر جو صورت تیار ہوئی وہ میری صورت ہے اس آیت میں میرا اور میرے جیسوں کا ذکر ہے۔ قربان اس رب کے جس نے ہمارے جیسے بندوں کو فراموش نہیں کیا۔

Marfat.com

قرآن اور انسانی حقوق

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ آدَمَ

ہم نے بنی آدم کو قابل تکریم بنایا۔

اسلام نے انسان کو عزت عطا کی اسے اشرف المخلوقات بتایا جبکہ ہندو اچھوتوں کو انسان کا درجہ دینے پر راضی نہیں۔ یہود غیر یہود کو کافر بے دین اور جہنمی کہتے ہیں اور خود اپنے اندر شامل کرنے پر بھی راضی نہیں یعنی ان کا مذہب تبلیغی نہیں ان میں کوئی شامل بھی نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ وہ یہودی نہیں ہے اور جہنم سے بچ نہیں سکتا انجیل غیر بنی اسرائیلیوں کو کتا اور سور کہتی ہے غرض ہندوؤں یہودیوں اور عیسائیوں کے نزدیک غیر اقوام بے دین ملیچھ اور سور ہیں اسلام نے قرآن نے انسان کو انسانیت کے دائرے میں داخل کر کے سب کو قابل تکریم بنادیا۔ کسی بھی انسان کو پیشے کے لحاظ سے اور پیسے کے لحاظ سے کسی دوسرے پر برتری حاصل نہیں ہے۔ ذات برادری کام کاج اور دولت کی وجہ سے کسی کو فضیلت حاصل نہیں ہے ہر انسان قابل تعظیم ہے چاہے وہ غریب ہے یا کوئی بھی جائز پیشہ اختیار کئے ہوئے ہے یا کوئی بھی مذہب رکھتا ہے بحیثیت انسان اس کی عزت ضروری ہے۔ اسلام سے پہلے دنیا کی عجیب حالت تھی مذہبی لحاظ سے پہلے دو خدا بنائے گئے ایک نیکی کا ایک شر کا۔ یزدان اور اہرمن۔ پھر عیسائیوں نے تین خدا بنالئے۔ مشرکین نے ہزاروں اور ہندوؤں نے ۳۳ کروڑ دیوتا بنالئے۔ سورج کو دیوتا بنالیا گیا کہ ہمیں حرارت دیتا ہے پھلوں اور سبزیوں کو پکاتا ہے ہمارے اناج اس کی حرارت سے پکتے ہیں بادلوں کو دیوتا بنالیا کہ بارش دیتے ہیں آگ اور سانپ کی پوجا کی گئی حتیٰ کہ جو پتھر اچھا لگتا اس کی پوجا شروع کردی ہر چیز کو خدا بنالیا گیا۔ جو انسان خود قابل تعظیم تھا اس نے ہر چیز کی تعظیم شروع کردی اور ہر چیز کو خدا بنالیا اور جو خدا تھا اسے بھلا دیا اسلام نے انسان کو عزت دی اور اسے صرف ایک خدا کے آگے جھکنے کا حکم دیا۔ صرف اسی کا حکم ماننے کا

Marfat.com

اس کا بن کر رہنے کا حکم دیا۔ ساری مخلوق کو اسی کا خادم قرار دیا۔

پوری دنیا میں اور خاص طور پر عرب میں انسان کی زندگی محفوظ نہیں تھی۔ طاقتور کمزور کو قتل کر دیتا کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہوتا تھا۔ اگر برابر کے کسی آدمی کو قتل کیا جاتا تو اس کے خاندان والے یا قبیلے والے بدلہ لے لیتے اس طرح جنگ چھڑ جاتی پورے پورے قبیلے صاف ہو جاتے ہزاروں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو جاتیں ان کی جنگیں برسوں تک جاری رہتی تھیں۔ اپنی اولادوں اور پھر ان کی اولادوں کو بدلے کی وصیتیں کی جاتی تھیں نہ مستقل فوج تھی نہ پولیس جوان لوگوں کو روکتی بس بدلے کی آگ کئی نسلوں کو بھسم کر دیتی انکی جنگیں چالیس چالیس سال تک جاری رہتی تھیں۔ ہزاروں آدمی ان جنگوں کی بھینٹ چڑھ جاتے تھے۔ قرآن نے انسان کو جان کا تحفظ دیا انسانی جان کی اہمیت اور اس کی حفاظت ایک معاشرتی مسئلہ ہے اگر کسی معاشرہ میں انسان کی زندگی کو خطرات لاحق ہوں تو پھر وہ معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ قرآن نے حکم دیا:

وَلَا تَقْتُلُوْا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ (انعام ۱۵۶)

جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہ کرو سوائے حق کے۔

اسلام نے مرتد، شادی شدہ زانی اور قاتل کے علاوہ ہر کسی کے قتل سے منع کر دیا۔ اور ان لوگوں کو بھی سزا عدالت دے ہر شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لے۔ خود قتل نہ کرے خود بدلہ نہ لے بلکہ عدالت سے رجوع کرے اگر خود قتل کرے گا تو پھر اس کو لواحقین اس قاتل کو مار ڈالیں گے پھر یہ سلسلہ چل پڑے گا اور دشمنی کئی نسلوں تک چلتی رہے گی۔ قرآن پاک نے مزید فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا (سورۃ مائدہ ۳۲)

جس نے کسی انسان کو بغیر کسی وجہ کے قتل کیا یا زمین میں فساد پھیلایا تو ایسا ہی ہے جیسے اس نے سارے انسانوں کو قتل کر دیا۔

آپ غور فرمائیں قرآن ایک انسان کو قتل کرنا ساری انسانیت کے قتل کرنے برابر

Marfat.com

قرار دے رہا ہے۔ قرآن نے یہ تعلیم دی کہ کسی کو حق نہیں کہ کسی دوسرے کو بغیر قصور کے قتل کر دے۔ ناحق قتل کرنے والے کو قصاص میں قتل کیا جائے قرآن فرماتا ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّاُولِي الْاَلْبَابِ

تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے اے عقل والو

واقعی اس طرح ہے کہ قصاص لیں گے تو زندگی محفوظ ہو جائے گی اگر قاتل کو چھوڑ دیں گے تو پھر وہ نہ جانے کتنے اور انسانوں کو قتل کرے گا اور اسے زندہ دیکھ کر اور لوگوں کے حوصلے بھی بڑھ جائیں گے اور وہ بھی قتل پر آمادہ نہ ہو جائیں گے۔ جب کہ چند ایک کو قصاص میں قتل ہوتا دیکھ کر کئی لوگوں کی عقل ٹھکانے لگ جائے گی۔

زمین پر فساد پھیلانے والوں اور نظام عدل کو برباد کرنے والوں کو بھی سزائے موت دی جاسکتی ہے تا کہ سارا معاشرہ امن میں رہ سکے۔ کیوں کہ اسلام میں ترجیح معاشرے کو حاصل ہے افراد کو نہیں۔ قرآن نے مال کی حفاظت کا حق دیا ہے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا فرمایا:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (مائدہ ۳۸)

چور مرد ہو یا عورت دونوں کا ہاتھ کاٹ دو یہی ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے سزا بھی۔ اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

ایک چور نہ جانے کتنے گھر اجاڑتا ہے کتنی بچیوں کے جہیز چرا کر ان کی شادیوں میں رکاوٹیں ڈالتا ہے۔ اور چند ایک چور لاکھوں کی آبادی رات کی نیندیں خراب کرتے ہیں۔ اگر ان کو پکڑ کر ان کے ہاتھ کاٹ دیں تو پورا شہر آرام کی نیند سو سکتا ہے۔ اپنے مال کو ہر چیز کو محفوظ بنا سکتا ہے۔ اور چند ایک آدمیوں کے ہاتھ کٹنے کی وجہ سے جتنے بھی چور ہیں وہ خود بخود چوری سے رک جائیں گے اور اگر ان کو سزا نہیں دیں گے تو پھر پورے معاشرے کو سزا ملے گی اور یہ سزا ہر جگہ پر ملتی ہوئی آپ دیکھ رہے ہیں جبکہ چور ڈاکو دندناتے پھر رہے ہیں۔

Marfat.com

اسلام نے ڈاکو کی سزا موت رکھی ہے کیوں کہ چور تو چوری چھپے مال اڑاتا ہے جب کہ ڈاکو کھلم کھلا چھینتا ہے اس لئے اس کی سزا سخت رکھی ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا:

لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ (نساء۲۹)

آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ

یعنی کسی بھی غلط اور ناجائز طریقے سے کسی کا مال مت کھاؤ

قرآن نے انسان کو عزت کا تحفظ دیا۔ کسی کو برے القاب اور برے نام سے پکارنا ممنوع قرار دیا۔ چغلی، بہتان اور غیبت سے منع کیا تا کہ دوسرے کی عزت محفوظ ہو جائے۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا. اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ (حجرات۱۲)

اے ایمان والو بہت زیادہ گمان سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور جاسوسی نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم اس سے کراہت کرتے ہو۔

دوسروں کو برے القاب سے پکارنا ایمان کے بعد برا قرار دیا۔ فرمایا:

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ (حجرات ۱۱)

ایمان لانے کے بعد دوسروں کو برے ناموں سے پکارنا گناہ ہے۔

اسی طرح بہتان لگانے سے منع کیا بہتان لگانے والے کو اسی کوڑوں کی سزا کا اعلان کیا تا کہ کوئی کسی معاشرے پر زنا کا الزام نہ لگائے۔ اور اس طرح ہر ایک کی عزت محفوظ ہو جائے۔

اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا اور نکاح کا حکم دیا نکاح کو عام کیا تا کہ ہر کسی کی عزت محفوظ ہو جائے اور ہر کسی کا نسب محفوظ ہو جائے کوئی بھی غیرت مند انسان نہیں چاہتا کہ اس کے گھر والوں ماں، بہن بیٹی کے ساتھ کوئی ناجائز تعلقات رکھے اسلئے

Marfat.com

اسلام نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا اور زنا کے قریب بھی جانے سے روکا فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِيْلًا

اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیوں کہ یہ بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔

اسلام سے پہلے نکاح کے کئی طریقے تھے اسلام نے ان سب کو ختم کر دیا صرف ایک پاکیزہ اور سب سے اچھے طریقے کو باقی رکھا اور اس میں انسانیت کی تکریم ہے عزت ہے پاکدامنی ہے اور آخرت کی کامیابی ہے۔

قرآن پاک نے انسان کو ہر حلال اور پاک چیز کھانے کا حق دیا ہے اور حدود کے اندر رہتے ہوئے زیب و زینت اختیار کرنے کا حق دیا ہے۔ فرمایا:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (اعراف ۳۲)

اے نبی ان سے کہہ دیجئے کہ کس نے اللہ کی زینت کو حرام قرار دیا اور رزق میں سے پاکیزہ چیزوں کو۔

اچھا کھانا اچھا پہننا نہ صرف جائز ہے بلکہ اگر اللہ نے مال دیا ہو تو یہ ضروری ہے تا کہ اللہ کی نعمتوں کا اظہار ہو تکبر پیدا نہیں ہونا چاہیے باقی ضرورت کے مطابق اچھا گھر اچھی سواری انسان کا حق ہے اللہ اپنے بندوں پر اپنی نعمتیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے اللہ جمیل و یحب الجمال اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے اچھے لباس بھی پہنے ہیں اچھے کھانے بھی کھائے ہیں۔ یہ چیزیں اللہ نے انسانوں کیلئے ہی تو پیدا کی ہیں۔ لیکن ان چیزوں کو مقصد نہیں بنانا چاہیے ایک خاص حد تک ان سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے اور دوسرے انسانوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جن کو یہ چیزیں میسر نہیں ہیں ان کا کس طرح گزارہ ہوتا ہے۔ اگر آدمی خود مرغی اور بکرے کھاتا ہے تو کبھی کبھار کسی غریب کو دال سبزی بھی کھلا دے اگر خود پانچ سوٹ سلواتا ہے تو ایک دو کسی غریب کو بھی سلوا کر دے دے۔

اسلام سے پہلے عورت کی عجیب حالت تھی کچھ مذہب تو اس کو انسان ہی نہیں سمجھتے تھے کچھ یہ کہتے تھے کہ عورت میں روح نہیں ہوتی کچھ کہتے تھے کہ روح تو ہوتی ہے مگر

Marfat.com

جانوروں کی اور عورت کے ساتھ سلوک بھی جانوروں جیسا ہی کرتے تھے۔ اسلام نے عورت کو عزت دی حقوق دیئے اسے ماں بہن بیٹی کا درجہ دیا۔ ماں کی صورت میں جنت کو اس کے قدموں تلے قرار دیا۔ بہن اور بیٹی کی صورت میں رحمت قرار دیا۔ بیوی کی صورت میں سکھ اور چین قرار دیا۔ اللہ کے حقوق کے بعد والدین کے حقوق کو قرار دیا اور ان میں سے بھی والدہ کے حقوق کو اولیت دی۔ ان کی خدمت کو فرض قرار دیا۔ ان کے سامنے اف کہنے کو بھی ناجائز قرار دے دیا۔ بہن اور بیٹی کی اچھی تربیت اور اچھی جگہ شادی کرنے پر جنت کی ضمانت دی۔ وراثت میں عورت کا حصہ قرآن نے ہی رکھا ورنہ بہت سے مذاہب اور اہل عرب عورت کو وراثت میں سے کچھ بھی نہیں دیتے تھے۔ بلکہ عورت خود وراثت بن جاتی تھی۔

اسلام نے شادی میں عورت کی مرضی کا خیال رکھا اور عورت کی اجازت کو ضروری قرار دیا۔ حضرت خنساء بن خزام انصاریؓ شیبہ تھیں یعنی انکی پہلے ایک شادی ہو چکی تھی انکے والد نے ان کی مرضی پوچھے بغیر کسی جگہ پر نکاح کر دیا۔ حضرت خنساء دربار رسالت میں اپنے باپ کی شکایت لے کر آئیں تو آپ ﷺ نے انہیں نکاح کو رد کرنے کا اختیار دے دیا۔ (مشکوٰۃ)

بالغ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن نے عورت کے حق مہر کو فرض قرار دیا۔ فرمایا:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (نساء ۴)

اور عورتوں کے حق مہر خوش دلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا کر دیا کرو۔

عورت کا نان نفقہ مرد کے ذمے ہے اس کا لباس اس کی رہائش مرد کے ذمے ہے۔ رہائش کے بارے میں فرمایا:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ (طلاق ۶)

اپنی حیثیت کے مطابق ان کو رہنے کا مکان دو

اگر مرد کسی بھی لحاظ سے عورت کے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہو تو عورت کو یہ حق

Marfat.com

حاصل ہے کہ وہ خلع حاصل کرلے۔ اسلام نے عورت کو باندھ کرنہیں رکھا کہ کسی ظالم یا حقوق ادا نہ کرنے والے شوہر کے ساتھ ساری زندگی سزا بھگتتی رہے۔ عورت کو جو چیزیں شوہر یا اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کی طرف سے ملیں وہ ان کو اپنے مرضی کے مطابق استعمال کرسکتی ہے اس کی اپنی کمائی بھی اگر ہو تو اس کو اس کے خرچ کرنے پر پورا اختیار حاصل ہے شوہر یا کسی اور کو اس پر سختی کرنے یا روکنے کی اجازت نہیں ہے۔ غرضیکہ اسلام نے اور قرآن نے انسان کو ایسے حقوق عطا فرمائے ہیں جو پہلے کسی نے عطا نہیں کئے تھے۔

Marfat.com

قرآن کے موتی

قرآن پاک ایک لامحدود سمندر ہے نہ کوئی آج تک اس کا کنارہ دیکھ سکا ہے نہ قیامت تک دیکھ سکے گا اور نہ ہی کسی کو اس کی گہرائی کا علم ہے۔ بس ہر عالم اپنی بساط کے مطابق اس سمندر میں غوطہ لگاتا ہے اور موتی نکال کر لاتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا لیکن قرآن کے یہ موتی کبھی ختم نہیں ہونگے۔ چند ایک موتی آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ کے معنی ہیں کھولنے والی چونکہ یہاں سے کلام پاک کا آغاز ہوتا ہے اس لئے اسے فاتحہ کہتے ہیں علماء کرام نے اس کے ۲۴ نام گنوائے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

فاتحہ، حمد سورۃ شفاء، صلوٰۃ، ام القرآن، ام الکتاب، سورۃ الرسول، تعلیم المسئلہ، سبع المثانی، القرآن العظیم، الکافیہ، سورۃ الکنز، سورۃ الاساس، سورۃ المناجات، سورۃ التفویض، سورۃ واقیہ، سورۃ شکر، سورۃ الرقیہ، فاتحۃ القرآن، فاتحۃ الکتاب، سورۃ شافیہ، سورۃ الواضیہ، سورۃ الدعا، سورۃ النور، (آسان تفسیر القران ج ا ص ۱۱)

شیطان نے تین مواقع پر واویلا کیا اور اپنے سر پر خاک ڈالی

۱۔ جب اس کو اللہ کے دربار سے نکالا گیا۔

۲۔ جب نبی پاک ﷺ کو نبوت ملی یعنی اعلان نبوت فرمایا۔

۳۔ جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی

(معالم العرفان فی دروس القرآن ۱/۷۵)

سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کے متعلق رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے رات کو یہ دو آیات پڑھ لیں تو یہ اس کیلئے کافی ہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں جنت کے خزائن سے نازل فرمائی ہیں۔ جن کو تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے خود رحمان نے اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا جو شخص ان کو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے تو وہ اس کیلئے

Marfat.com

قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔

اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ بلاشبہ ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں کیلئے کافی ہیں۔

معالم التنزیل کی جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۹ پر لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا مذاق بنانے والے پانچ افراد تھے۔ ولید بن مغیرہ، جو ان کا سردار تھا۔ دوسرا عاص بن وائل۔ تیسرا اسود بن عبدالمطلب۔ چوتھا اسود بن عبد یغوث۔ پانچواں حارث بن قیس تھا۔ اللہ نے ان کو سزا دی یہ بری موت مرے۔ ایک دن لوگ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ رسول اللہ بھی اس موقع پر موجود تھے جبرائیل امینؑ تشریف لائے جب ولید بن مغیرہ کا گزر ہوا تو جبرائیلؑ نے پوچھا اے اللہ کے رسول آپ اس کو کیسا پاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ برا بندہ ہے۔ جبرائیلؑ نے فرمایا اس سے آپ کی حفاظت کر دی گئی۔ اور پھر جبرائیلؑ نے اس کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا۔ ولید وہاں سے چلا گیا وہ تکبر سے جا رہا تھا راستے میں بنی خزاعہ کے ایک شخص نے تیر رکھے ہوئے تھے ایک تیر ولید کی پنڈلی میں لگ گیا۔ تیر کا زہر پھیلتا گیا یہاں تک کہ ولید مر گیا۔ پھر عاص بن وائل وہاں سے گزرا جبرائیلؑ نے پوچھا یہ کیسا بندہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ برا بندہ ہے۔ جبرائیلؑ نے فرمایا اس سے آپ کی حفاظت کر دی گئی اور اس کے قدموں کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ سیر کو نکلا راستے میں ایک کانٹا لگا اس سے سوزش ہوئی وہ بڑھتی گئی یہاں تک کہ اس کا پاؤں اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسود بن عبدالمطلب گزرا اس کے بارے جبرائیلؑ نے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا برا بندہ ہے۔ جبرائیلؑ نے فرمایا آپ اس سے محفوظ ہو گئے۔ اور اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ وہ اندھا ہو گیا اور دیواروں میں سر مارتے مارتے اور یہ کہتے کہتے کہ رب محمد نے مجھے قتل کر دیا۔ تھوڑے عرصے میں مر گیا۔ پھر اسود بن عبد یغوث گزرا جبرائیلؑ نے پوچھا یہ کیسا بندہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا برا بندہ ہے حالانکہ میرے ماموں کا لڑکا ہے جبرائیلؑ نے فرمایا اس سے آپ کی حفاظت کر دی گئی یہ کہہ کر اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ لہٰذا اس کو استسقاء کا مرض لگ گیا اور وہ مر گیا اس کے بعد حارث بن قیس گزرا جبرائیلؑ نے پوچھا

Marfat.com

یہ کیسا بندہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا برا بندہ ہے۔ جبرائیلؑ نے اس کے سر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اس سے محفوظ ہو گئے۔ اس کے بعد حارث کے ناک سے پیپ بہنے لگی یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

قرآن پاک نے تکبر اور حسن سے منع کیا ہے انہی گناہوں کی وجہ سے ابلیس کی سات لاکھ سال کی عبادت ضائع ہو گئی۔ اس نے تکبر کیا کہ میں آگ سے بنا ہوں آدم مٹی سے بنا ہے آگ اوپر کو جاتی ہے مٹی پست رہتی ہے لہٰذا میں کس طرح آدم کو سجدہ کروں اور اس نے حضرت آدمؑ سے حسد کیا کہ خدا نے اس کو اپنا خلیفہ کیوں بنایا حالانکہ میں فرشتوں کا سردار ہوں اور میں عبادت بہت زیادہ کی ہے۔ اس طرح تکبر اور حسد کی وجہ سے اس نے سجدے سے انکار کر دیا اور مردود ہو کر رب کے دربار سے نکلا۔ (معالم العرفان ج۲ص۱۶۶)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اِنْ تَعُدُّوْ نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا شروع کرو تو کر ہی نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں نعمتیں ہیں اگر سارے انسان ایک جگہ پر اکٹھے ہو کر ان کو گننا چاہیں تو گن نہیں سکتے انسان کے جسم میں جو علماء نے حکماء نے نعمتیں دیکھی ہیں وہ پانچ ہزار سے بھی زائد ہیں صحت ہے آنکھ، ناک کان دل و دماغ اور بہت سے اعضاء رب کے حکم سے کام کر رہے ہیں۔ انسان کے جسم کے اندر تین سو سے زائد جوڑ ہیں ہر ایک جوڑ کو اللہ کی قدرت کاملہ نے ایسا مستحکم بنایا ہے کہ ہر وقت کی حرکت کے باوجود نہ گھستا ہے نہ اس کی مرمت کی ضرورت پڑتی ہے انسان کی عمر چاہے سو سال ہو جائے یہ برابر کام کرتے رہتے ہیں اگر ان کی جگہ فولاد بھی ہوتا تو گھس جاتا مگر اللہ نے فرمایا:

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ شَدَدْنَا اَسْرَهُمْ یعنی ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا اور ہم نے ہی اس کے جوڑ بند مضبوط کیے۔

آنکھ پر غور کیجئے چربی کی بنی ہوئی ہے لیکن ساری زندگی کام کرتی ہے زبان

Marfat.com

گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے لیکن ساری زندگی بولتی رہتی ہے کبھی خراب نہیں ہوتی۔ کبھی بند نہیں ہوتی۔ دل کروڑوں مرتبہ دھڑکتا ہے پھیپھڑے زندگی میں کروڑوں مرتبہ پھیلتے سکڑتے ہیں پپوٹے آنکھوں کی صفائی کرتے ہیں آنکھوں کا دفاع کرتے ہیں ایک گھنٹے میں ہزار دفعہ پھڑکتے ہیں۔ ساری زندگی میں کتنی بار کھلتے بند ہوتے ہوں گے کبھی خراب نہیں ہوتے کبھی تبدیل نہیں کروانے پڑتے۔ ہماری سوچ ختم ہو جائے گی لیکن رب کی نعمتیں ختم نہیں ہوں گی۔ رب ہم سے کوئی بل وصول نہیں کرتا بجلی اور گیس کے بل ادا نہ کریں تو بجلی اور گیس کاٹ دی جاتی ہے۔ رب چاہتا ہے کہ میری نعمتوں کو میرے حکم کے مطابق استعمال کرو۔ جو رب کی مان کر چلے گا رب ہزاروں لاکھوں گنا بڑھا کر نعمتیں عطا کرے گا۔

مومن کے دل میں ایمان کی شمع روشن رہتی ہے اگر کسی وقت وہ خطا کا مرتکب بھی ہوتا ہے تو اس کے دل میں ندامت ضرور ہوتی ہے۔ وہ توبہ کرتا ہے رب اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ اسی لئے تو اللہ نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور توبہ کا دروازہ انفرادی طور پر انسان کی موت کی سکرات شروع تک کھلا رہتا ہے اور اجتماعی طور پر سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک کھلا رہے گا اگر کوئی بندہ ایک دن میں ستر مرتبہ گناہ کر کے ستر مرتبہ توبہ کر لے تو اللہ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے۔ انسان گناہ کرتے کرتے تھک جائے گا لیکن رب معاف کرتے کرتے نہیں تھکے گا۔ اللہ نے قرآن پاک میں بار بار عمل صالح کرنے کا حکم دیا ہے۔ عمل صالح کا دنیا و آخرت میں فائدہ ہے دنیا میں عزت اور سکون ملے گا۔ آخرت میں جنت ملے گی۔

ابو عبداللہ حکیم ترمذی اپنی کتاب نور الاصول میں لکھتے ہیں ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ صحابہ کے پاس مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے عجیب باتیں دیکھیں۔

ا۔ دیکھا کہ میرے ایک امتی کو عذاب قبر نے گھیر لیا آخر میں اس کے وضو نے اسے چھڑا لیا۔

Marfat.com

۲۔ایک امتی میں نے دیکھا کہ شیطان نے اسے وحشی بنا رکھا ہے لیکن ذکر اللہ نے اسے خلاصی دیدی۔

۳۔ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا ہے اس کی نماز نے اسے آ کر بچالیا۔

۴۔اایک امتی کو میں نے دیکھا کہ پیاس کے مارے ہلاک ہو رہا ہے جب حوض پر جاتا ہے تو دھکے لگتے ہیں اس کا روزہ آیا اور اسے پانی پلا دیا اور آسودہ کر دیا۔

۵۔ایک امتی کو دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام حلقے باندھے تشریف فرما ہیں یہ جس حلقے میں جاتا ہے وہاں والے اس کو اٹھا دیتے ہیں اسی وقت اس کا غسل جنابت آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس بٹھا دیا۔

۶۔ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ چاروں طرف سے اس کو اندھیرا گھیرے ہوئے ہے اور اوپر نیچے سے بھی وہ اسی میں گھرا ہوا ہے تو اس کا حج اور عمرہ آیا اور اسے اس اندھیرے میں سے نکال کر نور میں پہنچا دیا۔

۷۔ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ وہ مومنوں سے کلام کرنا چاہتا ہے لیکن وہ اس سے بولتے نہیں اس وقت صلہ رحمی آئی اور اعلان کیا کہ اس سے بات چیت کرو چنانچہ وہ اس سے بولنے لگے۔

۸۔ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے منہ پر سے آگ کے شعلے ہٹانے کیلئے ہاتھ بڑھا رہا ہے اتنے میں اس کی خیرات آئی اور اس کے چہرے پر پردہ اور اوٹ ہو گئی اور اس کے سر پر سایہ بن گئی۔

۹۔ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے ہر طرف سے قید کر لیا لیکن اس کی نیکی حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا آیا اور اسے چھڑا کر رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔

۱۰۔ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہے اور اللہ اور اس کے درمیان حجاب ہے اس کے اچھے اخلاق آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کے پاس پہنچا دیا۔

Marfat.com

۱۱۔ ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ اس کا نامہ اسکے اعمال بائیں طرف سے آ رہا ہے لیکن اس کے خوف الٰہی نے اس کو اس کے دائیں طرف کر دیا۔

۱۲۔ ایک امتی کو میں نے جہنم کے کنارے دیکھا کہ اس وقت اس کا اللہ کے سامنے کپکپانا آیا اور اسے جہنم سے بچا کر لے گیا۔

۱۳۔ ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ پل صراط پر لڑھکیاں کھا رہا ہے اس کا مجھ پر درود پڑھنا آیا اور ہاتھ تھام کر سیدھا کر دیا اور وہ پار اتر گیا۔

۱۴۔ ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر پہنچ چکا ہے لیکن دروازہ بند ہو گیا اسی وقت لا الہ الا اللہ کی شہادت پہنچی اور دروازے کھلوا دیئے اور اس کو جنت میں پہنچا دیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۰)

قیامت ایک یقینی چیز ہے اس کا تذکرہ قرآن پاک کی اڑسٹھ سورتوں میں آیا ہے ایمان پر استقامت کے سات ثمرات مندرجہ ذیل ہیں۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹ گئے۔

پہلا ثمرہ

تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ

فرشتے ان پر اتریں گے۔ یعنی یہ اعزاز و اکرام ہے اللہ کی طرف سے

دوسرا ثمرہ

اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا

نہ خوف کھاؤ اور نہ غمگین ہو

خوف اور غم قیامت کے دن دور کر دیا جائے گا

تیسرا ثمرہ

وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ

جنت کی بشارت دے دی گئی۔

Marfat.com

چوتھا ثمرہ

نَحۡنُ اَوۡلِيٰٓؤُكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَ فِى الۡاٰخِرَةِ

ہم تمہارے دنیا کی زندگی اور آخرت میں بھی دوست ہیں

آخرت میں رب کی رضا بھی ملے گی

پانچواں ثمرہ

وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَاتَشۡتَهِىۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ

ہر وہ چیز تمہیں ملے گی جس کو تم چاہو گے۔

چھٹا ثمرہ

وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ

ہر طلب کی چیز جس کو بھی جنتی طلب کریں گے مل جائے گی۔

ساتواں ثمرہ

نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ

یہ مہمانی ہوگی ان کی بخشنے والے رحم کرنے والے کی طرف سے

غور فرمائیں ایمان پر استقامت کتنے انعامات دلوائے گی جنت سے لے کر رب کی رضا تک ہر چیز مل جائے گی۔

طبرانی نے معجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک حبشی نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم سے حسن صورت اور رنگ میں ممتاز ہیں۔ اور نبوت و رسالت میں بھی اب اگر میں بھی اس چیز پر ایمان لاؤں جس پر آپ ایمان رکھتے ہیں اور وہی عمل کروں جس پر آپ عمل کرتے ہیں تو کیا میں بھی جنت میں آپ کے ساتھ ہو سکتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جنت میں کالے رنگ کے حبشی سفید اور حسین ہو جائیں گے اور ایک ہزار سال کی مسافت سے چمکیں گے اور جو شخص لا الہٰ الا اللہ کا قائل ہو اس کی فلاح و نجات اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص سبحان اللہ و

Marfat.com

بحمدہ پڑھتا ہے اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

یہ سن کر مجلس سے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ جب اللہ کے دربار میں حسنات کی اتنی سخاوت ہے تو ہم پھر کیسے ہلاک ہو سکتے ہیں یا عذاب میں کیسے گرفتار ہو سکتے ہیں آپ نے فرمایا (یہ بات نہیں) حقیقت یہ ہے کہ قیامت میں بعض آدمی اتنا عمل اور حسنات لے کر آئیں گے کہ اگر ان کو پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ بھی ان کے بوجھ کا تحمل نہ کر سکے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آتی ہیں اور ان سے موازنہ کیا جاتا ہے تو انسان کا عمل ان کے مقابلے میں ختم ہو جاتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو اپنی رحمت سے نواز دیں۔

اس حبشی کے سوال و جواب پر سورۃ دہر کی یہ آیت نازل ہوئی:

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْئًا مَّذْكُوْرًا

حبشی نے حیرت سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھیں بھی ان نعمتوں کو دیکھیں گی جن کو آپ کی مبارک آنکھیں مشاہدہ کریں گی؟

آپ نے فرمایا ہاں ضرور اس پر اس حبشی نو مسلم نے رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ روتے روتے وہیں جان دے دی۔ اور آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کی تجہیز و تکفین فرمائی۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۶۷۰)

سورۃ انعام کا موضوع اول تا آخر عقیدہ توحید کا بیان ہے۔ یہ نفس انسانی کو ملک السموات والارض کی سیر کراتی ہے۔ ظلمت اور نور کے نظارے دکھاتی ہے۔ سورج چاند ستاروں کی نگرانی کراتی ہے۔ بساتین اور فواکہہ کو پیش کرتی ہے باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرنے والے پانی کا ذکر کرتی ہے۔ پچھلی قوموں کے عذاب کے منظر دکھاتی ہے اور ان کے کھنڈرات اور باقی رہ جانے والے نشانات پر لے جا کر کھڑا کرتی ہے۔ پھر وہ نفس انسانی کو خشکی اور تری کی ظلمت کا منظر دکھاتی ہے غیب کے کچھ اسرار براتی ہے زندوں کا مردوں سے اور مردوں سے زندوں کا نکلنا بتاتی ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں چھپے ہوئے دانے کا اگنا اور نشو و نما پیش کرتی ہے۔ رحم کی تاریکیوں میں نطفے کا استقرار

Marfat.com

اور پھر اس کی مختلف حالتیں بیان کرتی ہے۔ پھر جن وانس پرندوں جنگلی جانوروں، اگلوں پچھلوں زندوں، مردوں اور رات دن میں انسانوں کی حفاظت کرنے والے فرشتوں کا بیان کرتی ہے۔ الغرض یہ وجود کائنات کا ایک مجموعہ ہے جو نفس انسانی کے اطراف پر چھا جاتا ہے اور ظاہری اور باطنی حواس کو ڈھیر لیتا ہے۔ معنوی حقائق محسوس نظر آنے لگتے ہیں ہر پیش آنے والا نظارہ یہ خواہ کئی بار پیش آئے بالکل نیا معلوم ہوتا ہے گویا ہم نے اس سے پہلے نہ اسے محسوس کیا تھا اور نہ آنکھوں سے دیکھا تھا۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس سورۃ میں پیش کیے جانے والے نظارے ایک متلاطم دریا ہیں جو اپنی لہروں کے جلو میں سارا جہاں لئے ہوئے ہے۔ ایک لہر ابھی ختم نہیں ہوتی کہ دوسری نمودار ہو جاتی ہے اور پھر تیسری وعلیٰ ہٰذا القیاس اور اسی طرح تیز رفتار دریا رواں دواں رہتا ہے اور ان لہروں میں سے ہر لہر بڑی پر ہیبت ہے۔ جو نفس انسانی کو مبہوت کر دیتی ہے۔ الفاظ کا تناسب جملوں کا تناسق عبارات توفق باوجودیکہ مضامین مختلف ہیں۔ یہ تمام چیزیں تعبیر وتصویر کے ساتھ مل کر نفس کی ہر رگ وپے میں اتر جاتی ہیں اور اپنے لفظی ومعنوی جلال وجمال کا سکہ بٹھا دیتی ہے۔ (ظلال القرآن ج ۳ ص ۱۱۱)

قرآن پاک میں بار بار مغفرت طلب کرنے استغفار کرنے کا حکم آیا ہے حضرت حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی مالی پریشانی کے حل کیلئے آیا آپ نے اسے استغفار کرنے کا کہا۔ ایک آدمی اولاد کی دعا کیلئے آیا اسے بھی استغفار کا کہا۔ ایک آدمی آیا کہ میرا کھیت بارش نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے۔ آپ بارش کی دعا کر دیں۔ آپ نے اسے بھی استغفار کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی انکا ایک دوست بیٹھا ہوا تھا وہ بہت حیران ہوا اور عرض کی یا حضرت آپ نے ہر آدمی کو استغفار ہی کا حکم دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا ان سب باتوں کا حل استغفار ہی ہے۔ سورۃ نوح میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا

Marfat.com

اور میں نے (نوحؑ) کہا کہ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے وہ تم پر آسمان کو خوب برسائے گا اور تمہیں پے در پے مال اور بیٹوں میں ترقی دے گا۔ اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا۔

سورۃ نوح کی انہیں آیات کی بناء پر بہت سے حضرات استغفار کو سارے مصائب کا حل بتاتے ہیں استغفار سے پریشانیاں و مشکلات فقر و فاقہ اور اولاد سے محرومی جیسے مسائل حل ہو جاتے ہیں ہم نے بہت سے ایسے افراد دیکھے جن کے پاس صرف بچیاں تھیں انہوں نے کثرت سے استغفار شروع کیا اللہ نے بیٹے بھی عطا کر دیئے۔

مالی پریشانی والے لوگوں کو دیکھا کثرت سے سارے گھر والوں نے استغفار شروع کیا اللہ نے رزق کے دروازے کھول دیئے۔

خود نبی کریم ﷺ نے استغفار کو تمام مشکلات کا حل بتایا ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص استغفار کو لازم پکڑ لیتا ہے اللہ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا کوئی راستہ ہر غم اور پریشانی سے بچاؤ کی کوئی صورت نکالتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کے ملنے کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بڑے پیارے انداز میں استغفار کی تلقین فرمائی۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں ختم کر دیتا اور ایسے لوگوں کو لے آیا جو گناہ کرتے اور پھر اللہ سے معافی مانگتے۔ معاذ اللہ اس سے مراد انسانوں کو گناہوں کی ترغیب دینا نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان انسان ہے فرشتہ نہیں اس سے غلطی ضرور ہوگی اور جب اللہ سے معافی مانگے گا تو اللہ کو اس سے بہت زیادہ خوشی ہوگی کہ میرا بندہ نادم ہو کر مجھ سے معافی مانگ رہا ہے کیوں کہ فرشتے تو گناہ کرتے نہیں۔ جانوروں اور پرندوں کا تو امتحان نہیں۔ امتحان تو انسان کا ہے کہ گناہ کرتا ہے یا نہیں اور پھر گناہ کر کے اتراتا ہے یا معافی مانگتا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں جو گناہ کرے وہ انسان، جو گناہ کر کے معافی مانگے وہ بندہ رحمان اور جو گناہ کر کے اترائے وہ

Marfat.com

شیطان۔ تو چاہیے کہ انسان بندہ رحمٰن بنے شیطان نہ بنے۔

استغفار کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ ہمارے اسلاف گناہ نہ کرنے کے باوجود کثرت سے استغفار کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ کے پیارے محبوب ہمارے نبی کثرت سے استغفار کیا کرتے تھے حالانکہ آپ گناہوں سے بالکل پاک اور معصوم تھے۔ استغفار کے مندرجہ ذیل فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

مال واولاد میں برکت ہوگی۔

بندے اور رب کے درمیان وحشت ختم ہو جاتی ہے۔

اپنائیت پیدا ہوتی ہے

شیاطین دور رہتے ہیں۔

ایمان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

عبادت اور اطاعت میں حلاوت نصیب ہوتی ہے۔

اس کے دل میں دنیا حقیر اور ذلیل ہو جاتی ہے۔

عقل اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

انتقال پر فرشتے بشارتیں سناتے ہیں

قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

استغفار کرنے والا قیامت کے دن اولیا اور متقین کے ساتھ ہوگا۔

قرآن پاک کا حکم ہے:

اِنْفِرُوا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا　　　کہ جہاد کیلئے نکلو ہلکے ہو یا بھاری

ابو طلحہؓ بوڑھے تھے جب تلاوت کرتے ہوئے یہ آیت پڑھتے تو اپنے بیٹوں سے کہا میرے بچو میرا سامان تیار کرو میں جہاد کیلئے نکلوں گا بیٹوں نے کہا ابا حضور آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے۔ ابوبکر وعمرؓ کے دور میں جہاد میں شریک ہوئے۔ آپ نے عمر بھر جہاد کیا اب آپ آرام کریں ہم لوگ میدان جہاد میں جاتے ہیں اور اپنی تلواروں کے جوہر دکھاتے ہیں۔ لیکن آپؓ نہ مانے اور اسی وقت گھر سے

Marfat.com

روانہ ہو گئے۔ سمندر پار جانے کیلئے کشتی لی اور سفر شروع کر دیا کئی دن کے سفر کے بعد سمندر کے عین درمیان روح مبارک پرواز کر گئی ساحل دور تھا کوئی جزیرہ بھی نظر نہ آتا تھا کہ ان کو دفن کیا جاتا۔ نو دن تک کشتی چلتی رہی آخر نو دن کے بعد خشکی پر اترے اور آپ کو سپرد خاک کیا۔ اب تک نعش مبارک بالکل تر و تازہ تھی۔ یہ تھے اللہ کے پیارے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ بہت سے بزرگوں سے خفافا وثقالاً کی تفسیر جوان اور بوڑھے سے مروی ہے۔ الغرض جوان ہوں یا بوڑھے امیر ہوں یا فقیر فارغ ہوں یا مشغول خوش حال ہوں یا تنگ دست۔ حاجت مند ہوں یا کاریگر آسانی والے ہوں یا سختی والے پیشہ ور ہوں یا تاجر قوی ہوں یا کمزور جس حالت میں بھی ہوں اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے اٹھ کھڑے ہوں۔ جب مسلمان جہاد کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے ساری دنیا ڈرتی تھی آج ہم لوگ تیار نہیں تو ساری دنیا ہمیں ڈراتی ہے مارتی ہے ہم ان کو روک بھی نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوْا الزِّنَا زنا کے قریب بھی نہ جاؤ

بلا ضرورت شرعیہ اختلاط مرد و زن اسلام نے حتی الامکان اس کو بہت ہی کم بلکہ نابود کر دیا۔ خلوت میں نامحرموں کی ملاقات سے روک دیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو نامحرم اگر تنہا ہوں گے تو تیسرا وہاں شیطان ہوگا (یعنی وہ انہیں برائی پر آمادہ کرے گا) عورتوں کی ناجائز زیب و زینت پر پابندی لگائی اور خاص طور پر زیب و زینت اختیار کر کے گھر سے باہر نکلنے سے منع کر دیا۔ صرف اپنے شوہر کیلئے زیب و زینت کی اجازت دی۔ نکاح کی ترغیب دی اگر نکاح کی استطاعت نہ ہو یعنی روزگار یا مکان وغیرہ نہ ہو یا کوئی اور مسائل ہوں تو روزے رکھنے کا حکم دیا تاکہ جذبات کنٹرول میں رہیں اور آدمی برائی کی طرف نہ جائے۔

عورتوں اور مردوں کا آپس میں نرم گفتگو کرنا بھی منع فرما دیا تاکہ کسی کے دل میں کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو کسی بھی طرح کی دوستی بھی حرام قرار دے دی تاکہ معاملہ برائی کی طرف نہ جائے۔ زنا کی سزائیں مقرر کیں تاکہ معاشرہ خراب ہونے سے بچ جائے۔

Marfat.com

قرآن پاک نے شراب کو حرام قرار دیا یہ اعزاز صرف اسلام کو حاصل ہے کہ شراب کو سختی سے منع کیا اور اس پر سزا مقرر کی۔ پوری دنیا کو دیکھ لیں سب سے کم شراب پینے والے مسلمانوں میں ملیں گے اور دوسرے مذاہب میں اکثریت شراب پینے والوں کی ملے گی۔ یہود و نصاریٰ میں تو شراب نہ پینے والے لاکھوں میں سے چند ایک ہی ہوں گے۔ شراب کی تباہ کاریاں پوری دنیا جانتی ہے۔ یہ ام الخبائث ہے یعنی برائیوں کی ماں ہے بہت سی برائیاں اس سے جنم لیتی ہیں۔ زنا قتل اور جوا تو اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں۔

حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں شراب سے پرہیز کرو یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ سنو اگلے لوگوں میں ایک ولی اللہ تھا جو بڑا عبادت گزار تھا اور تارک الدنیا تھا۔ بستی سے الگ تھلگ ایک عبادت خانے میں شب و روز عبادت کرتا تھا ایک بدکار عورت اس کے پیچھے لگ گئی۔ اس نے اپنی ایک لونڈی کو بھیج کر ایک شہادت کے بہانے سے اپنے پاس بلوایا۔ جب یہ وہاں گئے تو لونڈی ان کو گھر کے اندر لے گئی اور جیسے جیسے یہ اندر داخل ہوتے گئے وہ دروازے بند کرتی چلی گئی آخری کمرے میں وہ خوبصورت عورت بیٹھی ہوئی تھی اس کے پاس ایک بچہ بھی تھا اور شراب کا جام بھی اس عورت نے کہا کہ میں نے آپ سے کوئی گواہی وغیرہ تو دلوانی نہیں اس آپ یا میرے ساتھ بدکاری کریں یا بچے کو قتل کریں یا پھر یہ شراب کا جام پی لیں ورنہ میں کسی صورت میں آپ کو یہاں سے جانے نہ دوں گی۔

اس درویش نے جب دیکھ لیا کہ اب نکلنے کا کوئی چارہ نہیں تو اس نے سوچا کہ قتل اور زنا تو بہت بڑے گناہ ہیں جب کہ شراب ان سے کم گناہ ہے اس لئے میں شراب پی لیتا ہوں اس نے وہ جام پی لیا جب نشہ چڑھا تو اور شراب مانگی اس عورت نے اور دے دی جب مدہوش ہو گیا تو عورت سے زنا بھی کر لیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا۔ پس اے لوگو تم شراب سے بچو سمجھ لو کہ شراب اور ایمان جمع نہیں ہوتے ایک کا آنا دوسرے کا جانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۴)

Marfat.com

اٹھارویں پارے کے شروع میں سورۃ مومنون کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی سات صفات بتائی ہیں جن میں یہ سات صفات پائی جائیں گی وہ جنت الفردوس میں جائیں گے جنت کے سو درجات ہیں ایک جنت ہے اس کی چھت دوسری جنت ہے اس کی چھت تیسری جنت ہے اس جنت کی ۹۹ نمبر کی چھت جنت الفردوس ہے اور جنت الفردوس کی چھت اللہ کا عرش ہے اللہ کا عرش سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے اور مخلوق میں اس سے خوبصورت کوئی چیز نہیں ہر جنت کو اللہ نے اپنے حکم سے بنایا فرمایا کن تو وہ بن گئی لیکن جنت الفردوس کو اور اس کی ہر چیز کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ جیسا کہ ہر چیز کو اللہ نے اپنے حکم سے بنایا اور انسان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اب غور فرمائیں کوئی بھی چیز انسان کا مقابلہ کرسکتی ہے نہیں اسی طرح کوئی بھی جنت، جنت الفردوس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ

تحقیق کامیاب ہو گئے مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔

نمازوں میں خشوع وخضوع اور عجز و زاری کرنے والے ہیں۔ یعنی ان کے دل میں اللہ کی عظمت اور ہیبت اور اس کا ادب ایسا ہے کہ جس کا اثر ظاہر پر نمایاں ہوتا ہے کہ جب نماز پڑھتے ہیں تو لرزاں اور ترساں ہوتے ہیں گویا کہ اپنے خدا کو دیکھ رہے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ

جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں یعنی جس چیز کا خدا اور آخرت سے تعلق نہ ہو اس سے الگ رہنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ

جو زکوۃ کے ادا کرنے والے ہیں یعنی مالی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ

وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں

اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ

Marfat.com

سوائے اپنی بیویوں اور کنیزوں کے کہ ان پر اس سلسلے میں کوئی ملامت نہیں بس ان کے علاوہ کوئی بھی طریقہ جائز نہیں۔ زنا، لواطت، جلق اور وطی بہائم سب حرام ہیں۔

پھر فرمایا:

فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ

پس جو کوئی اس سے ہٹ کر کوئی راہ اختیار کرے گا تو یہ لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ پھر فرمایا:

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ

وہ امانتوں کی حفاظت کرنے والے اور وعدے کے پورا کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ

اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ

پس یہی لوگ وارث ہیں یہ وارث ہیں فردوس کے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لها سبعة ابواب لکل باب منهم جزء مقسوم

اس (جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازہ ان میں سے ہر ایک کیلئے مخصوص ہے۔ حضرت علیؓ نے اپنے خطبے میں فرمایا جہنم کے دروازے اس طرح ہیں یعنی ایک پر ایک اور وہ سات ہیں اس کے بعد ایک ایک کر کے ساتوں دروازے پُر ہو جائیں گے۔ عکرمہ فرماتے ہیں سات طبقے ہیں ابن جریر سات دروازوں کے نام یہ بتاتے ہیں:

جہنم، لظیٰ، حطمہ، سعی، سقر، جحیم، ہاویہ۔

ابن عباس سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ باعتبار اعمال ان کی منزلیں ہیں ضحاک کہتے ہیں ایک دروازہ (طبقہ) یہود کا ایک نصاریٰ کا ایک صابیوں کا ایک مجوسیوں کا ایک مشرکوں کافروں کا ایک منافقوں کا ایک اہل توحید کا۔ لیکن توحید والوں کو چھٹکارے کی امید ہے باقی سب ناامید ہو گئے۔ ہر ایک کی آگ اور عذاب اس کے گناہوں کے مطابق ہوگا۔

Marfat.com

سورۃ اخلاص قرآن پاک کی انتہائی اہم صورت ہے یہ تقریباً ہر مسلمان کو یاد ہوتی ہے اور اکثر مسلمان نماز میں اسے ہی پڑھتے ہیں معاویہ بن معاویہ لیثی انصاریؓ کا انتقال مدینہ میں ہو گیا حضور پاک ﷺ تبوک میں تشریف لے جا چکے تھے۔ جبرائیلؑ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے معاویہؓ کا جنازہ لیا اور تبوک نبی ﷺ کے پاس لے کر گئے آپ نے نماز جنازہ پڑھائی جنازہ پھر مدینہ لایا گیا اور ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ نبی پاک ﷺ نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ اعزاز ان کو کیوں ملا؟ جبرائیل نے عرض کیا کہ کثرت سے سورۃ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ (تفسیر رازی)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا

کہہ دیجئے اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف کر دے گا

اس کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے ماں یا باپ پیار محبت اور شفقت سے اپنے بیٹے کو پکاریں اے میرے بیٹے اے میرے فرزند تو بیٹا سمجھ جاتا ہے کہ وہ پیار میں مجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں تو وہ ان کے پاس آ جاتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں جب ہم اپنی اولاد کو اپنی طرف نسبت دے کر بلاتے ہیں تو وہ بے خوف و خطر ہماری طرف دوڑنے لگتے ہیں کیوں کہ سمجھ جاتے ہیں کہ ہم ان پر غضبناک نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بیس سے زیادہ مقامات پر عبادی کہہ کر پکارا ہے اور سخت سے سخت گناہ گار کو بھی یٰعبادی کہہ کر مخاطب کیا ہے کیا اس سے بھی بڑھ کر اس کی رحمت کا پیام ہو سکتا ہے۔

ایک انگریز نے کتاب لکھی
An Idea that can change your life

ایک طریقہ جو آپ کی زندگی تبدیل کر سکتا ہے۔

ٹائٹل بنانے والے سے غلطی ہو گئی اس نے اس طرح لکھ دیا

An Idea that can change your Wife

Marfat.com

ایک طریقہ جو آپ کی بیوی کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اس کو بدل سکتا ہے (عادات کو بدل سکتا ہے) یہ کتاب ویسے بکتی یا نہ بکتی لیکن ٹائٹل کی غلطی کی وجہ سے جو کوئی ٹائٹل دیکھتا وہ ارادہ کرتا کہ میں اسکو پڑھ کر اپنی بیوی کی عادات کو بدلوں گا لیکن......

قرآن پاک نے بیوی کی اصلاح کے تین طریقے ایک ہی آیت کے اندر بتا دیئے ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو انسان تو فوراً سمجھ جائے گا جو جانور ہوگا شاید اس پر اثر نہ ہو۔ قرآن فرماتا ہے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ

اگر عورتوں کی طرف سے نافرمانی کا صدور ہو تو ان کو نصیحت کرو (سمجھاؤ) اور ان کا بستر الگ کر دو اور ان کو مارو۔

پہلا طریقہ وعظ و نصیحت کا ہے انسان پر اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اگر فائدہ نہ ہو تو پھر ان کا بستر الگ کر دو تا کہ شوہر سے علیحدگی اور ناراضگی کا ان کو احساس ہو جائے۔ گھر سے علیحدہ ہرگز نہ کرو کیوں کہ اس سے مزید نقصان ہو سکتا ہے۔ بس گھر کے اندر رہنے دو بستر الگ کر دو اور بول چال بند کر دو جو اس شریفانہ سزا اور تنبیہ سے بھی متاثر نہ ہو تو پھر اس کو معمولی مار مارنے کی بھی اجازت ہے جس سے اس کے بدن پر زخم نہ پڑیں ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹے۔ اور چہرے پر مارنے کی تو ہرگز اجازت نہیں ہے۔ (معارف القرآن ج۲ ص ۳۹۹)

قرآن کے مطابق شہید زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کو چھ چیزیں دی جاتی ہیں۔ جب اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کا ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے اس کے ساتھ حور کا نکاح کیا جاتا ہے۔ وہ قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے دور رہتا ہے۔ اس عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کو ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے۔ (ظلال القرآن ج۹ ص ۲۹۳)

اہل جنت کو کنگن پہنائے جائیں گے دنیا میں زیادہ تر عورتیں کنگن پہنتی ہیں جب

Marfat.com

کہ سابقہ دور میں ساری دنیا کے بادشاہ کنگن پہنا کرتے تھے سر پر تاج ہاتھوں میں کنگن بہت ہی خوبصورت لگتے تھے۔ سراقہ بن مالک کو بھی کسریٰ کے کنگن پہنائے گئے تھے۔ اہل جنت کو بھی بادشاہوں والی زندگی عطا ہوگی۔ تاج اور کنگن پہنائے جائیں گے ہر کسی کے کنگن درجہ بدرجہ ہوں گے کسی کو چاندی کے کسی کو سونے کے کسی کو موتی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرْ (مدثر)

دوزخ پر انیس فرشتے مقرر ہوں گے یہ سب سردار ہوں گے ان کی نگرانی میں ستر ستر ہزار فرشتے ہوں گے اور ایک ایک فرشتے میں اتنی طاقت ہوگی کہ اگر سارے جہنمی مل کر ایک فرشتے کا مقابلہ کرنا چاہیں تو کر نہیں سکتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جاہلوں کا سردار ابوجہل کہنے لگا تم پر تمہاری مائیں روئیں کیا تم میں اتنی طاقت نہیں کہ تمہارے دس دس آدمی ان میں سے ایک ایک کو پکڑ لیں اس پر ابوالاسود بن کلاہ بولا کہ سترہ کیلئے تو میں اکیلا ہی کافی ہوں باقی دو کو تم سب مل کر پکڑ لینا ان میں سے بہت سے تو ایسے تھے کہ جنہوں نے تلواریں نکال لیں کہ جیسے ابھی جنگ ہونے لگی ہے کم بختوں کو پتہ نہیں تھا کہ فرشتوں کے اندر کتنی طاقت ہوتی ہے۔ ایک فرشتہ پوری بستی کو آن واحد میں الٹ سکتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ (صافات)

حضرت ادریسؑ اللہ کے نبی تھے نوحؑ کے اجداد میں سے تھے اور ان سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے تھے ان پر تیس صحیفے نازل ہوئے سب سے پہلے آپ کو علم نجوم اور حساب بطور معجزہ عطا کیا گیا۔ سب سے آپ نے قلم سے لکھنا شروع کیا اور کپڑا سینا ایجاد کیا اس سے پہلے لوگ جانوروں کی کھال یا اون کے لباس سے جسم ڈھانپتے تھے۔ سب سے پہلے ناپ تول کے طریقے آپ نے ایجاد کئے۔ اسلحہ کی ایجاد بھی آپ سے شروع ہوئی۔ آپ نے اسلحہ ایجاد کر کے بنو قابیل سے جہاد کیا۔ (بحر محیط قرطبی مظہری)

قرآن پاک میں ہے کہ:

Marfat.com

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَہْ

تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں پکڑ لے گی اگر چہ تم مضبوط قلعوں کے اندر بھی ہو۔ موت ضرور آئے گی اس نے نہ کسی کو چھوڑا ہے نہ کسی کو چھوڑے گی۔ ہر ایک کو الگ الگ صورت میں آئے گی صرف جو پہلی حالت ہے یعنی فرشتے کا نظر آنا صرف اسی پر فی الحال بات کی جائے گی۔ اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا۔ آپ نے اللہ سے دعا کی کہ ملک الموت سے ملا دے جب ملاقات ہوئی تو فرشتے سے کہا کہ آپ اچھے اور برے آدمی کی جان کس طرح قبض کرتے ہیں۔ ملک الموت نے کہا کہ آپ اس کی تاب نہ لاسکیں گے آپ نے جب دوبارہ کہا تو فرشتے نے کہا کہ آپ اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کر لیں۔ پھر کہا کہ دیکھئے جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا تو ایک سیاہ فام شخص سامنے کھڑا تھا جس کا سر آسمان کو چھو رہا تھا اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اس کی شکل اتنی بھیانک تھی کہ حضرت ابرہیمؑ گر کر بے ہوش ہو گئے کچھ دیر بعد ہوش میں آئے تو ملک الموت اپنی پہلے شکل میں آچکے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر برے آدمی کو اور کوئی بھی سزا نہ دی جائے صرف یہ صورت دکھا دی جائے تو اس کیلئے یہ سزا ہی کافی ہے۔ پھر نیک آدمی کے پاس آنے والی صورت بنانے کا مطالبہ کیا۔ جب یہ صورت دیکھی تو حیران رہ گئے کہ انتہائی خوبصورت نوجوان ہے خوشبوؤں سے بھرا ہوا ہے روشن چہرہ اور سفید لباس آپ نے فرمایا کہ اگر نیک آدمی کو کوئی بھی اور اجر نہ دیا جائے صرف یہ صورت دکھا دی جائے تو اس کیلئے کافی ہے۔ انسان کی جان فرشتے اعزاز یا سزا کے طور پر نکالتے ہیں جب کہ جانوروں کی جان فرشتے نہیں نکالتے جب جانور پرندے کیڑے مکوڑے ذکر کرنا بند کر دیتے ہیں تو ان کی جان خود بخود اللہ کے حکم سے نکل جاتی ہے فرشتوں کو نکالنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

سورۃ فرقان کے آخر میں عباد الرحمٰن کی صفات بیان کی گئی ہیں:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا

رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں یہ لوگ نہ بیمار ہوتے

Marfat.com

ہیں نہ کمزور لیکن اپنے رب کے خوف سے زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوا سَلَامًا

جب جاہلوں سے مخاطب ہوتے ہیں تو سلام کہہ دیتے ہیں یعنی جاہلوں سے بحث ومباحثہ نہیں کرتے بلکہ سلامتی کی بات کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَ قِيَامًا

وہ اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔ رات چونکہ آرام کیلئے بنائی گئی ہے اسلئے رات کی عبادت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ رات کو چونکہ دوسرے لوگ سو رہے ہوتے ہیں اس لئے ریاکاری کا اندیشہ بھی کم ہوتا ہے اور اس میں تہجد کی نماز کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ

جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔ جہنم بڑی سخت چیز ہے اور اللہ کے بندے اس سے پناہ مانگتے ہی رہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ إِذَا أَنْفَقُوْا

جو مال خرچ کرتے ہیں۔ ضرورت مندوں پر مال خرچ کرنا مالی عبادت ہے اللہ کے بندے سخی ہوتے ہیں اپنے بھائیوں کی ضروریات پر خرچ کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ

اللہ کے علاوہ کسی دوسری معبود کو نہیں پکارتے۔ یہ توحید ہے اور توحید اللہ کو بہت پسند ہے۔ مشرک کی بخشش نہیں ہوگی توحید والے ایک نہ ایک دن ضرورت جنت میں چلے جائیں گے۔

وَلَا يَقْتُلُوْنَ

قتل نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ کسی کو ناحق قتل کرنے کی سزا جہنم ہے۔

وَلَا يَزْنُوْنَ

زنا نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی برائی ہے۔

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ

جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ جھوٹی گواہی ایک بہت بڑی لعنت ہے جھوٹی گواہی سے کسی کی زندگی تباہ ہوسکتی ہے۔ جو کسی کی زندگی تباہ کرے گا اس کی آخرت تباہ ہوگی۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا جس پر ثابت ہو جائے کہ اس نے جھوٹی گواہی دی اس کو چالیس درے مارو۔ منہ کالا کر کے شہر میں پھراؤ اور پھر طویل زمانے تک قید رکھو۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَاماً

اگر لغو اور بیہودہ مجلس سے ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں یعنی گناہ والی اور فضول قسم کی محفلوں میں شرکت نہیں کرتے۔

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَ جعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد انکی ظاہری صحت عافیت اور خوشحالی بھی ہے۔ اور ان کی باطنی اصلاح اور عمل صالح کی توفیق بھی شامل ہے۔ دعا کے ساتھ ساتھ ان کی ذاتی طور پر نگرانی کرتے رہنا چاہیے اور اچھی تربیت کرنی چاہیے۔

انسان کے بنیادی حقوق

آدم علیہ السلام کو جنت میں جو حقوق حاصل تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے:

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَا فِیْهَا

جنت میں تمہیں بھوک کی پریشانی نہ ہوگی

وَلَا تَعْرٰی

تم برہنہ بھی نہیں ہوگے۔ یعنی تمہیں لباس عطا کیا جائے گا۔

اِنَّکَ لَا تَظْمَئُوا فیها

اس میں تمہیں پیاس بھی نہیں ستائے گی۔

وَلَا تَضْحٰی

Marfat.com

تم دھوپ کی شدت سے بھی محفوظ رہو گے یعنی رہائش ملے گی۔ تا کہ سردی گرمی سے بچ سکو۔

یہ چاروں حقوق آدمؑ کو جنت میں حاصل تھے۔ یہ ہی بنیادی انسانی حقوق ہیں۔ کھانا پینا لباس رہائش دنیا میں چند ایک چیزیں اور بھی شامل ہیں اور اسلام انکی طرف بھی توجہ دیتا ہے۔ تا کہ دنیا کا نظام چلتا رہے۔

نکاح: تا کہ نسل انسانی آگے بڑھتی رہے۔

صحت: صحت ہوگی تو دنیا کے کام ہوں گے آدمی عبادت کر سکے گا آخرت کی تیاری کر سکے گا۔

تعلیم: یہ نور ہے ہر انسان کا حق ہے اسلام نے اسکو فرض قرار دیا ہے۔ جو آدمی ہر روز رات کو سورۃ واقعہ پڑھتا ہے اس کو کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر کی مستورات کو یہ (سورۃ واقعہ) سکھاؤ کیوں کہ یہ دولت و ثروت کی سورۃ ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ عبداللہ بن مسعودؓ کی بیمار پرسی کرنے کیلئے تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ ہم آپ کا ماہانہ عطیہ مقرر نہ کر دیں۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا آپ کی وفات کے بعد آپ کی بچیوں کے کام آئے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ آپ کو یہ فکر ہے کہ میری وفات کے بعد میری بچیاں بھوک وافلاس کا شکار ہوں گی ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھا کریں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۃ واقعہ کی تلاوت کرتا ہے اسے کبھی بھوک وافلاس سے واسطہ نہیں پڑے گا۔

قرآن پاک کی ایک سورۃ کا نام سورۃ جمعہ ہے۔ جمعہ کے دن کے بہت سے فضائل ہیں۔ اللہ نے جمعہ کا دن یہود پر پیش کیا تو انہوں نے ہفتے کا دن مانگ لیا۔ نصاریٰ پر پیش کیا تو انہوں نے اتوار کا دن مانگ لیا۔ اللہ نے یہ پیارا اور سردار دن سردار امت کو عطا کر دیا۔ جو آدمی جمعہ کی نماز کو چلے ہر قدم پر بیس نیکیاں ملتی ہیں اور جب

Marfat.com

واپس ہوتا ہے تو دوسو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور ایک سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

مسلم شریف کی ایک حدیث ہے تمام دنوں سے افضل دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے کیوں کہ اس میں آدمؑ کی تخلیق ہوئی اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اسی دن جنت سے باہر کیے گئے اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ فرشتے جمعہ کے دن رجسٹر لے کر مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر آنے والے کے نام و اوقات لکھتے رہتے ہیں۔ پہلی گھڑی میں آنے والا ایسا ہے جیسا کہ کوئی اونٹ قربان کرے۔ دوسری گھڑی میں آنے والا ایسا ہے جیسے گائے قربان کرے اس کے بعد آنے والا گویا مینڈھے کی قربان کر رہا ہے اور اس کے بعد آنے والا گویا مرغی کی قربانی کر رہا ہے۔ اور اس کے بعد آنے والا گویا انڈہ قربان کر رہا ہے (صدقہ کر رہا ہے) اور جب امام منبر پر خطبہ کیلئے آتا ہے تو فرشتے رجسٹر بند کر دیتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی دعا مانگی جائے قبول ہو جاتی ہے۔ جب کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یوں شریک ہو کہ وضو کر کے آیا ہو پھر خاموشی سے خطبہ سنے تو دونوں جمعوں کے درمیان کے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ جنت میں پاک شراب ہوگی۔ اور پینے میں درجات الگ الگ ہوں گے۔ کچھ لوگ تو خود پئیں گے کچھ لوگوں کو فرشتے پلائیں گے اور کچھ ایسے خوش قسمت ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے دست مبارک سے پیش کریں گے چند آدمی اگر کسی وزیر کو ملنے کیلئے جائیں اور وہ ان کو کولڈ ڈرنک پیش کرے۔ کچھ آدمی تو خود اٹھا کر پئیں اور کچھ لوگوں کو نوکر پلائیں ایک آدمی کو خود وزیر صاحب مشروب اٹھا کر دیں تو غور فرمائیں کہ اس کی کتنی عزت افزائی ہوگی اور وہ کتنا فخر محسوس کرے گا۔ اللہ جو سب سے بڑا ہے بادشاہوں کا بادشاہ ہے جب وہ اپنے بندے کو خود شراب طہور پیش کرے گا تو بندہ کتنا خوش ہوگا اور کتنی عزت افزائی محسوس کرے گا۔

Marfat.com

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ

اس دن ہر آدمی اپنے امام کے ساتھ بلایا جائے گا صحابہ کرامؓ اس آیت کے اترنے پر سب سے زیادہ خوش ہوئے کیوں کہ ان کے امام جناب محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور سارے صحابہ قیامت کے دن حضور ﷺ کے ساتھ ہی اٹھائے جائیں گے جس نے جس کو اپنے آگے رکھا اس کو ترجیح دی وہ قیامت کے دن اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا برے لوگ شیطان کے ساتھ اٹھائے جائیں گے نیک لوگ انبیاء صلحا کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ حنفی امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ اٹھائے جائیں گے شافعی امام شافعیؒ کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ جو لوگ دین پر سیاست کو ترجیح دیتے ہیں وہ اپنے سیاسی قائدین کے ساتھ اٹھائے جائیں گے اور جہاں ان کے لیڈر جائیں گے وہاں انکا بھی ٹھکانہ ہوگا۔ آج غور کرلیں قرآن کو اپنا امام بنالیں نیک بندوں کو اپنا امام بنالیں تاکہ آخرت میں کامیابی مل جائے۔

قرآن پاک فرماتا ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا (تحریم)

اے ایمان والو اپنے اللہ کی طرف سچی توبہ کرو۔ جس توبہ میں چھ چیزیں پائی جائیں وہ سچی توبہ ہے۔

گناہ کو ترک کردے۔ دل سے ندامت اور شرمندگی ہو۔ پختہ عزم کرے کہ پھر کبھی گناہ نہیں کروں گا۔ کسی سے لڑائی جھگڑا ہوا ہے اس سے معافی مانگ لے۔ اگر کسی کا مال کھایا ہے چرایا ہے دبایا ہے تو ادا کردے۔ جس طرح پہلے گناہوں میں لگا ہوا تھا اب اللہ کے اطاعت میں لگ جائے۔ جتنی محبت پہلے گناہوں سے تھی اس سے بھی زیادہ اب ان سے نفرت کرے۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَ الْاَرْضُ

نہ روئے ان پر آسمان اور زمین فرعون سمیت اسکا سولہ لاکھ کا لشکر ڈوب گیا لیکن کسی کو افسوس نہ ہوا قرآن کہتا ہے کہ زمین و آسمان اس پر نہ روئے۔ جبکہ ابن عباسؓ

Marfat.com

کے بقول جب مومن بندہ مرتا ہے تو چالیس دن تک زمین و آسمان روتے ہیں وہ رستے روتے ہیں جہاں سے وہ گزرا کرتا تھا وہ زمین روتی ہے جہاں پر بیٹھ کر وہ نیک کام کرتا تھا لیکن اگر کسی بڑے ملک کا صدر یا وزیر اعظم مر جائے تو زمین و آسمان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ جانوروں پرندوں درندوں کو کوئی افسوس نہیں ہوتا۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ

ہم نے تمہیں اس میں سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دیں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا یعنی ان کا مٹی سے پتلا بنوایا اور پھر اس میں روح پھونک دی اور چونکہ ہم سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اس لئے ہم سب بھی مٹی سے بنے ہوئے ہیں ایک دوسری توجیہہ بھی ہے کہ ہم سب مٹی سے نکلی ہوئی چیزیں کھاتے ہیں ہمارے اناج پھل سبزیاں حتیٰ کہ پانی بھی مٹی ہی سے نکلتا ہے انسان کا گوشت خون اور نطفہ سب اسی مٹی اور پانی سے بنتے ہیں اس لئے انسان کی اصل مٹی ہی ہے اور انسان چاہے جتنا بڑا بن جائے، جائے گا اس مٹی میں ہی۔ چاہے ہواؤں میں اڑے۔ ساری دنیا کا مالک بن جائے لیکن یہ مٹی اسے چھوڑے گی نہیں اسے بھی مٹی ہی بنا دے گی۔ انسان جب مر جاتا ہے تو اکثر قومیں اس کو دفن کر دیتی ہیں مجوسی آستھان پر رکھ دیتے ہیں تا کہ چیل کوے اسے کھا جائیں اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ ساحل سمندر پر رہنے والے اور کچھ جزیروں میں رہنے والے لوگ اپنے مردے کی آخری رسومات ادا کرنے کے بعد اسے سمندر میں پھینک دیتے ہیں ہندو اپنے مردوں کو جلا دیتے ہیں روزانہ پچیس تیس ہزار مردے صرف انڈیا میں جلائے جاتے ہیں مسلمان یہودی اور عیسائی دفن کرتے ہیں اور انسان کی تکریم بھی اسی میں ہے کہ اسے دفن کیا جائے اور دو گز زمین بھی قسمت والوں کو ملتی ہے۔ دنیا میں چاہے کسی کے پاس اپنا گھر بھی نہ ہو اور چاہے اس کے پاس ہزاروں مربعے زمین ہو جائے گا وہ اسی دو گز زمین میں۔

ایک بہت بڑے جاگیردار کے ڈیرے پر جو لوگ بھی آتے تھے وہ زمین پر بیٹھ کر اپنا مسئلہ پیش کرتے تھے چند ایک لوگ ہوتے تھے جو کرسی پر بیٹھ سکتے تھے۔ ایک دن

Marfat.com

ایک عام سا آدمی آیا اور شاہ صاحب کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ شاہ صاحب نے طنز بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا کون ہو اس نے کہا کہ جاگیردار ہوں۔ شاہ جی نے پوچھا کہ کتنی زمین ہے تمہارے پاس۔ اس نے کہا آپ کے برابر۔ شاہ کے پاس چار پانچ سو مربعے زمین تھی انہوں نے کہ پنجاب کے جتنے بھی بڑے زمیندار ہیں میں ان سب کو جانتا ہوں تمہیں نہ کبھی دیکھا نہ تمہارا نام سنا تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ تمہاری میرے برابر زمین ہے۔ اس آدمی نے کہا سانس ختم ہونے کی دیر ہے یہ ہوا نکلنے کی دیر ہے آپ کی اور میری برابر ہو جائے گی۔ مجھے بھی چند فٹ جگہ قبر کیلئے ملے گی اور آپ کو بھی چند فٹ جگہ ہی قبر کے لئے ملے گی۔

یہ تو اوپر کا معاملہ ہے نیچے نیک آدمی کی قبر حد نگاہ تک وسیع ہو جائے گی جنت کا باغ بن جائے گی۔ برے آدمی کی قبر دو انگلیوں کے برابر کر دی جائیگی دیواریں آپس میں مل جائیں گی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی۔

اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلّ

وہ چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر

کفار جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیوں کہ جانور جہنم میں تو نہیں جائیں گے بلکہ کفار اور مشرکین جہنم میں جائیں گے۔ جانور ان کو دیکھ کر شکر کریں گے کہ ہم انسان نہیں تھے کہ ہمیں جہنم میں جانا پڑتا۔ کفار جانوروں کو دیکھ کر کہیں گے کہ کاش ہم جانور ہوتے کتے اور سور ہوتے ہمارا حساب نہ ہوتا ہم جہنم میں نہ جاتے۔ ادلے بدلے کے بعد مٹی بن جاتے۔ انسان جب انسانیت سے گرتا ہے تو حیوان بن جاتا ہے۔ گائے بھینس حیوان ہے اگر ایک بھینس کے پاس دس من چارہ ڈال دیں اور دوسری بھوکی ہو تو وہ اسے پاس نہیں آنے دے گی اس کو ٹکریں مارے گی۔ یہ ہوتا ہے جانور جب جانور کے درجے سے گرتا ہے تو پھر درندہ بن جاتا ہے۔ شیر چیتا بھیڑیا درندے ہیں۔ شیر دس من کی بھینس کو گرالے گا دس کلو گوشت کھا کر چلا جائے گا۔ اپنے دس کلو گوشت کیلئے اس نے دس من کی بھینس کو ہلاک کر دیا۔ یہ ہے درندگی جب اس درجے سے گرتا ہے تو پھر موذی بن

Marfat.com

جاتا ہے سانپ بچھو موذی ہیں جب سانپ انسان کو کاٹتا ہے تو انسان تو مر جاتا ہے لیکن سانپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اسی طرح انسان بھی اپنے بعض اوقات اپنے تھوڑے سے فائدے کیلئے دوسروں کا بہت سا نقصان کر دیتا ہے اور بعض اوقات اسے کچھ فائدہ بھی نہیں ہوتا لیکن دوسروں کا نقصان کر دیتا ہے۔

اور جب انسان نیک بن جاتا ہے تو یہ فرشتوں سے بھی افضل بن جاتا ہے۔ جب حضرت آدمؑ میں جان ڈالی گئی تو ان کو چھینک آئی اور انہوں نے سب سے پہلا جملہ الحمدللہ کہا فرشتوں نے یرحمک اللہ کہا انسان کے منہ سے نکلے ہوئے پہلے الفاظ اللہ کی تعریف میں تھے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ

مرد عورتوں پر قوام ہیں یعنی مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ انسان تو انسان جانوروں پر غور کرلیں نر کو مادہ پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ نر سردار ہوتے ہیں بڑے ہوتے ہیں طاقتور ہوتے ہیں اگر انگریز اور اس کے ماننے والے نہ مانیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مرد کو عورت پر جو فضیلت حاصل ہے اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک وجہ فطری اور وہبی ہے جبکہ دوسری کسبی اور اختیاری۔ فطری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت عطا فرمائی ہے مثلاً عقل قوت، قوت ارادی عزم جرأت و بہادری علم و عمل جس کی وجہ سے نبوت حکومت امامت جہاد اذان خطبہ طلاق کا اختیار رجوع کا اختیار تعدد ازدواج اور ثبوت نسب وغیرہ مرد ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ غرضیکہ تمام اعمال شاقہ اور اجتماعی امور اللہ تعالیٰ نے مردوں ہی کے سپرد کئے ہیں حکومت اور خلافت کے معاملات کیلئے بھی بڑی جگر سوزی اور سوجھ بوجھ کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے یہ ذمہ داری بھی مردوں ہی کے سپرد کی گئی ہے۔ مرد کی فضیلت کی وجہ یہ بھی ہے کہ عورت کا مہر نان نفقہ اور دیگر اخراجات مرد کے ذمہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ٹیوب اگر ٹائر کے اندر ہی رہے تو دونوں کی بھلائی ہے ورنہ دونوں تباہ اسی طرح اگر عورت گھر کے اندر رہے مرد کے تابع رہے تو انسانیت کی فلاح اور بھلائی بھی اسی میں ہے۔ اگر عورتیں مردوں پر مسلط ہو

Marfat.com

جائیں حاکم ہو جائیں تو پھر انسانیت تباہ ہو جائے گی۔

وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ

بیت معمور فرشتوں کا قبلہ ہے۔ یہ خانہ کعبہ کے عین اوپر ساتویں آسمان پر ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے اس کے طواف اور نماز کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور پھر کبھی دوبارہ ان کا نمبر نہیں آتا۔ معراج کی رات نبی پاک ﷺ نے بیت المعمور کو دیکھا۔

زکوٰۃ دین کا اہم رکن ہے۔ یہ مالی عبادت ہے اور غرباء کا حق ہے جو ادا کرے وہ دونوں جہان میں کامیاب ہے ورنہ وبال ہے ثعلبہ بن حاطب انصاریؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے مال عطا فرمائے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ تیرا برا ہو تھوڑا مال بہتر ہے جس کا تو شکر ادا کر سکے بنسبت اس مال کے جس کے شکریہ کی تجھ میں طاقت نہ ہو۔ ثعلبہ کے بار بار کہنے پر نبی ﷺ نے دعا کر دی اے اللہ ثعلبہ کو مال عطا فرما۔ ثعلبہ نے بھیڑ بکریاں خریدیں تو وہ کیڑوں مکوڑوں کی طرح بڑھنے لگیں اور مدینہ میں نہ سما سکیں وہ شہر سے باہر لے کر چلا گیا صرف ظہر اور عصر کی نمازیں جماعت سے پڑھتا باقی جماعت کے بغیر پڑھنے لگا یا ترک کرنے لگا۔ جب مال اور بڑھا اور توجہ ادھر زیادہ ہو گئی تو پھر صرف جمعہ کی نماز کیلئے آنے لگا باقی نمازیں ترک کر دیں۔ پھر جمعہ بھی ترک کر دیا اور آنے جانے والوں سے مدینہ کی خبریں پوچھنے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ثعلبہ پر افسوس ثعلبہ پر افسوس۔ نبی پاک ﷺ نے زکوٰۃ کی وصولی کیلئے لوگوں کو مختلف علاقوں میں بھیجا تو ثعلبہ کے پاس بھی آدمی بھیجے اس نے کہا کہ یہ تو جزیہ ہے یا جزیہ کی بہن ہے اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اللہ نے اس کے بارے میں ایک آیت اتاری جب اس کو اطلاع دی گئی تو وہ زکوٰۃ دینے کیلئے آیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرا مال لینے سے روک دیا ہے۔ وہ واپس اپنے مسکن پر چلا گیا۔ حضور ﷺ نے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس زکوٰۃ کا مال بھیجا انہوں نے بھی نہیں لیا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں زکوٰۃ کا مال بھیجا انہوں نے بھی نہیں لیا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب حضور پاک ﷺ اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے نہیں

Marfat.com

لیا تو میں کس طرح لے سکتا ہوں۔ ثعلبہ حضرت عثمانؓ کے دور میں ہی مر گیا۔

جنت کتنی اچھی ہے اور جہنم کتنی بری ہے۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں حدیث صحیح کہہ کر اس حدیث کو بیان کیا ہے:

کافر کو لایا جائے گا اور اس کو آگ میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کیا تم نے کبھی کوئی اچھی حالت بھی دیکھی ہے۔ کیا تم نے کبھی کوئی نعمت الٰہی بھی دیکھی ہے۔ نہیں واللہ اے میرے رب میں نے نہیں دیکھی۔ ایک اور شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں شدید مفلسی اور ناداری کا شکار رہا تھا پس اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پھر کہا جائے گا کیا تم نے کبھی مفلسی بھی دیکھی ہے وہ کہے گا واللہ اے میرے رب نہیں دیکھی۔ (تفسیر ظلال القرآن ج ۷ ص ۱۴۱)

Marfat.com

قرآن اور ہم

قرآن پاک ایک مکمل کتاب ہے یہ ہمیں مکمل ضابطہ حیات عطا کرتی ہے زندگی گزارنے کے طور طریقے بتاتی ہے۔ قرآن کا موضوع انسان کی دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔ اگر انسان قرآن پر عمل کرے تو دونوں جہاں میں کامیاب ہوگا۔ مولانا احمد علی لاہوری ٹرین میں سوار ہونے لگے تو آدمی نے سوال کر دیا اس کا خیال یہ تھا کہ حضرت لمبا جواب دینے لگیں گے اور ٹرین چھوٹ جائے گی اور اگر جواب نہیں دیں گے تو پھر بھی مناسب نہیں ہوگا لوگ مذاق بنائیں گے کہ دینی سوال کا جواب دیا نہیں اور گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔ سوال یہ تھا کہ قرآن کا خلاصہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا قرآن کا خلاصہ یہ ہے کہ رب کو عبادت سے رسول ﷺ کو اطاعت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی کر لو اور فوراً آپ گاڑی میں سوار ہو گئے اور گاڑی چل پڑی۔ واقعی یہی قرآن کا خلاصہ ہے قرآن ہمیں رب کی عبادت کا رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ خاص طور پر والدین کے ساتھ۔ قرآن پاک ہمیں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے پڑوسیوں کے حقوق اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن پاک ہمیں خوش کلامی کا حکم دیتا ہے وقولو للناس حسنا ۔ قرآن پاک ہمیں صبر کی تلقین کرتا ہے سچ بولنے کا حکم دیتا ہے جھوٹ سے منع کرتا ہے بار بار تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وفائے عہد امانت کے ادا کرنے اور عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے ایثار و سخاوت کا حکم دیتا ہے بخل اور کنجوسی سے منع کرتا ہے استغنا قناعت اور توکل کی طرف بلاتا ہے اور تکبر اور غرور سے روکتا ہے۔ جرأت شجاعت درگزر وقار حیاء عفت و پاکدامنی کی ترغیب دیتا ہے۔ برائی اور فحاشی سے روکتا ہے طہارت اور پاکیزگی کا حکم دیتا ہے۔ اکل حلال پر زور دیتا ہے۔ حق پھیلانے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن ہمیں اور سب کو جہنم سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ اور جنت کی طرف دوڑنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ اللہ کی رسی

Marfat.com

ہے جس نے اس کو پکڑ لیا وہ اللہ کے پاس پہنچ گیا جنت میں پہنچ گیا فرمایا

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللہِ جَمِیْعًا

تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔

صحابہ کرامؓ نے قرآن کو تھام لیا اس کو سینے سے لگا لیا دونوں جہاں میں کامیاب ہو گئے۔ قرآن پاک کی برکت سے صحابہ کرام نے پچاس سال کے اندر آدھی دنیا کو فتح کر لیا اور پوری دنیا پر ان کا رعب پڑ گیا ان کے اثرات پڑ گئے۔ صحابہ کرامؓ نے رومیوں اور ایرانیوں کا اسلحہ استعمال نہیں کیا ان کی طرح خوراک نہیں کھائی قرآن پر عمل کیا قرآن کو ساتھ لے لیا اللہ کو ساتھ لے لیا اور ان پر فتح حاصل کر لی۔ اسی لئے تو ایرانی کہتے تھے کہ اے مسلمانو تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا تم نے ہمیں دکھایا اپنا آپ اور لڑایا اپنے خدا کو ہم تم سے ہارنے والے نہیں تھے ہم تو تمہارے خدا سے ہار گئے۔ صحابہ کرام کی تلواریں چھوٹی چھوٹی ہوتی تھیں رستم نے ربعی بن عامرؓ سے کہا تم اس تلوار سے ایران کو فتح کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ اپنی سب سے اچھی ڈھال منگواؤ تو انہوں نے اللہ اکبر کہہ کر اس پر تلوار ماری اور ڈھال کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اکثر صحابہ کے پاس تلوار کیلئے نیام نہیں ہوتی تھی۔ ایک صحابی رستم کے دربار میں گئے تو تلوار پر چیتھڑے لپیٹے ہوئے تھے۔ رستم نے کہا کہ اس تلوار سے کیا ہوگا۔ انہوں نے فرمایا کہ تلوار کو نہ دیکھو اس ہاتھ کو دیکھو۔ صحابہ کے تیر بہت چھوٹے ہوتے تھے ایرانی ان کو تکلے کہتے تھے لیکن صحابہ کے یہ تیر ان کی زرہ کو پھاڑ کر ان کے سینے میں پیوست ہو جاتے تھے۔ جبکہ ایرانیوں کے لمبے لمبے تیر صحابہ کے پھٹے پرانے کپڑوں میں الجھ جاتے تھے۔ یہ اللہ کی مدد تھی رستم اپنے سپاہیوں سے کہتا تھا کہ تم شہد اور دودھ پیتے ہو بادام اور گوشت کھاتے ہو مسلمان صرف کھجوریں کھاتے ہیں لیکن پھر بھی تم ان سے ہار جاتے ہو۔ یہ قرآن کی برکت تھی اللہ کی مدد تھی۔

برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ نے چونسٹھ سال حکومت کی اس کا ایک انتہائی لائق وزیر اعظم لارڈ ملبورن تھا ملکہ نے ایک دفعہ اپنے وزیر اعظم سے پوچھا کہ تاریخ عالم میں سب سے حیرت انگیز بات کونسی ہے تو وزیر اعظم لارڈ ملبورن نے کہا کہ مسلمانوں کا عروج، اہل

Marfat.com

عرب کا عروج۔ یہ ایک گری پڑی قوم تھے ان کو زندگی گزارنے کا علم نہیں تھا ان کے کوئی مستقل طور طریقے نہیں تھے یہ بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے۔ کھڑے ہوئے جانور کا گوشت کاٹ لیتے۔ زمین پر پڑے ہوئے خون کو چاٹ لیتے۔ آپس میں لڑتے تو برسوں تک لڑتے رہتے۔ چالیس چالیس پچاس پچاس سال تک ان کی جنگیں جاری رہتیں۔ اچانک یہ لوگ اٹھے اور ان لوگوں نے آدھی دنیا کو فتح کر لیا۔ اور پوری دنیا پر ان کے اثرات پڑ گئے۔ ملکہ نے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے۔ ان کی زندگیوں میں یہ انقلاب کیسے آ گیا۔ لارڈ ملبورن نے کہا کہ اس کی وجہ قرآن ہے۔ قرآن کی وجہ سے ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہو گیا۔ اور اگر آج بھی مسلمان قرآن کو تھام لیں قرآن پر عمل کرنے والے بن جائیں تو ان کو سابقہ عروج مل سکتا ہے۔ غور فرمائیں ہمارا ایک دشمن اتنی بڑی حقیقت بیان کر رہا ہے اور اس کا اعتراف کر رہا ہے کہ قرآن کی وجہ سے مسلمانوں کو عروج ملا تھا اور آج بھی قرآن ہی کی وجہ سے عروج مل سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم قرآن کو امام بنالیں۔ اس کو اپنے آگے رکھیں۔ پیٹھ پیچھے نہ رکھیں۔ آج ہماری ساری محنت دنیا پر ہو رہی ہے۔ آخرت کی فکر آخرت کا تصور دھندلا ہو گیا ہے۔ آخرت کی محنت پھیکی پڑ گئی ہے قرآن صرف ایصال ثواب کیلئے پڑھتے ہیں یا دُکان مکان کی برکت کیلئے۔ اس کو آئیڈیل بنا کر اس کو ضابطہ حیات سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ جو اس کو پڑھتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں ان پر لوگ تنقید کرتے ہیں ان کو پرانے زمانے کے لوگ سمجھتے ہیں خود کو روشن خیال اور جدید سمجھتے ہیں حالانکہ یہ لوگ خود تاریک خیال ہیں اور عنقریب مرتے ہی بالکل تاریک ہو جائیں گے۔ ایک دفعہ انگریزوں کے ایک غلام نے طنز سے عطاء اللہ شاہ بخاری سے کہا کہ آپ بات نہ کریں کیا آپ نے قانون پڑھا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا میں نے قانون نہیں پڑھا اور تم نے قران نہیں پڑھا۔ قیامت کے دن پتہ چل جائے گا کہ کیا پڑھنا ضروری تھا۔ ایک دفعہ غضنفر علی شاہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ وقت چلا گیا جب عطاء اللہ بخاری لوگوں کو قران پڑھ کر الو بنایا کرتا تھا (معاذ اللہ) اب پاکستان بن چکا ہے حالات بدل چکے ہیں اب ان باتوں کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔

Marfat.com

غضنفر بھی مر گیا بخاریؒ بھی اللہ کے پاس چلے گئے کل قیامت کے دن پتہ چل جائے گا کہ الو کون بنا اور نقصان اٹھانے والا کون بنا۔ اسیر مالٹا مفتی محمود الحسنؒ فرماتے ہیں میں نے تنہائیوں میں بیٹھ کر جیل کی کال کوٹھڑیوں میں بیٹھ کر بار بار سوچا اور برسوں تک سوچا کہ مسلمانوں کی پستی کا کیا علاج ہے۔ کونسا طریقہ ہے کہ مسلمان پستی سے نکل آئیں اور ان کو سابقہ عروج مل جائے۔ تو میرے ذہن میں دو باتیں آئیں ایک مسلمانوں کا اتحاد اور دوسرا قران پر عمل کرنا۔ آپ ذرا اس پر غور کریں تو صرف ایک بات رہ جائے گی اتحاد و اتفاق بھی صرف قران ہی کے ذریعے ہوگا کسی اور طریقے سے ہو ہی نہیں سکتا۔ بس یقین کریں کہ مسلمانوں کو پستی سے نکالنے اور عروج کی بلندیوں تک پہنچانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ قرآن پر عمل۔

ایک آدمی کھجور کے درخت کے اوپر چڑھ گیا لیکن اسے نیچے اترنے کا طریقہ نہیں آتا تھا۔ بہت سمجھایا لیکن وہ نیچے نہ اتر سکا آخر کا ایک بڑے (احمق) کے پاس گئے اور اسے ساری بات بتائی ایک بندہ رسہ لے کر درخت پر چڑھ جائے اور رسہ اس کی کمر سے باندھ دے۔ باندھنے والا خود نیچے اتر آئے اور پھر زور سے اس رسے کو کھینچیں وہ آدمی نیچے آجائے گا۔ وہ سب احمق اس پر تیار ہو گئے اور ایک آدمی کو رسہ دے کر درخت پر چڑھایا اس نے رسہ اس کی کمر سے باندھ دیا خود نیچے اتر آیا پھر زور سے رسے کو کھینچا وہ آدمی نیچے گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور فوری طور پر مر گیا۔ جب بڑے احمق کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ اس کی قسمت بری تھی ورنہ میں نے تو تین چار آدمی اسی طریقے سے کنویں سے نکلوائے ہیں۔ اب غور کریں اس بے وقوف کو پتہ نہیں تھا کہ کنویں سے بندے کو نکالنے کا طریقہ اور ہے اور درخت پر چڑھے ہوئے کو اتارنے کا طریقہ اور ہے۔ یقین کریں مسلمانوں کی ترقی اور نجات کا طریقہ اور ہے کفار کی ترقی کا طریقہ اور ہے۔ کفار جتنی دنیا کی محنت کریں گے اتنی ترقی کریں گے لیکن مسلمان جتنی قرآن پر محنت کرے گا عمل کرے گا اتنی ترقی کرے گا۔ آپ صحابہؓ کو دیکھ لیں انہوں نے ہرگز دنیا کی محنت نہیں کی دنیا کا طریقہ اختیار نہیں کیا بس قرآن پر عمل کیا رب نے ملکوں کے ملک ان

Marfat.com

کے قدموں میں ڈال دیئے۔ خزانے ان کے قدموں میں نچھاور کر دیئے۔ کفار کی ہزاروں سال کی کمائی صحابہ کی ملکیت بن گئی۔ آج ہم جتنا مرضی زور لگالیں ترقی نہیں کرسکیں گے عروج نہیں ملے گا ایک ہی طریقہ ہے قرآن کو سینے سے لگالیں قرآن پر عمل کرنے والے بن جائیں دنیا قدموں میں ہوگی۔ یہ بات ہو رہی ہے اجتماعی طور پر عمل کرنے کی تب اجتماعی طور پر ترقی ملے گی اگر انفرادی طور پر کریں گے تو انفرادی طور پر برکات ملیں گی اور آخرت بنے گی لیکن دنیا میں عروج ترقی اور خلافت وحکومت نہیں ملے گی۔ آج ہمارا یہ حال ہے کہ ایک گھر میں مہمان آئے ہوئے تھے قاری صاحب ٹیوشن پڑھانے کیلئے آئے تو بچوں کے والد نے قاری صاحب سے کہا کہ آج چھٹی کر لیں ہمارے گھر مہمان آئے ہوئے ہیں قاری صاحب چلے گئے اب بچے بڑے خوش ہوئے بچے آنے والے مہمان بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ تھوڑی دیر بعد ٹیوٹر آ گیا اب بچوں کے ذہن میں تو تھا کہ قاری صاحب کی طرح اس کی بھی چھٹی ہوگی لیکن صاحب نے ٹیوٹر کو کہا کہ آیئے سر آیئے بچے حیران ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم آج نہیں پڑھیں گے باپ نے سمجھایا بچے نہیں مانے تو باپ نے مار کر ان کو استاد کے سامنے بٹھا دیا۔ اب غور فرمائیں ان بچوں کے دل میں بچپن سے ہی یہ بات بیٹھ جائے گی کہ انگریزی کی اہمیت ہے یہ ضروری ہے لیکن معاذ اللہ قرآن ......

آج ہم اپنی اولاد کو کیا سبق دے رہے ہیں۔ ایک آدمی نے اپنے لڑکے کو بہت پڑھایا لکھایا یہاں تک کہ اس کا بیٹا امریکہ سے شیکسپیئر کی شاعری میں پی ایچ ڈی کر کے آیا۔ چند ہی دنوں کے بعد اس کا باپ مر گیا بیٹے کو نماز جنازہ کی دعا نہیں آتی تھی۔ وہ رو رو کر کہنے لگا میرے باپ نے مجھے بہت پڑھایا لکھایا لیکن نماز روزے کا نہیں کہا۔ اب میں اپنے باپ کو شیکسپیئر کی شاعری تو ایصال ثواب کر نہیں سکتا کاش میرے باپ نے دین کی طرف بھی توجہ کی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى

اور جو ہمارے ذکر (قرآن) سے منہ موڑے گا ہم اس کی زندگی کو تنگ کر دیں

Marfat.com

گے اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

کتنی بڑی بدبختی ہے کہ دنیا کی زندگی میں چین وسکون نہیں اور قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھایا جائے گا اور آج ہماری اکثریت کا یہی حال ہے کہ ہم قرآن سے دور ہیں۔ کچھ اچھے لوگ بھی ہیں جن کی نظر میں دنیا کی نہیں بلکہ دین کی اہمیت ہے ایک بہت امیر تبلیغی ساتھی کی کارگزاری ہے کہتے ہیں کہ میرے دل میں دین کی اہمیت کس طرح اتری۔ 1972ء کا واقعہ ہے میں بالکل نوجوان تھا والد صاحب نے مجھے بیس ہزار روپے دیئے کہ گھر لے کر جاؤ اس وقت بیس ہزار بہت بڑی رقم تھی۔ وہ رقم مجھ سے گم ہو گئی بہت تلاش کی لیکن نہیں مل سکی۔ کانپتا ہوا گھر آیا کہ اب شامت آجائے گی۔ والد صاحب کا سامنا تو کر ہی نہیں سکتا تھا البتہ ڈرڈر کر والدہ محترمہ کو بتا دیا انہوں نے تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں میں خود بات کرلوں گی۔ تین چار دن میں والد صاحب کی نظروں سے غائب رہا انہوں نے میرا پوچھا تک بھی نہیں۔ جب میں ان سے ملا تو مجھے اس چیز کا احساس تک نہ ہونے دیا کہ مجھ سے پیسے گم ہو گئے ہیں حتیٰ کہ یہ پوچھنا بھی گوارا نہ کیا کہ پیسے کس طرح گم ہوئے۔ بس ایسے محسوس کرایا کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ کئی ماہ بعد ایک بار میں عشاء کی نماز پڑھ کر بغیر تعلیم (فضائل اعمال) سنے مسجد سے چلا آیا جب والد صاحب گھر آ کر اتنی بے عزتی کی کہ میں آپ کو بتا ہی نہیں سکتا۔ اس دن سے میرے دل میں دین کی اہمیت بڑھ گئی اور دنیا میرے دل میں انتہائی گھٹیا اور چھوٹی ہو گئی۔ والد صاحب نے مجھے ایک سبق دے دیا کہ بیس ہزار روپے گم ہو جانا نقصان نہیں ہے لیکن دین کی بات نہ سننا یہ اصل نقصان ہے۔ قرآن پاک کائنات کا سب سے بڑا خزانہ ہے اگر یہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا اگر یہ نہیں ملا تو چاہے ساری دنیا مل جائے کچھ بھی نہیں ملا۔

ایک آدمی کے پاس اولاد نہیں تھی دعائیں مانگتا رہا منتیں مانتا رہا۔ ایک دن اس نے کہا کہ اگر خدا مجھے اولاد دے گا تو اس کی شادی پر دنیا کی ہر چیز اسے دوں گا اس کو اللہ نے ایک بیٹی دے دی بیٹی جوان ہو گئی جب شادی کرنے لگا تو منت یاد آ گئی اس نے سوچا کہ میں واقعی بہت امیر ہوں لیکن دنیا کہ ہر چیز دینا تو میرے بس میں نہیں بہت سی

Marfat.com

چیزیں ایسی ہوں گی جو میں نے دیکھی بھی نہیں ہوں گی۔ اس نے علماء سے پوچھا کسی نے تسلی بخش جواب نہ دیا آخر کار امام شافعیؒ سے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ تم اپنی بیٹی کو جہیز میں چاہے کچھ بھی نہ دو صرف قرآن پاک دے دو تو تم نے دنیا کی ہر چیز دے دی۔ یہ دونوں جہاں کی سب سے بڑی دولت ہے۔

Marfat.com

قرآن اور آخرت

حدیث پاک ہے:

خیر کم من تعلم القرآن و علمه

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ بہتر انسان قرآن سیکھنے اور سکھانے والا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے انسان جب قرآن پڑھتا ہے تو رب سے ہمکلام ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب میرا دل چاہتا ہے کہ میں رب سے کلام کروں تو میں نماز شروع کر دیتا ہوں۔ جب دل چاہتا ہے کہ رب میرے ساتھ کلام کرے تو میں قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیتا ہوں۔ جب ہم کسی بڑے سے بات کرتے ہیں ملاقات کرتے ہیں تو بڑے فخر سے لوگوں کو بتاتے ہیں۔ اگر صدر وزیر اعظم سے کسی کی ملاقات ہو جائے تو وہ پھولے نہیں سماتا۔ ان کے ساتھ چند منٹ کی گفتگو کو برسوں تک یاد رکھتا ہے۔ بار بار لوگوں کو بتاتا ہے۔ نوشیرواں ایران کا بادشاہ تھا اس کا عدل بہت مشہور ہے۔ جب ہمارے نبی پاک ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال تھی تو اس وقت یہ مرا تھا۔ ایک غریب اعرابی جس کا نام حاجب بن زرارہ تھا نوشیرواں سے ملنے کیلئے گیا دربانوں نے اسے اندر نہیں جانے دیا۔ بار بار کے اصرار پر ایک دربان کو اس پر ترس آ گیا۔ اور اس نے کہا کہ میں بادشاہ سے پوچھ کر آتا ہوں اگر اجازت ملتی ہے تمہاری ملاقات کروادی جائے گی نوشیرواں کے پاس جاکر دربان نے عرض کی کہ ایک غریب اعرابی آپ سے ملنا چاہتا ہے اس نے اجازت دے دی۔ جب حاجب نوشیرواں کے پاس پہنچا تو نوشیرواں نے کہا کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔ حاجب نے کہا کہ میں ایک عرب سردار ہوں ایک ہی فقرے پر نوشیرواں چونک پڑا اور بولا کہ ابھی تو تم نے پیغام بھجوایا ہے کہ میں ایک غریب اعرابی ہوں اور ابھی تم عرب سردار کیسے بن گئے ہو۔ حاجب بن زرارہ نے کہا کہ جب میں باہر تھا تو میں ایک غریب آدمی تھا اب میں عام آدمی نہیں ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اب نوشیرواں کے ساتھ

Marfat.com

گفتگو کر رہا ہوں۔ نوشیرواں میرے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ اب میری حیثیت بدل چکی ہے۔ نوشیرواں حیران رہ گیا اور اس نے کہا کہ تم نے کتنی بڑی بات کی ہے اور مجھے کتنی عزت دی ہے۔ واقعی تمہاری حیثیت بدل گئی ہے اور تم عام آدمی نہیں ہو اور اب غریب بھی نہیں رہو گے۔ نوشیرواں نے حکم دیا کہ اس آدمی کا منہ موتیوں سے بھر دیا جائے۔ اس اعرابی کا منہ موتیوں سے بھر دیا گیا اور وہ مالا مال ہو گیا۔ غور فرمائیں جس نے نوشیرواں کے ساتھ ایک دفعہ گفتگو کی کلام کیا وہ مالا مال ہو گیا تو جو بندہ اپنے رب سے کلام کرے گا اس کے کلام کو پڑھے گا رب اس کو کتنا مالا مال کرے گا۔ اسے دونوں جہاں میں کامیاب کرے گا۔ قرآن انسان کو رب سے اس کی مرضی کی ہر چیز دلوائے گا۔ قرآن دنیا میں رب کے دیدار کا قائم مقام ہے۔ چونکہ ہم دنیا میں رب کو دیکھ نہیں سکتے لیکن اس کے کلام کو تو پڑھ سکتے ہیں سن سکتے ہیں۔ آج جو قرآن سے محبت کرے گا کل وہ اپنے رب کو پا لے گا اس کا دیدار کرے گا اس کا قرب حاصل کرے گا۔ جو قرآن سے دور ہوتا جائے گا وہ رب سے دور ہوتا چلا جائے گا۔ قرآن پاک کو بہت سے فضائل حاصل ہیں جو قرآن پاک پڑھے گا اس پر عمل کرے گا قرآن اس کو بھی فضائل اور انعامات دلوائے گا۔ قرآن کو دوسرے کلاموں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح کہ رب کو مخلوق پر۔ اگر کسی کو مال و دولت سے پیار ہے تو قران پاک جنت میں خزانوں کے دروازے کھلوا دے گا۔ جتنا مرضی لے لو آپ کی خواہش پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اگر دوہرے نفع پر مرمٹتا ہے چاہتا ہے کہ ہر چیز میں دوگنا نفع کمائے تو قرآن اٹکنے والے کو دوہرا اجر دلواتا ہے۔ اگر کوئی عزت و وقات کا دلدادہ ہے ایم پی اے ایم این اے بننا چاہتا ہے تو قرآن جنت کے درجات دلوائے گا۔ اگر کوئی آدمی سیاست دانوں اور پولیس والوں سے دوستی لگاتا ہے کہ جب کبھی مصیبت آئے گی تو ان سے مدد لوں گا چوکی تھانے اور کچہری کے کام آسان ہو جائیں گے تو یقین کریں کہ قرآن پاک سب سے بڑھ کر جھگڑالو ثابت ہوگا یہ رب سے اپنے پڑھنے والے کو معافی دلوائے گا اس کو عذاب سے بچائے گا اور اگر قرآن پاک کسی کے خلاف جھگڑا شروع کر دے گا تو وہ پھنس جائے گا۔ آج قرآن

Marfat.com

پاک سے دوستی لگالیں تا کہ کل یہ آپ کے حق میں جھگڑا کرے اگر کسی کو معلومات عامہ اور باریک بینیوں کا شوق ہے اور اس کیلئے اخبارات و رسائل اور دوسری کتابیں پڑھتا ہے تو یقین کریں کہ قرآن پاک سب سے بڑھ کر معلومات عطا کرنے والا ہے۔ بڑی بڑی اور سچی خبریں بتانے والا ہے۔ اگر کسی کو بڑے بڑے محلات کا شوق ہے تو قرآن پاک سب سے اونچے درجے تک پہنچائے گا حکم ہوگا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات پر چڑھتا جا جہاں تیری آخری آیت ہوگی وہی تیرا مقام ہوگا۔ اگر کوئی عورتوں کے چکر میں پڑا ہوا ہے تو وہ رک جائے اور قرآن کو اپنا امام بنالے قرآن اس آدمی کو جنت کی پاکیزہ حوریں ہزاروں کی تعداد میں دلوائے گا جو کبھی بوڑھی ہوں گی نہ ناراض ہوں گی۔ اور نہ ہی کبھی مریں گی۔ اگر کوئی دس گنا نفع چاہتا ہے تو دنیا میں بظاہر ناممکن ہے لیکن قرآن ہر حرف پر دس نیکیاں دلاتا اور ہر نیکی پر جنت میں نہ جانے کیا کچھ ملنے والا ہے۔ اگر کوئی اس بات پر ناز کرتا ہے کہ میرے کہنے پر پولیس نے فلاں آدمی کو چھوڑ دیا فلاں آدمی کو میں نے جیل سے رہا کروالیا تو قرآن پاک اپنے حفظ کرنے والے کو اختیار دلوائے گا کہ وہ دس جہنمیوں کو جہنم سے نکال لائے۔ اس سے بڑھ کر عزت کیا ہوگی۔ اور وہ کتنے احسان مند ہوں گے حافظ قرآن کے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ ایسی تجارت کروں کہ محنت کم ہو اور نفع بہت زیادہ تو قرآن سے بڑھ کر کوئی تجارت نہیں کہ مشقت کم ہے اور نفع بہت ہی زیادہ اگر آپ کو روشنیوں سے محبت ہے تو قرآن سے بڑھ کر روشنی کیا ہوگی قرآن حافظ کے والدین کو ایسا تاج پہنائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی۔ تو غور فرمائیں جس نے خود حفظ کیا ہوا ہوگا اس کو کیا کچھ ملے گا اس کو کتنا نور عطا ہوگا۔ حافظ کے والدین کو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت ساری دنیا ادا نہیں کر سکتی۔ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے یہ اس سب سے زیادہ قیمتی ہوں گے۔ تو حافظ کو کیا کچھ عطا ہوگا۔ آپ کوشش کیوں نہیں کرتے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے دوست احباب رشتہ دار آپ کو تحائف دیا کریں تو آپ یقین کریں کہ قرآن آپ کو جنت میں رب سے ایسے تحائف دلوائے گا کہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو

Marfat.com

جائیں گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ بڑے لوگوں وزیروں مشیروں سفیروں میں آپ کے تذکرے ہوں تو یہ چھوٹی سوچ ہے قرآن پڑھیئے یہ رب کے دربار میں فرشتوں کی محفلوں میں آپ کا ذکر کروائے گا۔ اگر آپ سیر و سیاحت کے شوقین ہیں مری سوات کشمیر تو کیا یورپ امریکہ کینیڈا سیر کیلئے جاتے ہیں تو یہ کچھ بھی نہیں۔ اس دنیا کو تو جب سے اللہ نے بنایا ہے اس وقت سے آج تک ایک دفعہ بھی رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ وہ جنت جس کو رب روزانہ پانچ بار اور زیادہ خوبصورت ہو جانے کا حکم دیتا ہے رب اس کی سیر کروائے گا اس کی وادیاں آپ کو عطا کرے گا۔ اس کے محلات میں ہمیشہ رہنے والا بنا دے گا۔ اگر آپ نوکری چاہتے ہیں خاص طور پر کسی بڑے وزیر مشیر یا سیکرٹری کی تو یقین کریں یہ بھی کچھ نہیں۔ قرآن پڑھیئے اس پر عمل کیجئے یہ آپ کو رب کی دوستی دلوائے گا اس کے دربار میں بٹھائے گا۔ اگر آپ اسلام آباد میں رہنا چاہتے ہیں اور وہ بھی بلیو ایریا میں تو یہ خواہش بھی چھوٹی ہے قرآن کو حقیقی معنوں میں اختیار کر لیجئے یہ آپ کو سب سے اونچی جنت یعنی جنت الفردوس میں لے جائے گا۔ جس کی چھت رب کا عرش ہو گا آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان اور کوئی چیز نہیں ہو گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ وزیر بن جائیں اگر آپ نہ بن سکیں تو آپ کے بیٹے وزیر بن جائیں اول تو یہ بھی مشکل ہے اور اگر بن بھی جائیں تو پھر یہ وزارتیں اور صدارتیں ادھر ہی رہ جائیں گی لیکن اگر آپ قرآن کو سمجھنے والے بن جائیں تو اتنا بڑا اعزاز ملے گا جس کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جنت میں ایک میدان ہو گا اس کو میدان مزید کہتے ہیں ہر جمعہ کو سارے جنتی اس میں اکٹھے ہوں گے اللہ تعالیٰ اپنا دیدار بھی کروائیں گے۔ لیکن اس اجلاس کے علاوہ ایک اہم اجلاس بھی ہو گا جیسا کہ اسمبلی کے اجلاس کے علاوہ ایک کابینہ کا اجلاس ہوتا ہے اس میں وزیر اعظم کے ساتھ صرف وزراء ہی ہوتے ہیں۔ کوئی ایم این اے اس میں شریک نہیں ہو سکتا نہ ہی کسی اور کو اس میں شمولیت کی اجازت ہوتی ہے۔

جنت میں بھی اللہ ایک خصوصی اجلاس بلائے گا اس میں صرف علماء ہوں گے اور اللہ اس میں قرآنی علوم کو کھولے گا۔ اگر آپ عالم نہیں بن سکے تو اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم

Marfat.com

دلوائیں تا کہ آپ کے بچے اس خصوصی اجلاس میں شرکت کرنے والے بن جائیں یہ بھی آپ کے لئے اعزاز ہوگا۔ اس کے بارے آج غور کرنا ہوگا کل کو آپ پاس اختیار نہیں ہوگا۔ آج کچھ لوگ قرآن پڑھنے والوں پر تنقید کرتے ہیں وقت کا ضیاع بتاتے ہیں انہیں طعنے دیتے ہیں لیکن دنیا کی آنکھیں بند ہوتے ہی ان کے سامنے حقیقت آجائے گی۔ جب آخرت کی آنکھیں کھلیں گی تب انکی عقل ٹھکانے لگے گی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہماری دنیا کے انسان سوئے ہوئے ہیں یہ بیدار اس وقت ہوں گے جب ان کو موت آئے گی اصل اور حقیقی زندگی تو اس وقت شروع ہوگی۔ پشاور میں ایک شادی پر ایک صاحب کے چار پانچ داماد اکٹھے ہو گئے ان میں ایک ڈاکٹر تھے ایک پروفیسر ایک کاروباری ایک قاری اور ایک سرحد اسمبلی کے سپیکر تھے۔ سپیکر صاحب کو چونکہ خماری زیادہ تھی۔ اس لئے انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب ماہانہ کتنا کما لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پچاس ہزار تنخواہ ہے پچاس ساٹھ ہزار کلینک سے بن جاتے ہیں۔ پروفیسر صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ چالیس ہزار تنخواہ ہے چالیس پچاس ہزار ٹیوشن پڑھا کر بن جاتے ہیں۔ بزنس مین نے بھی بتایا کہ ڈیڑھ دو لاکھ ماہانہ بن جاتے ہیں۔ سپیکر صاحب نے کہا کہ رہی ہماری بات تو سب کچھ ہمارا ہے جس چیز پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں وہ ہماری ہو جاتی ہے۔ اب وہ قاری صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور طنز بھرے لہجے میں پوچھا کہ قاری صاحب آپ کیا کما لیتے ہیں۔ قاری صاحب عقل مند آدمی تھے فوراً بول اٹھے کہ جناب سپیکر یہ جگہ کمائی بتانے کی نہیں ہے قیامت کے دن بتا دیں گے کہ کیا کمائی کر کے آئے۔ واقعی اصل کمائی تو آخرت کی کمائی ہے اور قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ کون کیا کمائی کر کے آیا ہے۔

کچھ لوگ تو اپنی کمائی کی وجہ سے جہنم میں جل رہے ہوں گے اور کچھ رب کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ اللہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ میری تعریف کرو۔ فرشتے اللہ کی تعریف کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیلؑ کو حکم دے گا کہ میرے عرش کے پاس آ کر میری تعریف کرو۔ فرشتوں میں سب سے پیاری آواز اسرافیلؑ کی ہے وہ اللہ کی تعریف

Marfat.com

کریں گے ان کی آواز سب پر غالب آ جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت داؤدؑ کو بلائے گا وہ اللہ کے عرش کے پاس کھڑے ہو کر اللہ کی تعریف کریں گے زبور پڑھیں گے۔ دنیا میں جب وہ زبور پڑھتے تھے تو چلتا ہوا پانی رک جاتا تھا اڑتے ہوئے پرندے ہواؤں میں رک جاتے تھے پہاڑ جھومنے لگتے تھے جنگلی جانور اور درندے ان کے ارد گرد آ کر بیٹھ جاتے تھے۔ جب حضرت داؤدؑ جنت میں زبور پڑھیں گے تو اہل جنت دو سو سال تک وجد کی کیفیت میں رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کو بلائیں گے اور قرآن پاک کی تلاوت کا حکم دیں گے۔ جب نبی پاک ﷺ تلاوت کلام پاک فرمائے گے تو تمام اہل جنت پانچ سو سال تک وجد کی کیفیت میں رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ خود قرآن پاک سنائیں گے۔ اللہ جو سب کا خالق ہے سب پیاری اور خوبصورت آوازوں کا پیدا کرنے والا ہے اس کی اپنی آواز کتنی پیاری ہوگی اور اس وقت کتنا مزہ آئے گا اور نہ جانے کب تک لوگ وجد کی کیفیت میں رہیں گے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن پڑھنے والے، سمجھنے والے اس کو پھیلانے والے اور اس کو نافذ کرنے والے بن جائیں تاکہ ہم اللہ سے اور اس کے محبوب سے اس کا محبوب کلام جنت میں سننے والے بن جائیں۔ آمین

Marfat.com

کتابیات

فضائل اعمال، فضائل قرآن	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
قرآن آپ سے کیا کہتا ہے	مولانا محمد منظور نعمانیؒ
قرآن پاک نے ہمیں کیا دیا	محمد حسین
قرآن کے بکھرے موتی	مولانا محمد اصغر کرنالوی
تجلیات قرآن	مولانا منیر احمد معاویہ
قرآن اور انسانی حقوق	و محمد اختر
قرآن پاک کا معلوماتی انسائیکلو پیڈیا	محترمہ ام انس
قران پاک کے سائنسی انکشافات	ابو محمد مخدوم زادہ
فضائل حفاظ القرآن	محمد طاہر مدنی
سیارہ ڈائجسٹ، قرآن پاک نمبر	
عزم نو، قرآن پاک نمبر	پروفیسر محمد حسین عاصی
خزانہ قرآنی معلومات	مفتی عبداللہ مسعود
مطالعہ قرآن	محمد حنیف ندوی
تعلیمات قرآن	علامہ اسلم جیراجپوری
تحفہ حفاظ	محمد اسحاق ملتانی
دو قرآن	ڈاکٹر غلام جیلانی برق
محاضرات قرآنی	ڈاکٹر محمود احمد غازی
قصص القرآن	محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی
قرآن اور انسان	حافظ مبشر
قرآن کا قانون عروج و زوال	مولانا ابوالکلام آزاد

ان کے علاوہ دیگر کتب سے بھی استفادہ کیا گیا۔

Marfat.com

منظرِ عام پر آ چکی ہے

اللہ ربی

مصنف

پروفیسر حافظ ندیم احمد
چناب کالج اسلام آباد

Marfat.com

جلد آ رہی ہے

حبیب ربیؐ

مصنف

پروفیسر حافظ ندیم احمد
چناب کالج اسلام آباد

Marfat.com

جلد آرہی ہے

دینِ ربی

مصنف

پروفیسر حافظ ندیم احمد

چناب کالج اسلام آباد

Marfat.com

جلد آرہی ہے

موت اور آخرت

مصنف

پروفیسر حافظ ندیم احمد

چناب کالج اسلام آباد

Marfat.com

کلام ربی

تالیف

پروفیسر حافظ ندیم احمد ٹیپو
چناب کالج اسلام آباد
0322 7812505
0311 7705321

مکتبہ شہید اسلام
اسلام آباد
موبائل: 0321 5180613

Marfat.com